

**TEXT CUT WITHIN  
THE BOOK ONLY**

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_224914**

UNIVERSAL  
LIBRARY

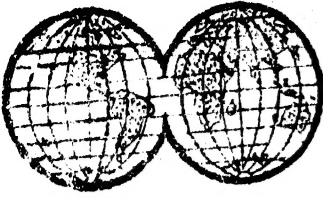




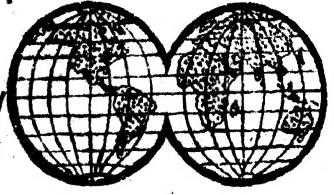








# رسالہ نمائش



جلد (۴) دس و ہجرت ۳۳۴ھ فیصلی نومبر و دسمبر ۱۹۲۲ء عیسوی نمبر ۳۹ و ۳۸

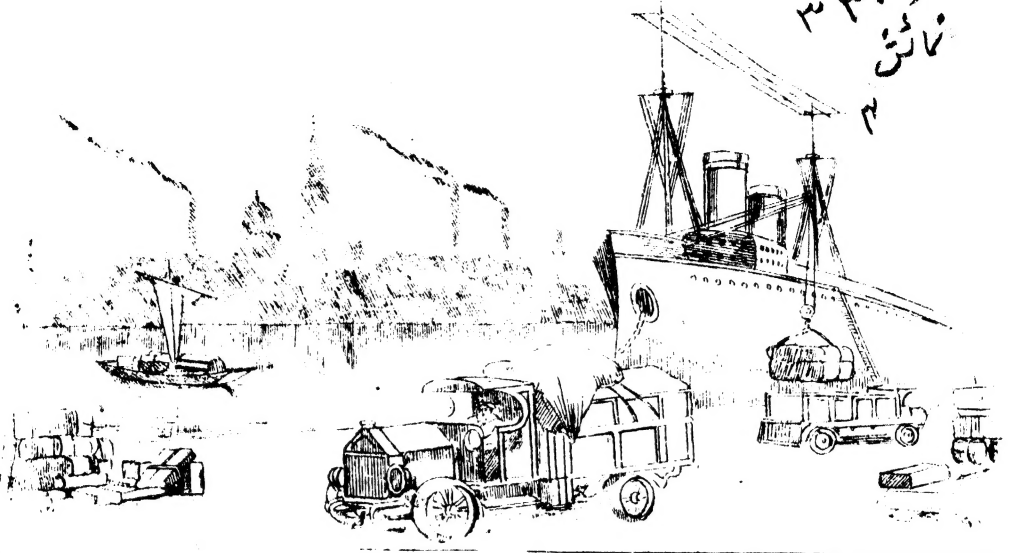
## فہرست مضامین

۶۹	دفتر رسالت	۲۰	۴۳	دفتر رسالت	۱	گواہی اور اس کے فوائد
۷۱	جناب ایم ایچ بیگ صاحب	۲۱	۴۸	ایضاً	۲	جوابات
۷۴	دفتر رسالت	۲۲	۴۹	ایضاً	۳	پھولوں سے رنگ بنانا
۷۵	ایضاً	۲۳	۵۰	ایضاً	۴	جڑوں سے رنگ نکالنا
					۵	سیر و سکو پر کھینچنا
					۶	روٹی سے سیاہی کے
						دھبے دور کرنا
					۷	شربت بنانے کے طریقے
					۸	کھنکھ کو محفوظ رکھنا
					۹	نیلک اکا سنڈ
					۱۰	پھلوں سے رنگ نکالنا
					۱۱	اکسٹینشن
					۱۲	ملاقاتی کارڈ کو خوشنواں بنانا
					۱۳	مٹک میں نہ جانے والا
					۱۴	آئندہ فارم کا بدل
					۱۵	خانہ داری کے متعلق
					۱۶	مزوری پر باتیں
					۱۷	سند و سنان برطانوی
					۱۸	نمائشیں
					۱۹	احیاء حیات انسانی
						کی تمہیں
					۱۸	مواہیات
					۱۹	مرفیونکی پرورش

### اوتیات

۷۹	ایضاً	۲۴	۵۲	ایضاً
۸۱	جناب مولوی غلام غلام خان صاحب	۲۵	۵۲	ایضاً
۸۲	جناب مولوی حکیم سید محمد صاحب	۲۶		
۸۵	شہید امر دہوی			
۸۵	جناب مولوی محمد الون صاحب	۲۷		
۸۵	جناب مولوی سید قمر حسن صاحب	۲۸		
	ایم۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بی۔			
۸۶	جناب مولوی سید محمد صاحب	۲۹	۵۴	
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۰		
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۱		
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۲		
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۳	۵۵	
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۴		
	بی۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بی۔			
۹۸	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۵		
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۶	۵۹	
	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۷		
۹۹	جناب مولوی سید محمد صاحب	۳۸	۶۵	





### لکڑی اور اُس کے فوائد

اگر کوئی شخص عام اس سے کہ وہ ایک چھوٹی لکڑی کا رتنے والا ہو یا ایک محل کا اپنے گرد پیش یہ معلوم کر سکی غرض سے نظر ڈالے کہ وہ سنے جو اس کی راحت و آرام کے اسباب میں سب سے زیادہ ممتاز ہے اور سب سے زیادہ کام دہتی ہے کوئی بے توقیفی طور پر وہ یہ محسوس کرے گا کہ یہ چیز لکڑی ہے ممکن ہے کہ بعض لوگ اس کے خلاف کسی دوسری چیز کو اپنی سامان عیش میں لکڑی سے بھی زیادہ ممتاز پائیں مگر اس لحاظ سے کہ ہر قاعدہ کے ساتھ مستثنیات بھی ضرور ہوتی ہیں یہ اشتنا کچھ زیادہ قابل لحاظ نہیں ہوگا۔

لکڑی کو سب سے زیادہ جو چیز دوسری تمام اشیاء کے مقابلہ میں ممتاز اور بہ آسانی قابل استعمال بناتی ہے وہ اس کی سہل اٹھو لی اور بغیر کسی زیادہ وقت کے فوراً استعمال

میں اجانا ہے۔ جس طرح لوہے اور سونے اور ہر قسم کی دوسری دھاتوں کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ ان کو ایک خاص ڈھنگ پر لائیکیلے ایک لوہار اور ایک سنار یا اسی قسم کے کئی سرے پیشہ ور کی موجودگی لازمی ہے اس طرح لکڑی میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ ایک غریب انسان جو نہ لوہار ہوتا ہے نہ سنار نہ بڑھی ہوتا ہے۔ نہ سمار۔ اپنی ضرورت کے وقت بغیر کسی قسم کی وقت کے لکڑی سے وہی کام لے لیتا ہے جو خود دیکھی کر سکتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ موخر الذکر اسی کام کو زیادہ خوشامی اور بہ نسبت پہلے کے زیادہ دیدہ زیب کر لیتا ہے۔ مگر بہ لحاظ نتیجہ دونوں کا عمل برابر ہے۔

سائنس کا بہترین مصرف یہ ہونا چاہئے کہ جو چیز زیادہ آسانی سے دستیاب ہو سکتی ہے اور جس کو لوگ اس کی سہل اٹھو لی کی وجہ سے بے وقت سمجھتے ہیں

ایسے سائنٹفک عمل جراحی کر کے کہ وہ ہلچل بھول تو پہلے ہی کی طرح رہے لیکن اسکی قدر قیمت میں اضافہ ہو جائے اور وہ لوگ جو پہلے اسے ایک بے وقعت تھے سمجھتے تھے۔ اب اس کے دلدادہ اور گرویدہ ہو جائیں۔ اور اسے نہ صرف اپنی ضروریات ہی کی غرض سے استعمال میں لائیں بلکہ اس کے ذریعہ سے اپنے ملک کی تجارت اور صنعت و حرفت میں بھی خاطر خواہ ترقی پیدا کریں اس شعبہ صنعت و حرفت میں حقیقت یہ ہے کہ ہالینڈ نے بہت زیادہ ترقی کی ہے اس نے

اس ذریعہ مول کو سمجھ لیا کہ بے وقعت چیزوں کو قابل قدر بنا دینے ہی میں سائنس کی کامیابی اور اس کے ساتھ ساتھ ملکی تجارت کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ ہندوستان میں بھی جو چیز سب سے زیادہ آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے اور جس سے ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق استفادہ کر سکتا ہے وہ بھی کڑی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ملک کی تجارتی اور صنعت و حرفت میں ممتاز درجہ حاصل کرنے کیلئے زیادہ تر اسی طرف توجہ معطوف کی جائے۔ ہندوستان میں اب تک جو چیزیں دوسرے ملکوں کی دیکھا دیکھی یا خود بنائی گئی ہیں اس میں شک نہیں کہ وہ دوسرے ملکوں کی بنی ہوئی چیزوں سے باوجود اس امر واقعہ کے کہ ہندوستان ملچاٹا سائنس و آلات سائنس سب سے پیچھے ہے اور یہاں جو چیزیں بنائی جاتی ہیں وہ عموماً کلوں اور مشینوں کے ذریعہ تیار ہوتے ہیں بنائی جاتی ہیں بلکہ ہاتھ سے بنائی جاتی ہیں۔

کسی صورت سے کیا بلچاٹا صنعتی اور کیا بلچاٹا عہدگی اگر بڑھی ہوئی نہیں تو گھٹی ہوئی بھی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کہنا ہرگز سبب نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان میں اب بھی بعض چیزیں ایسی بنائی جاتی ہیں کہ انکی حد تک دوسرے ممالک ایسی چیزیں بنانے سے قاصر ہیں مثلاً آبنوس وغیرہ کے صندوقچے جن پر ہاتھی دانت کا یا اور کسی چیز کا کام کیا جاتا ہے اس قدر نفیس اور خوبصورت ہوتے ہیں کہ باہر کے رہنے والے بھی جنہیں کچھ بھی نفاست سے لگاؤ اور ہندوستان سے بے تعصبی ہے۔ ہاتھوں ہاتھ خریدتے ہیں۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ کڑی کو زیادہ تر کام میں لائینی جس خاص ملک نے سب سے زیادہ کوشش کی ہے اور کامیابی حاصل کی ہے وہ ہالینڈ ہے۔ خیابانہ مثال کے طور پر ہم یہاں ہالینڈ کی ایجادات اور مملکت کے بنجہ و باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ قدرت نے کڑی میں کیا کیا راز پوشیدہ کئے ہیں اور ان سے کس طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

دنیا کے دیکھتے دیکھتے ہالینڈ نے صنعت و حرفت کے ایک ایسے شعبہ میں یکایک ترقی کی ہے۔ جس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ سخت اور محسوس قسم کی کڑیوں کی کاشت میں نہایت اہم اور عجیب عجیب انقلاب واقع ہونے والے ہیں۔ سائنس کے صنفاور کبریا نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نرم اور ناکارہ کڑیوں کو۔ دباؤ و کمر سخت اور کارآمد کڑیوں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جو دباؤ و کمر نہ صرف سخت اور محسوس ہی ہو جاتی ہیں بلکہ ان میں ایک





اس طرح دینا چاہیے کہ ہر طرف دباؤ کا زور برابر رہے اور اس حصول مقصد میں آسانی کے لحاظ سے کسی سیال شے کو وسیلہ قرار دینا چاہیے۔ پانی اس غرض کیلئے نہایت مضر شے ہے خصوصاً اس لئے کہ یہ کڑی میں سرایت کر جاتا ہے اور اس وجہ سے دباؤ کامیاب نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں اینک جو چیز بہترین اور کامیاب پائی گئی ہے وہ ایس فالٹ (Asphalt) ہے۔ یہ کڑی کے صرف اوپری سطح میں سرایت کرتا ہے اور اس کے بعد ایک ایسا سخت طبق کڑی میں پیدا کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے خود بھی اندر کی طرف سرایت نہیں کر سکتا۔

دباؤ دینے کا یہ طریقہ ہے کہ درخت کے سالم تنے کو ایس فالٹ میں غوطہ دیکر (Autoclave) میں رکھ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو پانچ گھنٹہ تک ۱۰۰ ڈگری تک لیکر تین سو اٹھاسی فیصد تک دباؤ دیا جاتا ہے۔ پانچ گھنٹے کے بعد متاثرہ اہلی انجمت سے نصف اور نہایت سخت اور ٹھوس ہو جاتا ہے اس عمل کے وقت نہایت ہوشیاری کے ساتھ اس امر کا اطمینان کر لیا جائے کہ کس کڑی کو دباؤ دیا جا رہا ہے وہ ابھی کافی ٹھیکلی ہے اور خشک نہیں ہوئی ہے ورنہ سوکھی کڑی کو دباؤ دینے سے کڑی ترقی جائیگی اور تمام نعمت ضائع ہوگی سوکھی کڑی کے ساتھ ایک یہ مصیبت بھی ہوتی ہے کہ دباؤ کے بعد اگر

۱۔ Asphalt ایک قسم کا سیاہ یا گہرا بھور رنگ کا فطری مادہ ہوتا ہے جو پیمینٹ کی جگہ استعمال ہوتا تھا اور اب بعض دھیر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ۲۔ Autoclave ایک قسم کا پختہ جس میں کڑی کو دباؤ دیا جاتا ہے۔ دیکھنا۔

اس میں کسی صورت سے نمی پہنچ جائے تو وہ بھول جاتی ہے یہ بھی ہوتا ہے کہ زبردست دباؤ کے وقت کیمیائی تغیرات اور مرکب واقع ہوتی ہے جو دباؤ کی کامیابی کیلئے بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اگر ہوشیاری سے کام نہ لیا جائے تو (Caramel) م بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے کڑی کے رنگ میں کچھ سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔

دباؤ کے بعد کڑی کے یہ دنی طبق کو جس کی حد تک ایس فالٹ (Asphalt) کڑی میں سرایت کرتا ہے۔ اس سے علحدہ کر کے بقیہ حصہ کے جتنی اور جس فصاحت کے چاہیں ٹکڑے کر سکتے ہیں۔ یہ ٹکڑے دیکھنے میں اس قدر خوبصورت ہوتے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ دیکھ ہی چلے جائیں۔ اس خوبصورتی کی زیادہ تر وجہ یہ ہوتی ہے کہ کڑی کے طبق جو پہلے سے اس میں موجود ہوتے ہیں دباؤ کی وجہ سے غیب غیب طریقہ سے ایک دوسرے سے باہل مل جاتے ہیں اور کڑی کی نہ صرف قدر و قیمت ہی کو بڑھا دیتے ہیں بلکہ بظاہر سامان اس میں ایک خاص شان و فخر بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کڑی پر نہایت چمکدار پالش کر دیا گیا ہے۔

اس دباؤ دی ہوئی کڑی سے اس وقت تک زیادہ تر کو لفٹ کھینچنے کے ڈنڈے ہاتھ کی جھڑیاں اور اسی قسم کے دوسری ایسی چیزیں بنائی گئی ہیں جن کا تعلق انسان سامان تفریح سے ہے۔ لیکن سب سے زیادہ جس شعبہ

۱۔ Caramel ایک قسم کا گہرا بھورا رنگ ہوتا ہے جو خشک کڑی پہنچانے سے حاصل ہوتا ہے۔ ۲۔ انکو اس سے تھراؤں کو خاص خاص رنگ دینے کا کام دیا جاتا ہے۔ دیکھنا۔

صنعت میں اس کلومی کی کامیابی کی توقع ہے وہ کھدائی کا کام ہے۔ گویا یہ سمجھ لینا چاہئے کہ قدرتی طور پر جو لکڑیاں سخت ہوتی ہیں ان کی مردبازاری کی سائنس نے ایک یہ صورت بھی پیدا کر دی ہے کہ اب ان کا مقابلہ معمولی لکڑیوں سے نہیں ہو گا بلکہ *Lignoastoneo* لکڑیوں کا نام ہے۔

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق انسانی عقل سے غیر مفید چیزوں کو مفید یا یہ سمجھنا چاہئے کہ ناکارہ چیزوں کو سائنس کے ذریعہ سے کارآمد بنائے تعلق ہے۔ اب جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اس کا تعلق قدرت کے ان ہمیشہ مارازوں میں سے ایک راز کے انکشاف سے ہے جو اب تک انسانی نگاہوں اور انسانی ہوش سے باہر ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی یاد اور اس انکشاف کا سہرا جی قوم ہی کے سر رہا ہے۔

جہازوں کے جہاں اور ہتیار دشمن تھے وہاں ان میں زیادہ اہم اور تباہ کن ایک قسم کا جہاز کی کریم بھی تھا جو انگریزی میں ٹیریدو (*Teredo*) کہتے ہیں یہ کریم ایک لکڑی میں گھس جاتا ہے اور بہت جلدی اس کو گھن لگا کر ناکارہ کر دیتا ہے مختلف قسم کی لکڑیوں سے جہازوں کی ساخت میں کام لیا گیا مگر یہ ایک سخت سخت لکڑی اس کریم کے دانتوں کے آگے نرم سے نرم چیز ہو جاتی تھی۔ اب تک بہر حال اس لکڑی کو اس سلسلہ میں عمدہ اور پائدار سمجھا جاتا تھا وہ ڈیمیرا

*Demerara* ہے جس زمانہ میں کہ پاناما کنیال (*Panama Canal*) کی تعمیر جاری تھی اس وقت یہ کوشش کی گئی تھی کہ کوئی ایسی لکڑی دستیاب ہو سکے جو ٹریدو کے حملے سے محفوظ رہے اور نہر میں پانی کی آمد و رفت کی گھڑاقت کیلئے اس سے کامیابی کے ساتھ دروازہ کا کام لیا جاسکے۔ چنانچہ سائنس کا دنیا کو اس زمانہ میں جتنی قسم کی لکڑیاں معلوم تھیں سب کو دیکھ کر بعد دیگرے آزمایا گیا اور بالآخر یہی تصدیق ہوئی کہ اس غرض کے لئے ڈیمیرا ہی بہترین لکڑی ہے۔ مگر اب حال میں جیج گائنا میں کلومی کے متعلق جو امتحان کئے گئے ہیں ان میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ قدرت نے کم سے کم ایک کلومی ایسی ضروری پیدا کی ہے جس پر ٹریدو کے تیز دانت کچھ اثر نہیں کر سکتے۔ اس کلومی کو تخلیق کہا جاتا ہے۔ اور ٹریدو کے تیز دانتوں کا اپنا تر نہ ہونے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ اس کے ریشوں میں سیلیکا (*silica*) کی کمی کے نہایت باریک ہتھیار زرات ہوتے ہیں جو اس جہاز کی کیرٹ کے برابر کرنے والے اور ایسی دانتوں کو گھسنے لگتے ہیں صورت شکل کے لحاظ سے ان تخلیق ایک قسم کی سیاہ جھک رنگ کی وزنی لکڑی ہوتی ہے جس میں درو کے وقت۔

۱۸۵۱ء اور بالکل سوجانیکے بعد ۱۹۴۶ء۔ وزن ہوتا ہے۔ اس کلومی کو حال میں نہر *Panamacoa Canal* کی تعمیر کے وقت ہر گھنٹہ

ایک سو کافر لائن مادہ ہے جس کو جاس خود ایک مضر قرار دیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر یہ کچھ لکھ کر ہو کر ایک عام قسم ہے۔

طریقے سے آزمایا گیا جو بیج گاہنا کے دار الحکومت پر امریکہ  
(Paramaribo) کے جنوب میں واقع ہے  
ابتداءً اس نہر کے در بھی ڈیمیرا لکڑی کے بنائے گئے تھے  
مگر نہر سرسبز میں بھی لکڑی اتنی بھی کامیاب نہیں ہوئی  
جتنی یا نا اکیٹال میں ہوئی تھی۔ لہذا بیج گورنمنٹ نے  
مقامی لکڑیاں جمع کر کے ایک آزمائش کی اور بالآخر  
یہ دریافت کر لیا کہ صرف اعلیٰ ہی ایک ایسی لکڑی  
ہے جسے یوڈیو پروف کہا جاسکتا ہے۔

بیج گاہنا میں ریلوی کبھی اس لکڑی کو ۱۹۱۵ء  
سے استعمال کر رہی ہے اور اس میں شک نہیں کہ  
اس لکڑی کو اپنے حب و خواہ صورت میں لانا اسکی  
سختی کی وجہ سے نسبتاً بہت زیادہ مشکل کام ہے لیکن  
اس میں بھی شک نہیں کہ اس کو استعمال کرنے کے بعد پائیدگی  
اور استحکام اس بلا کا حاصل ہو جاتا ہے کہ پھر صدیوں  
تک تکلیف کو بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

عام طور پر یہ لکڑی دور میں چھ فٹ اور لمبائی  
میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے مگر ایسے درخت بھی موجود  
ہیں جو کچھ دو فٹ اور لمبائی شاخوں سے نیچے تک  
نوسے فٹ ہے۔

## جوابات

ح۔ م۔ کنوٹ ضلع عادل آباد۔

(۱) مندرجہ پیراج، آرڈریج، پی۔ ایس۔ ایس۔ لندن سے اطلاع  
دیتے ہیں کہ:۔ پچیس کے زمانہ میں بارود اور سیاہی سے جو گودنے

کے نشان بنائے گئے انھوں نے ان کو کامیابی کے ساتھ مٹا دیا  
اور اس جگہ پر کسی قسم کی خرابی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ تین یا چار ہائیت عدد  
یا ایک سوئیاں نے کرا کو لکڑی کے ایک سرے پر باندھ دیئے (جتنی  
زیادہ سوئیاں ہوں گی اتنا ہی کم مدد عمل جراحی میں درکار ہوگا)  
ان سوئوں کو جس مقام سے گودنے کے نشان نے ہوں اس پر چھائے  
بیہ انگلیوں کی طرح بیہنگل پھرس پر ٹینک لائیڈ (Tannic Acid)  
کا مسونہ بھی طرح لگا دیجئے اور جب اس مسونہ پر تری  
نمودار ہو۔ پھر دوسرے تھوڑا مسونہ چمک دیجئے۔ آٹھ دن کے عرصہ میں  
لکڑی کم کرا کر جاتا ہے اور اس کے بعد پھر دوسرا کھڑندہ کم کر لیا جاتا ہے۔

دوسری مرتبہ کے کھڑندے کے اثر جانیکے بعد نشان بالکل ناپید ہو جاتے ہیں۔ اس  
سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر نشان جسم کے ایسے حصہ پر جس جو عموماً لکڑی  
کے نیچے دکھارہتا ہے تو پھر اس سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کے  
سرخ حصے سے گودنے کے ناپید کئے گئے ہیں وہ نسبت دوسرے حصے کے حصوت  
کے ساتھ سپید علوم ہوگا۔ البتہ ہاتھوں یا کسی دوسرے حصے کے نشان ہٹائے جائیں گے  
تو وہ جھپٹا ان کا رنگ جسم کے چمک ہو جائیگا۔ اس طریقہ سے کسی قسم کی  
تکلیف بھی نہیں ہوتی سو اس کے کہ سو بیان چھوٹی جاتی ہیں۔ اور رو  
مرہ کے کام چھٹی برج واقع نہیں ہوتا۔

گودنے کے نشانوں کے متعلق آئی۔ بی کے ذریعہ سے ایک اور  
بھی اطلاع ملی ہے۔ کانچی کی ایک نوکدار نلکی سے صرف اس حصہ پر  
جہاں واقع ہیں نائٹرک ایسڈ (Nitric Acid) لگائے

اور تقریباً ڈیڑھ منٹ تک ایسڈ کو اپنا عمل کرنے دیجئے اس کے بعد اسکو  
ٹھنڈے پانی سے جو بالکل پاک و صاف ہو دھو ڈالئے۔ کچھ عرصہ بعد  
لکڑی ناپید ہوگا اس کو نہایت احتیاط سے مٹا دیجئے۔ اگر جگہ پر کسی  
قسم کا نقصان رہ جا تو پلٹس استعمال کئے اور گرم پانی سے دھوئے۔



## ازال صنعت ہفت

### پھو کوں او پتوں رنگ بنانکا طریقہ

سب سے پہلے نجی یا سوڈے کا مرکب تیار کرنا چاہئے اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ حقد ر سوڈا یا نجی ہو اس کے دو سو حصہ کے برابر نازہ چونا لیکر سب کو بہت سارے پانی میں جوش دیا جائے جب یہ مرکب تیار ہو جائے تو اس میں پھولوں یا پتوں کو دھبی دھبی کچیرا بالا جائے یہاں تک کہ انکی تمام شکفتگی اور نشادابی جاتی رہے اور وہ مرجھا کر بالکل زرد ہو جائیں۔ اس کے بعد اس میں کو باریک سوراخوں کی چھلنی میں چھان لیا جائے تاکہ پھول یا پتہ علیحدہ ہو جائیں۔ اس کے بعد اس مرکب میں جس میں پھولوں یا پتوں کو جوش دیا گیا تھا۔ تھوڑی سی پھٹکری ملائی جائے اور پھر اس کو مٹی کے ایک بال محل صاف برتن میں ڈال کر دوبارہ بالا جائے اور جب تک اس میں کھدیدی ہوتی رہے اس وقت تک تھوڑی

تھوڑی پھٹکری ملائے رہنا چاہئے جب کھدیدی مٹو تو ہو جائے تو ایک بہت بڑے اور صاف اور پکے برتن میں صاف پانی بھر کر اس مرکب کو اس میں اندر دس مرکب میں جتنا رنگ ہو گا وہ برتن کی تہہ میں بیٹھ جائیگا اتنی دیر کے وقفہ کے بعد کہ رنگ تہہ میں بیٹھ جائے پانی کو تھار دیں۔ اور پھر دوسرا پانی برتن میں ڈال کر اتنی ہی دیر کے بعد دوبارہ تھار دیں۔ دو چار مرتبہ اسی طرح کریں تاکہ رنگ میں جو سفوف کی صورت میں بندھے ہیں نظر آئے گا۔ پھٹکری وغیرہ کا جو کچھ خرد ہوا ہے گھسیٹ کر اسی طرح کرنا چاہئے اس امر میں حقد ر احتیاط کرنی چاہیے کہ رنگ میں پھٹکری وغیرہ کا ہر ذرہ نہ رہے پائے اتنا ہی عمدہ اور اچھا رنگ تیار ہو گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس عمل میں بھرتی اور محبت سے کام لیا جائے اس کے بعد رنگ کو صاف کپڑے پر ڈال کر سکھا لیا جائے مگر کپڑا اس سے اوچا رہے تاکہ گرد وغبار شامل نہ ہو سکے

جزووں اور دوسری جزو کے رنگ نکالنے کا طریقہ  
جزووں - دھت کی تختوں اور خاص خاص  
لوگوں سے رنگ نکالنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔ فرق  
صرف اس قدر ہے کہ مرکب میں جو شے دینے سے پہلے انکو  
دھبی طرح کھل لینا اور ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے  
کر لیتا پڑتے ہیں۔ زرد اور بعض قسم کے تیز گلابی رنگ  
کی تیاری میں اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھنا پڑتا ہے  
کہ پینٹنگ کی اور سبجی بالکل خالص ہو۔ ورنہ اگر انہیں اسی  
بھی آمیزش ہوئی تو رنگ خراب ہو جائے گا۔

کار بوئٹ سوڈے کے ۱/۴ جزو پینٹنگ کی کے  
جزو کی تحلیل کیلئے کافی ہوتے ہیں اس لئے اگر  
بہت سارا رنگ بنانے کا خیال ہو تو اس صورت  
میں جھانے اور بالے ہوئے مرکب میں نہایت  
صاف اور دھبی طرح دھوئی ہوئی چینی مٹی ملا کر کھدیدی پیدا  
کیا جاسکتی ہے۔

اس ترکیب سے بعض نفیس رنگوں میں ان رنگوں کی  
بدنسبت زیادہ چمک پیدا ہو جائیگی جنہیں پینٹنگ کی کے  
ذریعہ سے کھدیدی پیدا کی گئی تھی۔ کبھی کبھی ایسا  
بھی ہوتا ہے کہ چینی مٹی اور پینٹنگ کی کے جابجاء نہایت  
صاف چاک بھی استعمال کرتے ہیں۔

ہیرے کو برکھنے کا طریقہ

نقلی ہیرے کی ساخت نے آج کل اس قدر کمال حاصل

کیا ہے کہ اکثر بڑے بڑے نقاد بھی فریب کھا جاتے  
ہیں۔ اور یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ نقلی ہیرا کونسا ہے  
اور اصلی کونسا۔ اس لئے ہم ذیل میں چند ایسے  
طریقے درج کریں گے جن سے کام لینے پر نقلی اور اصلی  
ہیرے میں تمیز کی جاسکتی ہے۔

(۱) ایک صاف برتن میں بالکل صاف پانی بھر کر ہیرے  
کو اس میں رکھ دو۔ اگر ہیرا اصلی ہے تو جو چمک دمک  
اس میں پانی کے باہر تھی وہ پانی میں بھی موجود رہے گی  
اگر نقلی ہے تو پانی میں اس کی چمک میں کمی آجائے گی  
اور اس کی گوریں کچھ عجیب کی طرح منگنی  
(۲) پانی کی ذرا سی بوند ہیرے پر ڈالو اور پھر اس کو  
سوئی سے ہیرے کے تمام اطراف میں پھرانے کی  
کوشش کیجئے۔ اگر ہیرا اصلی ہے تو آپ کو کچھ دیکھ کر سخت  
تعجب ہوگا کہ سب طرف پھرنے کے بعد بھی پانی کی  
بوند اسی صورت میں قائم ہے جس صورت میں کہ  
ہیرے پر ڈالتے وقت قائم ہوئی تھی۔ اگر نقلی ہے  
تو وہ صورت باقی نہیں رہے گی اور پھیل جائے گی

(۳) ہیرے کو چند منٹ تک کے لئے برقی روشنی کے بالکل  
قریب لے آئے اور پھر اس کے بعد فوراً تاریک مقام  
پر لیجا کر دیکھیے۔ اگر ہیرا اصلی ہے تو اس میں ایک  
قسم کی دھیمی یا تیز روشنی کی چمک پائی جائے گی  
نقلی ہیرے میں اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔  
(۴) اگر آپ کے پاس ایسا ہیرا ہے جسے سٹون آپ

مٹ نہیں سکے۔

سیاہی کے دھبے دور کرنے کیلئے اس کے بعد مختلف طریقوں سے کام لیا گیا۔ مگر سب سے زیادہ تیرناک طریقہ پراور بہت زیادہ آسانی کے ساتھ جو چیز اس خصوص میں کامیاب رہی وہ پوٹیشیم پرمینگنیٹ (*Potassium Permanganate*) ہے۔ بدنام سے بدنام وانا چاہے کتنے کچھ بھی لہرے ہوں اس کے ذریعہ سے آسانی سے مٹا جاسکتے ہیں۔

اس کی ترکیب یہ ہے کہ سیاهی کے داغوں پر پہلے پرمینگنیٹ کا نہایت قوی سا لوشن (یعنی تقریباً ایک اونس پرمینگنیٹ کو ایک گلاس پانی میں ملا کر) اچھی طرح لگایا جائے۔ اس لوشن کو چند منٹ تک اپنا عمل کر نیکیلے چھوڑ دیا جائے اور اس کے بعد پانی سے دھو دیں۔ سیاهی کے داغوں کا رنگ اس عمل کے بعد مجبوراً ہو جائے گا۔ اب ان پر سوڈیم بائی سلفیٹ (*Sodium Bisulfate*) اور *Acid* لگایا جائے اور اس کے بعد پھر پانی سے داغوں کو خوب دھو ڈالیں۔

کیردار ننگے وقت یہ دیکھنے کیلئے کر آیا یہ طریقہ رنگ دور کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یہ کرنا چاہئے کہ کیر دے کے ایک کونے کو رنگ کر۔ یہی ترکیب لگجائے۔ اور داغ مٹے گا۔

یقین ہے کہ وہ قطعی اصلی ہے تو ایسی صورت میں شبہ ہیرے کی شناخت کا یہ طریقہ ہے کہ آپ پہلے اپنے اصلی ہیرے کو اپنی زبان کی نوک پر لگائے۔ اور اس کے بعد مشتبہ ہیرے کو جو ہیرا اصلی ہو گا وہ زبان کی نوک پر زیادہ ٹھنڈا معلوم ہو گا اور جو قطعی ہو گا وہ بہت کم یا بالکل ٹھنڈا نہیں معلوم ہو گا۔

یہ طریقہ بعض دوسرے قیمتی پتھر و نمکی پر کچھ کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(۵) ہیرا پر لکھنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہیرے کو آپ خود دین سے دیکھئے۔ قطعی ہیرے کے سب سے زیادہ صاف اور باقاعدہ نظر آئین کے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصلی ہیرے کو دھیرا سا اس خیال سے کہ اس میں جتنا حصہ کم ہو گا اتنی ہی اس کی قیمت بھی کم ہو جائے گی بہت کم اور معمولی طور پر شنا خراشا ہے برخلاف اس کے قطعی ہیرا ساز تراش خواش میں نہایت حیرشی سے کام لیتا ہے۔

(۶)

روٹی سے سیاهی کے دھبے دور کرنے کا طریقہ

سب سے پہلا روٹی پر سے سیاهی کے دھبے دور کر نیکی گرم آکسلیک ایسڈ (*Oxalic Acid*) سے کوشش کیجی تھی۔ اور اس سلسلہ میں آکسلیک ایسڈ (*Oxalic Acid*) اور معمولی نمک کا مرکب بھی استعمال کیا گیا تھا۔ مگر اس نام کوشش کا اثر یہ ہوا کہ سیاهی کے داغ صرف پھیکے پڑ گئے۔ مگر بالکل

باقی ماندہ کپڑے کو اس عمل سے محفوظ کر نیکی لے  
بہتر یہ ہے کہ داغوں پر تیل لگا دیا جائے۔  
تیل لگانے کا یہ اثر ہوگا کہ اوپر جن چیزوں کا تذکرہ  
کیا گیا ہے وہ اسی حلقہ میں رہیں گی جو تیل کو چھ  
قائم ہو جائے گا اور اس امر کا خطرہ باقی نہیں رہے گا  
کہ کپڑے کا وہ حصہ بھی اس سے اثر پذیر ہو جائے  
جہاں داغ دھبے نہیں ہیں۔

پانی - نصف بوتل -  
وانہ وار شکر - چودہ چھٹا تک -  
نیبو کے چھلکوں کے ساتھ پس ہوئی شکر - چودہ چھٹا  
ان سب چیزوں کو ملا کر نہایت دھیمی آگ پر تین  
تک گرم ستیجے جب تک کہ شکر شربت میں حل ہو جائے  
اور نار بند اٹھنے لگے۔ ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں رکھ لیجئے۔

(\*)

نارنگی کا شربت

نارنگی کا تیل - ۳۰ قطرے -  
ٹارٹریک ایسڈ - ۴ ڈرام -  
شربت سفید - تین سیرس چھٹا تک -  
نارنگی کے تیل کو ٹارٹریک ایسڈ کے ساتھ گھسنے اور  
پھر تمام چیزوں کو ملا دیجئے۔

(\*)

مکھن کو محفوظ رکھنے کا طریقہ

مکھن کو محفوظ رکھنے کے تین طریقے نہایت آسان ہیں  
جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں -  
(۱) مکھن کو مین کے اتنے بڑے ڈبوں میں رکھیں کہ ان میں سے  
چھوٹے سے چھوٹے ڈبہ میں سیر بھر اور بڑے سے بڑے  
ڈبہ میں ۱۵ سیر مکھن سما سکے۔ ان ڈبوں کے اندر  
ایسی لکڑی کا ایک خول بھی بھنا دینا چاہئے جس  
میں آب شور ابھی طرح سرایت کئے ہوئے ہو۔  
مکھن بھرنے کے بعد ڈھک کر بھال دینا چاہئے۔

(۲) مکھن زلفز اتی اسپنج (Metallic sponge)

(\*)

شربت بنانیکے طریقے

گلاب کا شربت

معمولی شربت - تین سیرس چھٹا تک  
روح گلاب - ڈھائی تولہ -

رنگ سینے (Cochineal)

ایک قسم کا رنگ ہے جو ہر انگریزی دوا خانہ سے  
دستیاب ہو سکتا ہے استعمال کیجئے اور ترش سی  
پیدا کرنے کیلئے بہت معمولی مقدار میں (Citric  
Acid) کا مرکب ملا دیجئے۔

(\*)

نیبو کا شربت

تازہ نیبو کے چھلکے اتار لیجئے اور ان چھلکوں کو  
وانہ وار شکر کے ساتھ پس لیجئے۔ چھلکے اتار  
ہوئے نیبوؤں کو دبا کر ان کا عرق پھوڑ لیجئے اور  
جب ذیل مقدار میں تمام چیزیں ملا لیجئے -  
عرق نیبو - آدھی بوتل -



جلی بیگ میں گرم گرم چھان لیجئے۔ اور اس امر کا خیال رکھئے کہ لوہے کا اثر اسپر نہ ہونے پائے۔ نہایت نفیس شکر سفید سیر پھر کے قریب ملا دیجئے۔ اور اچھی طرح مکھولہ کر

اور پانی کا ایک پرت قلعہ کر دینا چاہئے تاکہ ہوا اس میں سے گزرنے کے بعد کمسن تک پہنچ سکے۔  
(۳) - مکھن - ۲۴۰ ہزد -

پانی میں ملا ہوا سوڈیم میٹھے فاسفیٹ (Sodium Metaphosphate) مذکورہ بالا مناسبت سے مکھن میں ملا دینے سے مکھن محفوظ رہتا ہے۔

(\*)  
اکیر شمر  
۱) جس پھل کی اکیر بنانی ہو اس کا مربی - ایک سیر  
۲) پینٹ الکوہول - ایک بوتل  
ان دونوں کو ملا کر ایک یا دو روز تک خوب دباؤ  
اس کے بعد اس کو کھل کر خور لیجئے اور چھان لیجئے۔ مگر  
اس کا خیال ہے کہ لوہے کا اثر اسپر نہ ہونے پائے۔

(\*)  
نیکلیک گسائیڈ (Nickelic Oxide)  
نیکلیک آکسائیڈ بنانے کی تین ترکیبیں ہیں۔  
(۱) ہائیڈریٹ (Hydrate) کو معلق رکھ کر  
کلورائن (Chlorine) کو پانی میں گزار  
سے بنایا جاسکتا ہے۔

(\*)  
ملاقاتی کارڈ کو خوشبو میں بنانے کا طریقہ  
کومیرن (Coumarin) = ۴۰ گرین  
وینیلن (Vanilline) = ۴۰ گرین  
ہلیوٹراپن (Heliotropin) = ۴۰ گرین  
آیونون (Ionone) = ۴۰ منی نم  
ہیاسینٹھن (Hyacinthin) = ۲۰  
روح شبنم ..... = ۱۲۰  
آٹوڈی روز (Ode - de - Rose) = ۲۰

(۲) نکل سالٹ (Nickel Salt) کو سفوف  
سفید میں ملائیے بنجاتا ہے۔  
اور (۳) نائٹریٹ (Nitrate) یا کاربونیٹ  
(Carbonate) کو ہوا میں تھوڑی دیر  
تک سلگانے سے بھی بنجاتا ہے۔

خالص الکوہول = ۴ ادیس  
ان چیزوں کو ملا کر نہایت ہوشیاری اور احتیاط کے  
ساتھ جاذب کے ٹکڑوں پر لگا کر ان ٹکڑوں کو دوا  
تین دن تک ایک بند صندوقچہ میں رکھ دیا جائے  
تاکہ کارڈ خوش بو میں بس جائیں۔ اس طرح خوشبو

پھلون سے قدرتی طور پر شربت بنانے کا طریقہ  
جس پھل کا شربت بنانا ہو اس کا مربی سیر پھر  
لیجئے۔ اس میں پینٹ الکوہول آدھی بوتل  
یعنی تقریباً آدھ سیر ملائے۔ اور ایک یا دو روز تک  
اسی طرح رہنے دیجئے۔ اس کے بعد اس کو دباؤ دینا

کارڈوں میں پیدا ہوگی وہ دیر پا ہوگی بلکہ یہ کہنا  
بلے جانہیں کہ ہمیشہ قائم رہے گی۔

آگ میں نہ جلنے والا کثیر البانی کا طریقہ

بوریکس (Borax) = ۴ جزو  
میگنیشیم (Magnesium) = ۳ جزو  
پانی = ۲۵ جزو

کیرہ کو اس مرکب میں ترکیب کیجئے۔ اور پھر نکال کر  
خشک کر لیجئے۔

اس کے علاوہ بجائے مذکورہ بالا مرکب کے

(Sodium Tungstate)

کا محلول مرکب بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(\*)

ایڈو فارم کا بدل

اگر ایڈو فارم (Adonform) تیار نہ کیا  
جاسکے تو اس کی جگہ ذیل کا مرکب استعمال کیا جاسکتا ہے

سیلول (Salol) = ۱۶ اونس

زنک سلفائیٹ (Zinc Sulphate) = ۱۲ اونس

بنیزیان (Benzion) = ۴ اونس

ٹیلکوم (Talcum) = ۳۶ اونس

میٹھل سیلیلیٹ (Methyl)

یا (Salicylate) = ۱۶

آیل آف وینٹر گرین (oil of)

(Wintergreen)

خانہ داری کے متعلق بعض ضروری باتیں

اگر ہاتھ چلجائے تو اس پر فوراً ربن کا ایک ٹکڑا ہوت

تک رکھ دیا جائے جب تک کہ جلن نہ جاتی رہے

اس ترکیب سے جلد خشک ہو جائیگی اور کسی قسم کا کوئی

آبلہ وغیرہ نہیں پڑے گا۔

اگر کسی چیز کا بیج رنگ آلود ہو گیا ہو اور کسی صورت

نہ کھل سکتا ہو تو لوہا خوب گرم کر کے دانا گرم

کیا جائے کہ سرخ ہو جائے (تھوڑی دیر تک بیج پر

رکھا جائے اور اس کے بعد فوراً بیج کش کو کو استعمال

کرنا چاہئے۔

پھٹکوری اور گرم پانی کا ایک تیز مرکب (یعنی گرم پانی

میں پھٹکری بہت زیادہ مقدار میں ملی ہوئی ہو اور پانی

بھی کھوٹا ہو اور ہوم پلنگ یا مینر کسی یا دیوار کے سوزن

میں ڈال دیا جائے گا تو کھٹھل اور تمام قسم کے دوسرے

کیرے فوراً ہلاک ہو جائیں گے

اگر اسٹود پالش (Stove Polish)

میں بنزین (Benzine) یا پیٹرول بہت

خفیف مقدار میں ملا دیا جائے تو سیاہی زیادہ دیر پا

اور چمکدار ہو جائے گی۔

رنگ دار کپڑوں کو دھونے سے پہلے کچھ عرصہ رنگ

خوب ٹھنڈے پانی میں جھگو دینا چاہئے۔ اس سے

دھونے وقت رنگ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہی

آب و تاب باقی رہتی ہے۔

# مقالات اقباسات



ہندوستان برطانوی نمائش میں

پیچو

زراعت کے پورے پورے خام اور کارخانے  
چند گنے رقبہ میں مصنوعی طور سے بنا کر کھڑے کر دیے ہیں  
کھلونے کی قسم کی چھوٹی چھوٹی بلیں برقی قوت سے دوڑا  
دی ہیں جو ہر وقت یہ دکھایا کرتی ہیں کہ ایک مقام سے  
دوسرے مقام پر غلہ پہنچانے کا کیا انتظام ہے۔ آبشاروں  
چشموں۔ اور آبپاشی کے ذرائع کا سماں انکھوں کے  
سامنے پیش کر دیا ہے مصنوعی باغات لگا کر کھڑے  
کر دیے ہیں مصنوعی خوشہ نہیں و باغبان باغوں میں  
سینب اور انگوروں سے اپنی ٹوکریاں بھرتے ہوئے  
نظر آ رہے ہیں۔ بہرچہ کہ اشتہارات بھرتہ موجود ہیں  
مطیع انکی صنعت و حرفت کی اشاعت میں مصروف  
ہے۔ ہندوستان کے حقہ نمائش کو دیکھ کر خیال جاتا ہے

شاید ہندوستان میں اب تک یہ نہیں معلوم کہ اشتہار و اشاعت  
تجارت کی کامیابی کا ایک بڑا راز ہے میر خیال تو یہ ہے  
کہ ہندوستانی اشیاء جو نمائش میں فروخت ہو رہی ہیں اور جن کی  
بڑی مانگ بتلائی جاتی ہے وہ بالآخر دیگر اقوام کے خریداروں  
کو صرف نمونہ کا کام دین گی جو اقوام کلوں کے ذریعہ سے آج  
کام رہی ہے وہ ان کو دیکھ کر یہی چیزیں نہایت اچھی  
وضع قطع کے ساتھ بیچ پیمانہ پر تجارت کی اغراض کے لئے تیار  
کرنا شروع کر دیں گی۔ اس موقع پر مجھے اس نوٹس کا خیال  
آیا جو ایسٹ افریکن سیکشن میں ایک تختے پر چلی حروف سے  
لکھا ہوا آویزاں تھا۔ یہ نوٹس انگریزی صناعتوں اور  
کارپگروں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

”انگلستان کے صناعتوں کو چاہئے کہ اسکا  
نوٹس لیں کہ ان لوگوں کو دینے اور تقویت  
کو ہا کون کون چیزیں مرغوب ہیں“  
اس کی اصلی غرض ظاہر ہے یہ چیزیں تم بنا کر انکو

بھیجو اگر کوئی شخص ہندوستان کے حصہ نمائش میں بھی یہ نوٹس لگا دے تو اس سے اس نمائش کا اصل حاصل ظاہر ہو گا۔

دیکھو وہ لاک کی صنعت کیا ہوئی جس کے ذریعہ سے ہمارے ہزاروں منہ بھر خور و نوش ہو رہی ہیں۔ ہمارے گھر کے کچنوں کو برقی یوٹیلٹی کے بغیر چلانا آج بڑے بڑے گھر نہیں سمجھا رہا۔ برقی ٹیبلٹیں۔ اب جرمن و ولایتی شیشے کی چوڑیاں ان کی کلائیوں کو گھیرے ہوئے ہیں مجھ کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ زمانہ دور ہے کہ ہندوستان اپنی صنعت کے بازار میں سرمایہ مالک میں قائم کر کے گالبتہ میں اپنے ہموطنوں سے یہ ضرور کہوں گا کہ اگر وہ جانتے ہیں کہ انکی صنعتیں باقی رہ جائیں اور مردہ نہ ہوں اور اگر وہ اس میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو چیزوں کے بنانے میں مشینوں اور کلوں کے ذریعہ بہت جلد اختیار کریں اگر کوئی عجیب سے یہ کہے کہ ہندوستان میں بھی پلین چل رہی ہیں برقی قوتیں کام کر رہی ہیں کارخانے قائم ہو رہے ہیں پھر کیوں اس قدر مایوس ہوئے ہیں ان نعمتوں کا مقہور ہوں اور ہندوستانیوں کا سچا رجحان بلند کریمیں ان چیزوں نے جو جلد چھ لیا ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ یہ چیزیں ہندوستانی قوم کی ترقی کا کہاں تک اثر ہے ہیں تو اس کو واقعات اعداد و ارقام کی نظر ڈالنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اس میں ہندوستانیوں کے دماغ و سرماٹے کا کیا حصہ ہے میں یہ کہہ رہا ہوں

ابھی تک ہم ایک چھوٹی سی موڑ بھی نہیں بنا سکتے بڑا انجن تو دو کرتا۔ اصلیت تو یہ ہے کہ ہم جوتے کا پالش یا دیاسلانی بھی نہیں بنا سکتے۔ اس نمائش کو دیکھ کر بعض وقت ایک ہندوستانی کو اپنی پستی کی حالت دیکھ کر شرم معلوم ہوتی ہے یہی سبق ہے جو اس نمائش سے مجھے حاصل ہوا۔

(لسان الملک)

## سمیع اللہ بیگ

### احتیاجات انسانی کی خصوصیات اور قسمیں

معزز ناظرین۔ غالباً رسالہ نمائش کے گذشتہ نمبر میں ایک نظر سے ایک مضمون موسوم بہ "معاشیات کی ضرورت" گرا رہو گا۔ جس میں علم معاشیات پر بحث کرتے ہوئے احتیاجات انسانی کا بھی مختصر سا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ذیل میں احتیاجات انسانی پر تفصیلاً بحث کی جاتی ہے اور امید ہے کہ مضمون ناظرین کیلئے باعث دلچسپی ہو گا۔

فطرت انسانی کے ایک جز کو احتیاجات کہتے ہیں انسان کو دنیا میں چند ضروریات محسوس ہوتی ہیں اور ان کو پورا کرنے کے واسطے وہ جد جہد کرتا ہے لہذا فرد یا گروہ کو ان کو محسوس ہوتی ہیں اور جن کی تکمیل کے لئے وہ محنت کرتا ہے وہ سب ضروریات احتیاجات انسانی میں داخل ہیں۔

خصوصیات احتیاجات انسان کی تین خصوصیتیں ہیں۔

(۱) بلحاظ تعداد و شدت انسانی احتیاجات غیر محدود ہیں۔

(۲) ہر ایک جیلن جائے خود بہ تمام و کمال پوری ہو سکتی ہے

(۳) بلحاظ شدت انسانی احتیاجات کے مختلف درجے ہیں  
 (۴) احتیاجات کی شدت | تمام احتیاجات انسان کو وقت واحد میں محسوس نہیں ہوتیں بہت کم ایسے خوش قسمت لوگ ہیں جو تمام احتیاجات کو پورا کر سکتے ہیں۔ یہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انسان کی معنی چادر ہو اتنا ہی پیر پھیلاتا ہے۔ یعنی جتنی آمدنی ہو اس کے مطابق خرچ کرتا ہے وہ سب سے پہلے ان چیزوں کو بہم پہنچاتا ہے جن کے بغیر زندگی نشو و نما ہو۔ مثلاً غذا۔ لباس۔ وغیرہ۔ اس کے بعد وہ ایسی چیزوں کی خواہش کرتا ہے جن سے اس کی زندگی راحت کے ساتھ بسر ہو۔ پھر ایک مسئلہ امر ہے کہ جیسے جیسے انسانی آمدنی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس کی خواہشات اور احتیاجات میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اگر وہ پہلے گاڑی نشین تھا تو اب موٹر نشین ہو نیکی آرزو رکھتا ہے۔ غرض انسانی قیابا میں ہمیشہ اضافہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کبھی پانہ تکمیل کو نہیں پہنچتا پہلے پہل میدان جنگ میں تیر و کمان سے کام لیتا جاتا تھا۔ بعد میں بدوق تیار ہوئی۔ بدوق سے مشین گن اور مشین گن سے ہوائی جہاز اور ہوائی جہاز سے مختلف قسم کے زہریلے گیس سے کام لیا جاتا ہے۔ غرض زمانہ کی رفتار کے ساتھ احتیاجات میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور وہ غیر محدود ہیں۔

(۲) احتیاجات کا تمام و کمال پہنچانا ہر ایک احتیاج بہ تمام و کمال پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط لازمی ہے وہ یہ کہ خرچ کے لئے روپیہ کافی ہو۔ فرض کیجئے کہ کسی شخص کو بھوک لگے اور اس کے صیغ میں اسی قدر رقم ہے کہ

کہ جس سے وہ کھانسی احتیاج پوری کر سکتا ہے۔ وہ کل رقم ادا کر کے کھانا خرید لے گا۔ لیکن جب وہ اس کی مل گیا تو کچھ عرصہ کے واسطے اس کی احتیاج غائب ہو جاتی گی۔ اور جب اس کو بھوک پیاس نہ لگے کھانے پینے کی احتیاج نہ ہوگی

۳۔ احتیاجات کے درجے | اگر انسانی ہر ایک احتیاج بہ تمام و کمال پوری ہو تو اس کی زندگی انسانی سے ساکتہ بسر ہو سکتی ہے۔ اور جب تمام احتیاجات پوری ہو چکیں تو کسی چیز کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ لیکن ایسی چیزیں شاذ و نادر پیدا ہوتی ہیں۔ انسانی ایسی فطرت طاق ہوئی ہے کہ اس کے احتیاجات کی تعداد و اقسام میں میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

موجودہ احتیاج پوری ہوئی دوسری احتیاج نے سر اٹھایا۔ بھوک کے وقت معمولی سے معمولی کھانا لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ اور بھوک آدمی دال دلیا جو کچھ ملے چٹ کر جاتا ہے۔ لیکن جب پیٹ بھر جائے تو لذیذ لذیذ غذاؤں کی فکر داسگیر ہوئی ہے اور مرے اچار چٹنیاں کھانیکو می چاہتا ہے۔ یہی حال لباس کا ہے غریب آدمی کو کھادوی کا کرتہ اور ایک معمولی سی صوفی کافی ہے۔ لیکن جب تن چمک گیا تو عمدہ عمدہ لباس کی خواہش ہوتی ہے۔ موسم گرما میں تو باریک ٹھیل اور شرٹ پہننے کو چاہتا ہے اور موسم سرما میں قیمتی ٹوپی غرض انسانی احتیاجات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

احتیاجات کی قسمیں | احتیاجات انسانی کی دو قسمیں ہیں

ضروریات اور تعیشات۔ ہر ایک اس سے بخوبی واقف ہے کہ جب کوئی پہلے پہل چند ضروری احتیاجات کو پورا کر لیتا ہے تب کہیں دوسری احتیاجات کا خیال دل میں لاتا ہے۔ اول الذکر احتیاجات سے جن چیزوں کا تعلق ہے وہ ضروریات میں داخل ہیں اور جن کا آخر الذکر سے تعلق ہے وہ تعیشات کہلاتی ہیں۔ ضروریات کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ضروریات زندگی ضروریات کارکردگی۔ ضروریات رسمی۔

ضروریات زندگی | ضروریات زندگی سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کے بغیر انسان زندہ نہ رہ سکے۔ مثلاً سردی ممالک میں کھانے پینے کے علاوہ گرم لباس مکان ضروریات زندگی میں شامل ہیں۔ ہندوستان کی ہوا اس قدر معتدل ہے کہ لباس و مکان کی بہت کم ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ جاڑے میں صرف ایک کبسل سے کام چل سکتا ہے پس ہندوستان میں سوائے کھانے پینے کے بہت کم ایسی چیزیں ہیں جو ضروریات زندگی میں شامل ہوں۔

ضروریات کارکردگی | لیکن ضروریات کارکردگی میں بہت سی چیزیں شامل ہیں جن کے بغیر انسان اپنی زندگی بے کار و بے حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیکتا ہے۔ مثلاً۔ اگر کسی مزدور کی اجرت میں اضافہ ہو تو وہ زائد رقم جو اس کو ملے گی اس

اپنے لوگوں کو تعلیم دلوائے گا۔ تاکہ وہ اس کی مدد کر سکیں۔ یا اگر کسی ٹکڑہارے کو زیادہ منافع ملے تو وہ اس منافع سے ایک کلباڑی خریدے گا تاکہ

اس کو کڑیاں فراہم کرنے میں سہولت ہو۔

ضروریات رسمی | سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جو لوگ ضروریات کارکردگی سے محروم نظر آتے ہیں وہ اپنی رقم کا ایک معقول حصہ ضروریات رسمی یعنی غیر ضروری چیزوں میں صرف کر دیتے ہیں۔ مثلاً عمر بھر کی کمائی شادی بیاہ میں لٹا دیا جاتی ہے اور ضروریات کارکردگی سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ کچھ ہندوستان پر ہی منحصر نہیں بلکہ اکثر ممالک میں بھی ایسا ہوتا ہے۔

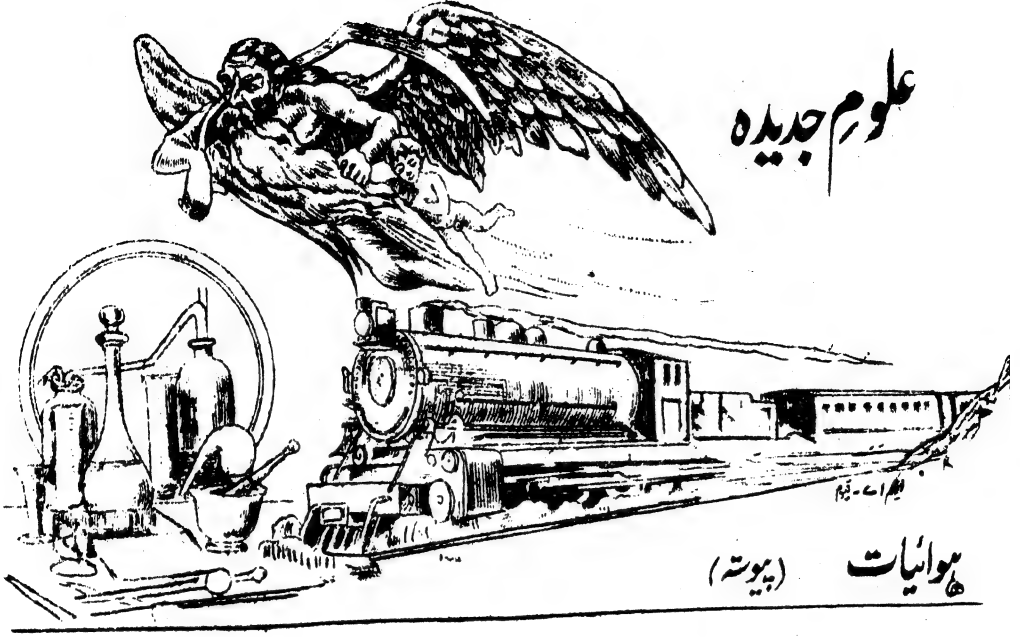
تعیشات کی قسمیں | تعیشات کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو سامان راحت۔ دوسرا سامان عیش۔

کوئی شخص اس شخص پر اعتراض نہیں کرسکتا جو اپنا روپیہ سامان راحت میں خرچ کرے۔ لیکن سامان عیش پر روپیہ خرچ کرنا لے کر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور ان الفاظ کا مفہوم ہر ایک شخص کی آمدنی پر منحصر ہے مثلاً موسم گرما میں ریٹیم اور ٹیکل کا استعمال ایک وکیل یا ڈاکٹر کے لئے تو سامان راحت کہا جائے گا لیکن ایک عیال کش کار کے لئے سامان عیش۔

غرض سامان راحت و عیش سے وہ چیزیں مراد ہیں جو کارکردگی کے لئے مطلوب نہ ہوں۔ تاہم ان سے کچھ ایسی احتیاجات پوری ہوں جو لوگوں کو محسوس ہوتی ہوں۔

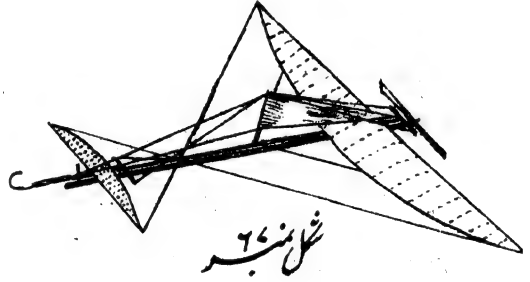
غیاث الدین احمد متعلم عیال۔  
کلیہ جامعہ عثمانیہ

# علوم جدیدہ



موانیات (پیوستہ)

شک نہیں کہ کڑے کو قوس کے ذریعہ کے ساتھ چکایا بھی جاسکتا ہے مگر جسے میں اگر یہ محض ضرورت ہے کہ فی الوقت ایک قسم کی غیر ضروری محنت برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن جسے بڑا فائدہ ہمیں یہ ہے کہ اس کے آسانی کے ساتھ توڑے جاسکتے ہیں اور جہاں کہیں ضرورت ہو سطح کو زیادہ چربت کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر کڑے کو ذریعہ کے ساتھ کسی دوسری چیز کے متعلق



کیا جاتا تو پھر وہ میں یہ آسانی نہیں ملتی۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ اس تمام عمل کے ختم کرنے کے بعد سطح بالکل چمک اور نیا ہو جائے۔ اس کے بعد دوسرا کام اردو فوائل (Rennet) قوس کو کڑے سے باندھنا ہے۔ قوس کھڑکھیک نولادی متوال کے پیچھے قائم کیا جاتا ہے (جو روپلے کے سہ سے اوپر تک تقریباً چوبیس لکھا ہوتا ہے) اور اس سے بال متوال ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسکو متوال اور کڑے کے ٹنڈے کے ساتھ مستحکم چدر مضبوط مانگے یا فولاد کے نہایت باریک تار سے باندھ دیتا ہے۔ اس اور اس عمل میں آسانی تک فائدے کے کمرے میں ذرا

اس سلسلہ میں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے آیا ہم پہلے اردو فوائل (Rennet) (اور اراق ہوائی) قوس کو کڑے سے ڈھانکیں یا کڑے سے ڈھانچے سے قبل کڑے کے ٹنڈے سے باندھیں۔ بہترین ترکیب یہ ہے کہ پہلے کڑے کو قطع کر لیا جائے اور ناپ سے تقریباً اڑھائی زیادہ رکھا جائے تاکہ طرف سے ٹوٹا جاسکے۔ کڑے کو قطع کر کے بعد اس کو قوس سے ختم سے پنوں سے جڑ دیا جائے اور پھر اسے آخر میں قوس کے ساتھ اس کو سی دیا جائے کہ اس کا لٹا لٹکا جائے۔ اس میں ڈائریٹر (Stem) بالکل بیکار ہے۔

شکلان کر لیا پڑتا ہے۔ توس کے سیدھے تاروں کی رسی کے مرکز کو اس سے تقریباً بارہ انچ کے فاصلے پر نیچے کی طرف لکڑی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ فولادی توس میں جو دو سو رانچ پہلے کے جابجے ہیں۔ اب اس موقع پر دن سے کام لیا جائے گا۔ دو فولادی تار مارن سوراخوں سے نکال کر ہر ایک کو نہ کورہ بالا فولادی ستون سے باندھ دیا جائے گا اور پلاس توس کے دونوں سروں کو معمولی طور پر ۲ سے ۳ انچ تک (اس سے زیادہ نہیں) اوپر کی طرف کھینچا جائے گا تاکہ توس میں ایک قسم کا زاوہ ذوقیتیں (لحمہ لکھنہ) پیدا ہو جائے جس کی صورت

یہ ہے۔

اس صورت

سے ساخت

شکل نمبر ۶۸

میں ترجیحاً پن یا پہلو بہ پہلو پائیداری پیدا ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ توس لکڑی کے ساتھ نہایت مستحکم طور پر متصل ہو جاتی ہے مگر یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ایر ذوقا ایل توس کے دونوں سروں سے مساویانہ طریقہ پر سطح متوازی کی طرف جھکے ہوئے ہوں۔

اس کے علاوہ دو تار اور بھی توس کے دونوں سروں کے مرکزی سوراخوں سے نکال کر ندرہ یا اٹھارہ انچ کے فاصلے پر کسی جگہ پر لکڑی کے ساتھ باندھ دینے چاہئیں تاکہ ایر ذوقا ایل سطح کو زیادہ چست اور تاننا جاسکے۔

آپ لوگوں نے یقیناً اس امر پر غور کیا ہو گا کہ یہ سطح خمیدہ اور غیر مستوی ترچھی نہیں ہے بلکہ بالکل ہموار ہے

ور آنجائیکہ ایلو بیٹر (طیارہ ران) (ELEVATOR) کی سطح خمیدہ اور غیر مستوی ترچھی ہے اصولاً خمیدہ سطح زیادہ بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو چوبی ایر ذوقا ایل سطحات سائنس کے اصول پر خمیدہ کی گئی ہیں وہ نسبتاً بہت زیادہ بہتر ہیں جیسے کہ کھارک کے مشہور ہوا بازوں کی حالت ہے۔ لیکن تجربہ کے بنا پر بہر حال ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کمرے سے ڈھکے ہوئے ہوا بازوں میں خمیدہ سطحات کو ہوا ر سطحات پر کوئی خاص فوقیت یا نمایاں برتری حاصل ہے۔ بیچ پوچھتے تو موزن الذکر سطحات حالت چڑنے میں خود بخود نہایت معمولی طریقہ پر خمیدہ اور ترچھی ہو جاتی

میں اور حقیقت یہ ہے کہ

ہوا بازوں کے عہدگی اور

تسبیل پر فائز کیلئے صرف

اس قدر خمیدگی کی ضرورت

بھی ہے اکثر نمونہ ساز

سطح کو ضرورت سے

زیادہ ترچھا کر دیتے ہیں

مگر جو سطح جتنی زیادہ خمیدہ

ہوتی ہے اتنا ہی زیادہ

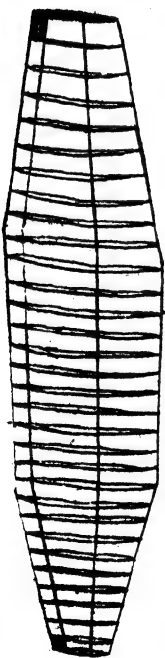
وہ ہوا کا مقابلہ بھی کرتی

ہے اور تیز ہوا میں پرواز

کے وقت زیادہ خمیدہ

سطح دالے ہوا میں صرف

اپنے خم سطح ہی کی بجز



شکل نمبر ۶۹



حصہ پر خواہ سیدھی خواہ الٹی طرف یا ڈنڈے کے وسط میں غرض جہاں مناسب ہو چسپاں کر دیا جائے اسی سلسلہ میں یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب ہے کہ ایسی صورت میں جبکہ طیاروں کے نمونوں کو ایک دور کی شکل میں گھمانے یا سیدھی اور الٹی طرف موڑنے کیلئے کامیاب ذریعہ موجود ہیں۔ خفیف سے خفیف مخالف حالتوں میں بھی طیاروں کو سیدھا اڑانے کی کوشش کا بار آور ہو جانا عملاً بالکل ناممکن الوقوع ہے۔ الا اس صورت میں کہ اڑانے والی طاقت نہایت زبردست اور طیارہ اس قابل ہو کہ جی راسکو پک کر ڈول (control) کا حامل ہو سکے۔

### موٹر (آلات محرک)

اس مسئلہ پر اس باب کے شروع میں کافی بحث کی جا چکی ہے۔ لیکن بعض باتیں بالتفصیل بیان کر دینی مناسب ہیں۔ جس خاص نمونے کے متعلق یہ بحث ہے اس کے متعلقہ بر موٹر (آلات محرک) عملاً لکڑی کے ڈنڈے کی لمبائی کے برابر ہوتی ہے یا دوسرے مفظول میں یوں سمجھا جائے کہ اگر لکڑی کا ڈنڈا چار فٹ لمبا ہے تو ایسی صورت میں اس سے متعلقہ بر

کر سکتے ہیں اور اسی طرف جاتے ہیں جس طرف کہ سطح کا رجحان ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لمبا ڈنڈا طول البلد پر طیارے زیادہ غیر مستقیم ہوتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں اگر ارفوایل کو ہم بیضاوی شکل میں بنائیں تو دونوں سطحیات یا تو خمیدہ ہو جائیں گی یا پھر دونوں ہموار رہیں گی اور حقیقت یہ ہے کہ اگر موٹیاں اور باقاعدگی کے ساتھ ان کو بنایا گیا تو عملاً زیادہ اچھے طیارے تیار ہو سکیں گے۔

### عمودی مچھلی اور توار

اگر عمودی مچھلی بنانے کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں شکل ۶۳ میں جو مثلث ۱ ب ج دیا گیا ہے اس کو کپڑے سے ڈھانک دینا چاہئے اور توار کے لئے حاشیہ وار کپڑے کا ایک مثلث نما ٹکڑا استعمال کرنا چاہئے جو مذکورہ بالا مثلث کے قاعدہ ۱ عمود ۵ سے کچھ چھوٹا ہو اور جس کی چوٹی پر ایک ریز کا ٹکڑا اور تاروں کا ایک ہک لگا ہوا ہوتا کہ اس ذریعہ سے اس کو ہوا باز کے پھیلا



شکل نمبر ۶۳

لے گا اس کو ب (عمود ۵) پر ایک ڈھکے کا ڈنڈا بنائے جس میں سیدھا ڈنڈا ہے جو اس کے وسط سے گزرتا ہے اور اس کے دونوں طرف سے اس کو دھکے دینے کے لئے دو تاروں کی طرف سے دھکے دیئے جائیں گے۔

یا کھانڈ پڑے۔ اس غرض کیلئے جو ربر استعمال کیا جاتا وہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ چھوٹا ربر نسبتاً زیادہ دیر پا اور مستحکم ہوتا ہے۔ اصولاً گول ربر بہت زیادہ بہتر اور مضبوط ہوگا مگر چھوٹے چھوٹے سائز میں گول ربر تیار نہیں ہوتا۔

معمولی موڈلس کیلئے پانچ اور بڑے بڑے موڈلس کیلئے جن کا وزن دو یا تین پاؤنڈ ہو پانچ کی موٹائی بالکل کافی ہے۔ اس موقع پر کچھ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سائز میں ایریا سیکشن کے لحاظ سے کئی بیشی ہوتی ہے یعنی اگر سیکشن لمبڈی اور وسعت دونی ہو جائیگی تو اس کے پھر معنی ہون گے ربر چوکنی لینا پڑے گا۔

خالص پارہ تھریڈ (Para Thread) سے بنا ہوا عمدہ ربر اپنی جسامت سے سات گنا لمبا ہو سکتا ہے اور پھر سکڑ کر پہلی جسامت اختیار کر لیتا ہے۔ مگر تھریڈ ربر اسی کو کھینکتے ہیں جو اپنی جسامت سے کم از کم دس گنا لمبا ہو سکے۔ ربر موٹر کو محفوظ رکھنے کیلئے لکڑی کی ٹھنڈی اور ہوا دار جگہ پر رکھنا چاہیے جہاں نمبر پمپر جھوٹ معتدل ہو اس کو دھوپ اور ہر قسم کی گرمی سے قطعی بچانا چاہیے۔ اور کسی قسم کا دباؤ یا کھچاؤ اس پر نہیں پڑنا چاہیے۔ ورنہ ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد پھر قطعی ہیکار ہو جائے گا۔ خواب یا ستار ربر موڈل ربر میں کیلئے بالکل ہیکار ہے اور صرف ارزانی کا خیال کر کے اس کو ہیکر نہیں خریدنا چاہیے۔ ورنہ موڈل سازی میں کامیابی ناممکن ہوگی اور محنت ضائع جائے گی۔

موٹر میں فٹ ۹ انچ لمبی ہوگی۔ اس قدر لمبی بھانجیں استعمال کرنیکی پھر وجہ ہے کہ جتنی لمبی بھانج ہوتی ہے اتنے ہی زیادہ بل اس میں ہوتے ہیں اور جتنے زیادہ بل ہوتے ہیں اتنے ہی زیادہ ویر تک طیارہ برابر اڑتا رہتا ہے۔ اس نمونے کے لئے کم سے کم ۲۰ اور زیادہ سے زیادہ ۲۴ بھانجوں کی ضرورت ہوگی۔ صبح بعد از صرف تجربے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ہر بھانج تین ٹپس پینچ لمبی ہونی چاہیے تین پینچ ربر کے کھینچنے میں پورے ہو جائیں گے تاکہ ایسی حالت میں بھی جبکہ کام نہ لیا جا رہا ہو بھانج بالکل تپتی رہے۔ گویا اس حساب سے یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک موڈل کی طیارہ کیلئے پانچ موٹا ربر ٹھپس سے اٹھائیس ٹپس گز تک صرف ہوگا۔

چکناہٹ کیلئے گلیسرین کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یا اگر نازہ تارہ استعمال کیا جائے تو دو اٹھ سو دس اور پانی کا ایک تیز سالوشن کافی ہوگا۔

معمولی پرواز کیلئے اس موٹر میں پانچویں آسانی کے ساتھ دے جاسکتے ہیں۔ اور جب غیر معمولی لمبی پرواز کے امتحان کی ضرورت ہو تو اس وقت اٹھ سو اور بسا اوقات ایک ہزار بل تک بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن اٹھ سو بار ایک ہزار بل دینے کے بعد پھر پھر راجھی طرح کلم نہیں دے سکیگا۔ الا اس صورت میں کہ ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد اس کو کئی ہفتوں کیلئے اس طرح محفوظ کر دیا جائے کہ اس پر وجہ دباؤ

ان تمام باتوں کے بعد سب سے زیادہ اہم سوال پرویلر کے متعلق ہے۔

### پرویلر یا اسکرود

پرویلر کے متعلق آپ سے پہلے دو یا تین باتیں لیا کی جا چکی ہیں یعنی (۱) اسکو موڈل کے پیچھے کی طرف لگنا چاہیے اور (۲) اس کا قطر وسیع ہونا چاہیے۔ پرویلر کے متعلق سب سے زیادہ اہم جو سوال ہے وہ یہ ہے کہ اس کو کس طرح بنایا جائے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ پرویلر خود بنا نیکی بجائے بنایا خرید لینا زیادہ بہتر اور مناسب ہے۔ جتنا بہتر اور عمدہ پرویلر ہوگا اس قدر اچھی اور خوش نما پاروازید ہو سکیگی۔

پرویلر کا سوال ایک ایسا سوال ہے جو ہر موڈل ساز کیلئے ایک علیحدہ نوعیت رکھتا ہے۔ ایک ماہر ہر چیز سے عام اس سے کہ وہ کیسی ہی شکل اور اس کے کام لینا کیسا چاہی شواہد کیوں نہ ہو۔ نہایت عمدہ اور خوبصورت پرویلر بنا سکتا ہے۔ مگر ایک نوآموز آسان سے آسان چیزوں سے بھی باوجود تمام قسم کی سہولتوں کے موجود ہوتے ہوئے شکل سے پرویلر بنا سکے گا۔ اور پھر وہ بھی یہ یقین نہیں کہ کارآمد اور حسب ضرورت ہوگا یا نہیں؟

گویا یہ سمجھنا چاہیے کہ جو شخص چند زیادہ ماہر ہوگا اس قدر اچھا پرویلر بنا سکے گا اور جو شخص چند زیادہ نا تجربہ کار ہوگا اس قدر اس سے بنا سکے گا۔ پرویلر میں بھی نقص ہوں گے۔ لیکن اگر کوئی نوآموز پرویلر بنا تاہی

چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ وہ کلاڑی کے بنائے ہوئے موڈل میں جسکی قیمت ایک سٹلنگ چھ پیس ہوتی ہے جو پرویلر لگے ہوتے ہیں انکی نقل کرے ان کا بنانا نسبتاً زیادہ آسان ہے اور یہ بلحاظ نتیجہ کارآمد بھی ہوتے ہیں۔

یہ بالکل ممکن ہے کہ اس قسم کے نہایت نفیس پرویلر انجیر یا اخروٹ کی نہایت اعلیٰ قسم کی کڑمی سے بنائے جائیں کڑمی ہر حال نہایت عمدہ قسم کی ہونی چاہیے۔ بعض انہیں سے قطعی طور پر گزرتی ہوئی اور پھر نہایت ناموزون ہیں سب سے پہلے نہایت احتیاط کے ساتھ اس کا ڈول ڈالنا چاہیے اور پھر پھر خیال رکھنا چاہیے کہ آپ سخت لکڑی کو ایک خاص قسم کی صورت میں لا رہے ہیں اور اس لئے جس قدر زیادہ کڑمی سخت ہوگی اور اس قدر زیادہ موزون کے ساتھ کام کرنا لازمی ہوگا۔ ہر حال اس لکڑی کو نہایت احتیاط کے ساتھ رشتے یہاں تک کہ اس کی سطح بالکل برابر ہو جائے اور یہ وسط میں سے پلے رح اور کناروں پر اس سے بھی کم موٹی رہ جائے۔ اس کے بعد اس کو نہایت تیز چاقو یا اور کسی چیز سے پرویلر کی صورت میں جیسا کہ شکل نمبر ۱ میں ظاہر کیا گیا ہے لے آنا چاہئے۔



شکل نمبر ۱

اب باہر ایک تانے یا پتیل کا ایک ٹکڑا جو پلے رح سے زیادہ چوڑا نہ ہو۔ اسکو دو کے وسطی حصہ پر نہایت مضبوطی سے

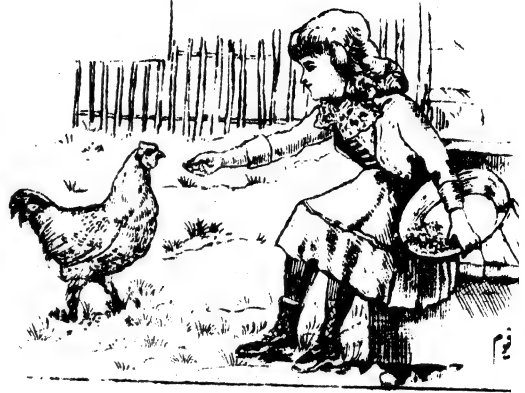
ساتھ کس دیا جائے، اس فکر سے کی لمبائی اتنی ہوتی  
چاہئے کہ جو شخص اس نام موڑ بھیجے۔ اور پھر  
اس کو نہایت احتیاط اور نفاست کے ساتھ جھال دینا  
چاہئے، اور یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جھال چوڑے  
حصہ کیچ میں نہ آئے کیونکہ یہاں اس کو دوسرے  
میں پڑنے کے لئے سوراخ کیا جائے گا۔ اگر جھال اس  
حصہ میں آگیا تو ممکن ہے کہ سوراخ کرنے کے وقت کھل  
جائے یا سوراخ اتقدر اچھا نہ ہو سکے جتنا کہ سونا چاہئے  
جس دھری میں اس پر دیل کو پرویا جائے گا وہ فولاد  
تار کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس کی لمبائی ڈیڑھ سے دو فٹ  
تک ہوتی ہے پر دیل میں جو سوراخ کیا جائے اس میں  
اس امر کا بھی غلط رکھا جائے یہ دھری اس میں بالکل  
نہی ہوئی ہے۔ اس دھری کا ایک سر سوراخ میں  
داخل کریں اور داخل شدہ سر کو پلہ انچ کے قریب  
عموداً ختم کر دیا جائے اور پھر اس کو باہر بھیج لیا جائے  
تاکہ یہ غیدہ حصہ تیل کے کرب سے بالکل متصل ہو جائے  
اس کے بعد اس کو بھی اس ٹکڑے کے ساتھ جھال دیا جائے  
پر دیل کی دونوں تیلوں کو اب مل دینا چاہئے  
جس کے بغیر یہ دیل محض بیکار ہے اس کی ترکیب یہ ہے  
کہ نہایت گرم اور ابلتی ہوئی کیتلی کی بھاپ میں  
پر دیل کو تھوڑی دیر تک قائم رکھئے۔ اس کے بعد  
اسکو دو ٹوکنا روں کے قریب دونوں ہاتھوں سے  
نہایت مضبوطی سے پکڑ کر دونوں کو مختلف سمتوں  
میں جھکائیں پہلے یہ عمل نہایت آہستہ آہستہ کیئے

اور اس کے بعد پر دیل کو زیادہ زور کے ساتھ جھکاتے  
جائے یہاں تک کہ دونوں ٹکڑے مختلف سمتوں میں  
جھک جائیں اور انہیں وہ بل پیدا ہو جائے جو پلہ  
اور پروا کیلئے لازمی ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ اس  
عمل کے دوران میں پر دیل ہمیشہ بھاپ میں رہے اور  
بھاپ بھی غیر معمولی اور شدت سے گرم کیتلی میں سے  
نکل رہی ہو۔ بل پیدا ہو جانے کے بعد یہ دیکھئے کہ  
دونوں تیلوں میں بل برابر پڑا ہے اور کم زیادہ  
نہیں ہے غرض یہ ہے کہ اسی طرح ہوشیاری سے  
عمل کیا گیا تو پر دیل نہایت خوبصورت اور اچھا بن جائیگا  
اور کام بھی نسبتاً بہت عمدہ دلگا

بل پڑ جانیکے بعد پر دیل کو "summer" ملو  
سے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کو اسی  
طرح ایک یا دو روز تک بندھا ہوا چھوڑ دیا جائے پر دیل کے  
ایک پتہ (Saddle) کو لکڑی کے سطح ٹکڑے  
سے متوازی صورت میں چپان کیا جاسکتا ہے۔ اس  
بعد دوسرے بلید کو سرے پر پہلے سے اس طرح ملا دیا  
جائے کہ دونوں مل کر چپانوں یا سوڈگری کا زاویہ بنائیں  
اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں سرے قریب قریب ٹکڑی  
شکل میں ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

اب فولادی تار کی دھری کے اس سرے کو جو بالکل  
علحدہ ہے جھکا کر ایک کی صورت میں لے آنا چاہئیں  
اور پھر اس پر دلو ٹیوننگ لگا دینے چاہئیں۔  
باقی آئینک

ایک باقاعدہ انتظام سے احاطہ میں نصف ذخیرہ  
جانوروں کا نسل لینے کے قابل ہر سال رہا کرے گا۔ اور تیسرا  
حصہ پرانے ذخیرہ کا یا ذخیرہ کرڈالا جائے یا فروخت کر دیا جائے  
ضرورت سے زائد چند جانور بھی اس غرض سے رکھنے  
لازمی میں کہ جو جانور کسی غیب کی وجہ سے دیر سے خارج  
کر دیا جائے اس کی جگہ اس جانور کو دے۔ اگر ایسا نہ کیا  
گیا تو ذخیرہ کے کسی کی تحویل ہمیشہ نامکن ہو جائیگی۔ جس مرغ  
سے نسل لی جائے وہ ہمیشہ عمدہ اور خالص نسل کا ہونا چاہئے  
دو غلی نسل کے مرغ سے کبھی نسل نہ لینی چاہئے۔



## مرغی پرورش

(پیوستہ)

اور ایک ڈربے کے پٹھوں کا دوسرے ڈربے  
کے مرغیوں سے جوڑا گیا جاتا ہے۔

ایک ہی نسل کے تین ڈربوں کی موجودگی میں ایک قاعدہ  
اور باضابطہ آدمی کو نیا خون یا نئی نسل لینے کی غرض سے  
کسی دوسری جگہ جانیکی ضرورت نہیں ہے۔ سالہاے  
درازا تک اس کو مرغ اور مرغیاں اپنی حسب مرضی نہایت  
کامیاب افزائش نسل کے واسطے مل سکتے ہیں۔  
اور قریب رشتہ کے ذریعہ نسل لینے کے بڑے اثرات رکھ  
جا سکتے ہیں۔

یہ طریقہ قابل اعتبار و عمدہ جانوروں کے ذخیرہ کی  
موجودگی پر کامل یقین دلاتا ہے۔

## فصل دوم

مرغوں اور مرغیوں کا مناسب

بہت بڑا مرغ چھوٹی مرغوں سے کبھی نہ ملانا چاہئے  
اسی طرح بہت چھوٹے مرغوں کو بڑی مرغیوں کے ساتھ  
نہیں ملانا چاہئے۔ جوڑے کے دونوں جانوروں میں  
کامل مناسبت ہونی چاہئے۔ اور بڑے جانور کو جہاں  
تک ممکن ہو بڑے جانوروں سے۔ اور چھوٹے جانوروں میں  
بینظم ہوں۔ اگر جوڑے میں ایک جانور بہت بڑا اور  
دوسرا بہت چھوٹا ہو تو انڈے ناقابل تولید ہوں گے  
اور چھوٹی مرغیوں کو بڑے مرغوں سے سخت نقصان ہو چکے گا۔  
ایک مرغ کے واسطے مرغیوں کی تعداد۔ برصا اور کوچین مرغ  
کو تین مرغیوں سے چار تک۔ پلیما و تھراک اور لنگشان۔  
گیم۔ داسیل، پلچ سے چھ تک و بانڈوٹ اریٹل مرغ  
کو چھ سے آٹھ تک سے زیادہ تعداد میں دینی چاہئے  
لیکن ہوڈان۔ چنیا گانگ۔ مایا کارکا۔ لکھا ڈنڈ

ہو سکتے ہیں۔

لیکن یہ بھی کافی نہیں ہے۔ نسل لینے کے موسم میں بھی مرغ ایک غیر محدود زمانہ تک بغیر تبدیل کے مرغیوں کے ساتھ نہ رکھا جائے۔ بعض مرغیاں اپنے ایک ایسے ڈربے کے واسطے جس میں چھ سے بارہ تک مرغیاں ہوتی ہیں دو مرغ رکھا کرتے ہیں اور ہر ہفتہ یا تیسرے چوتھے روز بدل دیا کرتے ہیں مرغیوں کی کمی تعداد بھی ایسی ہی ناقص اندوں کے تولید کا باعث ہوتی ہیں جس طرح انکی کثرت ہے اور مرغیوں پر بھی انکے اثرات ایسے مضر ثابت ہوتے ہیں کہ ان کا نفع و فہ نہ نہیں ہو سکتا۔ زمینچوں کا انتظام۔ اصولی طور پر بھی اس وقت پہلے بیٹھی مرغیوں کے ساتھ ساتھ دوڑنا شروع کر دیتی ہیں جس وقت سے کہ ان کو دوڑنا چاہئے۔ اگر زمینچے ایک سال کی عمر کے قبل مرغیوں کے ساتھ چھوڑ دئے گئے تو وہ بہت نا طاقت ہو جائیں گے۔ انکی اولاد بڑی اور زبردست نہ ہوگی۔ زمینچے ہمیشہ مرغیوں سے اور مادہ پنچھوں سے بہت دور ایک علیحدہ ڈربہ میں اور سائبان میں اور مکان میں رکھے جائیں اور اچھی طرح ان کو دانا پانی دیا جائے اور انکی بخوبی حفاظت کی جائے اس کے بعد منتخب مرغیوں کے ساتھ انکے جوڑے لگا دے جائیں۔

علیحدہ رکھنا۔ اگر ایک سے زیادہ نسل رکھی گئی ہے تو ہر نسل علیحدہ علیحدہ رکھنی چاہئے کسی حالت میں ان کو ایک جگہ دوڑنا پھرنا نہیں چاہئے۔ اُن کے

مرغ کوئی مرغ سات سے دس مرغیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جموت مرغیاں انڈے دیکر فارغ ہو جائیں اور دوڑ کے میدان کو چھوڑ دیں تو انکی جگہ دوسری مرغیاں چھوڑ دی جائیں۔ ایک ہی نسل کے بعض مرغ بہ نسبت دوسرے مرغیوں کے زیادہ مرغیاں چاہتے ہیں۔ اور بعض مرغ اپنی سمولی تعداد مرغیوں کے واسطے بکا رہتی ہیں۔

ایک مرغ کے واسطے مرغیوں کی تعداد کا انحصار کے قوت جسمانی اور سال کے موسم پر ہوتا ہے عام طور پر مرغیاں زراہ مادہ ماہ جولائی اور اگست سے کریز شروع کرتی ہیں اور ماہ جولائی اگست ستمبر تک لکھنویں بھی مرغ ایسے تیز اور جالاک نہیں ہوتے جیسے کہ ماہ نومبر اور اپریل میں ہوتے ہیں۔ ماہ می اور جون میں شدید گرمی نہایت پُراثر اور تھکلی بلکہ کمزور کرنے والی ہوتی ہے مرغ اور مرغیاں ماہ جولائی سے ستمبر تک زمانہ کریز میں بدکردی میں۔

نسل لینے کے ذخیرے کے واسطے مضبوط اور بکا رآمد جوڑہ کی پرورش کا اہم جھگڑا انکے والدین پر منحصر ہو جاتا ہے خصوصاً نر جانور بہت ہی ضعیف و ناتوان ہوتا ہے جالور پورے توانا ہوں اور سخت اور حالت کے پورے درجہ پر ہوں نہ بہت موٹے ہوں نہ بہت دبے ہوں۔ نسل لینے والے مرغیوں کو ختم موسم پر مرغیوں سے علیحدہ رکھنے اور اچھی طرح اس وقت کھلانے سے جب تک کہ وہ دوبارہ کام پر لائے جائیں بہترین نتیجہ حاصل

تین سو سے چار سو فیٹ تک لمبا اور سو فیٹ سے ڈیڑھ سو فیٹ تک چوڑا ہونا چاہئے۔ جس کے وسط میں ایک مکان دس فیٹ چوڑا اور پندرہ فیٹ لمبا تیار ہوا ہو۔

اور اس کے گرد متعدد درخت سایہ کے واسطے لگائے جائیں۔ ایسے محدود میدان اور مکانات تین مرغ اور اٹھارہ سو تیس مرغیاں نہایت اطمینان سے رہ سکتی ہیں۔ اس تعداد کے جانور ایک چھوٹے سے میدان میں نہیں رکھے جاسکتے ہیں۔ اگر دو مرغ ایسے چھوٹے سے محدود میدان میں مرغیوں کے ساتھ رکھے گئے تو مرغیوں کو پریشان کریں گے۔ اور آپس میں لڑا کرین گے مگر جب ایک ٹھکے ہوئے میدان میں یا ایسے بڑے میدان کے کسی حصہ میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے رکھے گئے تو مرغیوں کے ساتھ میں مرغے رکھے جاسکتے ہیں۔ اگر زمین وسیع ہو تو اصولاً جانوروں کا گروہ اسے چھوٹے میں تقسیم ہو جائے گا جسے کہ اس میں نہ ہوں گے اور ہر غول ان کا میدان کا ایک ایک حصہ لے لیگا اور آپس میں صلح کے ساتھ زندگی بسر کریں گے قبل اس کے مرغ ایک ڈربے میں بند کئے جائیں ان کو نہا ایک چھوٹے ڈربے میں الگ الگ بند کر دینا چاہئے اور پھر دوستی پیدا کر دینے کے واسطے چھوڑ دینا چاہئے ان کو ہرگز لڑنے نہ دینا چاہئے۔

فصل سوم  
ننگ کی مرغیوں سے چوڑا مکان

مکان سا بنان دور کا میدان علیحدہ علیحدہ ہونا بہت ضروری ہے جبکہ مختلف نسل ایک ساتھ دوڑنے پھرنے کو چھوڑ دی گئی تو تمام جانور خراب ہو جائیں گے اور ان کے اولاد کی کوئی قیمت نہ رہے گی۔

اگر کسی شخص کا ڈربہ اور زمین بالکل محدود ہے تو اس کو صرف ایک ہی اور وہ بھی بالکل خالص نسل رکھنی چاہئے ایک مرغ اور چار سے دس مرغیوں تک نسل کے جانور رکھیں جائیں تو مرغیوں کا آبائی انتظام ہو سکتا ہے اور بہت تفریح اور نفع حاصل ہوگا۔

اگر زمین وسیع ہے اور کوئی شخص اس زمین کو اس کام کیلئے دے سکتا ہے تو اس کو علیحدہ علیحدہ اسی ایک ہی نسل کے دو تین ڈربے بنانے چاہئیں میں نہایت زور کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کروں گا کہ ایک سے زیادہ نسل ہرگز نہ رکھیں جب دو یا زیادہ ڈربے ایک ہی نسل کے بنائے گئے ہیں اور علیحدہ علیحدہ ڈربوں کے بچے بھی آپس میں قریبی رشتہ کے نہیں ہیں تو ایک جھول کے مرغ دوسرے جھول کے مادہ چھینوں سے ملا بھی جاسکتے ہیں اور یہ بد نسلی اس طرح روکی جاسکتی ہے۔ اگر سب جانور ایک ہی جگہ ساتھ دوڑنے کو چھوڑ دے گئے تو مرغ کہیں اور سے پیدا کرنا چاہئے۔

مرغیوں کے ایک غول کے رہنے کا مقام: لوہے کے تاروں سے محدود ایک وسیع میدان میں اکیس سے تیس تک جانوروں کا ایک غول بہت عمدہ چھوٹوں کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ تاروں سے محدود میدان

کر چکا ہوں کہ کون کون سی نسلیں باہم ترکیب سے بہترین دوغلی نسلیں پیدا ہوتی ہیں۔ دوغلی جانوروں کے کبھی نسل نہ لینی چاہئے۔ ان کو نہ صرف کہا نیکی اور انڈے لینے کے کام میں لانا چاہئے۔ اگر ان سے نسل لی گئی تو انکی اولاد کی خرابی کا کامل یقین ہے۔ پھلا میل بہت اچھا ہوتا ہے۔ پہلے میل سے میری مراد یہ ہے کہ ایک نسل کا زراور دوسرے نسل کی مرعی کا جوڑا لگایا جائے۔ اگر پہلے میل کے مرغوں سے نسل لی جائے تو ان کا جوڑا اسی نسل کے دوسری خالص نسل مرغیوں سے لگایا جائے جیسا کہ ان کا باپ ہے دوغلی زرمٹھے یا مرغیوں سے کبھی نسل نہ لینی چاہئے۔

دوسری نسلوں کا لینا د حقیقت بالکل عقلندی نہیں ہے۔ خالص نسلیں دونوں اعتبار سے لینے جیسے کہ زیادہ انڈے دینے والے اور کہانی کے قابل ہونیکے اعتبار سے بہت زیادہ قابل اطمینان ہوتی ہیں۔ اسی طرح نمائش کے اعتبار سے بھی قابل یقین ہوتی ہیں۔ کوئی شخص اگر یہ کہے کہ میں نمائشی خالص نسل جانور نہیں چاہتا اور میں پچیس روپیہ فی مگر صرف انڈے کے اور کھانیکے واسطے جانور چاہتا ہوں تو یہی سہی۔ خالص نسل کے جانور یہ پہلے دئے جانور سے بہت زیادہ کفایت شعاری نتیجہ آخر زراست کریں گی۔

باقی آئندہ

اس مضمون پر بحث کرنا نہایت مشکل ہے اس نے اس قدر وسیع میدان گھیرا ہے کہ اس میں پوری طرح جانا بالکل ناممکن ہے مثلاً نصف ایک مشہور رنگ معلوم ہوتا ہے۔ میں ایک دو لفظ اس عام پسند رنگ کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں اس نے بہت کچھ غل غباڑہ وارہ نمائش میں چار کھلے ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ اس رنگ کے نسلوں کی پرورش میں بہت بڑا اندیشہ ناک خیال جانوروں کی دم میں سیاہ پر کے ظاہر ہونے کا لازم ہے۔ ہم ایسے جانوروں سے بھی نسل لے سکتے ہیں جو اپنے رنگ میں کامل ہیں۔

اگر میں اپنے درجے میں اس رنگ کے واسطے جوڑے لگاتا تو فوراً ایک عمدہ منتخب گھر سے رنگ کے جو ان ٹیٹے مرغ کا انتخاب کرتا۔ گو اس کی دم میں سیاہی بھی ظاہر ہوتی (میں اس پر بھی استقلال کے ساتھ قائم رہتا اگر سیاہی پر اس میں سے ایک پریر لے کر رنگ آجانا بہ نسبت اپنے رنگ میں مکمل رنگ کے جانور کے جو بلا اور کم زور ہو۔ میں ہمیشہ اس رنگ میں اسی خیال کے مطابق اس امر کو کامل نصیحت یقین کرتا ہوں کہ جانور بہ نسبت مادہ نہایت گھرے رنگ اور شد کا ہونا چاہئے۔

خالص نسل میں ترکیب یا میل کرنا۔ دینے خالص نسل کو دوغلی بنانا خالص نسل کی ترکیب ہنر و ثابت اور مختلف نسلوں کے علم خاصیت کی بہت ضرورت ہے جلد دوغلی نسلیں عمدہ نہیں ہوتی ہیں۔ میں پہلے بیان





دنیا بے جہاز رانی کی ایک بڑے خطرے سے بچا  
ماہرین فن کا خیال ہے کہ سالہ ۱۹۱۲ء میں ٹینیسی  
نامی جہاز پر جو مصیبت اور بلا نازل ہوئی تھی اب آئندہ اس  
قسم کی بلائیں اور مصیبتیں کبھی نازل نہ ہو سکیں گی۔  
ہر بہار کے ابتدائی موسم میں بڑے بڑے میدانہائے  
برف ادا بہتہ بہتہ حرکت کر نیوالے برف کے ٹھوس دریا  
گرین لینڈ کے مغربی کو ہستانی دھلو ان سے اتر کر چین بائین  
میں گرتے ہیں اور گرنے میں جو صد پر پختا ہے اس کی وجہ  
سے برف کے ان میدانوں اور دریاؤں کے کئی کئی  
ٹکڑے ہو جاتے ہیں جنکو اگر نرمی میں آئیس برگ  
کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا آئیس برگ  
بسا اوقات بڑے سے بڑے پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ یہ  
ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کر سمندر میں اس طرح گرتے ہیں کہ  
ان کا اوپر کا حصہ پانی میں چلا جاتا ہے اور نیچے کا حصہ

پانی کی سطح سے اوپر رہتا ہے۔ برف کے میدانوں کو  
اصطلاحی زبان میں (Iceberg) کہتے ہیں  
اور ان ٹکڑوں کو (Iceberg) کہتے ہیں۔  
یہ خوبصورت برف کا عظیم الجثہ "بجائے برف"  
خلیج بائین میں پہونچ کر بحسب ہر طرف جاتے ہیں اور  
پھر وہاں سے مغربی ساحل سے ملے ہوئے نہایت  
آہستہ آہستہ جنوب کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ  
ان کا یہ لائنہ ہی سلسلہ و حیرے و حیرے پھٹتا ہوا  
اور مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا پہر اڑا اور وہاں سے  
نیو فاؤنڈ لینڈ پہنچتا ہے۔  
نیو فاؤنڈ لینڈ پر یہ آس خط کو عبور کرتے ہیں جو امریکہ اور  
انگلستان اور دوسرے شمالی یورپ کے بندرگاہوں  
تک پہنچنے کا جہازی راستہ ہے۔ لیبرڈار کی سمندری  
موجیں انھیں گلف سٹریم میں دھکیل دیتی ہیں اور  
وہاں سے یہ رفتہ رفتہ وسط سمندر گرم پانی میں

پہنچ کر بالآخر پھل کر پانی ہو جاتے ہیں۔

جہازوں کو ان برف کے محرک تو دووں سے صرف اسی وقت خطرہ ہوتا ہے جبکہ وہ ان کے راستہ کو عبور کرتے ہیں۔ ان سے محفوظ رہنے کا یہ طریقہ ہے کہ بین الاقوامی نگہبان برف جہازات نیو فاؤنڈ لینڈ کے سوا اعلیٰ پر شمال کی طرف نہ ہوتے تیار رکھ رہتے ہیں اور ان تو دووں کے جہازی راستہ میں داخل ہونے سے پہلے انھیں دیکھ لیتے ہیں۔ چونکہ یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ ان کا راستہ بدل دیا جائے۔ یا انھیں پگھلا دیا جائے یا ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ اس لئے یہ نگہبان جہاز ان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے ہیں اور ان کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے تمام جہازوں کو ان کے بہاؤ کی سمت موجودہ مقام اور رفتار کی برابر اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ یہ جہاز اس وقت تک برف کے ان تو دووں کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں جب تک کہ وہ جہازی راستہ سے نکل کر وسط بحر میں نہ پہنچ جائیں جہاں پہنچنے کے بعد ان سے کچھ کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

زیادہ تر حفاظت کی غرض سے ان نگہبان جہازوں میں تجربہ کیلئے حامل میں ایجاد کیا ہوا ایک آلہ لگایا گیا ہے جس کو در (Drum)

(Alarm) (اطلاع خطرہ برف) کہتے ہیں اصل میں یہ آلہ سمندر کی گہرائی معلوم کرنے کے آلہ کی ایک ترمیم یا ترقی یافتہ صورت ہے۔ سمندر کی گہرائی معلوم کرنے کا

آلہ اس طرح استعمال کیا جاتا ہے

کہ اس کے ذریعے ایک ایسی موج برق سمندر کی تھکی طرف بھیجی جاتی ہے جس کے تہ پر پہنچنے کے بعد آواز پیدا ہوتی ہے اور اسی موج کے توسط سے یہ آواز صدائے بازگشت کے طور پر پھر جہاز میں واپس آ جاتی ہے آواز کی آمد و رفت میں جو عرصہ لگتا ہے اس سے جہاز کی تھ سے سمندر کی تھ تک کا فاصلہ دریافت کر لیا جاتا ہے پانی میں چونکہ آواز ایک جگہ سے دوسری جگہ تک نہایت آہستہ یعنی فی سکند ایک ہزار ایک سو فیٹ کی رفتار سے جاتی ہے اس لئے فاصلہ دریافت کر نہیں بہت آسانی ہوتی ہے۔

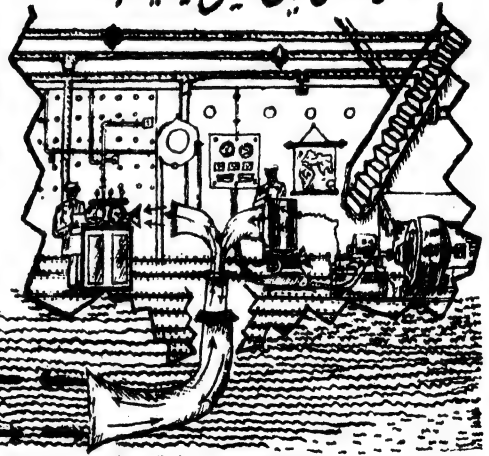
موسم صاف ہونے کی حالت میں یا دن کے وقت انھیں شک نہیں کہ آئس برگ دور سے باوجود اپنی خطرات آمیز مہم کے افق میں ایک عجیب خوبصورتی پیدا کرنا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن رات کے وقت یا کہہ کر کی حالت میں اس وقت تک اس کی موجودگی محسوس نہیں ہو سکتی جب تک کہ جہاز بالکل اس کے پہلو پہ پہلو نہ پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ چونکہ آئس برگ کا یہ حصہ پانی کے اندر ہوتا ہے اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ جو حصہ پانی کے اندر ہے وہ باہر والے حصہ سے بہت زیادہ پھیلا ہوا ہو اور برف پگھلتنے کی وجہ سے اس کی سطح ہموار نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہو کہ جہاز والے صرف ادیری حصہ کا خیال کر کے مطمئن ہیں اور اندر فی حصہ جہاز کو یکا یک تباہ کر دے۔

کیا ان جہازوں میں بھی یہ آلہ کامیاب ہو سکتا ہے جو پہلوں کے ذریعہ سے چلتے ہیں اور جن میں ایسا شور مچ رہا ہے کہ کان پر ڈی آواز ڈھائی نہیں دیتی اگر ان جہازوں میں بھی یہ آلہ کامیاب رہا تو ہمیں اس میں شک نہیں کہ شمالی بحر اٹلانٹک کے سلسلہ جہاز رانی کی صورت میں ایک بڑی سہولت کا اضافہ ہو جا گا۔  
 محاذ اور ایک نہایت شدید انوعیت خطرے سے نجات حاصل ہو جائیگی۔

یہ امید کجانی سے کہ آئیس برگ لارم کے ذریعہ سے جہاز کے قرب و جوار میں آجائے واپس برف کے تودوں کا پتہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے اور لاسلکی مسامات کے ذریعہ سے حفاظتی اطلاعات مسلسل طور پر بھیجی جاسکتی ہیں اگرچہ نگہبان جہازوں میں اس کے نتیجہ نہایت امید افزا صورت میں برآمد ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر ایسی جدید آلہ کی کامیابی کا سوال اب تک باقی ہے چھوٹے چھوٹے جہازوں میں جو برقی قوت کے ذریعہ سے چلتے ہیں نسبتاً دوسرے جہازوں کے مقابلہ میں تھکوں وغیرہ کا شور بہت کم رہتا ہے اور اس لئے صدائے بازگشت کی کمی سے سنی جاسکتی ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے



پالی میں ڈوب رہا  
 برف کے جہاز کا حصہ



انگلستان کے شہر آفاق ڈراما نویس نے ایک جگہ ظاہر کیا ہے کہ جو پیمپس کے لیے نیٹوئی کے ہونٹوں سے وصل ہوئے تو اس حسن کی دیو کی پر ایک عجیب و غریب کی حالت ظاہری ہو گئی تھی

بوسہ پیمیا  
 ایک سائنس دان نے حال ہی میں یہ دریافت کیا ہے کہ بوسہ لینے کا اثر مرد پر بہت بڑا ہے ہے اور عورت پر کچھ نہیں۔

زوم کے عید مصنف ہو مرنے یونانی قصوں  
 کے دور ان میں لکھا ہے کہ جب شہر ٹرائے کی خوبصورت  
 ترین عورت ہیلین نے اپنے عاشق پیرس پر اپنی محبت  
 کا اظہار اس طریقہ کیا تو اس نازک بدن کا دل  
 و صبر کے لگا اور تمام جسم میں نہایت مخلوطا تھر توڑی  
 سی برگیٹی۔ ان دو کے علاوہ بھی اکثر ایسے مصنفین  
 جو سائنس کے دلاوہ زنجیر بوسہ کے متعلق اسی قسم کے  
 نقشے کھینچے ہیں۔ لیکن سٹر اسبرگ یونیورسٹی کے ڈاکٹر  
 ایموئل شٹاک (Dr. Emanuel Schmek)  
 نے اپنی خون داب (Blood pressure)  
 کے آلہ کی مدد سے اس قسم کے فسادانی جذبہ  
 کو غلط ثابت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں  
 ”عورت جس وقت پیا کرتی ہے تو طبیعتاً  
 کی طرح سرد رہتی ہے اس کی ”خونی داب“ جو میں نے  
 قطعی اور ناقابل اعتراض تجربوں سے ثابت کی ہے  
 کبھی محسوس درجہ تک نہیں بڑھتی گو وہ کہنے ہی ظاہر  
 جوش سے اپنے دھارے کا بوسہ کیوں نہ لے۔ اس  
 کی ”خونی داب“ کبھی ایک سو انیس درجہ سے نہیں  
 بڑھی اور اس میں بھی شبہ کی گنجائش ہے کیونکہ عموماً  
 وہ ۱۰۰ کے قریب ہوتی ہے“

عورتیں عموماً بہت بے پردائی سے بوسہ کا استعمال  
 کرتی ہیں تمام گہرے گلو جانور (سوائے ایک کے) اس  
 نشان محبت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ یورپ  
 و اس کے کھنوں اور گھوڑوں کو پیار سے بغیر نہیں رہ

سکتیں تو انکی ہندوستانی بہنوئیاں گہریوں کے ساتھ  
 اسی طرح پیش آئے بغیر جارہ نہیں۔ بہنوں کیوں اور  
 ماؤں کو پیار کرنا تو بہ عورت کے ساتھ فرض کی طرح لگا  
 ہوا ہے۔ غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکی زندگی کا مقصد  
 یہی ہے کہ بس پیار کئے جائیں۔

اب تک عام طور پر اس صفت کی تعریف ہوتی تھی  
 لیکن ڈاکٹر صاحب تیقن کے ساتھ کہتے ہیں ”کہ اس کا  
 کوئی مقصد اور اثر ہی نہیں۔ برتن دھونے، کپڑے  
 بدلنے سے بھی ان کے دل پر اتنا ہی اثر ہوگا جتنا کہ  
 کسی کو پیار کے ساتھ۔ روتے وقت بھی اس سے  
 قلب کو تحریک ہوگی۔ اور یاد رہے کہ میرا  
 زبانی صحت و خیر ہی نہیں ہے“

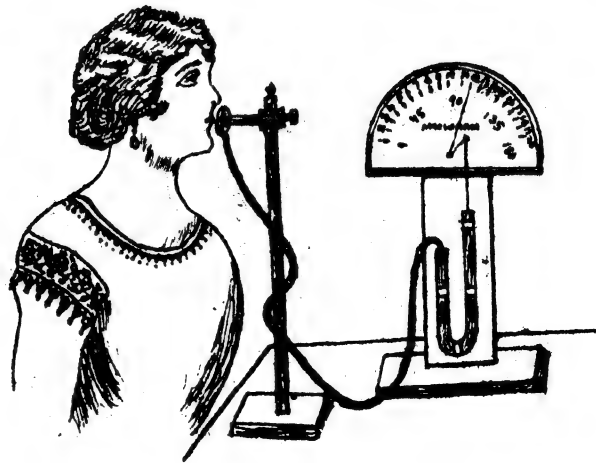
ڈاکٹر صاحب بوضوح کا یہ فیصلہ اور بھی ظلم کی حد  
 تک پہنچ جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ صرف صنف نازک  
 ہی کی یہ حالت ہے۔ مرد کی حالت بالکل جدا گانہ ہے  
 وہ نہایت جسطح اس طریقہ سے متاثر ہو جاتا  
 ہے اور ان کے لئے اکثر پُر جوشی کے ساتھ بوسہ لینا  
 نقصان دہ ہے کیونکہ اس کے ان کی صحت پر بہت بُرا  
 اثر پڑتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیقات کا خلاصہ یہ  
 ہے کہ مرد مجھ جذبہ ہے۔

”مرد کی بوسہ کے اشارے پر عجیب حالت ہو جاتی  
 ہے معشوق کے لبوں سے ہونٹ ملتے ہی اس کی بصر  
 اچھلنے لگتی ہے۔ اس کی ”خونی داب“ ۱۳۰ درجہ  
 پر ہو جاتی ہے لگو اس بوسہ سے مراد نہایت معمولی

مطلب کیوں نہ ہوا اگر اس بیار کا مطلب ذرا زیادہ  
گہرا ہو تو میرا لہ ۱۳۵ درجے بتاتا ہے اور اگر قلبی  
تحریک بہت بڑھی ہو تو ۴۰ درجہ ظاہر کرنے لگتا ہے  
مجھے ایسے لوگوں کا بھی تجربہ ہے جنکی پاک محبت  
نے خونی داب کو ۱۶۰ درجہ تک بڑھا دیا ہے وہ حکما  
جو "خونی داب" کی اصلیت پہچانتے ہیں سمجھ سکتے  
ہیں کہ یہ درجہ کتنا بڑھا ہوا ہے "ڈاکٹر شہناک کا  
یہ دعویٰ پرانے مسلوں پر عجیب دلچسپ روشنی ڈالتا  
مثلاً یہ کہ بعض حکما کا قول ہے کہ بوسہ بازی برقی  
حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے خیال یا تحریک برقی  
کنٹ ہو دے جو دماغ سے جاری ہوے اور رگ اور  
پٹھوں کے تاروں کی مدد سے دل اور پھیپھڑوں تک  
پہنچ گئے اور ان میں ایک صحت بخش حرکت پیدا  
کر دی۔ دوسرے رگ پٹھوں نے یہ تحریک جسم

کے مختلف حصوں میں پہنچائی۔ سر کی بعض نسلوں  
نے ہونٹوں کو جنبش کا حکم جاری کر دیا۔ جب نسلوں  
کے دو جوڑے آپس میں ملے تو رد عمل اسی طرح ہوا جس  
طرح دو برقی تار ملانے پر ہوتا ہے۔  
چونکہ جسم انسانی کا خون اور نسیں ہر بوسہ کے  
موقع پر موجود رہتی ہیں اس لئے اس وقت یہ بتانا  
مشکل ہے کہ ڈاکٹر شہناک کا عقیدہ برقی شعلہ کی نگذرتی  
کرتا ہے یا ایک دوسرے کی تائید۔

لیکن مختلف اصول والوں میں اختلاف ہونا ضرور  
ہے کیونکہ برقی اصول والوں کا خیال ہے کہ بوسہ  
لینے سے صحت بخش حرکت پیدا ہوتی ہے اور ڈاکٹر  
شہناک کا عقیدہ ہے کہ زیادہ یا لمبی بوسہ بازی مرد  
کے لئے نہایت خطرناک ہے کیونکہ ڈیڑھ سے کہ دل  
کا انجن گرم ہو کر کہیں ایک دم ٹھنڈا نہ پڑ جائے۔



یہ پرانی قسم کا بوسہ ہے  
لیکن اب خونی داب کے تحتسانی  
آلہ اس کی جگہ لے رہی ہے  
چونکہ ابھی سہول کے باہر نہیں نکلا  
ہے اس لئے اس کی تصویق  
ہیش نہ ہو سکی۔

ایم۔ ایم۔ بیگم

## ایک عجیب کردہائی

کسی چیز کو نئے نئے ایسے رنگ نہیں دیکھنا کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ مگر بدستی سے بچانے کے بعد یہ دیکھا جاتا ہے کہ کبھی کا تو بہت کم تبدیلی ہوئی چیزیں آتے ہیں۔ البتہ چربی اور عیروں بوجہ ایک مدت سے یہ کوشش کی جا رہی تھی کہ کوئی ایسی ترکیب کیا جائے جس سے چربی وغیرہ اور اس قسم کے دوسری چیزیں جو خاص کبھی وغیرہ میں ملا دی جاتی ہیں کھانے میں نہ آئے جائیں۔ بہت کچھ حال ہی میں ایک ایسی کردہائی ایجاد کی گئی ہے جس سے یہ مشکل کبھی کا جتنا خاص حصہ ہوتا ہے وہ تو اس چیز میں شریک ہوتا ہے تو ملی جاتی ہے اور یہ حصہ چربی وغیرہ ہوتی ہے وہ ان کو نہیں پیچھا جاتی ہے جو اس کردہائی میں ملتے گئے ہیں۔ اس ایجاد کا سہرا سٹر ام ایس ہوزاف لٹن، مسٹر M. M. Hughes of Allston, Mass.

کمرے

ہم مضمون صفحہ (۸۰) سامان تفریح

ایک تو انکی زندگی میں ایسی دوسرا آپ کو انکی صورت دیکھنا کا بھی اچھی طرح موقع ملے گا اس میں شک نہیں کہ وہ نہایت کریم صورت میں مصروف ہو رہے ہوں گے پھر ان کے آپ اپنی اصل انکی صفت میں اس جہان میں ممکن ہے کہ آپ انکی صورت میں کچھ تبدیلی کریں۔ بے پہلے یہ کوشش کیے کہ ان کے ہاتھ میں جلتے۔ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچیں۔ اس میں اگر ناگاہی ہو تو چپکے نظر چاٹے ان کو میں غل بھونک دیجئے اور پھر تازہ دیکھئے۔ آپ کی ایک انگلی سے تمام صفحہ بدل جاتی ہے۔ اور ایسی خوب صورت ہو جاتی ہے کہ اس کی جگہ ہی ہے جہاں میں۔

اس کے بعد یہی سلسلہ پھر دہرائی جاتا ہے۔ یعنی ہاتھوں میں بڑا لطف آتا ہے کہ

وہ گھر گھر کر اپنے سر کے بال مٹھیاں بھر کر کے نوچتے ہیں۔ یہ کام وہ آپ سے زیادہ اچھی طرح کر سکتے ہیں اس لئے کہ ان کا ہاتھ آپ کے ہاتھوں سے کہیں بڑے ہیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ جیسے ہی اما جان گھر میں قدم رکھیں تو چمچا چمچا پانا اور آوازوں کو نہ کر دینے اور نہایت متین صوابت بنا کر بیٹھ جائے وہ اس سے پہلے کہ آپ کو خبر ہو کر آنا جان کا کیا ارادہ ہے غصی کا ایک بڑا چمچ آپ کے حلق کے اندر چمکا۔ اور پھر اس میں اما جان کیلئے سکی می ہے۔ اما جان کہیں گی کہ ذرا سی دیر کیلئے یہ کچھ نہیں کھاؤں گے جیسے باجائی گھر میں جاتی ہے وہ دست اور بھاری بھر کم ہوا شہر میں رہتے ہیں اسکی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ وہ ملت کو زیادہ تر سوتے ہیں۔ مگر اس کا علاج بھی آپ کے پاس ہے اپنے بستر پر چھل کر ان کے کان کے قریب منہ رکھ کر ایک کچھ آواز دہرائیں۔ مگر یا پھر کہ اما جان کو نہ سوتے جو آپ بستر سے پھینک کر رک رہے ہیں۔ وہ تمام صفت کھلت جائیگی۔ اور آپ کو پچ دیا چ کر سلاوا کا کھانا۔ اور ایک تھوڑی دیر کی باجائی کر آپ کے پاس آئیں۔ اگر کبھی اما جان آپ کو اپنے ساتھ نہ لے سکیں۔ یہاں اس صحت مند ساتھ آپ کو بیٹھنا پڑے تو اسکی زبانی آسان کیس میں آپ کو بیٹھ دیتا ہوں انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا سر کھانا شروع کر دیجئے۔ کبھی کہ آپ اپنے پیچھے دیکھیں اور غور سے دیکھیں۔ اور اس کی شکل کے رفتار آپ اپنے گھر کو اس آواز سے چلیں۔ اگر نہ ہو تو اس کی ایک رنگین تصویر بھی ہے جو کسی صورت میں ناگاہیک ہو سکتی۔ حد یہ ہے کہ اول۔ دیکھ گھری سائیس لیجے اور پھر ہی پورا حورہ۔ "چینا اور دونا"

کبھی کبھی ابھان کو خوش بھی کرنا چاہئے۔ اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ آپ اپنے کھلونے خصوصیت کے ساتھ کھلونے جو اچھی طرح چمک سکیں۔ نوکس اور کر کے اباجان کے بستر پر جا کر دیکھئے یا کسی ہراس طرح چھوڑ دیجئے کہ ان کے پیچھے کبھی کھلونے نہیں تمام کرس میں اسے خوشی کے پانچا دیں گے

اگر آپ نے اس عمل کیا تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اما جان پہلے کی کس قدر زیادہ آپ کے لئے کارآمد ہو گئے ہیں"

# ہرگز نہ بھلاؤ انقضاۃ نظر

## نیز خیال

ہرگز نہ بھلاؤ انقضاۃ نظر کی مینہ کی مین  
تاریخ کو حکیم محمد یوسف  
حسن صاحب کی زیر ادارت لاہور سے نکلتا ہے۔ علمی  
مضامین عام طور پر اچھے ہوتے ہیں۔ انہی مضامین  
میں خاص طور پر رسالت کا لحاظ رکھا جاتا ہے نظم  
کے انتخاب میں بھی پرچشیت مجموعی سجداری سے کام  
لیا جاتا ہے۔ لکھائی چھپائی کی طرف بھی کافی لحاظ  
رکھا جاتا ہے شروع میں ایک تصویر بھی ہوتی ہے  
رسالہ کی ضخامت ۵ صفحے کی ہے کاغذ بھی چکن اور  
باریک ہے۔ بلحاظ صورت ظاہری حسن معنوی میں  
حمیت المجمع رسالہ اچھا ہے قیمت سالانہ تین روپے  
نمونہ کا پرچہ ہر منتخب رسالہ نیز خیال بارود خانہ  
لاہور سے مل سکتا ہے۔

## تحفہ

انجمن ارباب اردو سردرنگ  
حیدر آباد دکن کے زیر ترتیب ہر  
بالی مینہ کی پہلے ہفتہ میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین  
بلا استثناء کے سب نہایت اچھے ہوتے ہیں اور یہ  
ظاہر کرتے ہیں کہ معنوں نگاروں نے جو کچھ لکھا ہے  
نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ علمی مضامین  
خصوصیت کے ساتھ نہایت بلند پایہ اور اعلیٰ ہوتے ہیں

ادبی اور تاریخی مضامین تمام بہتر اور معنوں نگار  
کے مطالعہ اور مہارت فن کا کافی ثبوت دیتے ہیں  
لکھائی چھپائی بھی نہایت عمدہ ہے۔ کاغذ بھی دیر  
اور چکن ہے سرورق بھی خاصا دیدہ زیب ہے۔  
ضخامت ۵ صفحے ہے۔ اور رسالہ کی مجموعی قیمت  
اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ رسالہ کی ترتیب و تہذیب میں  
ہاتھوں میں ہے وہ اس قسم کے ادبی کاموں کے شرف  
سے اہل ہیں

رسالہ کے آخر میں غزلیات بھی درج ہوتی ہیں مگر اس  
حصہ کی طرف خاص طور پر توجہ اور زیادہ بے مروتی سے  
کام لینے کی ضرورت ہے۔  
رسالہ کی موجودہ صورت حال پر نظر کرتے ہوئے یہ  
کہا جاسکتا ہے کہ اس کا مستقبل اس کے لئے اس کی ابتدا  
سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ سالانہ قیمت پانچ روپیہ  
ہے نمونہ کا پرچہ آٹھ آنے میں مل سکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت  
مستند لغزازی انجمن ارباب اردو (سردرنگ حیدر آباد دکن)  
سے ہونی چاہئے۔

## تبصرۃ الاطباء

انجمن خادوم حکمت  
شاہد راہ کلاں  
روزہ طبعی رسالہ ہے جو "بانی انجمن" حکیم احمد الدین صاحب  
۷۵

”موجود طلب جدید“ کی زیر ادا رت لاہور سے نکلتا ہے عام طور پر طبی مضامین شائع ہوتے ہیں اور طبی مسالین بحث کیجاتی ہے۔ طباعت و کتابت میں حیث المجموع خاصی ہے۔ جربات۔ اور سوالات و جوابات کیلئے بھی ایک حصہ وقف کیا گیا ہے۔ ہمارے پیش نظر اس وقت دسمبر ۱۹۷۳ء کا رسالہ ہے اس کے بعض حصے حقیقت یہ ہے کہ لحاظ ممانت گرے ہوئے ہیں جو طبی رسالوں کیلئے خصوصیت کے ساتھ لازمی ہے۔

ایک طبی رسالہ کیلئے جس تنجیدگی اور وفاد کی ضرورت ہے وہ کم از کم اس پرچہ کی حد تک محفوظ ہے قیمت لگاتار تین روپیہ ہے صفحات ۲۲ صفحے۔ منیجر تہذوۃ الاطباء انجمن خادما انگلت۔ شاہدہ لاہور سے مل سکتا ہے۔

امام محمد الدین صاحب  
**کشاف**  
غریب کی زیر ادا رت  
امرت مہر ہر انگریزی ہینے کی بائیں تاریخ کو شایع ہوا ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ علاوہ علمی اور ادبی مضامین کے علوم جفر۔ رمل۔ نجوم۔ ہندسہ اور کیمیا کے متعلق بھی کافی طور پر بحث کیجاتی ہے زبان میں کہیں کہیں پنجابی چھارے بھی ہوتے ہیں مثلاً نومبر ۱۹۷۳ء کے رسالہ میں ایک افسانہ مسرت کا راز کے نام سے درج کیا گیا ہے۔ جو دراصل کائناتی کا ترجمہ ہے اس میں ”جو لباس اس نے زیب تن کیا ہوا تھا“۔ ”ستر برس کی عمر میں اس نے اپنی تمام پیشتم..... جتنی کہ کل پوششی فروخت کر ڈالے“

”مہمان پرودہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اما صاحبہ“ اس پر مہمانان کی پہنی تھم ہوئی“ وغیرہ وغیرہ ہوتا کشادہ دلی کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ دوسرے مضامین میں بھی یہی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ مگر اس مضمون میں بالخصوص کثرت سے اس قسم کے جملے استعمال کئے گئے ہیں ایک مقام پر مضمون نگار صاحب فرماتے ہیں: ”ایسا س نے اپنے بڑوسی کا ننگر ادا کیا۔ اور اپنی بوی سمیت اس کا نوکر نوکر رہنے لگا“ اور پھر اس پر تنم ظریفی یہ کہ پہلے پہل انھیں یہ کام مشکل معلوم ہوا“ اسعلوم نہیں ہوتا کہ بوی سمیت نوکری سے کیا مطلب ہے اور وہ کون خاص کام تھا جس کو اسقدر رودہ خفایں رکھنا مناسب سمجھا گیا ہے نظم کے انتخاب میں بہت ہی فیاضی سے کام لیا جاتا ہے۔ انجوم وغیرہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے کافی معلومات کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور ان علوم سے واقفیت نہ رکھنے والے حضرات کو ان مسائل کے اچھی طرح سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تقطیع بہت چھٹی کاغذ۔ طباعت و کتابت خاصی۔ سالانہ قیمت نمہ (اکر وہیہ بارہ آنے) صفحات ۲۰ صفحے منیجر رسالہ کشف امر قمر سے مل سکتا ہے۔

خرو دی کا رسالہ ساگرہ نمبر ۱۰۷۳ء۔ مہر ہر کتاب  
**ساگرہ نمبر**  
حضرت قصیدے یا قطعات اشاعت کیلئے بھیجنا  
اقتصار کا نامدار ہے جو قصیدے یا قطع بہتر ہو گے صرف وہی تسلیم نہیں  
**ایڈیٹر**





# ادبیات



# سکسائے تقدیر

بناسکتی ہے مگر ترطیع ہے کہ اس کی بجائے پشیل آپ اپنے ہاتھ میں لیں اور کاغذ کو بھی خود ہی دوسرے ہاتھ سے پھراتے جائیں۔ وحید نے جواب دیا۔ ”جی۔ میرا لڑکا ایسے ایسے مضمون لکھ سکتا ہے کہ آپ کو کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔“ بالآخر میرے پایا کہ اس مرتبہ وحید کے کچھ سے مضمون لکھوایا جائے۔ اور آئندہ حلیم صاحب کی نئی تصویریں بنائے بد قسمتی سے یہ خدمت میرے سپرد ہو گئی کہ وحید کا نوچ کچھ کہے وہ میں لکھتا جاؤں۔

(د)

شیر خوار بچاؤ۔ ایک شیر خوار بچہ کیلئے سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ باپ کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ مندرست اور شہ زور انسان ہو۔ بالخصوص اس لئے کہ جو باپ جتنے زیادہ شہ زور ہوگا اس قدر زیادہ وہ کماسکے گا۔ اور جتنے زیادہ کمائے گا اسی قدر زیادہ میٹھی میٹھی چیزیں کھا سکو ملین گی۔

باپ کا وزن پیدائش کے وقت۔ آپ کی پیدائش کے وقت۔ اوسطاً ڈیڑھ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بعد ہی اس میں کمی ہونے لگتی ہے۔ مگر یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے اس لئے کہ جب آپ کے دانت نکل آتے ہیں تو اس کا وزن پھر نئی ڈیڑھ من ڈیڑھ من ہو جاتا ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ گھر میں اگر کوئی چیز بیکار پڑتی

وحید کو خدشہ کہی اور جن لڑکیوں کے بعد ایک ادا کا بھی حال ہی میں ”عبایت فرمایا ہے“ مگر شخص کقدر ناشکر واقع ہو ہے جب دیکھو ”نصر اللہ بھٹیا“ آفت آگئی ہے۔ جب دیکھو روتا رہتا ہے۔ نہ دن کو کوئی کام کر سکتے ہیں نہ رات کو نیند بھر سوسکتے ہیں۔

ان نوجوان بالوں کو جب میں اپنے شیر خوار بچوں کی معاملات میں نچھایاں بٹھارتے ہوں سنتا ہوں تو فخر پر ازہ چڑھ جاتا ہے۔ مگر ایک بات کیلئے تو میں شرط بدنے کیلئے تیار ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب وہ شیر خوار بچوں میں لڑائی ہوتی ہے تو انکی وجہ نزاع یہ نہیں ہوتی کہ ”میرا باپ تیرے باپ سے خوبصورت ہے“ میں نے جانتا ہے یہ بچکانی زبان سمجھنے کی کوشش کی ہے میرے کچھ میں یہی آیا ہے کہ جب ان گوشت کے دوزخہ تو تھروں میں بہت زیادہ میل جول ہو جاتا ہے تو وہ اکثر ہی کہتے ہیں۔ یہ ”دیکھو جی۔ وہ ہیں نا وہ ہمارے باپ۔ ارے میاں بغیر کی اکیلے چلتے پھرتے ہیں۔ اور ابھی انکی عمر کل تیس برس کی ہے۔ ان کو تمام شہر کی خبریں معلوم ہیں اور وہ سگریٹ کا دھواں اپنے کانوں میں سے نکال سکتے ہیں۔“

کل عجیب اتفاق ہوا۔ حلیم صاحب اور وحید صاحب اپنے اپنے شیر خوار بچوں کے معاملہ میں ایک دوسرے سے برسوں بیکار تھے۔ حلیم صاحب فرماتے تھے کہ میری لڑکی تعویذ

بنتوہ ایک دانت سب سے بڑی افسوس کی بات ہے کہ بلی کی طرح باپ کے دم نہیں ہوتی جس سے آپ کمیل سکیں اور پھر وہ بھرتے ہیں کہ جب گھر میں کچھ گودیں لے لیا اور اچھا لانا خریدا۔ اور جب وہ تمام دودھ جو اپنے بڑی شکل کے ساتھ ساتھ پیٹ میں سے نکل جاتا ہے تو لانا ہی پر لازم رہتے ہیں کہ بدبھمی ہوگئی ہے۔ دودھ ڈال رہا ہے۔ کیا نام میں دم ہے۔

سب سے بڑی تکلیف کا وقت وہ ہوتا ہے جب باپ آپ کو پیار کرتا ہے۔ منہ میں سے سکریٹ کی بوائی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گیس کا جو طایار کر رہا ہے۔ اور پھر ان کے تمام تمہرے کانٹے آگے ہوتے ہیں۔ جھینڈ پ جاتے ہیں کہ توڑ کے پھینک دیں گورہ نہیں ٹوٹتے۔

گر ایک دوسرے لحاظ سے باپ۔ ماں سے زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ ماں جان آپنے ابا جان کے سپرد کر کے کہیں چلی گئی ہوں تو

ان کے گھر کے باہر قدم رکھتے ہی۔ ابا جان یہ ارزہ چڑھ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر بڑی ہوشیاری کی ضرورت اس وقت تک باطل جب رہنا چاہئے جب تک کہ ابا جان اپنی دانت میں تمام کام ختم کر کے بالآخر کوئی کتاب پڑھنے بیٹھ گئے ہوں۔ بس کتاب شروع کرتے ہی۔ ایک

چرخ اور سلسلہ دنا۔ اگر ایسے موقع پر کچھ قسمت کی مدد بھی شامل حال ہوئی تو آپ دیکھ لیں کہ ابا جان کتاب چمور کر کچھ اس قدر بھر کر انھیں گئے کہ سامنے والے بلیک سے تو کھنے میں یوٹ آئے کی دروازہ میں گھستے گھستے

سزکڑے گھاؤں تک چھوچتے چھوچتے ٹھوکر کھاکر دھڑام سے پاروں خانے جیت۔ اور پھر جو چیز ان کے سامنے آگئی وہ جلدی جلدی گھر لے کر کھینے کیلئے آپ کے سامنے رکھتے جاتے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر تک اطمینان سے بیٹھے ہوئے ایک ایک چیز توڑ توڑ کر تفریح حاصل کر سکتے ہیں۔ ہاں

پیدا رہے کہ ایسے موقع پر ابا جان گھبراہٹ میں تمام کچھ کی چیزیں ہی کھیلنے کیلئے آپ کے سامنے جمع کر دیتے ہیں۔ اور ان کے توڑنے میں کوئی زیادہ وقت نہیں ہوتی ان تمام چیزوں کے ایک ایک کر کے ٹوٹ جانیسے جلد پھر ایک چمچ اس مرتبہ ابا جان آپ کے کپڑے آواز کی کوشش کریں گے اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کیجئے ابا جان ان سے کتنے روٹیاں رہیں۔

اس کے بعد جب آپ روزنامہ شروع کریں گے تو ابا جان فوراً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپ بھوکے ہیں۔ اور یہ وہ بات ہے جو انھیں اماں جان سے کہیں زیادہ متنازع کرتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ آپ کو کھانے۔ لکڑیاں۔ مٹی اور سیاہی۔ زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس لئے فوراً پھر تمام چیزیں آپ کے سامنے لا کر رکھ دیں گے۔

اب اتنی دیر میں آپ کو تھکن کی وجہ سے بند کرنے لگے گی۔ گھر یا دیر ہے کہ ابھی آپ کو بہت کچھ کرنا ہے اگر آپ سو گئے تو ممکن ہے کہ ابا جان کوئی ایسا کام کر بیٹھیں جس کا اثر جاری "یہ شمشیری چیزوں" پر ہوگا

اس لئے ایک اور صبح۔ اس دفعہ وہ آپ کو گود میں لے کر۔ اچھا لانا شروع کریں گے۔ اس میں دفعہ ہے

پروگرام

کھینچ کا تم نے ایسا سبق پڑھا ہے کہ اس قسم کے ضعیف اور  
ریک احساسات سے تم کہیں بلند ہو۔ مجھے تمہارے کسی طرح  
ناراض ہونے کا شبہ تک نہیں اس لئے صاف دلی کہنا  
میری یہ استدعا ہے کہ اس معاملہ میں تم بھی میری طرفداری  
کرد۔ کلنا ندر کے پیام پر زور دو اور اس طرح تائید کرو کہ  
شادی کی خوشیوں والی گھڑی جلدی آجائے۔ میں یہ  
باتم جوڑ کر کہتی ہوں اور اس مدعا کے لئے .....  
ار۔ تمہارا نسخا سا خالی خولی ذہن اپنے نظم میں طعن  
تروڑ کے مزے لے رہا ہے۔ ایک ٹھکرایو اول کیل گیا  
کہ تم اپنے آپ سے باہر ہو جاتی ہو۔

آن۔ ٹھکرایو اس سہی لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے  
کہ تم بھی کچھ بہت زیادہ اُسے ناپسند نہیں کرتی ہو۔  
اگر تم اسے مجھ سے پھر چھین سکتیں تو اس حرکت سے  
چوکتی نہیں۔

اے تم جس کی منہ لگنا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔ بسما  
بہودہ باتوں کا جواب خاموشی ہے۔

آن۔ یہ آپ کی بھینگی ہے آپ نے ہمارے ساتھ  
رواداری اور چیمپ لوشی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

آپسین تبسرا  
کلنا ندر زناش

آن۔ تمہارے بیان صاف کو دینے سے تمہاری  
بہن کے پیروں تلے زمین اگل گیا۔

کل۔ وہ اس کی سزا دار ہے کہ اسے دھان ٹھکن  
جواب دیا جائے۔ اس کے اعتقاد غور اور اکثر نظر کیا

تو میری صاف کوئی بالکل حق بجانب تھی۔ ہاں۔ اب تم  
تو اجازت دے ہی چکی ہو میں تمہارے ابا جان سے ملتا  
ہوں۔

آن۔ یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ میری اماں جان کو پہلے  
بھوار کر لیا جائے۔ ابا جان بڑے ہی نرم طبیعت کے ہیں  
لیکن یہ بھروسہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جس بات پر زباں  
دیدیں اس کو بھی بود کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی  
سرشت ایسی نیک اور مایم بنائی ہے کہ وہ اپنی بوی کی  
مرضی کے تابع ہیں۔ ابا جان دراصل حکمران ہیں اور  
جب وہ ایک بات اپنے دل میں ٹھان لیتی ہیں تو  
پھر ان کا حکم اٹل ہوتا ہے۔ سچ چھو تو یہ اچھا ہوتا  
کہ تم اچھا اور میری بھولی سے دراز یا توہ کھلو شہو کرتے  
اس سے وہ پھول پائیں اور تم پر نظر عنایت زیادہ  
ہو جاتی۔

کل میری سرشت میں ضرورت سے زیادہ کھیر  
ہے میں نے تمہاری بہن کی ان باتوں کی بھی کسم پور  
نہیں کی جو تمہاری اماں اور بھولی سے ملتی جلتی ہیں  
علم دوست خواتین کچھ میرے مذاق کے مطابق نہیں  
یہ ضرور ہے کہ میں ایسی عورت کو پسند کرتا ہوں کہ ہر نسل  
کے متعلق اسے کچھ نہ کچھ واقفیت ہو۔ لیکن مجھے اسے  
علم فضل کے شوق کی تاب نہیں جس کا مقصد صرف ہونے  
ہیں لوگ مناسب علم فضل سمجھیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ  
عورت بعض باتوں پر ایسے آپ بھو ایسی باتوں میں  
دو جاتی بھی ہے جھوٹ موٹ جاہل بنا لے یعنی وہ اپنے

علم کو چھپائے۔ صاحب علم جو لیکن دل میں یہ خط نہ ہو کہ لوگوں پر اپنی علمیت بتائے۔ بات بات میں بڑے بڑے مصنفوں کے جملے نہ دہرائے۔ موٹے موٹے لغت اور بھاری بھر کم فقرے نہ چھانٹے اور ذرا سا بہانہ پا کر اپنی ذہانت دکھلانے پر نہ تل جائے۔ میں تمہاری آمان جان کا بہت احترام کرتا ہوں۔ مگر ان کے تخیلات کو پسند نہیں کرتا اور نہ ان کے ساتھ حال کہیل سکتا ہوں جب وہ اپنے علم و ذہانت کے دیوتا کے آگے جھک جاتی ہوں۔ انکی موسوسرتو تین کی متعلقہ باتیں سمجھ نہیں سکتا اور میرا نام میں دم آتا ہے۔ وہ جب ایسے آدمی کا احترام کرتی ہیں تو مجھے غصہ آجاتا ہے اس کو بڑے مشاہیر ادب میں شمار کرتی ہیں ۱۴ حالانکہ وہ گہ جھاکو اور اس کی اماں پناپ تحریروں کا لوگ مضحکہ اڑاتے ہیں۔ وہ ایک جھوٹ موٹ کا عالم اور فاضل ہے اور اس کے قلم کے رشحات اس کام آتے ہیں کہ دکاندار ان کے پڑے باندھیں۔

آن۔ میرا اور تمہارا مذاق اس معاملے میں ایک ہے مجھے خود موسوسرتو تین کی تحریروں کو گفتگو اجیرن سسی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کا اثر اما جان پر بہت ہے ایسی صورت میں ذرا اس شخص کا زیادہ خیال رکھنا مناسب ہے۔ عاشق کو ان لوگوں کی بھی خاطر کرنی پڑتی ہے جو اس کی محبوبہ کے ارد گرد ہوں۔ ان سبھوں کو خوش کرنا پڑتا ہے تاکہ کوئی غالفت نہ کرنے پائے۔ یہاں تک کہ گھر میں چاہیٹا لکھا ہی ہو تو اسے بھی ہلا لینا پڑتا ہے۔ کل۔ ہاں کہتی تو سچ ہو پر میں کیا کروں اس سو تین

کی صورت کی دیکھتے ہی میرے دل کے اندر ایسی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ میں بے آپلے ہو جاتا ہوں یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ اپنی نظروں میں اپنے کو ذلیل کروں محض اس لئے کہ اس کی تصنیفات کو سراہوں اور اسے اپنا فخر بناؤں۔ اس کی ایک آدھیر بڑھ کر پہلی دفعہ مجھے اس کی جانب توجہ ہوئی۔ میں نے اس کی صورت بھی نہیں دیکھی تھی کہ اس کی تصنیفات نے مجھے اس سے بخوبی روشناس کر دیا اس کی بھودہ تحریریں میں ساری وہی خرافات ہے جو وہ ہر جگہ اپنی علمی غرور کے شوق میں دکھلاتا پھرتا ہے۔ خود بینی اور ہر وقت کی ڈرائی۔ تنگ خیالی اور خود ستائی۔ وہ انتہائی خود اعتماد کی نشان جو بے تکلف منہ سے اپنی تسلیش کے پھول جھڑواتی ہے اور جس کی وجہ سے ہر اپنی تصنیف کے بارے میں وہ اعلیٰ راستے قائم کر لیتا ہے اور جس کے باعث اس کو ایک طرح کی شہرت ضرور حاصل ہو گئی ہے۔ اس شہرت پر وہ اس قدر جان دیتا ہے کہ ایک کامیاب جرنیل کے اعزاز اور ناموری سے بھی اس کو نہ بد لے۔

آن۔ تمہاری نظر بہت تیز ہے کہ ان باتوں کو پایا کل۔ میں نے اس کی کتابیں پڑھ کر اپنے دل میں اس کی صورت شکل قرار دے لی وہ بنی اشعار سے لوگوں کی تواسیح کرتا تھا ان کو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ شاعر کس قسم کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ میں نے اس کے چند و فال ٹھیک ٹھیک تعیاس کے ایک لیکن



بل۔ بس اب ختم کیجئے۔ میرے چہرے سے شرم بڑی جھلک رہی ہے۔ میری حیاداری نے اتنا بھی جو سہاوی بہت ہے۔

کلتا۔ جہنم میں جاؤں جو تم کے شمعہ برابر بھی محبت میرے دل میں ہو۔ سمجھاؤ رنی۔

بل۔ نہیں نہیں میں اب کچھ سننا نہیں چاہتی۔ کلتا۔ یہ ناسمجھ عورت اور اس کے خیالی لگاؤ سے شیطا سمجھے۔ اس درجہ حماقت۔ کسی نے کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی میں اپنے معاملہ کو کسی اور سمجھاؤ آدمی کے سپرد کر دوں تو بہتر ہوگا اور اسی کے مشورے پر کاربند رہوں۔

کیا مراد ہے۔ یہ استعارہ آپ کی ذہانت کا پتہ دیتا ہے۔ میں اس استعارہ کی آڑ میں اپنے دل کی بات آپ سے کہنے دیتی ہوں۔ میرا جواب یہ ہے کہ آنیت تعلق زن و سے نفرت کرتی ہے۔ اگر تمہارا دل اس خواہش میں جل کر اٹھ اٹھ کر ہو جائے تو بھی اس سے منہ نہ پھوڑو گھوڑو کہ اس کی جانب سے تمہیں کوئی اچھا صلہ مل سکے کلتا۔ نیڈم۔ آخر باتوں کے اس طرح ٹوڑنے مڑنے سے کیا حاصل ہوگا آپ کو اس بات کے ماننے پر اصرار ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔

بل۔ خدا کے لئے۔ اب تکلف سے کام نہ لیجئے۔ اور ان باتوں سے انکار نہ کیجئے جو آپ کی نگاہیں مجھے ۱۶ کہتی ہیں۔ بس یہ کافی ہے کہ میں اس چال سے جو تمہارے عشق نے بڑے کمال کے ساتھ تمہیں سجھائی مارا عرض نہیں ہوں۔ احترام نے تمہیں اس پر مجبور کیا کہ استعارہ کے پردے میں بات چیت کی جائے اور میں اس حد تک آمادہ ہوں کہ تمہارے اظہار عشق کو سمجھ لوں مگر ایک شرط ہے کہ یہ تمہاری فرط محبت کی بے تابانی شرافت ہوگی ہوا و دم میرے حسن کی دیوی پر اپنے روحانی جذبات کا گذرانہ پڑھایا کرو۔

کلتا۔ لیکن.....

بل۔ خدا حافظ۔ فی الحال اتنی باتیں ہی بہت ہیں میں اتنا بھی کہنا نہیں چاہتی تھی مگر خیرات میں بات نکل آتی ہے۔

کلتا۔ لیکن تمہاری غلط فہمی.....

## ایک دوسرا

### سین پھلا

(ارمیت ہر کلتا اندر سے رخصت ہوتے ہوئے)

اریس۔ ہاں ہاں۔ میں جہاں تک ممکن ہوگا جلدی ہی جواب لاؤں گا۔ میں روؤں گا۔ میں اصرار کروں گا جو کچھ مجھے ممکن ہوگا اگر گذروں گا۔ جن غرض کا بھٹ سوار ہو جاتا ہے وہ صرف ایک لفظ ”ہاں“ کے لئے نکلتی اور کیا کیا باتیں بگھارتے ہیں! اور پہر اپنے مقصد کے لئے ان کی بے صبری دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ہرگز.....

باقی آئندہ



# صفتِ ہر نطفہ

محمد

از خلیل مولوی محمد عید محمد صاحب ہمدردی ہمدرد

تجھے یاں اگر جلوہ آرا نہ دیکھا  
برابر ہے سب اپنا دیکھا نہ دیکھا  
میں بخودی سے کمرے تو رہے  
کن خود ہم نے اپنا تماشہ نہ دیکھا  
ہوئی تیری موسیٰ اپہ کیا کیا غایت  
مگر اس نے تجھ کو نہ دیکھا نہ دیکھا  
فروغِ تجلی سے خیرہ نظر تھی  
جو دیکھا بھی تجھ کو تو گویا نہ دیکھا  
نہ چشمِ حقیقت نہ چشمِ بصیرت  
ہمارے کیا تجھ کو دیکھا نہ دیکھا  
مکان لا مکان کس جگہ تو نہیں ہے  
تجھے کس جگہ جلوہ آرا نہ دیکھا  
لیا کام ہر ایک سے جو اس نے چاہا  
انسا رہ تہہ آنکھ تک کا نہ دیکھا

نعت

از خلیل مولوی سید محمد الیاس احمد صاحب دہلی (پنجاب)

مقصود کن نیکوں شمعِ نستان نیاز  
منہرِ شانِ خدیجِ مردانِ نیاز  
خضرِ حرمِ دولتِ نازش نسلِ آدم  
وجہِ ایما و جہاںِ صافِ نیاز  
کعبہ جو دو سما۔ مامنِ اربابِ محکم  
قبلہ ہر دو جہاںِ مفضلِ نیاز  
ربِ سر راہِ جہاں، ہلکے مضی کوثر  
جامیِ استیاں۔ ساقیِ نستانِ نیاز  
مطلعِ نورِ خدا۔ بدرِ جہاںِ فان  
شمعِ میناے رضا۔ مہرِ خشتانِ نیاز  
خضرِ خزلِ عرب ہنسی و طبعِ لبلی  
قوتِ پیرِ وحیِ نبیاءِ جوانِ نیاز  
طوطیِ گلشنِ مازِ داغ۔ بہارِ وحدت  
قری باغِ دلی۔ بسنِ نستانِ نیاز  
اسے تری چشمِ کرم باعثِ امید بخت  
اے ترانِ نقشِ قدمِ نقیبِ بابِ نیاز  
ہاں ادھر بھی ہو کرم اسے تیرے شہر  
میں بھی جھپکا ہوے جھپکا ہوے نیاز

ایک میں ہی نہیں گم کردہ طاقت  
ایک میں ہی نہیں کچھ ترنگہ یا نیاز  
ہو گئی امتِ موعود کی کھل برہم  
اٹھ چکے تھے بھی تھے قد شہرِ نیاز  
پیرِ نیاز تو حیدر نگاہِ ہمت  
باندھ لیں بھر ترے جانوں کا نیاز  
ہم یہ ہو جاے اگر اب بھی توجہ تیری  
ایک لمحہ میں انصافِ دین ہی طوفانِ نیاز  
ماسوا شدہ سے ہو جائیں سر اسرارِ فر  
پھر وہی ہم ہوں ترے کلم پہ ششے دل  
پھر وہی ہم ہوں ترے فضل ہوں ہی سایان

(\*)

از خلیل مولوی سید قمر حسن محمد ام۔ آل ال بی (پٹنجا)

لاکھ دعاں در کی صورت  
ہے خزاں میں بہار کی صورت  
آندیا رہے بہار کے ساتھ  
نغمہ زن ہوں ہزار کی صورت  
بیکوں پر ہے دلِ مرعبا  
سوزِ شمعِ مزار کی صورت  
اس کی آنکھوں کو دیکھتا توں  
دیکھنی ہے حسرت کی صورت  
اس کے ہونٹوں پر ایک تبسم  
غنچہ نو بہار کی صورت  
اس کے آنے ہی میں گئی کسی  
خود ہرزہ کار کی صورت  
اس کے جاتے ہی ہو گئی کسی  
میرے صبر و قرار کی صورت  
نقشِ معنی کہاں زمانے میں  
دیکھتے ہیں نگار کی صورت  
ہر فنونِ تغافلِ جیسا  
ہے اسے بیقرار کی صورت  
اٹھ رہی ہے نقابِ چہرے سے  
کچھ رہی ہے بہار کی صورت  
داستانِ عشق کی قہرِ تیرے  
جل تجھے ہم شہرِ کعبہ کی صورت

علا ماشا اللہ

از جناب مولوی سیحون صاحب حیرت (دہرا دوی)

از جناب مولوی کلیم اللہ صاحب شوکت ملگرامی

تری تلاش میں جسے ہوا مکانِ بادِ مکیں خانہ دل ہوں میں طمانِ باد  
 رہیں گی جرجے کی بے بہرہاں نصیبِ عدو ہمیں کریں گے ہمارے ہی مہربانی  
 رہے گا کون بھلا اس جہاں میں سودہ زمین خاکِ بسر اور آسمانِ برباد  
 غبارِ خاطر باقی رہا نہ نقشِ قدم (ق) ہوئے شکستہ زلزلے بھی نشانِ باد  
 نہ پوچھ سکیں رہروان ملکِ عدم عجب طبع ہے ہوا ہے پھر کاروانِ باد  
 فراقِ یوسف میں کہتے تھے یعقوب کیا ہے پیرِ فلک اوسے جو اس برباد  
 نہ پوچھ شوکتِ وارنہ مالِ کوہ سے کیسے خبر کہ پھر آتا ہے کہناں برباد

(د)

## عالمِ بخودی

از جناب مولوی اظہار اللہ صاحب ایم۔ اے

سخت حیران ہوں کچھ نہیں کھلتا میری بستی کا مدعا کیا ہے؟  
 یہ لگاؤ نے زندگی کیوں ہے؟ موت کیا چیز ہے تھا کیا ہے؟  
 فکرِ فردا ہے کچھ نہ ہے غمِ دوش یا الہی مجھے ہوا کیا ہے؟  
 دل میں ہے آرزو درِ ذوقِ طلب ایسے جیسے کا مدعا کیا ہے؟  
 بزمِ عالم سے کیوں متفر ہے؟ ہمارے "ناداں" تھے ہوا کیا ہے؟  
 دیکھ کیفیتِ بہارِ جہاں بھول جانو کو نہ سوچا کیا ہے؟  
 لطف ہے بخودی میں خود کو دیکھ خود کو نظروں میں تو لٹا کیا ہے؟  
 تجھ کو وہ بینیاں تو فرصت ہیں! خاک دیکھے گا تو خدا کیا ہے؟  
 اے گرفتارِ علت و معلول دیکھ اس پر دے میں دھڑ کیا ہے؟  
 دیکھ گلشن میں حسنِ تناع و شجر سوچ قدرت کا فلسفہ کیا ہے؟  
 قص طلاس کیوں کی صورت میں جلوہ حسنِ خودِ من کیا ہے؟  
 شبنم اڑتی ہے کیوں بزمِ گستاخا بوسے گل ہائے فتنہ کیا ہے؟  
 ظلمتِ شب میں کون نہاں ہے جلوہ صبحِ جانفزا کیا ہے؟

حسن کا منہ تھا کہ سوکرہ گری قابلِ تم ورنہ اس ظالمِ بخودی باطلِ تم  
 دلف تر سے دہو دی ضبطِ علم کی آبرو کس قدر سرنہ وہیں اس جانِ دلِ تم  
 اؤ مگر روئیں ہالہ اس میرانِ قفس تم ہمارے دل سے واقف ہو تھا دلِ تم  
 موت آج جان کا خستہ کئے دنیا ہے بڑا نصیب ہے آج جس گری محضِ تم  
 خوب گلو آبرو کی ہوائیں کھا کر گئے رنگارنگی پائیں گے جب قیدِ بگلِ تم  
 جب نہ تعادلِ جودہ گاہ یا ہم بھی کچھ ہے اب تو سب کچھ کچھ آج ہر حال سے ہم  
 المدد سے محبتِ مردانہ راہِ طلب تھکے جیسا جہانِ بھوسہ می منزلِ تم  
 عشقِ ایک سوزِ دہکی دوسری تبریک صاف سننے ہیں بانِ شمعِ آتشِ دلِ تم  
 غوی منتِ پذیری کی ضرورت بھی نہیں فیضِ تابِ خود سے دل ہمارا دلِ تم  
 کو کون تیریں کو چاہے قیس لیا پر دل لگا تھے ہیں حیرتِ زندگانِ تم  
 از جناب سید صاحب زحمت (دہرا دوی)

یہ جس نے بھی شبیہ نازین ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 ہادی بان اس نے بالیقین ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 ہوا سے پسند کوئی ہے یہ آتش اور بھی جس کی  
 شبِ ماتم میں آؤ آتش ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 جنوں اب سے منہں طفلی ہی سے ہونگ پیرِ بن  
 ہمیشہ میں نے اپنی آستیں ہاتھوں سے کھینچی تے  
 تمہارے ہاتھ جو منوں میں ادھر تو آؤ سب خود  
 کہ تم نے شمع کی ڈانڈی اچھیں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 تصور اس کا بھی افسانہ اکر طورِ سیاحت  
 زری تصویر جس نے مجھ میں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 تری تصویر اسے اچھا زاس کو کیوں نہ ہو بیاری  
 کہ اس پر عام ہے نازین ہاتھوں سے کھینچی ہے

یوں شوق کا لباس خوش ہے محل کی بگنی قبا کیا ہے  
چٹکیاں دل میں کون لٹکا حسن خیران دل کیا ہے  
یہوں ہے دنیا ظلم حق جمال مقصد صغیر کیا ہے  
اس میں مضمر ہے راز و ہر نام سیکھ لے یہ سبق کیا ہے  
دیکھ بے خودی میں طالع جہاں اور جام جہاں کیا ہے  
تجھ پر کھلبلا ہے باب راز بقا  
خود کو کر دے فنا خدایا

نور برز مکر نہ ہو اب ہے یہ دل اس  
تار التواے جنگ کا پڑھ کر ہوا عل اس کی جو صلیح کی وہیں جہر فار کیا  
القصہ انس اب نہیں لسانیت کا جہز ہو گا کہی پر اب و زمانہ گزر گیا  
بالطبع آدمی کو نضر ہے عید سے فی الواقعی بشر تھا جو یہ تو شہر کیا  
نقش قدم کو والد ماجد کے چھوڑ کر  
یہ ناعلف شیر کیسی اور پر گیا

### حضرت آدم کی ناعلف اولاد

از جناب کوکب علی شیر صاحب ترجمہ ہائیکہ

غبت ہے آدمی کو بڑے واقعات تو ہے خوش پہنچ خوشی کو ضر گیا  
اچھی خبری تو چلی کان پر نہ جوں نہیں تھے کہنے کو یہ درد گیا  
لطف آگیا اُسے کفلاں پر ہوا آجا جاگیر کی ضبط ہوئی اس کا گھر گیا  
باچیں کھلیں شہر پر ہو گیا کوئی خوش ہو گیا جو عہدہ کوئی راز گیا  
دل ہو گیا حال ہو جا کر اسکی حال جان گئی اگر کوئی نواب مر گیا  
طوفان دراز نے کی جو پہنچلی کوئی خبر بگڑا ہوا مزاج بھی دم میں سنو گیا  
ریلین کہیں لڑیں تو طبیعت اوجھڑی بلوہ کہیں ہوا تو دل اس کا اوپر گیا  
آتش فشاں ساڑ پٹا اس کو لوگی پہر لپٹے پیچہ خوشی خوشی اسکی خبر گیا  
بب جنگ پہنچی تو اسے عید ہو گئی چھڑ کر ہے وہی جہاں ٹھہا جد گیا  
بنیض کاغذ اسے کس ملک میں بھی شکر دے سادیا نے بجائے گز گیا  
باہر ہے جاسے کہ ہوا فتح و جیت مال عنیت تانا دھرے اوپر گیا  
دل اس کا جج ہے کفلاں شہر کو ظہیم کل گو لے مارا کے مہار گیا  
پھولے نہیں سما یا جو ٹوٹا محاصرہ جب قتل عام کی سی گویا پہر گیا  
دل باغ باغ ہے کر ہے دس ہزار جی بھر گیا جو لاشوں سے میدان بھر گیا

انعامی دوی نہ بخت جہاں ایل لہی  
وہ چھ چھکے اتوں کو نا کسی کا مجھے چلی لکر گنگا نا کسی کا  
یہی خبری لگا ہر ق کہہ کہی ہیں اوڑا میں لگی جنگ نشا نہ کسی کا  
تسلیم کی باتیں نہ کر مجھ سے تھمد کہ معلوم ہے مجھ کو آ نا کسی کا  
وہ انعام اظہار الفت کے سہر وہ شرم دیا ہے لب نا کسی کا  
ہمارے بھی بگڑی ہے نہ جاننا مبارک تجھے سر نہ مانا کسی کا  
غضب کر ہی ہیں یہ باکی لوہاں ستم دھار ہے زما نہ کسی کا  
سراپا ہوں نیک انسان محبت سناؤں تمہیں کیا فائدہ کسی کا  
وہ باہیں سگے میں سر ڈال دینا وہ آغوش الفت میں نا کسی کا  
قیوں یہ کیسا ستم کر گیا ہے سر بزم مجھ کو بٹھا نا کسی کا  
نسکات ہے شمشاد کو کیوں تمہاری  
یہ اچھا نہیں دل دکھا نا کسی کا

راہی  
دانش ہے کہا آئی جو خبر میں لہر سمیوں بڑے بجاتے ہیں علامہ ہر  
کہنے لگی اگر تیرے سیاب ہے علم چکا ہو تو کیسے ہے کیا ہو تو زہر

از جناب حضرت کلثومی مدظلہ

از جناب مولوی محمد علی صاحب نشتہ

عینت تھی یہ دعا طرازی نہ تھا جو معیت درجہ تجو کا  
ہوا ہوں جس طرح انا ہی نہ ہو غلاب ہونا نہ آرزو کا  
نگاہ کتنی ہے بیکساں نہ ٹپک رہی ہے ہلا کی حسرت  
صدائے گویا میری خوشی۔ شہید ہوں شوق گھنگو کا  
دل دگر خون کر رہی ہے سرور عشرت کی ناتمامی  
شراب ہلنے میں تر ہے ساقی ہے کام کیا ساغر و سلوک کا  
کبھی میں گستاخ تھا پیش میں کبھی میں دے میں چاہا  
نہ ڈھنگ آیا ناز ہی کا نہ کچھ سلفہ مجھے دھوکا  
بنے گا ذوق عطا خود اس کا محرک آشنا نوازی کا  
طلب کی خاطر دما ز کرنا۔ ضرور کیا دست آرزو کا  
دماغ نیچا نہ بے خودی کا۔ نگاہ آئینہ عکس  
عجب کیفیں ہیں وقت فریب خوردہ ہو کر نکلا

یہ غزل بہترین میں آ اور اسی وہ ہے جس کا پیش مناسبت ہے۔

استماں ہم کر چکے سو بار رہنے دیکھے  
آپ اپنے وصل کا انتظار رہنے دیکھے  
ہاتھ نازک ہیں نہ کچھ تھکد میرے قتل کا  
آپ سے اور اٹھ سکے تلوار رہنے دیکھے  
قتل کی حسرت میں ہونے دیکھے عالم کا خون  
اور دم جبریاں میں تلوار رہنے دیکھے  
حکم ہو جلاؤ کو مجھ محنت جاں کے قتل کا  
دست نازک کیوں تھکیں بیکار رہنے دیکھے  
ترت نشتہ کو ٹھکرایا تو بولی کیسی  
کچھ نشان کشتہ رفتار رہنے دیکھے

— (♦) —

شعر نشور

تمہارا خط مجھے ملا۔ گی تبھی معلوم کر نیکی خواہش  
ہے کہ میری اس وقت کی حالت ہوئی

رات بھر کی تار کی کے بعد۔ آفتاب کی پہلی شعاع دنیا میں  
جو انقلاب پیدا کرتی ہے۔ میری دنیا سے حیات میں بھی تہمتا  
خط نے وہی اور ویسا ہی انقلاب پیدا کر دیا۔ مگر جس  
طرح آفتاب ایک معین مدت تک اپنی جھلک دکھا کر ایک  
معین مدت کیلئے پھر دنیا کو تاریک اور اپنے دوبارہ آنے  
کا متمنی چھوڑ جاتا ہے۔ اسی طرح میرے جہان حیات  
کا انقلاب بھی عارضی تھا اور اب پھر وہی تاریکی طاری ہے  
اور تمہارے دوسرے خط کی آرزو با دال دل دماغ پر مصروف ہنگامہ  
آرائی :- رعنا۔

از جناب مولوی محمد عیسیٰ صاحب اقدس

تجھے پردہ سے باہر آنا لایا ہی نہیں سکتے  
نہاں رنگ لگ میں جو کیف سے کیونکر نکل سکتے  
انھیں فتنے قیامت آٹوئے آسمان پر  
رہی ہیں توجہ قیدی کی کشاکش میں  
گل آغا تھا آسمان غم کے تارے ہیں  
خزاں ہے۔ اتھو آندھی میری عجبائی نہیں  
غلط انداز نظر سے اگر اچھا نہ کیا دیکھ  
کیلچے کو تو یہ تیر رہا ہی نہیں سکتے  
قیامت تک نہ تازہ رہیں باغ عالم میں  
مرغل اعلیٰ کے چول جہاں نہیں سکتے  
نظر آئے ہیں نقش آئے نگار ہم کو  
کہ ہر قافہ آباد تھا، تباہی نہیں سکتے  
سراپیمہ نمبر کے ساتھ کیوں پھر رہا ہے اے آدم  
یہ میدان گل کی بلبل بکلا ہی نہیں سکتے

# سراپ مغرب

## ارجناب ابو ظفر عبدالواحد صاحب ایم۔ اے

میں ان حالات زندگی کا کچھ قلم ہے جو اس نے صد بار پیش  
کے تجربوں کے بعد اپنے صبر کے صلہ میں حاصل  
کئے ہیں۔ روسی مصنفوں میں اعلیٰ درجہ کے تخیل و تصور کے  
ہمراہ اعلیٰ اور انسانیئت کے جوہر ہر جگہ روشن نظر آتے  
ہیں انکی تعانیف سے اس داخلی زندگی کا پتہ چلتا ہے جو  
عملی صورت اختیار کرنے کیلئے قیاب نظر آتی ہے اور یہی وجہ ہے  
کہ روسی ناولیں ہر ملک میں اپنی دلچسپی کا سامان خود فرام کر گیتی  
مجھے قومی امید ہے کہ طاسطانی کی ناول (Hermann  
Somate) جس کو جناب ابو ظفر صاحب نے ”سراپ مغرب“  
کا نام دیا ہے ہندوستان اور اردو ادب میں ایک بہترین  
چھپ سہ ہوگی۔

کاؤنٹ لیونکو لویچ طاسطانی (Count Leo  
Nikolaiditch Tolstoy) نامی شہرہ آفاق روسی  
ناول نویس اشاعر اور سماجی ناظر ایک اعلیٰ خاندان میں  
بہ مقام یا سینا پولینا (Vladimira Polina)  
۱۸۲۸ء میں پیدا ہوا۔ نو برس کی عمر میں ماں باپ کا سایہ  
سے اٹھ گیا اور اس کی دیکھ بھال اور پرورش ایک  
خالہ کے ذمہ رہی۔ ۱۸۴۸ء میں ایک فرانسیسی استاد کے زیر  
تعلیم رہنے کے بعد وہ کازن یونیورسٹی میں داخل ہوا

مغربی ممالک میں روسی ادب کی اشاعت روس  
کی تین تہاں الکلام ہستیوں ——— طریف - طاسطانی اور  
دستطانی سکائی ——— کی تعانیف کی وجہ سے ہوئی  
ان کے ناولوں میں روس کی کچی رزمہ زندگی کا کافی اونیٹ  
اور مقاصد کا پتہ چلتا ہے اور یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عالم  
روسی اہل قلم عدائے وجود اور رستی کی تلاش جو تین تفریق شاہد  
کام لے رہے ہیں۔ روس ایک بہت وسیع ملک ہے۔ اس میں یورپ کے  
دوسری ریاستوں سے زیادہ مختلف نکل و شبابت - احساسات اور  
خیالات کے لوگ آباد ہیں۔ روس نسبتاً جوان ملک ہے علم و تمدن  
کی راہ میں اس نے بہت دیر سے قدم اٹھایا لیکن جب وہ راکٹ پر  
پڑ گیا تو اس نے دوسروں کے برابر پہنچ جانے کی کوشش میں  
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ گو اس کی رفتار میں کہیں کہیں  
جلد بازی کے آثار پوشیدہ نظر آتے ہیں تاہم وہ بعض باتوں  
میں دوسروں کے برابر ہی نہیں بلکہ بڑھ چکی گیا

روسی زندگی میں قزاق وسطی کے بہت سے حالات  
اور خیالات کی عیدوں سے پاسے جاتے ہیں اور ان کے  
ساتھ ساتھ روسی اہل دماغ کی نفسیاتی و تخیلی تعلقیں اور  
عوام کی آزادانہ روحانی دلچسپیاں مغربی یورپ سے بہت جرحی  
چڑھی ہیں۔ روسی ادب میں جو نئے پہاں ہے وہ یہ ہے کہ اس

طالب علمی کے زمانہ میں اس نے کوئی علمی یا ادبی نمایاں کام نہیں کیا۔ کالج چھوڑ دینے کے بعد وہ چند سال تک لہو لعب اور شغلِ جہلی میں مصروف رہا۔ سنہ ۱۹۵۷ء میں طاسلانی، کوہ قاف کی روسی آرمیلری میں شریک ہوا اور جنگ کریمیا چھڑ جانے کے بعد پریس گورڈ کپٹن کے زیرِ کمان بمقام سیلٹریا (سنہ ۱۹۵۹ء) اور سیبیا سٹیول (سنہ ۱۹۵۹ء) شریک جنگ رہا۔ اسی شد و مد کے زمانہ میں اس نے بہت سے پر لطف جنگی قیدیہ کتب جن کی وجہ سے سینٹ پیٹرس برگ کے ادبی حلقوں میں اس کی بہت عزت ہونے لگی اس سے پیشتر بھی اس نے کئی کتابیں اور بہت سے مضامین لکھے تھے مگر اس کو یہ شہرت اور ہونو نری میسر ہوئی تھی جو ان چند قصوں کی وجہ سے حاصل ہوئی جب وہ جنگ کے بعد سینٹ پیٹرس برگ واپس آیا تو سماجی اور ادبی حلقوں نے اس کا نہایت گرم گنجی کے ساتھ خیر مقدم کیا اس وقت میں سماجی نظام کی بہت کوشش ہو رہی تھی طاسلانی نے اس سے متاثر ہو کر اپنے تمام کاموں کو

جنگی حالاتِ غلاموں سے بھی بدتر سمجھا آزاد کر دیا۔ اس کی اکثر کتابوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کسانوں کی انگشتہ بہ حالت پر بہت ترس کھاتا تھا۔ سنہ ۱۹۶۶ء میں اُس نے سو فیاضیہ قلم سے شادی کی اور اپنی عسکر کا بقیہ حصولِ علم اور امدادِ خیر میں صرف کر دیا اس کے بعد کی تصانیف میں (۱) شریک ہے یہ تمام کتابیں اسی مقصد کو مد نظر رکھ کر جس کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی نصیحتانہ رنگ میں لکھی گئی ہیں۔

سنہ ۱۹۷۰ء میں وہ اپنی تمام جائیداد سے دست بردار ہو گیا دنیاوی مال و دولت کو چھوڑ کر سمولی کسانوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگا اور ۱۹۷۸ء میں وہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے خفت ہو گیا

مرزا محی الدین بیگ



”لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی، وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا“

انجیل۔ (متی۔ باب ۲۵)

شاگردوں نے اس سے کہا کہ اگر وہ بچہ جوئی کے ساتھ ایسا ہی حال ہے، تو بیاہ کرنا ہی اچھا نہیں ہے اس نے ان سے کہا کہ سب اس بات کو قبول نہیں کر سکتے۔ مگر وہی جنہیں یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ کیونکہ بعض نوجوان ایسے ہیں جو ان کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوئے۔ اور بعض نوجوان ایسے ہیں جنہیں آدمیوں نے خوجہ بنایا۔ اور بعض نوجوان ایسے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرے“

انجیل۔ (متی۔ باب ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲)



(۱۱)

موسم بہار کا آغاز تھا۔ دو دن اور ایک رات ہم نے بہار آفت ریل ہی میں گزار سہے تھوڑی تیزی سے دو راجاؤں کے مسافروں کی آمد و رفت کا نشانہ برابر بندھا ہوا تھا۔ لیکن میرے علاوہ اور تین مسافر پہنچ کرین روانہ ہوئی تھی برابر جے ہوئے بیٹھے تھے۔ ایک لہڈی تھی جس کا شاہب اور نسوانی حسن رخصت ہو چکا تھا۔ اس کے جسم پر ایک لانا ہاروانہ اوکوٹ تھا۔ سر پر فلٹ کیپ تھی۔ چہرے سے اندوہ و الم کے گہرے آثار نمایاں تھے۔

دوسرا شخص اس کا دوست تھا جس کا سن چالیس یا اسی کے لگ بھگ ہو گا نئی پوشاک میں جگمگا ہوا بیٹھا تھا۔ تیسرا ایک ریتہ قد آدمی تھا جو بے چینی اور اضطراب کے عالم میں لاکھڑا تھا موافظ نظر آتا تھا۔ وہ بن رسیدہ توڑ تھا گو اس کے سجدہ بال قبل از وقت سفید ہو چکے تھے۔ وہ مسافروں کی ریل چلے سے تھا تو دو درگراں کی تجسس نگاہیں گردش کی اشیاء پر برابر پڑتی جتنی تھیں۔ وہ ایک پرانا اوکوٹ پہنے تھا جس کی ترس خیز کسی سلیقہ مند ہاتھوں کی کاریگری کا ثبوت دہری تھی۔ پھر اس پر استرخوانی کالا اور نیلی کی بہار ستر اوڑھ لی اور اوکوٹ کے نیچے، بن کے کھلنے پر مہدزی اور کا دلا قمیص کی صفائی بھی لطف سے خالی نہ تھی اس شخص کا ایک بھی خاصہ تھا کہ ذرا ذرا سے

وقفہ کے بعد ایک عجیب آواز نکالتا تھا جو ہو ہو متا بہ ہوا کرتی تھی ایسی کھکار یا ہنسی سے جو شروع ہوتے ہی کپکپاتی بند ہو جائے۔ وہ مسافروں سے حالت سفر میں ارتباط برکھاتا نہیں پاتا تھا۔ ہمارے ہونے کی خواہش پر وہ کسی بات کا یوں ہی سا جواب دیدیا کرتا تھا۔ اور پھر بڑھنے، یا سگریٹ پینے یا کھڑکی کے باہر دیکھنے میں مصروف ہو جاتا تھا جب اس سے بھی تنک جاتا تو یہ کرتا کہ ایک رُا نے تھیلے سے کچھ چیزیں نکال کر یا رہائے میں مشغول ہو جاتا اور ہنھ چلانے لگتا۔ تجھے خیال ہو کہ شاید وہ اپنی تنہائی پر نشان ہے اور میں نے کئی بار اس کو باتوں میں لگانے کی کوشش کی لیکن جوں ہی ہماری نظریں وہاں پڑتیں اور حسن اتفاق سے یہ واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا تو نہ کہ ہمارے مقابل ہی کی جگہ پر ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنا شہر پھر لیتا اور یا تو کتب بینی میں مہمک ہو جاتا یا یا کھڑکی کے باہر دیکھنے لگتا۔

دوسرے دن شام میں جب گاڑی ایک بڑے اسٹیشن پھر رہی تو مجھے عجیب آدمی چاہے بنائے کیلئے گرم پانی کی جستجو میں باہر نکلا۔ وکیل بھی نئی پوشاک میں اگر تا ہوا اپنے ہم سفر دوست یعنی اسی لہڈی کو جو مردانہ لباس پہنے تھی، ساتھ لئے ہوئے چار خوری کی غرض سے زمر ٹنٹ روم کی جانب بڑھا۔ ان لوگوں کے ہٹے ہی کچھ اور تازہ مسافر گاڑی میں داخل ہوئے ان میں ایک دارمی موچہ مند بڑھا بھی تھا۔

اس کے چہرے پر مجھریاں پڑی ہوئی تھیں جسم پر

کا اظہار کرنے لگا جبکہ بھروسے نے خود سوداگر مذکور نے کوئیون کے میلے میں ایک ایسی ادبنا حرکت کی تھی جس کے صاف اظہار سے تہذیب مانع ہے اس فقرے کے سنتے ہی سنتے سنتے نشی کے پیٹ میں بل پڑ گئے۔ اور اس کی آواز گاڑی کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچی۔ نو بہت بانجھار سید کہ بڈھا سوداگر بھی سنسی سے بے قابو ہو گیا۔ اور اس کی کلیں نظر آنے لگیں۔ بہر حال انکی باتوں میں چونکہ دھیمی کا سامان نہ تھا میں اٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کے قریب اس غرض سے پہنچا کہ رین کے روانہ ہونے تک کچھ دیر ٹھہر کر دل بھلاؤں۔ میں نے ابھی دروازے کے باہر قدم رکھا بھی نہ تھا کہ وکیل اور لیڈی سے جب وہ لوگ واپس آ رہے تھے بڈھیر ہو گئی اور اب کی بار وہ پر جوش گفتگو میں مصروف تھے۔

وکیل۔ (گھبراہٹ اور عجلت کے ساتھ) اب وقت نہیں ملنے گا۔ دوسری گفتگو بجای چاہتی ہے۔

اس کا خیال درست تھا۔ میں بدقت گاڑی کے سرے تک پہنچا ہوں گا کہ دوسری گفتگو ہوئی۔ میں لوٹا۔ اور ان دونوں کو اسی طرح سرگرم بحث پایا۔ بڈھا سوداگر بھی انھیں کی طرف رخ کئے ہوئے ہمہ تن متوجہ تھا

امیر کن وضع کا ایک ادنیٰ اور کوٹ تھا۔ سر پر کچھیب سی ٹوپی تھی جس میں ایک لانا پٹہ لگا ہوا تھا۔ قیافہ سے کوئی سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ غرض پچھتھن بھی آواز اس جگہ کے مقابل جہاں وکیل اور لیڈی بیٹھے ہوئے تھے، جم گیا۔ اور پھر ایک نوجوان آدمی سے جواب بھی داخل ہوا تھا، اور اسی کا نشی معلوم ہوتا تھا باتیں کرنی شروع کر دیں۔

میں ان کے مقابل دور ایک کونے میں بٹھا ہوا تھا۔ اور چونکہ گاڑی کھڑی تھی اس لئے جب کبھی راستہ پر ٹھکنا نہ ہوتا تو ان کی باہمی گفتگو کا کچھ نہ بھی لگا سکتا تھا۔ سوداگر نے خود ہی ابتدا کی کہ وہ اپنی جاگیر کا رہا ہے جو دوسرے ایشن کے قریب ہی کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ پھر جیسا تاجروں کا دستور ہوا کرتا ہے، بھاد، یو پارہ، نرخ، ماسکو کی کاروباری زندگی پر بحث ہوتی رہی۔ اور ہوتے ہوتے مذنی نوگورڈ کے بازار کا ذکر چھڑا۔

اس پر نشی نے بازار مذکور میں ایک مشہور سوداگر کی بکاری اور شراب کاریوں کا قصہ شروع کیا۔ ابھی اس گفتگو کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ بڈھے سوداگر نے کوئیون کے میلے کی بدکاریوں کے پرانے تذکرے جن میں کچھ وہ خود بھی شریک تھا دہرائے شروع کئے۔ وہ کچھ افغانا میں نہایت فخر کے ساتھ زندانہ طبعی شرکت کا حال بیان کرنے لگا۔ اور نہایت بشاشت کے ساتھ ایک امرتالی



مرو کر کہنے لگا۔

”زمانہ ماضی میں ایسے واقعات کبھی پیش آتے نہیں سنا، کہنے! میرا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے؟“  
سوداگر جواب میں کچھ کہنے ہی کو تھا۔ لیکن معہ ترین روانہ ہو گئی۔ ٹوٹی اتار کر اس نے اشاروں سے فرضی صلیب بنایا اور کچھ گنگنا ماثروغ کیا۔ سوداگر کے وظائف اور اورواد سے غلغلو ہوئے تک وکیل بنظر اطلاق منظر رہا۔ وظائف وادعہ سے فرغت

پاکر اس نے پھر تین مرتبہ انگلیوں سے صلیبی نشان بنایا بعد ازاں ٹوٹی کو خوب چیکا کر سر پر رکھ لیا۔ ستر سے جم کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور پھر گفتگو شروع کی۔  
”زمانہ ماضی میں بھی اس قسم کے واقعات پیش آتے تھے۔ لیکن نہ اس قدر کثرت جیسا آج کل۔ اور پھر ایسا ہونا کون سے تعجب کی بات ہے۔ خصوصاً ایسے زمانہ میں جب لوگ بلائے روشن خیال ہو گئے ہیں جب گکاری کی رفتار تیز ہوئی تو کھر کھر وادھٹ کے باعث کچھ سنائی نہ دینے لگا۔ لیکن گھنٹہ گوجو کہ لطف سے خالی نہ تھی میں اور قریب کھسکا۔ میں نے بھی دیکھا کہ وہ غیب الحلفت چمکیلی آنکھوں والا آدمی بھی غفلت کے مرے لینے لگا۔ اور اپنی جگہ سے ہٹنے یا ہٹنے کے بغیر باتیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔“

لیڈی۔ (ہنایت سنجو کے ساتھ) ”تعلیم کس معنی میں بُری ہے؟ وہ کون سوراہے جو یہ کہے کہ شادی کا وہ پُرانا اور ضرور طریقہ جبکہ دہلی اور وہ تھا۔“

اور کبھی ہونٹوں کی جنبش سے اظہار ناراضگی کرتے جاتا تھا۔

میں سامنے سے گز رہا تھا کہ وکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اُس نے اپنے شوہر سے صاف صاف کہہ دیا کہ اب وہ کسی صورت سے اس کی شریکِ مال اور غم خوار نہیں رہ سکتی۔ اور آئندہ اس قسم کی توقع بے ہودگی کیونکہ۔“

قصہ کا تسلسل میں قائم نہ رکھ سکا۔ کیونکہ اس اپنی جگہ پر اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ چند سا فگڑی میں گھس آئے۔ ان کے پیچھے ہی ریلوے گارڈ، اور ایک فلی اسباب کی گھڑی سنبھالے آن بچا اور بڑی دیر تک ایسی غلج رہی کہ میں انکی باتیں رد و قلع کا کوئی اندازہ نہ کر سکا۔

شوہر جب کچھ کم ہوا تو وکیل کی آواز پھر میرے کانوں تک آنے لگی۔ لیکن اب میں نے محسوس کیا کہ گفتگو خانگی معاملات سے ہوتی ہوئی عام محبت پر پہنچ گئی ہے۔ وکیل کہنے لگا کہ طلاق کے مسئلہ تمام یورپ سرگرمِ غور ہے۔ اور ہر خاص و عام کی توجہ اسی طرف ہے۔ اس کے قطع نظر مالک دس میں ابھی تین جن میں طلاق دی گئی ہے عام ہوتی جاتی ہیں۔ پھر یکدگی جب اُسے اس امر کا احساس ہوا کہ اس کی آواز کے سوا اور کسی کی آواز گاری میں سنائی نہیں دیتی وہ کچھ رکا اور پھر بڑھے سوداگر کی طرف

کہا، "خدا کے لئے، ذرا ان حضرات کو تو کچھ کہنے دو،"  
سوداگر (اکڑ کر) "تعلیم سے میسوں قبا حقیں پیدا  
ہوتی ہیں"

لیڈی نے میری، وکیل اور سوداگر کے فشی کی جانب  
جو سرکھاتا ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ کر کچھ مباحثہ سن رہا تھا  
پھر بے ساختگی کی آواز میں مڑا کر قطع کلام کیا اور کہا:-  
"وہ لوگ مرد اور عورت کی گرفت نہیں بیاہ کا چھندا  
ڈال دیتے ہیں۔ خواہ دونوں محبت ہو یا نہ ہو اور  
لطف یہ ہے کہ ایسے میاں بیویوں کی ان تن کو دیکھ کر  
اظہارِ تعجب کرتے ہیں۔ اور پھر قصہ سوداگر کو چھیرنے  
کی غرض سے کہنے لگی:-

"البتہ حیوانوں کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ جائز ہو  
سکتا ہے۔ آقا جس طرح چاہے انھیں جوت دیتا ہے۔ لیکن  
مرد اور عورت پہلو میں آزاد و دل اور جو صلے رشتے ہیں"  
سوداگر:- "آپ کا یہ انداز گفتگو درست نہیں۔  
حیوان حیوان ہی ہے لیکن انسان کے لئے رسوم و رواج  
کی پابندی لازم ہے۔"

لیڈی:- (عجلت کے ساتھ) اس لئے کہ وہ ابھی  
خیالات جن کو وہ اپنی دانست میں بالکل اچھوٹے  
جانتی تھی بیان کرنا چاہتی تھی۔  
"وہاں! لیکن عورت کامر کے ساتھ ایسی حالتیں  
جس کو کوئی محبت ہی نہ ہو کیسے نباہ سکتی ہے"

سوداگر، (نبہایت مناسبت کے ساتھ) دو پہلے ملاز  
میں ان باتوں کا کوئی لحاظ ہی نہیں کیا جاتا تھا۔  
(راتی)

دونوں میں سے کسی کو ایک دوسرے کی صورت دیکھنے  
کا اتفاق نہ ہوتا تھا، بہتر ہے، "اور پھر عورتوں کے  
عام دستور کے مطابق معترض کا یوں ہی جواب دیکر  
اپنی ہی راہ دکھائی شروع کی۔

"ان بیماریوں کو اس کا بھی علم نہ ہوتا تھا کہ دونوں  
محبت ہے بھی، یا آئندہ لگاؤ کی کوئی توقع بھی ہو سکتی  
ہے۔ لیکن یہ تمام شرائط انسانیت نظر انداز کر دیکھائی تھیں  
اور اسی بھونڈے طریقے سے ایجاب و قبول کرنا رہتا تھا  
اور اس ناقابلِ اندیشی کا تمام غمخیزہ بھگتنا پڑتا تھا  
سچ کہنے کا یہی صورت حال آئی کی نظر میں بہتر ہے"  
لیڈی کا روئے سخن زیادہ تر میری اور وکیل کی جانب  
اور شاید ہی سوداگر کی طرف رہا ہو جس سے وہ بظاہر  
مخاطب تھی۔

بند سے سوداگر نے لیڈی کو تنفر کی نظر سے دیکھ کر سوا  
کا تو کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر وہی الفاظ دہرائے:-  
"وہاں!! آجکل لوگ بلا کے، دشمن خیال  
ہو گئے ہیں۔"

وکیل:- (کسی قدر سکراتے ہوئے) "موجودہ تعلیم  
اور زن و شوہر کی کشیدگی تعلقات میں جو ربط آب  
بتلاتے ہیں، میں اس کے سننے کے لئے خوشی آمادہ ہوں"  
سوداگر کچھ کہنے ہی کو تھا کہ لیڈی نے قطع کلام کیا اور کہا:-  
"وہ نہیں نہیں! وہ پرانا زمانہ ہمیشہ کے لئے گویا غصے  
ہو چکا"

بہر حال وکیل نے لیڈی کو کسی طرح روک ٹھام کر

# پروا خیال

زعفر جن ہوا میں اڑتا اپنے پرو باز و بزار کرتا۔ اپنی قوت پرواز پر چمکتا کرتا ہوا آفتاب سے آنکھ لڑا گئے چلا گیا تھا۔ اس کے زعم میں زمین و آسمان کچھ نہ سماتے تھے وہ جانتا تھا کہ دنیا دے اُسے صد سالہ ہونگی دھر سے مہسن سمجھیں گے اور آسمان والے ماکر وہ کار۔ لیکن رگوں میں گرم خون کا سیلان۔ طبیعت میں انگ اور دل میں پرو بلی تلاش کی خواہش ایسی نہ تھی جو اُسے چھ نہ بتا دیتی کہ اس کا عین غمخوآن شباب تھا۔

پوری ایک صدی گز گئی تھی لیکن اس جنوں کے شمعزادے کو صنف مخالف سے ربط رچی نہ ہوا تھا۔ آج وقتاً اس کے دل نے پھریری لی اور ایک خاص کیفیت اس پر طاری ہوئی۔ وہ مردارید کے محل میں مٹھا ہوا پھیرے کے نوارے میں سے پانی کا گڑنا اور گرتے گرتے موتیوں کی لڑی بنا دیکھ رہا تھا کہ جسم تھر تھرا یا۔ رونگٹے کھڑے ہوئے اور اسے اپنے میں ایک خاص قسم کی مسرت محسوس ہوئی اور وہ بیباختہ گاتا ہوا ہو ایں اُرنے لگا۔

وہ اسی انوکھی کیفیت پر غور کرتا ہوا کبھی تھمتا۔ کبھی اپنے شمعروں سے اسے گاتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک ایک ٹکڑے پر پڑی جس کے پسید چمکتے ہوئے رولی کے پہل کے ڈھیر کو شعاعوں کی پہلی۔ سنہری۔ دیو یاں طرح جل کے رنگوں سے رنگ رہی تھیں۔

زعفر کی آتش و بلو کے بنی ہوئی انگلیں۔ آفتاب کے سامنے نہ

چمکتے ولی انگلیں خیرہ ہونے لگیں۔ اُس نے گھبرا کر اپنی انگلیں بند کر لیں۔ اپنے میں طرح طرح کے جذبات محسوس کئے کچھ گھبراہٹ۔ کچھ اضطراب۔ کچھ استعجاب اور تھوڑا سا ڈر۔ انکی گہن سے آہستہ آہستہ چھوٹنے والے مانتاب کی طرح جوند آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سنہری پری ایک محلی بادل پر مسرے لائے بال جھنکائے سانچے میں دھکیلی ٹانگیں کھیلانے پہلی پری کو میٹھی جھیسر دی ہے۔ ہنستی ہے تو بلی جھمکی ہے ابرو اٹھتے ہیں تو قوس قزح بنتی ہے۔ ہاتھ ہلاتی ہے تو دنیا کا ڈرہ ڈرہ چمک اٹھتا ہے۔

زعفر نے آنکھوں سے اس تصویر کو پینا چاہا کیلئے منہ کو آنے لگا۔ اور ہر بن ہو میں روح اگر پھر پھرانے لگی۔ اس نے گھبرا کر انگلیں بند کر لیں اور دہنبا بازو بڑھا کر چہرے کا انکڑا لیا۔ کیونکہ نے عرش کے جہرو کے سے جھانک کر دیکھا اس جوان رعنا کی سادہ لوجی پر ہنسا اور کمان میں تیر چور کشت باندھی۔

زعفر ابھی تک ایک بازو سامنے کے دوسرے کے ذریعہ ہوا پر قائم تھا۔ کہ دل چلا تو جوان خون مسرت سے دماغ کی طرف چلا۔ گردن اور کھنٹی کی رگیں پھولیں۔ اور اس نے ڈرتے ڈرتے پری پر چڑھیں لگا ہنس ڈالیں۔ تقاضا نہ نظر نے اُن مستی و مدھوشی کے سمندر میں کبھی ادھر پھر۔ بحرالکابل و بحر منجد ملے!

لہ یونانیوں کا فدا سے عشق۔ اُن خیال میں اس کے پاس دماغ کے تیر ہیں ایک سنہرا۔ اور دوسرا تھکا۔ سنہرے تیر کا کابل عاشق اور چہ تیر کا فنی حاسد ہوتا ہے۔ سانک کیو پڈ کی جھٹوتہ ہے۔

کیونکہ تمہارے تعلق میں حقیقی ترمیم کی لہر تھی۔ کمان سے تیر چھوٹا۔  
ہوا میں باب باربدی کی صدائیں پھیلیں اور تیر کیونکہ کا سنہل  
تیر زعفر کا بایاں باز و توڑ تا پہلو چھیدا۔ پر اشتاں گل گیا  
زعفر ہوا میں لاکھ دایا اور ایک جگر سوز آہ کے ساتھ زمین،  
خس و خاشاک سے بھری زمین کی طرف ہلاکتا ہونے کی شاخیں  
جھکیں لالے نے آغوش محبت چھیلی۔ لیکن وہ تیر عشق کا رنجی  
خون میں نہایا۔ خار میلاں میں آ کر انگ رہا !!

اس کا ٹوٹا ہوا باز و لٹکتا ہوا تھا۔ اس کے دل سے  
خون کے قوارے نکل رہے تھے اس کا منہ کاٹھا ہوا  
تھا۔

سنہری پری بھی تک اٹھیلیں نہیں شوق تھی کہ دفعتاً  
سایک کیونکہ کی دوسری تصویر یا دوسرے رخ نے اپنے کھلے  
ہوے مجوزے سے ریشم سے زیادہ ایک بال چا۔ اور  
اس کے دونوں سروں پر دو پھندے دیکر ہوا کے سپور کیا  
ایک تو زعفر کے ڈھلے ہوئے سر میں جا کر انکا اور دوسرا غالباً  
سنہری پری کے گھٹکی پیکل بنا۔ اس لئے کہ دفعتاً پری نے  
پٹ کر اپنے بسمل کو دم توڑتے دیکھا۔ اور پر جوڑ کر بھری  
کی طرح ٹوٹی اور زعفر کے پھول سے جسم پر شبنم کی طرح گری  
اور بسمل کی طرح فریاد کرنے لگی۔

اس تیر عشق کے گھائل نے جو رخ کو ایک خاص طرف  
کھینچنے پایا گھبرا کر انھیں کھلے اس اور سر اٹھا کر ادھر ادھر  
دیکھا۔ دفعتاً پھر صاف عقدہ طور سے چمک دکھلائی دی اور  
وہ بیہوش ہو گیا۔ اداس کا آغوش محبت میں رہنے  
لے کیونکہ کی مشورہ۔

والا سر ہول کے کانٹوں پر بے بسی سے ڈھل کر آ رہا۔  
زعفر کی شبنمی بے چینی نے ہمتی ہوئی نشانوں کو اور جنس  
دی اور اس کا بجان ہم انگلی گود سے چلتے ہوئے بچے کی طرح  
چھوٹ کر زمین کی طرف چلا۔ پری تڑپ کر اٹھی اور قبل اس  
کے کہ وہ گل اندام خود رو مہرے کے نخلی گدے پر پہنچ سکے  
اُس نے جھپٹ کر زعفر کو نفل میں دبایا اور آسمان پر لے  
آئی۔

علی عباس حسینی ایم۔ اے

(۲۵)

جی جانتا ہے کہ میں اپنی ہستی کو تجھ میں فنا کر دوں  
اور پھر صرف تو ہی تو رہ جاؤں ایک سر با کشف شئی ایک ہمہ  
تن لطیف چیز میں کس طرح جذب ہو سکتی ہے ؟  
کیا یہ ممکن نہیں کہ تو اپنی لطافت۔ اپنی قدوسیّت اور  
اپنی الہیت کی ایک موج ادھر بھی بھیجے اور وہ اپنے بھاؤ کے  
ساتھ میری کثافت۔ میری مصیبت اور میری عبدیت پر نہاں ہو جائے  
اور پھر میں ان تمام چیزوں سے پاک اور صاف ہو کر اس قابل ہو جاؤں  
کہ تجھ میں جذب ہو سکوں۔

(عرفا)

معزز ناظرین نمائش

کے قدر افسوس کا مقام ہے کہ باوجود متعدد بار تاکید کے  
جب کبھی آپ لوگ خطوط کتابت فرماتے ہیں۔ چپ نمبر  
کا حوالہ نہیں دیتے اس سے کارکنان رسالہ کا کھدورت  
ضائع ہوتا ہے اس کا اندازہ آپ لوگ نہیں کر سکتے۔ امید ہے کہ آئندہ سے  
ضرور خیال رکھا جائے گا۔

میلٹر

# خون کا خون

(پوستہ)

دونوں نے گہمی سے نئے انداز کو اس درت  
ہونے پر اپنے حسن کا شکریہ ادا کر نیکو نظر اٹھائی تو دیکھا  
کہ ایک ہونہار خوش رو نوجوان فوجی افسر نے غلط ہو کر  
پوچھ رہا ہے۔ خدا نخواستہ آپ لوگوں کو کوئی قصہ تو نہیں  
پہنچا۔

مسٹر کرافٹ۔ نہیں نہیں خباب خدا کا فضل ہو گیا آپ کی  
عنایت سے ہم بالکل محفوظ رہے میں آپ کی اس خالص  
ہمدردی کا ہمدل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔

نوجوان۔ وہ اس میں بھلا شکریہ ادا کر نیکی کیا بات ہے  
میں اتفاقاً اس وقت یہاں موجود تھا اس لئے آپ کی مدد  
کو اپنا فرض سمجھا بلکہ میرے لئے خوش قسمتی کا باعث ہے  
کہ آپ لوگوں سے مجھے نیاز حاصل ہو گیا۔

مسٹر کرافٹ۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔ ہم نیاز مند ہیں۔

نوجوان۔ اچھا اب بہتر یہ ہو گا کہ آپ سرائے کے ایک  
کمرے میں تھوڑی دیر متالیں اس عرصہ میں گاڑی  
بھی درست ہو جائیگی گو میرا خیال ہے کہ گاڑی معمولی طور پر  
درست ہو جائیکے قابل نہیں رہی ہے اچھا تشریف لے چلے۔

مسٹر کرافٹ۔ کتھرائن اور نوجوان تینوں سرائے کے

کمرے میں بیوی کے تو نوجوان نے کہا کہ آپ تھوڑی دیر  
یہیں تشریف رکھیں میں گاڑی کی بات تہنصیفہ کر کے حاضر ہوتا

ہوں کہ آیا وہ کتنی دیر میں تیار ہو سکتی ہے اس لئے کہ  
اگر اس میں زیادہ عرصہ ہو جائے گا خون ہو تو کچھ  
دوسرا انتظام کیا جائے گا۔ آپ لوگوں کو کہاں  
تشریف لیجا رہا ہے۔

مسٹر کرافٹ۔ ہم بیگنٹ اپنے گھر جا رہے ہیں۔  
نوجوان۔ اوہ بیگنٹ تو یہاں سے قریب ہے اگر آپ کی  
گاڑی میں زیادہ جرابی بانی گئی تو آپ کو کوئی فکر کر نیکی  
ضرورت نہیں ہے میری گاڑی آپ کیلئے حاضر ہے۔

مسٹر کرافٹ۔ نہیں جناب آپ کیوں ناختم رحمت فرماتے  
ہیں۔ ہماری گاڑی تھوڑی دیر میں درست ہو جائیگی۔

نوجوان۔ باہر چلا گیا اور پھر واپس کر سٹینے لگا۔ آپ کی گاڑی  
شام سے قبل درست نہیں ہو سکتی اور چونکہ شام تک

آپ لوگوں کا یہاں ٹھہرنا تکلیف سے خالی نہیں ہے  
میں نے اپنی گاڑی حاضر کرنے کا حکم دیدیا ہے آپ کی  
آرام تشریف لیجائیں۔

مسٹر کرافٹ۔ میں کن افاد میں آپ کی اس سچی ہمدردی  
اور حقیقی خلق کا اعتراف کروں آپ نے ہمیں زیر بار خلیان  
کر دیا۔

نوجوان۔ آپ کو اس کا طلق خیال بھی نہ کرنا چاہئے  
بھلا یہ بھی کوئی بات ہے انسان ہی انسان کے کام آتا ہے  
وہ انسان ہی کیا جو سبکی ضرورت اور وقت پر کام نہ لے  
ملازم دکرے میں داخل ہو کر جناب پکتان اسٹورٹ جی  
کی گہمی حاضر ہے۔

نوجوان۔ (ملازم سے) اچھا دیکھو۔ اس گہمی کا سامان

یہ شریعت نوجوان لندن کے مشہور و معروف امیر سر  
ہنری فیلکس جولین اسٹورٹ۔ لارڈ فین ہوکر کا سر  
نمای ازیرسل کپتان ڈیلماسٹورٹ آف فینور تھا۔ اس کی  
عمر کو پیش بائیس سال کی ہوگی یہ نہایت حسین جامہ زیب  
خوش خلق جو آخر نوجوان صالح تھا اس کے باپ نے اُسے  
خاص جائداد و مہرہ کر دی تھی جس کی بدولت وہ اپنی ملازمت  
کی آمدنی کے علاوہ بھی ایک معقول ذریعہ رکھتا تھا اس  
نوجوان کا جال حلیں اس عمر میں اپنی آپ ہی نظم و ضبط  
اس کے خلق نے اس کے ہم عصر عہدہ داروں اور دوستوں کو  
بہر دل عزیز اور مانتوں میں سب سے محبوب بنا دیا تھا۔ ان  
تہام و مصافحہ کے علاوہ اس میں صلاح جوئی کی بھی ایک  
خاص صفت موجود تھی۔ اور ان سب رطوبتوں کا وہ  
کسی حاجت مند ہستی کے لئے بے درجہ کا فیض کہا جاسکتا تھا  
گو کپتان اسٹورٹ کے ان تمام صفات اور عادات  
و حالات سے مسٹر کرافز اور کٹرہائین دونوں بالکل بیخبر  
تھیں مگر اس کے ظاہر شدہ خلق و خور و عادات اور خدمت نے  
اب ان دونوں کو اس درجہ تسخیر کر لیا تھا کہ گھر پہنچے تک  
بار بار دونوں ہاں بیٹھی آپس میں ایک ایک بات پر  
اس کی تعریف ہی کرتی رہیں اور اپنے دلوں میں اس کی  
اس بے لگ بھر دہی کی بے حد مشکور تھیں

### ساتواں باب

ڈیوک آف گلوستر کے باغ سے بر سے اٹھا وہ دین  
پر ایک عجیب و غریب واقعہ تھا جس کے رہنے والے دو میاں  
بی بی اور ایک ان کا جوان بیٹا تھا ان لوگوں کا طرز عمل

آما کر اس میں رکھ دو (خواتین سے مخاطب ہو کر) آپ  
لوگوں کو یہ گھڑی نہایت آرام سے منزل مقصود پر چوڑھا  
دیگی۔ آپ اسے بالکل اپنی سواری سمجھیں۔  
مسٹر کرافز۔ خدا آپ کو اس حسن سلوک کا اجر دے میں نہیں  
بیان کر سکتی کہ میں کتنی آپ کی غلامیوں کی مشکور ہوں۔  
نوجوان۔ آپ کیوں ناخوش تھے شرمندہ کرتی ہیں میں  
کس قابل ہوں۔ خدا حافظ اگر خدا کو منظور ہے پھر کبھی نیاز مندی  
حاصل ہوگی بشرطیکہ آپ لوگ گوارا فرمائیں۔

مسٹر کرافز۔ ہم کو اگر ایسا موقع ملے گا تو اس کو ہم اپنی خوش  
قسمتی سمجھیں گے خدا حافظ۔

ناظرین گھڑی تو روانہ ہو گئی مگر اس نے نویلے نوجوان  
کے سینہ پر سانپ لٹا چھوڑ گئی۔ کٹرہائین کے حسن جہان  
نے اس کے خمر میں دل بردہ بردست بکلی گرائی تھی جس سے  
نہ صرف نوجوان کا دل راتھ ہو گیا تھا بلکہ خود کٹرہائین بھی اس  
ناگہانی ملاقات سے حیرت منور تھی گو ناظرین نے خود بخود فرمایا  
ہو گا کہ اس ملاقات میں کسی موقع پر نہ نوجوان نے اس سے  
مخاطبت کی اور نہ خود کٹرہائین ہی نے کوئی مداخلت  
کی حتیٰ کہ دونوں میں معافہ بھی جو ہوا وہ نہایت صمیمی تھا  
رکھتا تھا مگر انھوں انھوں میں ٹیلیفون ضرور ہو گیا تھا  
اور اس ذریعہ سے دونوں دلوں میں ضرور کچھ کچھ وصل  
ہو گئے تھے۔ اب جلد سے لئے مناسب چہرے کہ اس نوجوان  
کا پورا پورا فوٹو سہ سوٹو کے بھی نہیں پیش کر دیں گویا  
ناظرین اس کا پورا تعارف کرادیں۔ کیونکہ آئندہ ہمارے  
قصہ سے اس کو خاص تعلق ہوگا۔

وہ ہے الگ تھلک تھا ہر جہ معلوم ہوتا تھا کہ ان بڑھاپہ کی کامیابیوں سے کچھ کمالات اب تو ان کی بسر ہو جاتی تھے ورنہ اس سنسان اور ویران مقام میں یہ اور کیا کر سکتے ہیں۔ یا شاید بعض اوقات ان کی سرپرستی ریونگٹن ایسے آزار و مش بھی کر دیا کرتے ہوئے چنانچہ ریونگٹن کو یاد ہو گا کہ کچھ کسی باب میں ریونگٹن نے ظاہر کیا ہے کہ میں اکثر خون کے موقع پر اسی جھونپڑی میں بیٹھ گیا کرتا ہوں اب تو ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ کچھ اپنی حضرت ڈمک کی جھونپڑی ہے جس سے آرنالڈ کی باری بہت بڑا پارٹ لینے والی ہے۔ اس وقت ہم مسٹر ریونگٹن کو اس جھونپڑی کی طرف جاتا ہوا پاتے ہیں۔ آئیے دیکھیں اس ملاقات میں کیا راز کہلتے ہیں۔

مسٹر ڈمک۔ (ریونگٹن کو آتا دیکھ کر قریب پہنچ جانے پر) آہا مسٹر ریونگٹن ایک مدت کے بعد رات بھول نکلے۔ آئیے آئے۔ کہنے زمانہ کا کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ میرے خیال میں آج کل تو کچھ معاملہ بند سا ہو گیا ہے شریف آدمیوں کی تو یوں کہنے بڑی کٹھن زندگی گت ہی ہے۔

ریونگٹن۔ جی اور کیا بڑی مشکل کے دن آگئے ہیں اچھا یہ تو بتلائے مسٹر ڈمک بخیریت ہیں اور گھر میں بھی یا کہیں سیرنگار کو گئے ہوئے ہیں۔

مسٹر ڈمک۔ اچھا اب کہاں کی سیر اور کیسا شکار وہ منحوس گاہل الوجود بڑھا اپنے بستر پر بڑا کھیاں مار رہا ہے اسے اور کام ہی کیا ہے۔ اس سختی نے میں جینے ہوئے کے گھر کی چوکھٹ نہیں دیکھی وہ تو کہو میں مجبور

ہو کر اپنے لڑکے کو میٹھاٹ کی سرک پر کچھ فوج کھسٹ کر نے بیچہ یا کرتی ہوں جس کام بھی چل رہا ہے دنہ یہاں فاقہ پر فاقہ آریں اور اسے پروانہ ہو۔

ریونگٹن۔ دہنس کر ہاں تو اب اس بچہ بڑے سے کی عمر کا ہی تعانہ ہے اور خدا رکھے یہ آپ کے صاحبزادے ہی کے کہا کر کھانا نیکے دن میں مسٹر ڈمک۔ مگر خباب پولیس بھی تو بلا کی تھے یہی رہتی اب کل ہی کا واقعہ ہے کہ وہ بال بال بچ گیا ورنہ مجھ کو کچھ ہی گیا تھا بڑے گھر۔

ریونگٹن۔ اسے کیا حقیقت میں وہ کھنس گیا تھا۔ مسٹر ڈمک۔ جی اور کیا گروہ تو چھٹے میں کچھ ایسے ہی۔ موقعوں کے چار میسے لگائے رکھتی ہوں۔ جو کام آجائے میں اور یہی کل بھی ہوا کہ کو تو والی والوں کو کچھ نذرانہ دے دلا کر جان چھڑائی۔ مگر اس نذرانہ کی کثرت نکالنے آج پھر وہ ملا گیا ہے دیکھو کیا ہو۔

ریونگٹن۔ اچھا اب میں مسٹر ڈمک سے ملنا چاہتا ہوں کیا وہ مل سکیں گے۔

مسٹر ڈمک۔ کیوں نہیں۔ آپ پھر میں اسے ابھی بلائے لاتی ہوں۔

ریونگٹن۔ وہیں کسی بیچ کر بیٹھ گیا اور مسٹر ڈمک اپنی زبردست توجہ دلاتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ جس کمرے میں ریونگٹن بیٹھا ہوا تھا اس کی موجودگی بہت پاک و صاف تھی الماریوں پر چھنی کے طلائی کام دسے برتن نہایت خوبصورتی سے جتنے ہوئے تھے فرش

عقیدت سے اپنی گردن جبکا دی گویا اس طرح اس کی عظیم  
کوٹھنڈا کہتے ہوئے دم سلام ادا کی۔

ریونگٹن۔ (بذمے کو سلام کا جواب دیکھ بیٹھے کا اشارہ  
کرتے ہوئے) مسٹر ڈنگ میں آپ سے آج ایک نہایت  
اہم اور ضروری معاملہ میں گفتگو کرنے کیلئے آیا ہوں۔ یہاں  
پارٹی نے ایک تجویز سوچی ہے جس کی بدولت تم کو بھی تنخواہ  
مالی منافع حاصل ہو گا۔ بشرطیکہ تم مقررہ خدمات کی ادائی  
گیلئے کمر بستہ ہو جاؤ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے آپ کو اس کا  
اہل ثابت کرنے کا بھی وعدہ کرو۔ ہمارے اس جال کا  
نتیجہ یہ ہو گا کہ مہاجنوں کی تہلیلوں کے منہ ہمارے لئے بے  
دریغ کھل جائیں گے۔ یہودیوں کو آرزو ہوگی کہ ہم ان سے  
معاملت کریں اور اس طرح کسند سخی اعلیٰ سے اعلیٰ  
کمینی سے ہم سید ریغ قرض حاصل کر سکیں گے اور نتیجہ یہ ہو گا  
کہ ہماری پارٹی کے ایک نوجوان شخص کی شادی ہماری ظاہر  
داروں کی بدولت کسی اعلیٰ خاندان اور دولت مند لڑکی سے  
ہو جائیگی۔

مسٹر ڈنگ۔ بھئی! داند آپ نے تو مجھے حیران ہی کر دیا  
کیا حقیقت میں میں اس ضعیفی میں بھی کسی ایسی خدمت  
کے قابل ثابت ہو سکتا ہوں جس کے نتائج ایسے شاندار  
اور بزرگ ہوں۔

ریونگٹن۔ یقیناً بشرطیکہ تم اپنی قابلیت اور سستی کو اکرم  
دور کر کے نہایت پختہ اور چالاکی سے اپنے پارٹ کی انجام  
دہی برتتا رہو جاؤ۔

مسٹر ڈنگ۔ آپ اس سے تو بالکل بے فکر رہیں۔  
(باتی)

بھی اس کمرے کا سرخ نیمٹوں کا تھا بہر حال کمرے  
کے دیکھنے سے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کوئی  
مفلس اور فلاش خاندان رہنمائی بسر کرتا ہے گو مسٹر ڈنگ کا  
طرز کلام کسی قدر ثقیل تھا مگر وہ بالکل پاک و صاف ہنر  
کی عادی تھی اور ایک ساٹھ سالہ خانہ دار عورت تھی  
اتنے میں ایک بڑا سا ساٹھ سالہ اس کمرے میں  
داخل ہوا جس کی حلقو میں ٹھسی ہوئی جھکرا رہی تھیں  
اس کی ریا کاریوں اور چالاکیوں کا ثبوت دیر ہی نہیں  
اور یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شخص کسی بدیتی کے کام میں خاصی  
مدد دے سکے گا۔ اس کی سوانح عمری مختصر آج ہی ہے  
کہ اوایل عمری میں یہ ایک سیاسی تھا اور اس کے بعد  
نہ معلوم کن ذرائع سے کچھ تجارت کر لیا تھا مگر کچھ چلی  
نہیں جس کی وجہ سے وہ بڑے خسارے میں آ گیا  
اس کے بعد سے اس نے دیران مقامات میں بسیرا کر  
کچھ چھوٹے موٹے لوٹ مار کے کام شروع کر دیے۔ اسکی  
بیوی چونکہ نہایت چالاک اور ہوشیار عورت تھی اور  
ایک معمولی درجہ کے خاندان کی لڑکی تھی اس نے  
کچھ ایسے ذرائع اختیار کیے جس کی بدولت ایک عرصہ  
بذمے کو بغیر کسی مزید محنت و مشقت کے گھر بیٹے روٹی  
پٹنے لگی چونکہ ڈنگ کا ہل اور آرام پسند تھا اس نے  
اس سلسلہ پر اپنے ازم کے مقابلہ میں کسی غور بھی نہیں  
کیا کہ میرا لڑکا کس رنگ میں ہے اور کیا کیا کرتا ہے  
اور اس کے چال چلن کا کیا حال ہے غرض یہ شخص صاف  
جسے ہنر کے میں داخل ہو کر ریونگٹن کی طرف منہ





# رسالہ شامِ بزم



اسفندار ۱۳۳۲ھ فضلی جنوری ۱۹۲۳ء عیسوی نمبر ۳

## فہرست مضامین

۱۰۳	دفتر رسالہ	کے حصول کا طریقہ
۱۰۵	"	بالدینا۔ بیکاربر کا استعمال
۱۰۶	"	درونے کا طریقہ۔ نوے پرتیل کوڑ گئے کا طریقہ منسلک نائیک کا طریقہ۔
۱۰۷	"	برون میں چمک پیدا کرنے کا طریقہ۔ کاغذی شمع
۱۰۸	"	باد کی سیر
۱۱	جناب: نواب محمد عیناں صاحب	
۱۲	دفتر رسالہ	
۱۵	"	
۱۹	جناب مولوی مزار ساجا بیگ صاحب	
۲۱	دفتر رسالہ	
		شیر اثرات

## ادبیات

۲۶	جناب مولوی محمد عظمت اللہ خان صاحب فی۔	داتین
۳۳	وخت صاحب کلکتہ	
۳۳	سید محمد صاحب شہید امر دہوی مرحوم	
۳۳	مہر حسن صاحب قمر ایم۔ ایل ایل بی علیگ	
۳۳	سید محمد الدین احمد صاحب (رحمہ)	
۳۴	قمر الدین احمد صاحب قمر بدایونی فی۔	
۳۴	سید حسین صاحب حیرت بدایونی	
۳۵	ابو ظفر عبدالواحد صاحب ایمریک	
۳۹	مولوی ضیاء حسین صاحب افارونی	قرب

# منافع مجاہدہ روپیہ کٹہ سالانہ

محترم شیخ بہار علی صاحب  
دی اندسٹرل اینڈ کمیرل بینک لمیٹڈ  
برسٹرہ و مالک ٹروٹہ کار علی

مرا یہ مجوزہ ایک لاکھ روپیہ رقم  
نہایت چار ہزار حصص فی حصص روپیہ  
ڈاکٹر سید محمود علی صاحب مولوی سید محمد علی صاحب  
مولوی سید علی صاحب مولوی سید علی صاحب مولوی سید علی صاحب  
مولوی سید عباس علی صاحب مولوی سید علی صاحب  
نیکل ڈوئرز ڈسٹرکٹو (مولوی حکیم محمد امیر الدین صاحب کوکل ہاؤس  
آویٹر ڈسٹرکٹ سلاوی بی بی آر۔ آپوٹ راکوٹ اینڈ  
بیاگوس۔ اپریل بینک آف انڈیا۔ سنٹرل بینک آف انڈیا لمیٹڈ۔  
میننگل انڈسٹریس۔ سیرس ایس احمد علی ایند برادر سس۔  
ڈسٹرکٹ انڈسٹریس۔ دارالشفاء۔ حبیب آباد وکن

## مفت

مختار عالم مراد آباد

مختار عالم اسفندار روپیہ کٹہ ہر سال کا بڑا کام ہے  
جس میں واقعات و بیس۔ علمی تاریخی معنیوں منابر عالم عالم نواں۔ یاد رکھنے  
کی باتیں۔ عالم طب تجارت۔ استفسارات۔ شہر و سخن۔ اور طرائق کے مقررہ عنوان  
کے عادیہ قابل قدر علمی سیاسی۔ تمدنی۔ اور معاشرتی مضامین۔ مولی اخبارات  
کے مزاج و اسلامی خبریں شہر و شرف گزرتا واقعات ملک خیر و بخت کی مختصر  
سرس دج ہوئی ہیں جس کی چھڑو ہر روز سالانہ قیمت ہے۔ ایک سال ایک باطل طبع  
دست ملک مختار عالم کی قیمت کے صرف دس روپیہ کی کتب خرید سکیں  
فہرست کتابت و اخبارات مفت فوراً لے۔ ایک لکھ اور  
نامہ نگاروں کو خط و کتابت کرنا چاہیے۔

مختار عالم مراد آباد (یو۔ پی۔)

# تجارت کا فروغ

تجارت کی دنیا میں آرٹ نے جو مادہ کی اہمیت ان تجارت سے  
جس ملک ہے جنہوں نے اس کی بدولت تجارتی مٹی میں اپنے ملک کو قائم کر لیا یہ  
زرین موقع آپ کو بھی حاصل ہے۔ ہم سے بورڈ تیار کر دے کہ ہم دیکھ کر کہ ایک  
پروگرام ہے جس میں ہر ماہ اس کا اعلان واضح طور پر ہوتا ہے کہ تجارت  
میں روز افزوں ترقی نہ ہو ایک دفعہ کارڈ بہترین کام کی کھلی دے لے ہے۔

محمد عبدالقیوم سٹیمپٹن افضل رنج

## رسالہ نیزنگ خیال باتھور

### خصوصیات

- (۱) یہ رسالہ باتھور ہوتا ہے جس میں حاضرین دستاویز آرٹ کے ایسے شاہکار پیش کرتے  
جاتے ہیں جن کی تعریف فن کے بہترین نقاد کر کے ہیں اور وہ کسی اور رسالے کو نصیب نہیں  
(۲) یہ مسافرتی رسالہ ہے جس کا ہر مضامین ادبیت کی جان ہوتا ہے قومی اصلاح کے ساتھ  
ادبی احیاء کی مدد ہے مسافرتی اور محققانہ مضامین کے ساتھ علمی نظریات مختصر  
افسانے اور ڈرامے بھی شائع ہوتے ہیں۔
- (۳) ہر سال بہترین انتشار دار محنتوں کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ علامہ سرفراز  
کہتے ہیں نیزنگ خیال کے مضامین میں علمی اور تہذیبی باتھور کے لیے یقین ہے کہ  
یہ رسالہ خیال میں صحیح ادبی مذاق پیدا کرنے میں مفید ثابت ہوگا قیمت سالانہ صرف ۱۲  
(۴) ہر ماہ ہر ماہ ہر ماہ

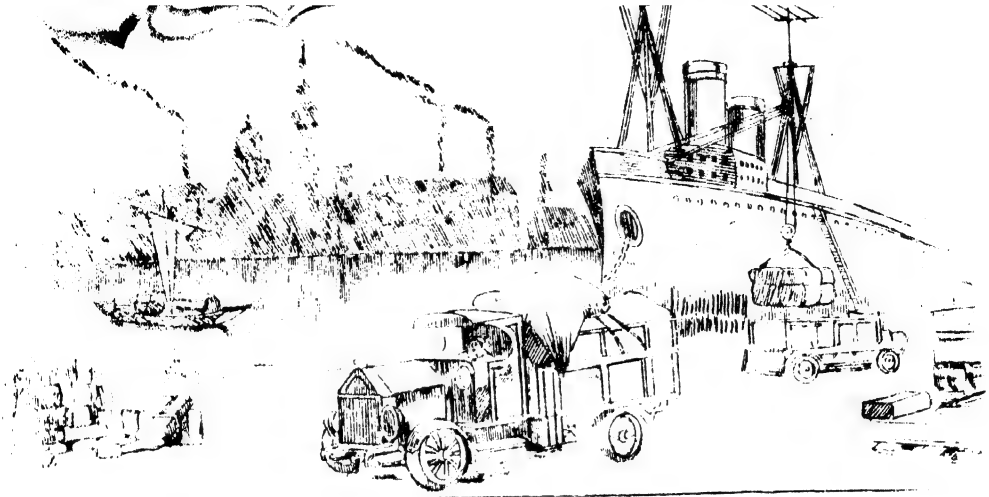
## المشہر مختار عالم مراد آباد



### جب کبھی آپ کو

ایک ماہ کے متعلق سامان کی ضرورت ہو تو صرف ایک مرتبہ ہمارا  
بھی نہیں لایا۔ قیمت زیادہ معلوم ہو سامان اتنے تو نہ لے کر لیا ہوا  
واپس کر دیجئے اس سے زیادہ کیا اطمینان ہو سکتا ہے۔ اگر نمائش شرط ہے

ایک ایف عبدالی اینڈ کو۔ پتھر گھٹی نعل صاحبہ آباد وکن



## گندھک اور پین سے اس کو نکالنے کا طریقہ

عام لوگوں کے نزدیک گندھک ایک نہایت معمولی چیز ہے اور ان کے نزدیک زیادہ سے زیادہ اس سے یہ کام لیا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ جلنے والی دیاسلاٹیاں بنائی جائیں یا متعدی امراض والے مریضوں کے کمرے میں ایسی سوس پتیاں روشن کر دی جائیں۔ بڑھوں کا عام عقیدہ ہے کہ شہنشاہ تخت گندھک بہت پیارا ہے اور اس کو اپنے ورور کی اطلاع اور اپنی بیعت نامک شخصیت کا اپنی رعایا کے قلوب پر اثر مٹھانے کیلئے۔ اپنی ممالک محروسہ کو عشی اور بارات سے بھرونے کا کام لیتا ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ گندھک بارود کا ایک جزو بھی ہے۔

ابتداء تمام گندھک عملی طور پر رسیل کی معدنیات سے حاصل کی جاتی تھی مگر گندھک کی کثرت اور کان کنی کی آسانی نے گندھک کے ہدایت ہونے کے طریقہ میں بہت زیادہ کمپان پیدا کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کان کنی کے ذریعہ سے

حاصل کیجا یو ای گندھک بہت زیادہ تعداد میں صانع ہو گئی اور جب اس کو صاف کیا جاتا تھا تو تجربہ کاری یا مٹھانے کے طریقہ کے غیر کمسن ہوئی کی وجہ سے اکثر اس میں لگ جاتی تھی اور بہت کچھ نقصان ہوتا تھا۔ ضرورت ایجاد کی اس سے چنانچہ مختلف طریقہ استعمال کئے گئے اور بالآخر ان کا یہ نتیجہ نکلا کہ آج امریکہ دنیا کا سب سے پہلا ملک ہے جہاں گندھک بہت زیادہ عمدہ طریقہ پر معدنیات سے برآمد کی جاتی ہے اور نسبتاً بہت زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ ۱۸۶۸ء میں یہ دریافت کیا گیا کہ گندھک لوئیزیہ میں بھی موجود ہے جو دل دل اور ریت کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ یہ معلوم ہونے پر اب یہ سوال پیدا ہوا کہ ان مقامات سے اس کو کس طرح نکالا جائے۔ بالآخر ایک کیمسٹ مسی فرانس (M. S. Franch) نے اس مشکل کو حل کیا جس کی بنا پر آج بھی میکسا (Mexico) اور لوئیزیہ (Louisiana) میں کثیر تعداد گندھک نکالی

جاری ہے۔ امریکہ کی رقابت تجارتی نے سسلی کی معدنیات میں جو طریقے استعمال کئے جاتے تھے انہیں بھی بہت کچھ ترقی پیدا کر دی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گندھک کی تجارت نے دنیا میں ہر جگہ بہت زیادہ ترقی کر لی۔ امریکہ میں گندھک کی موجودگی نے امریکہ کی مہات کیمیاوی کو بیسرونی ناقابل اطمینان و متزلزل اقتصادی حالات کے اثرات سے آزاد کر دیا ہے۔ اور بہشتیت مجموعی دنیا کی گندھک کی تجارت میں ایک مستقل صورت پیدا کر دی ہے۔

گندھک ایک مخصوص مادہ ہے۔ اس کی دو ملکیتیں قسمیں اور تین مختلف حالتیں ہیں۔ ہر حالت میں باوجود اختلاف صورت یہ بالکل خالص ہوتی ہے مثلاً اس حالت میں جبکہ کل بلور معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک چمکدار زرر و سفوفی مادہ ہوتی ہے۔ اور اس حالت میں جبکہ یہ تین اور قابل ہوتی ہے کہ جس سانچے میں چاہیں وہ حال بنیں۔ اس کی کوئی خاص صورت نہیں ہوتی۔ یہ بعض اوقات ریشہ دار بھی ہوتی ہے اور بڑی طرح گھٹ بڑھ سکتی ہے۔ علاوہ بریں کبھی اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور کبھی بالکل سیاہ۔

گندھک کو جس وقت گرم کیا جاتا ہے اس وقت بھی یہ عجیب عجیب تاشے دکھلاتی ہے۔ پہلی مرتبہ یہ بالکل پھل جاتی ہے۔ اگر زیادہ گرمی پہنچائی جائے تو پھر سخت اور ٹھوس ہو جاتی ہے اور مسلسل طور پر گرمی پہنچاتے رہنے سے پھر دوبارہ پھل جاتی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر گرمی پہنچائی جائے اس کا عرق نکل جاتا ہے۔ اور حقیقت

یہ ہے کہ گندھک کی اسی آخر الذکر خاصیت نے معدنیات کو زیر زمین سے اس کا حاصل کیا جانا ممکن کر دیا ہے سطح زمین سے وہ مقام جہاں گندھک ملے وغیرہ پائے جاتے ہیں بہت نیچے ہیں اور میٹر و لیجم کی تلاش کے اشیاء میں بالکل غیر متوقعہ طور پر ان کو دریافت کیا گیا ہے۔ کان کنی کا طریقہ نہایت آسان مگر موثر ہے۔

یعنی جس طرح تیل کے کنوئیں کھودے جاتے ہیں اسی طرح اس کے بھی کنوئیں کھودے جاتے ہیں اور ان میں دو پائپ ڈالے جاتے ہیں جس میں سے ایک پائپ کے ذریعہ سے گرم پانی پہنچایا جاتا ہے۔ جو گندھک تک پہنچنے کے بعد اس کو دوسری اشیاء سے جو اس میں ملی ہوتی ہیں گھٹا کر علیحدہ کر دیتا ہے۔ یہ گھٹلی ہوئی گندھک اس کے بعد ہوا کے دباؤ کے ذریعہ سے دوسرے

پائپ کے راستہ سے باہر نکال لی جاتی ہے۔ اور کنوئیں کے اوپر جو لکڑی کے فریم بنے ہوئے تیار رہتے ہیں ان میں ڈالی جاتی ہے۔ ان فریموں میں پہنچ کر گندھک پھر سخت ہو جاتی ہے اور اس وقت تک اسی طرح رکھی رہتی ہے جب تک کہ اس کو ہزاروں میں بار کے باہر بھینچنے کی ضرورت نہ واقع ہو۔

گندھک کے کنوئیں کچھ عرصہ کے بعد بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے یوں وغیرہ نکال کر ان کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسری جگہ ایسی قسم کے کنوئیں کھودے جاتے ہیں۔ گندھک جو اس طریقہ پر معدنیات سے برآمد کی جاتی ہے وہ ۹۹ فیصدی خالص ہوتی ہے

جس میں سو کا کئی سو اں حصہ منزل آئیں مل پڑویم  
اور بعض دوسرے اجزا کا بھی شامل ہوتا ہے۔

## ایلوینیم میں جمال دنیا

اگرچہ ایک عنصر ہے اس امر کی تاثر تو ذکر و شش کی جارہی  
کہ ایلوینیم میں جمال دینے کے لئے کوئی بہترین اور سہل ترین  
ایسا طریقہ دریافت کیا جائے جو جائے خود ایک قسم کی تجارت  
بھی ہو اور جس سے عرصہ تک استعمال کر سکیے بعد خراب اور  
بیکار ہو جانے والے ایلوینیم کی انشیاں جمال و کران کو  
از سر نو قابل استعمال اور کار آمد بنا لیا جائے۔ مگر حقیقت  
یہ ہے کہ باوجود انتہائی مسمی کے اب تک اس سلسلہ  
میں بہت کم کامیابی حاصل ہو سکی تھی۔ مگر انسان کی طبیعت  
انسان بہترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس چیز کے پیچھے بڑھتا ہے  
بجائے آخر اسے کر سہی رہتا ہے۔ چنانچہ حال میں اس خصوص  
میں جو ترقی کی گئی ہے اس سے عام طور پر ہر ملک بہت  
زیادہ دلچسپی لے رہا ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ  
کہ ایلوینیم میں جمال دینے کا تازہ ترین طریقہ جو ایجاد کیا گیا  
ہے وہ ضرورت سے زیادہ آسان اور شدت سے  
کار آمد و مفید ہے۔ اس طریقہ پر اب تک جو جمال دے  
سکے ہیں انھوں نے عام طور پر کاپنی طرف بہت زیادہ  
مبذول کر رکھا ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ یہ جمال مقدار  
مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے کہ اس کو آسانی کے ساتھ جھکا  
بھی سکتے ہیں اور پھر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ آیا یہاں  
جمال بھی دیا گیا ہے یا نہیں۔ انھیں موجدین نے

ایسے ذریعہ بھی ایجاد کئے ہیں جن سے ایلوینیم پر طبع بھی  
کیا جاسکتا ہے۔ سب سے بڑی مشکل جس نے کامیابی کے طر  
سے ایک گونہ مایوسی پیدا کر دی تھی یہ ہے کہ ہر ذریعہ سطح  
پر جو تہہ چڑھائی جاتی تھی وہ ایلوینیم پر اچھی طرح قائم نہیں  
ہوتی تھی۔ لیکن ان موجدین نے اب اس مشکل کو بھی رفع  
کر دیا ہے اور مایوسی کو کامیابی بنا دیا ہے۔ موجودہ  
طریقہ سے ہلکا اور گہرا دونوں قسم کا طبع ایلوینیم پر اسی  
آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح چاندی یا دوسری  
فلزاتی انشیاں کیا جاتا ہے سب سے بڑی خوبی جو اس طریقہ میں  
ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح خالص ایلوینیم سے بنی ہوئی انشیاں پر  
اس کے ذریعے طبع کاری کی جاسکتی ہے اسی طرح  
اور بالکل ویسی ہی آسانی کے ساتھ ان انشیاں پر بھی ایلوینیم  
کی آمیزش ہو یا جو ایلوینیم اور دوسرے دھاتوں سے ملا کر  
بنائے گئے ہوں۔ طبع کیا جاسکتا ہے۔

## بیکار ربر اور گٹا پر چاکو کار آمد بنایا جاسکتا ہے

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جہاں بریگٹا پر چاکو کار آمد اور لوگوں نے اسے کوڑ  
پرک میں شامل کر دیا۔ ڈاکٹار جو بیکار پر اسے خفیف ہر وقت کرنے پائے نو ایک دوسری  
شیخ نے کہا کہ اس کی اس میں کچھ اضافہ کر لیا جائے گا۔

بیکار بریگٹا چاکو جو بیکار پرکٹ کے لئے اسی طرح کارآمد ہے جیسا کہ  
قریباً ہر ترقی یافتہ ملک ہرگز سے جہازوں کے ساتھ جہازوں میں پائے نو ایک دوسری  
کابین (Bismulphide of Carbon) اور آٹھ اونس خالص  
مکمل کے ساتھ ترکیب کیے گئے ہونگے۔ بیکار پرکٹ کے لئے آٹھ اونس خالص  
اس کے بعد اس کو بیکار پرکٹ لیا جائے اور جب اس کی صحت کسی حد تک چھ  
اس وقت اس کو صحت میں پائے نو ایک دوسری لیا جائے کہ  
جب اس میں آٹھ اونس (Bismulphide of Carbon) خالص  
دو یا تیس کے لئے کارآمد بنایا جائے گا۔ بیکار پرکٹ میں پائے نو ایک دوسری

# جوابات

اسفند ۳۳

کتف آپ کے لئے بہتر ہوگی۔

*The Art of Soap Making*

By A. Watt.

(۱) د- دیکھیں چھوٹے پیمانہ پر گندھک کا تیزاب بنانے کا کارخانہ کم از کم ایک لاکھ روپیہ قائم ہو سکتا ہے (۲) ح- خ راجپور۔ ارزاں ترین مرکز تیزاب سے تیار ہو سکتا ہے جس کے اوزان حسب ذیل ہیں۔

Acetic Acid 4 parts

Pure Water 95 "

Alcohol 94% 1 "

ان سب اجزاء کو ملا کر چند منٹ تک رکھ چھوڑا جائے۔ تو اس کا مزہ بہت اچھا ہوتا ہے۔

(۲) پ- ل۔ بخوسا دل۔ کاشک سوڈا اور کاشک پوٹاش۔ حسب ذیل پتہ سے مل سکتی ہے۔

Calcutta Chemical Co., Ltd.

35/1, Panditya Road,

Balligunj, Calcutta.

(۱) ع- ف- ح- ہندی اور ہینگ سے ٹن بنانے کی تمام قسم کی مشینوں کے واسطے ڈائریکٹر صاحب انڈسٹریز دہلی سے خط و کتابت کیجئے۔ آپ کو ہر قسم کی معلومات مل سکیں گی

(۱۰) پ- م- جے پور۔ (Soda - Soda) اور

(Washing Soda) ایک ہی چیز ہے اسطرح

(Phenol) اور (Carbolic Acid)

(Acid) ایک ہی چیز ہے۔

قی- م- ح- تھاپور (۱) الف، ایسی کا وہ عمل بہتر ہوتا ہے جو پور روز رکھا رہنے کے بعد صاف کیا جائے۔ وارنش پکائی نہایت سہل

ترکیب یہ ہے کہ ایسا برتن چھایا جائے جس پر وقت ضرورت اگر فوڑا دکھنا ڈھانکا جائے تو ایسا بند ہو کہ اس کے اندر کی گیس حتی الامکان نکل نہ سکے اس برتن میں تیل ڈال کر پکایا جاتا ہے جب خوب اچھی طرح پکے گئے تو ایک جھتی ہوئی لکڑی لے کر

تیل کے پاس لے جائے اگر وہ اپنی پوری قوت سے پک رہا ہو گا تو فوراً تیل میں اگ لگ جائے گی۔ چیز سکند اگ لگنے کے بعد اس کو اسی ڈھکنے سے بند کر دیجئے۔ اگ بجھ جائے گی اب اس کا ایک قطرہ کسی کور سے مٹی کے

برتن پر ڈال کر تار کھینچ کر دیکھئے۔ آپ کو جھند سخت اور ٹکڑے دلہن کی ضرورت ہو۔ یکے بعد دیگرے تیل میں اگ لگ اگ اور بھجا کر سخت کر سکتے ہیں دب (۲) فارغوس اور غنیمت زیتون و عسیرہ مسر و عبد الرزاق اینڈ کمپنی کلکتہ اور غنیمت حیدر آباد دکن سے مل سکتے ہیں۔

(۲) شش- د- یا دیگر خط کے ذریعہ جواب دیدیا گیا ہے

(۳) ع- م- کراچی خط کے ذریعہ جواب دیدیا گیا ہے۔

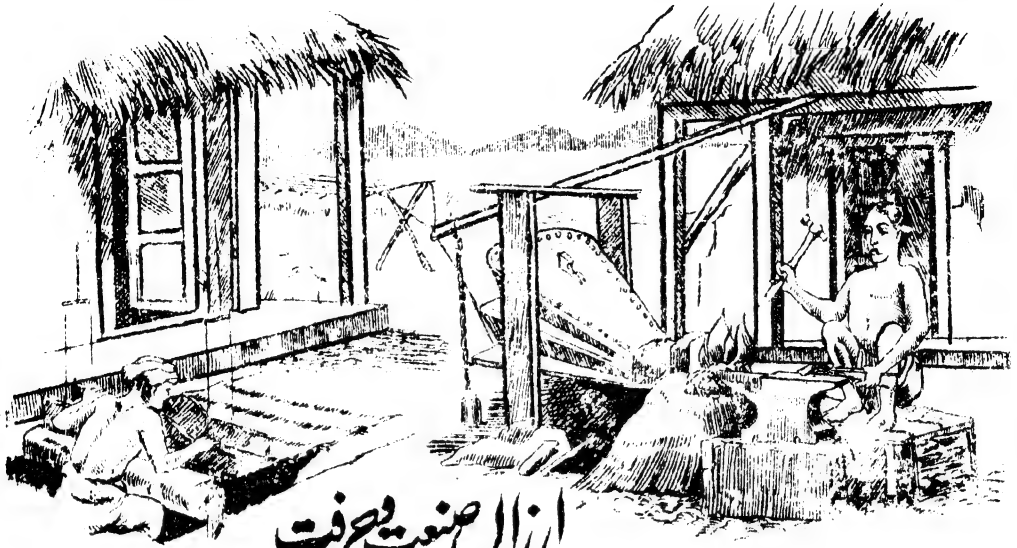
(۴) س- ا- فیروز پور۔ جوابات کے مضمون میں جن جن چیزوں کے متعلق لکھا گیا ہے۔ کو بنا تجربہ لی جاسکتی ہیں آپ کو ماننا ذیل کے پتہ سے دستیاب ہو سکیں گی

Messrs, A.W. Gamage, Ltd.

Hollorn,

London.

(۵) ع- ح- امرتسر۔ صابن سازی کیلئے مبنیل ۱۰۶



## ارزال صنعتی معرفت

### بوتلوں کا منہ بند کرنا کا طریقہ

(۲۵) (۲۶)

چودہ پاؤنڈ جلیٹین (Gelatine) کو بیس  
اونس گلیسرین (Glycerin) یا ایک سو بیس اونس  
پانی میں ملائے اور اوڑیا تھپراس وقت تک گرم کیئے جب تک کہ  
حل نہ ہو جائے۔ پھر اس میں جو رنگ مرغوب ہو ملا دیئے  
روغنیات بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں اور ہلکے ہلکے رنگ  
دیئے کیئے مختلف قسم کے ہلکے رنگوں سے بھی کام لیا جاسکتا  
اس طرح جو مرکب تیار ہو اس کو مرتبان میں حفاظت سے رکھ  
لینا چاہئے اس کا استعمال کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس مرکب کو  
رفیق کر کے گاگ اور بوتل کے اتنے حصہ کو جس میں گاگ آئے  
اس میں غوطہ دیدیئے۔ اس ترکیب سے گاگ بہات  
سرعت اور استحکام کے ساتھ بوتل میں جم جاتا ہے۔

### لوہے اور نئیل کو رنگنے کا طریقہ

موزنگ جس کو گرم کرنا کوئی ضرورت نہیں ہوتی

سب ذیل طریقہ پرتیا کرنا جاتا ہے۔

رال مقشر - ۱۶ اونس

کافور - ۸ اونس

منڈرک تیز تراب - ۲ کوارٹ

رال - ۲۴ اونس

ان سب کو حل کر کے جہاں لیئے اورنگ کو مرغوب استمال

فرمائے۔ اس کی استقامت انکو بوتل کی کئی ہفتی سے  
گھٹ اور بڑھ سکتی ہے۔

### منیل (Mantle) بنانے کا طریقہ

لیتھیم آکسائیڈ (Lanthanum Oxide) ۵۰ حصہ

یٹریئم آکسائیڈ (Yttrium Oxide) ۱۰ حصہ

برنٹ میگنیشیا (Burnt Magnesia) ۲۵ حصہ

ایسٹک ایسڈ (Acetic Acid) ۲۵ حصہ

ڈسٹیلڈ واٹر (Distilled Water) ۵۰ حصہ

نمک جتنے ہیں سب کو پانی میں حل کر لیا جائے اور برکسیا

۳۵-۱۰ حصہ ڈسکڈ واٹر کے ملا کر طر کر لیا جائے۔ نباتاتی دیشے کو کرک ایسڈ (Nitro-hydrocholeric Acid) ایک جزو ملا دیا جاسکتا ہے اور آخر جزو دوسرے مرکب کے بجا پ کے ذریعہ سے اڑا کر بالکل خشک کر لیا جاتا ہے اور پھر اس کو بلوری حیثیت اختیار کرنے کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ایسٹک ایسڈ اگر دستیاب نہ ہو تو اس کی بجائے ڈائی لیوٹ نائٹرک ایسڈ (Dilute Nitric Acid) استعمال کیا جاسکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ موزن لڈ کر بنیت اول لڈ کر ایسڈ کے زیادہ بہتر ہے۔

نوٹ نیشل بنانے کے طریقے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں لیکن سب کا انحصار نباتاتی ریشوں کا بعض سوئی آکسائیڈس کے ساتھ مرکب میں بھلا دیا ہے۔

### گولڈ کلورائیڈ بنانے کا طریقہ

مونو کلورائیڈ آف گولڈ (Mono-chloride) Gold Chloride ایک قسم کا زردی آمیز سید مادہ ہوتا ہے جو ٹرائی کلورائیڈ آف گولڈ (Gold Chloride) کے ساتھ کو بجا پ کی صورت میں اتنی دیر تک اڑا دیتے ہیں کہ بالکل خشک ہو جائے۔ ٹرائی کلورائیڈ کے خشک ہونے پر جو کچھ مادہ باقی رہے اس کو تقریباً ۴۰ ایف کے ٹیمپریچر میں رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ کلورین سے بجا پ نکلنی بند ہو جائے۔ یہ پانی میں نہیں مل سکتا۔ بلکہ پانی اس کو مہو ہونے کی حالت میں نہایت آہستہ آہستہ اور گرم ہونے کی حالت میں نہایت ستر کے ساتھ شیلک گولڈ (Gold Shellac) کے ساتھ ٹرائی کلورائیڈ میں محلول کر دیتا ہے۔

ٹرائی کلورائیڈ آف گولڈ کے لیے گرمی کی مدد سے نائٹرک

### روغن میں چمکائی کرنے کا طریقہ

پوٹاشیم بائی کرومیٹ (Potassium Bichromate) = ۸ جزو جیلیٹین (Gelatin) = ۸ جزو کیلشیم سلفائیڈ (Calcium Sulphide) = ۱۰۰ جزو ان تمام چیزوں کو اچھی طرح خشک کر لیا جائے اور پسیر ایک دوسرے سے خوب ملا دیا جائے۔ اس طرح جو سفوف تیار ہوگا اس کے ایک جزو کو دو گنے پانی کے ساتھ کارٹھے رقیق روغن میں اچھا دیا جائے اس کے بعد اس روغن کو ایک یا دو مرتبہ لگانے سے جس چیز پر لگایا جائے گا وہ نہایت چمکدار ہو جائے گی۔

### کاغندی شعبدے

ایندو سبھٹ کیٹ

اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اپنی سولی معمولی چیزوں کو جنھیں بالکل بے کار سمجھ کر چھینک دیتے ہیں۔ کس طرح کارآمد بنا سکتے ہیں تو جس قدر زیادہ بہارت حاصل ہوگی اس قدر یہ دیکھ کر حیرت و تعجب بڑھتا جائے گا کہ ذرا سی عقل مندی سے کام لینے سے بعض بیکار شے میں بھی ایک خاص لطف پیدا کیا جاسکتا ہے۔ جو اگر کوئی دوسرا فائدہ نہ دے تو کم از کم اپنے ادب اپنے دوست احباب کی



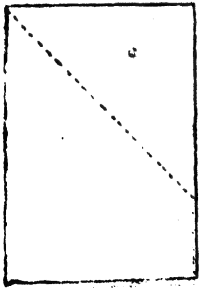
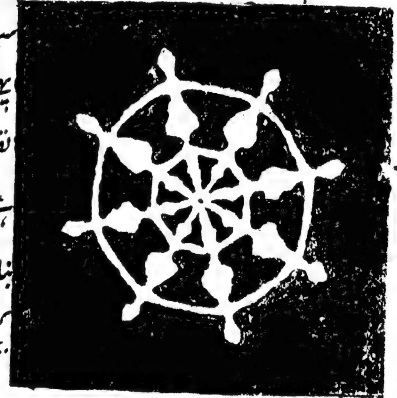
میں شک نہیں کہ اس تصویر کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ محض انگلیوں کی مدد سے بغیر کسی دوسری چیز کے متحمل کئے ہوئے چھ چکر بنا لینا بالکل محال ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ چھ بالکل آسان ہے جیسا کہ ذیل کے طریقہ سے واضح ہو گا۔

کاغذ کی ایک پور اشیٹ (چار دروں) لیجئے اور چھ چکر کے ہوئے ہوں تو ان کو چھپا کر چار دروں کا ایک پورا شہیت بنالیں۔ اس کو بیچ میں سے تہ کر لیجئے۔ اس کے بعد اس کو چھ تہ کیجئے۔ اس مرتبہ تہ کرنے سے کاغذ شکل نمبر ۱ کی طرح ہو جائے گا۔ اب شکل نمبر ۱ میں جو نقطہ دائرہ لکیر تائی گئی ہے اس پر کاغذ کو اس طرح تہ کیجئے کہ کاغذ کے کھلے ہوئے سرے نیچے کی طرف ہیں۔ دائرہ اب جو نمونہ تیار کر رہے ہیں وہ دو حصوں میں تیار ہو گا۔ اس کے بعد شکل نمبر ۲ میں جو نقطہ دائرہ لکیر تائی گئی ہے اس پر چھ کاغذ کو تہ کیجئے۔ اس مرتبہ کاغذ شکل نمبر ۳ کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اگر آپ کاغذ کو درست طریقے پر کیا ہے تو کاغذ کو چھ چکر کے لئے اٹھنے پر تمام تہ کر دہ کنارے آپ کے سیدھے ہاتھ

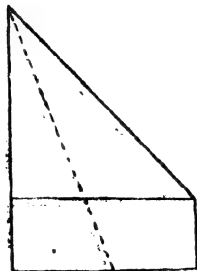
تفریح کا سامان ضرور بن سکتی ہے۔ جو چند باتیں ہم ذیل میں بیان کریں گے اس میں کسی خاص مہارت اور کسی قسم کے خاص آلات کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ذرا سی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور پھر اس کا امکان بھی ہے کہ اگر اس کام میں اچھی مشق ہم چھپائی گئی ہے تو چھ شغلہ محض سامان تفریح کی بجائے اچھا خاصہ فن بھی ہو سکتا ہے۔

آپ کی اس تجارت کے فروغ کے لئے جس سرمایہ کی ضرورت ہے وہ صرف چھ ہے کہ کسی پرانے اخبار کے چند ورق لے لیجئے اور ان پر اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے کام لیجئے اور بس

سب سے پہلے اوپر جو تصویر دیکھی ہے ویسا کر بنانے کی کوشش کیجئے۔ اس



نمبر ۱



نمبر ۲



نمبر ۳



نمبر ۴



نمبر ۵

کی طرف آجائیں گے۔

اب سب سے پہلے اس تہ شدہ کاغذ کی چوٹی کو پھاڑ کر

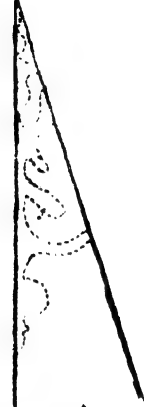
پھینک دیجئے اور اس کے بعد شکل نمبر ۲ میں  
جو نقطہ دار خط ظاہر کیا گیا ہے اس پر  
کاغذ کو پھاڑتے تاکہ بھٹ جائے رجو کاغذ  
آپ کے ہاتھ میں رہ جائے اس کی شکل۔  
شکل نمبر ۳ کی طرح ہو۔ اس کو نہایت ہوشیار  
کے ساتھ کھول لیں آپ کے ہاتھ میں وہ چکر ہوگا جس  
کی تصویر اوپر دکھائی گئی ہے۔  
تھوڑی سی مشق اور ذکاوت آپ کو اس  
فن میں ماہر کر دے گی۔



نمبر ۱

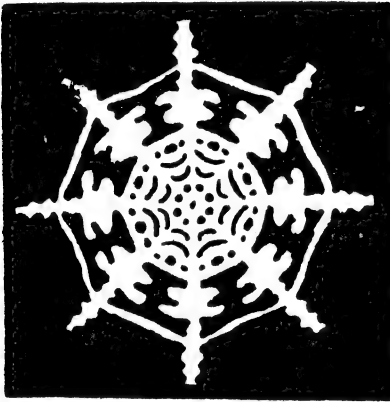


نمبر ۲

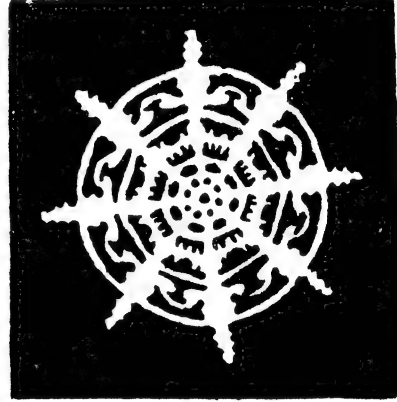


نمبر ۳

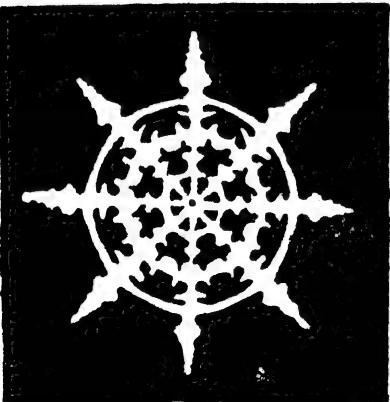
بقیہ مضمون برصغیر (۱۳۶)



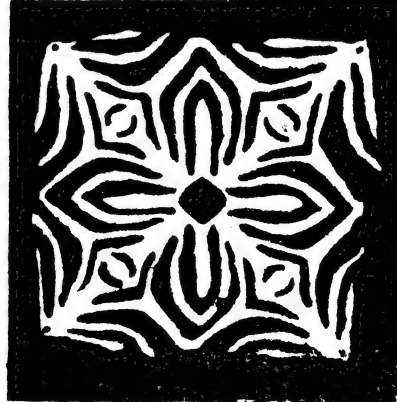
۴



۵



۶



۷

# مقالات و قیاسات



## قلعہ ہوننگ آباد کی سیر

(۲)

آج سے تھری ساڑھے پانچو برس قبل مسلمانوں کی ایک خوشنما سلطنت مالوہ میں قائم ہوئی تھی۔ اس ریاست کا بانی حسین خاں الملقب بہ دلاؤ خاں غوری تھا جس کا سلسلہ شہاب الدین م غوری تک پہنچا ہے۔ دلاؤ خاں کے بعد اس کا بیٹا الپ خاں (ہوننگ شاہ) تخت نشین ہوا جس کا بسایا ہوا شہر ہوننگ آباد ہے۔ بلکہ اس خاندان کی تاریخ گنگنا مقصود نہیں ہے ناظرین کو ان مرحوم بادشاہوں کی تہمید کردہ عملات کی سیر افتاد میں دکھانا منظور ہے جو حوادث و ہر سے سہار ہو گئی ہیں اور بقیہ منہدم ہوتی جاتی ہیں۔ اور امتداد زمانہ ان اولوالعزم بانیوں کے کارناموں کو نشانہ کی ان علامات ریفو کی بادی کی تصویر کشش کر رہا ہے شاید فیصلہ دو ایک تاریخ و ان اصحاب ایسے ہوں گے جن کو علم سہیہ مالوہ میں اسلام کی جلوہ گری کتنی زبردست تھی اور شاہانِ ملام

نے کیسے کیسے رفیع در شکوہ قصور بنائے تھے اور کس کو فخر و عزت کی تھی انیس سے بہت سی عمارتیں ضائع ہو گئیں ہیں اور ان کے پتھر درجوں کے ڈھیر اس طرح بڑے ہیں کہ دیکھنے والا نہیں جان سکتا کہ یہ کن کن گانوں کے قوسے ہیں البتہ بعض بعض متفان پریکٹڈ رائے ملتے ہیں کہ جسے بانیوں کی فراخ دلی و عالی ہستی کا ثبوت ملتا ہے

از نقش و نگار در دیوار شکستہ (۱) آثار پدید است و صنادید عمر را ان پتھر درجوں کے قوسوں سے باخبر دیکھنے والے عجب کائنات حاصل کرتے ہیں یہ امر ضرور قابلِ افحس ہے کہ مسلمان سیاح بھول کر بھی ہوننگ آباد نہیں جاتے ہیں۔ اور اگر جاتے بھی ہیں تو اس کا تذکرہ کسی رسالہ اخبار میں نہیں کرتے۔ البتہ شریف مرحوم سرہا میں بعض انگریزی حکام سیر دنگار کو لے جاتے تھے ہیں اسلامی موزیم نے عمارت زریں کا ذکر مختلف تواریخ میں کیا ہے جن کا مطالعہ بھی بہت کم حضرات کرتے ہوں گے۔ مناسب معلوم ہوا کہ تاریخ و فن و تزک جہانگیری اور دہلی کی تاریخ سے

کچھ حالات فراہم کروں دو ناظرین نمائش کے ملاحظہ میں گزاروں۔

از مجلس این شہنشاہ جہاں اورنگ زیب

بود سال یازدہ از روئے تحریر و بیاں  
یہ دروازہ کلات سلاطین غوری و طبری کے قریب بنوایا گیا تھا  
بہت سی عمارتیں گر گئی ہیں جنکی تعمیر و بنی جگہ کی درخت بہت  
گنجان اوگے ہوئے ہیں اسی تو دے میں امام معتمد علیہ السلام بھی  
شریک ہے جس میں ایرانی گھوڑوں نے نہایت خوش نام و لکڑی

حصار ماہ و کا نام سلاطین اسلام نے بنا دی آباد و  
رکھا تھا۔ یہ حصار ایک بلند سطح پہاڑ پر واقع ہے۔ اس پہاڑ  
اطراف و کثافت نامور ملندیٹیل اور قریب گمانیاں ایسی وقت میں  
گورنر کا تو کئی ڈاکٹر بھی پیدا ہو چکا ہے۔ لیکن قلعہ  
میں اس پہاڑ کا دورہ ہمیں بتایا ہے لیکن حال کی ساحت سے  
ہمیں ثابت ہوا ہے وغالباً قلعہ نے ان ٹیلوں اور گھاٹیوں کو  
بھی شامل کیا ہے جو قریب و دور میں واقع ہیں یہ حصار پہلے  
کھانا تھا جس کو نو رنگ شاہ نے ششہ میں توڑ دیا ہے اور  
تھوڑے ٹکڑے بنوایا۔ اور بجائے اوہیں کے یہ قلعہ ۸۰ برس تک اپنا  
غوری و طبری کا پایہ تخت رہا اس حصار میں جا بجا پانی کے قدرتی چشمے  
بکثرت موجود ہیں اور زمین قابل کاشت ہے جو عافیتین کے واسطے  
غلہ اور دوا بنیو اسلئے چاہہ تھا کہ کسکتی ہے۔

اس حصار کے اندر دروازے تھے لیکن شاہان مغلیہ نے  
دھماکے وغالیکہ دروازے بنوائے اس کے دو دروازے دہلی دروازہ  
اورنگ زیب نے بنوایا ہے۔ تیسرا دروازہ دروازہ۔ نوٹنی دروازہ  
یا تھی پول دروازہ۔ چہا گھر دروازہ۔ نوٹنی دروازہ۔ نعلی دروازہ  
گوہر دروازہ۔ گاڈری دروازہ۔ رام پول دروازہ۔

اب ہم دہلی دروازہ سے داخل حصار ہوتے ہیں اس دروازے  
کے محراب پر تین شہر کندہ ہیں۔ ۵

از سرگزشت بایاں اس درگاہوں حصار

در زمان شاہ عالمگیر خان

در ہزار ہفتاد و آٹھ ہجری

در ہجرت خان عالمگیر

نکار کشی سے ایسی رنگ آمیزی کی تھی کہ دیکھنے والا  
بے ساختہ کھڑکھٹا تھا کہ نسل کٹھ کے پڑوں سے یہ عمارت تیار  
ہوئی ہے۔ ان ڈیھروں سے آگے بڑھے تو ایک تالاب ملتا ہے  
اس تالاب میں ایک مکان شکل جہاز بنا ہوا ہے اس کا راستہ کل  
قدیم سے ہے جو اب جا بجائے ٹوٹ گیا ہے۔ جب ہوا جاتی  
ہے تو پانی کے تھج سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاز سحر کے  
یہ محل بہت خستہ ہو گیا ہے۔ تاہم گھاکڑی کے تھج رنگ دیکھنے والوں  
کو تیار ہے ہیں کہ رنگ ساز کا کلام کر کے ٹہلے۔ رنگوں کی ہلکائی  
دیک میں باوجود امتداد زمانہ کے کسی قسم کا فرق نہیں آتا ہے  
اس کے بعد بہت محل ہے جس کی شکستہ دیواریں دیکھنے والوں  
تھی۔ ایک پتھر اس محل کی تیاری کا سنہ بتانے کو موجود ہے۔  
جس پر ششہ کندہ ہے۔ اس قصر کے چاروں طرف باغ کی ٹہلیں  
حوض نہیں ہیں۔ چکا پو۔ اور ٹوٹی جھوٹی آبشاریں سیاحوں کو  
گزشتہ شان شہادت اور حال کی تباہی سے عبرت خیز سبق دے رہی  
میں لَدَوُ لِلْمَوْتِ وَابْنُو لِلْخَرَابِ اس کے شہد و  
محل ہے۔ اس مکان کی تعمیر میں یہ صنعت رکھی گئی تھی کہ طرف  
سے دیکھا جائے رہا اور جگہ کو معلوم ہوتا ہے اس کے سامنے  
میں باغ تھا جس کی روشیں کہیں کہیں باقی ہیں ۵

اکل جہان پر نگہ دو گل تھے (۱) آج دیکھا تو غبار اکل تھے اس کے بعد بھر دیکھ کر محل ہے جو سمار ہو گیا ہے بعض بعض دیو کی رفت و شان دکھانے کو باقی ہیں۔ اس کے بعد ایک میدان ہے جس میں غالباً جلوس ساری اور فوجیں ٹھہرتی ہوں گی اس میدان کے کنارے چینی مسجد ہے جس پر کنگلی کا چار اتر چوڑا مگر ایک یو اس شہادت دینے کو موجود ہے کہ بجائے چوڑے کے متصل سے اسٹرکاری کی گئی تھی کہ جو چینی کے برتنوں پر چڑھایا جاتا ہے مسجد کے قریب بادل محل ہے اونچی اونچی دیواریں بتاتی ہیں یہ محل بہت بلند تھا۔ اور لمبے چوڑے ہال سے ثابت ہوتا ہے کہ دربار عام کے کام میں لایا جاتا ہوگا۔ اب یہاں سے سلسلہ کا رخانہ جات کا شروع ہوتا ہے۔ فرش عاز۔ تو شکشا۔ باوچرا۔ اتھارخانہ۔ اصطبل جس میں دو ہزار گھوڑے بندھے تھے نیلیانہ میں سات سو باقی رہتے تھے۔ یہاں دو بادلیاں ہیں جس کے چاروں طرف عمارتیں گھنٹیس جو گرگئی ہیں ایک کمرہ باقی ہے بادلیوں کے شمال رخ چار کل کی عمارت بھی تھی (۳) رخ گرگئے ہیں۔ صرف ایک رخ (جنوبی جانب) والان باقی ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر کئی محل ہے۔ یہ مسافر خانہ حجاز و عراق کے دارو و عماروں کا تھا۔ بڑا حصہ گر گیا ہے اس کا بھی صرف ایک والان باقی ہے۔ پھر جیسا بادلی ہے یہ بادلی کا ہے کوہے باعتبار وسعت تالاب ہے چاروں طرف سے نگہ بست ہے اور اس پر خوش نما مسند و عمارتیں بنی ہوئی ہیں آگے بڑھے تو کوکا بقال کا ڈھانچو ٹاٹا ہے۔ اس کھنڈر کے محاذی عالیشان مقبرہ اور وسیع مسجد ہے۔ یہ مسجد رنگ سرخ سے بنی ہے اور جابجا سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ دروازہ پر بڑا گنبد ہے۔ مسجد باہر

دیکھنے میں مربع سلوم ہوئی ہے اور اندر داخل ہو کر پرمین دہشت پہلو)۔ مسجد کے جنوب و شمال والان ہیں جو نماز گاہ کا کام دیتے ہوں گے وسط مسجد میں بڑا حوض ہے اور شرمن کی طرف مدرسہ ہے دروازے پر ابیات ذیل کندہ ہیں جنہیں قابل شاعر نے ابتداء اختتام تعمیر مسجد بھی نظم کر دی ہے۔

مسجد عالی بنا مسجد گردوں مقام

ہست برکہن طبعش مسرت المرام

از دوعظیم و قدرش چون کہو تو دہرم

قدسیاں اندر طواف او مستور و احترام

بانی این بیت اقدس خسرو غوری پٹنگ

نمانی محمود و سحر و شہاب الدین سام

زاد قنار عادات و ہم را و ضاع فلک

چوں برآمد آفتاب کرا و بالاسہ بام

گفت با محمود خلی نو عینین مغیث

از رہ روشن لی آن شہار وارا احتشام

در ترقیات عمرات و وضع و شمنان

میکنم بر تو وصیت من بچہ و اہتمام

ہم برائے اختتام مسجد جامع کہ من۔۔

طرح آن افگندہ ام چون مسجد و الا شام

منظر انوار حق سلطان عمار الیس کہ ہست

منظر انوار دین و رعایت حاجات انام

کرد در تاریخ سال بمشقت و پنجاہ و ہشت

ہم بکلم این وصیتیں عمارت اتمام

باقی آئندہ

# ہم سب اس نقطہ پر نظر

خیز کا وزنا نہ ہائی اسکول سیکرین

حیدر آباد وزنا نہ ہائی اسکول سے نکلتا ہے۔ نفاذ تیس صفے کی ہے جس سے آدھا حصہ دو کیلے وقف کر دیا گیا ہے اور آدھا انگریزی کے لئے انگریزی کا حصہ نسبتاً دو کے بہت زیادہ بہتر اور جدید کی کا پہلوئے ہوئے ہے۔ ہمارے پیش نظر اس وقت دو سالے ہیں۔ اور دونوں انگریزی حصہ واقعی ویسا ہی جیسی کہ ایک ہائی اسکول سے زیادہ سے زیادہ توقع کیا جاتی ہے۔ جون ۱۹۱۰ء کے رسالہ میں (A.E. Charles) نے Writing) کو کچھ لکھا ہے خوب لکھا ہے اور اس پر ہی طرح بحث کی ہے اس طرح کہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ فن پر کی جاتی ہے۔ ایڈیٹریل مضامین کچھ خاصی بخیر کی جاتی ہے (Laughing Gallery) (Riddles for wise Heads) کے عنوان سے ناظرین کے حوالہ کے لئے سامان تفویض اور ان کے دماغوں کیلئے ایک قسم کا جہاز بھی تیار کیا جاتا ہے۔

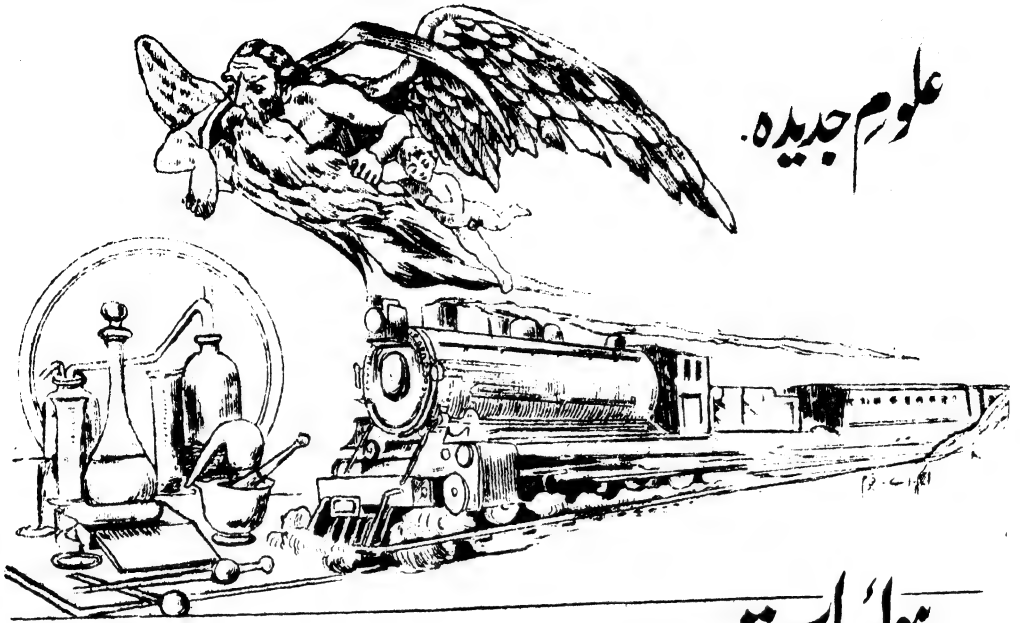
اردو کے حصہ میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ البتہ اگر مضمون نگار وہی نے زیادہ محنت اور زور سے کام لیا تو ممکن ہے کہ کمی نہ رہے۔ اردو کا حصہ انگریزی حصہ کو لکھا کے ایک خاص کمی جو اس حصہ میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ انگریزی حصہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب اور مضامین کی تغذیہ عملیاتی بھی حصہ نہیں ہیں اور بہت کچھ جدید ہیں۔ برخلاف اس کے اردو کا حصہ عملیات کی توجہ نہیں دیتی ہے۔ یعنی یہ نیاز ہے بہر حال اس انسائیکلیم صاحب کی سامی سے امید ہے کہ مستقبل سے مضامین میں ترقی اور خیالات میں تبدیلی پیدا کر کے کی کوشش کریں گی۔

نظم کے حصہ میں بہت کچھ تغاض ہیں جس کے دورانی کی ہی صورت ہو سکتی ہے کہ طبع ہونے سے پہلے کوئی خاص اور فن عروض سے واقفیت رکھنے والی سلاہ کوئی اور شخص اور بہتر فنکار اور کمال وزن کی سلاہ کے نام سے جو نظمیں لکھی گئی ہیں ان میں سے پہلی نظم میں بہت سلی نظم کی دو کڑیاں ہیں جو نظریاتی بیخ و صاحب نظم رست کو کسرت تھیں "کہو پیہا ہے" کی جگہ کہو پیہا ہے "جونا جاپے تھا۔" اس طرح یہ حصہ بھی برے کے قابل ہے۔ اسی اسی اس جو وزن یہ پابا ر اور دوسری نظم۔ لی نا خیالات پہلے سے بہتر ہے مگر اس میں زیادہ غلطیاں ہیں۔ اسی رسالہ میں تین نظمیں اور بھی ہیں ایک کا عنوان دیہات کی نام کا نظر ہے۔

دوسری کا ماں کی محبت اور۔ تیسری کا دلی دعا پہلی کے ابتدائی اسات شعر فارسی اور عرب سے پاک ہیں باقی تینوں شعر عربی سے گئے ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ بالکل "بے جگہ" ہیں ماں کی محبت کے کچھ کچھ میں نہیں آتا کہ اس کے معنی کیا ہیں اور کیا خیال ظاہر کر سکی کوشش کی گئی ہے۔ عروسی غلطیاں اس کے علاوہ ہیں۔

تیسری نظم دلی دعا حافظ یگم صاحب کی لکھی ہوئی اور مجموعی طور پر بہت اچھی ہے۔ اصرار ایک جگہ دہر کو دہر کو باندھ دیا گیا ہے۔ اور یہ اسی امر کا ثبوت ہے کہ سہل رسالہ سے کوئی دلی چسپی نہیں مینے۔ احسن انسائیکلیم صاحب کی نظم پر وہ بھی بہت اچھی ہے اور ب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ نے اس میں شدت سے پردہ کی حمایت کی ہے۔

وزن کے متعلق جو کچھ رائے ظاہر ہو سکتی ہے اس سے کسی قسم کی منقصت یا بدلی منظور نہیں ہے بلکہ ایک شہود دیدہ بایا ہے تاکہ موجودہ زبانوں سے فنکار کی کوشش کمال۔ درحقیقت یہ ہے کہ جدید وزنا نہ ہائی اسکول کا وزن جاری کر دی جاتا تو قابل ہے اور ہم کیسے پر حیر کہ عورت و راز با داک اس ہم غلطی است۔



## ہوائیات (پوسٹہ)

### پروپیلر کی اعلیٰ اقسام

اعلیٰ قسم کا پروپیلر وہ ہوتا ہے جو ٹھوس لکڑی سے تراشا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ کام نہایت طویل اور تعب خیز ہے لیکن اگر ہوشیاری اور درستی کے ساتھ کام کیا گیا تو تمام مشکلات اور تکالیف کا معاوضہ بھی ادا ہو جائے گا اور جو پروپیلر تیار ہو گا وہ ایسا ہو گا کہ پھر اس کی کامیابی میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی۔

ایسے پروپیلر جو ٹھوس لکڑی سے تراشے گئے ہوں ہر موافق موڈل ساز کے یہاں سے خریدے جاسکتے ہیں لیکن اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ اسکی ڈھال (Pitch) نہایت جھوٹا اور خورہ پروپیلر خصوصاً پھول (Bowl) کے مقام پر نہایت بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے بنے بنائے پروپیلر خریدنے وقت

سب سے پہلے اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ اون کا وزن (Balance) بھی برابر ہے یا نہیں اگر ایک مرد اور دوسرے مرد سے ذرا بھی بھاری ہو تو پھر یہ توقع نہیں کرنی چاہئے کہ اس کے ذریعہ سے عمدہ پرواز پیدا ہو سکے گی اگر پروپیلر دیکھنے میں یا تجربے پر بہت زیادہ بھاری معلوم ہو یا جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ وزن اس میں پایا جائے تو اس کو ہلکا کر نیکی یہ ترکیب ہے کہ پھول کے قد و قامت کو گھٹا دیجئے۔ اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے یا تو اسے کاٹ ڈالا جائے یا اس کی دفع میں میں زیم کر دیا جائے پتوں (Blades) کی موٹائی کو بھی گال کا لٹکے ذریعہ سے کم کیا جاسکتا ہے۔ اس وجہ سے اکثر پروپیلر کے وزن کو نصف اور بعض اوقات نصف سے بھی زیادہ کم کر دیا گیا ہے۔

جو نہایت تناسب قد و قامت کے موڈلس میں بھی کئی بانڈ  
کا وزن سہار لیتی ہے ایسی صورت میں فائبر ہے کہ  
پر دپیلر کیسل کا وہ خاص مقام جہاں پھیٹ کا دھڑ ہے  
لگا ہوتا ہے بہت زیادہ عمدہ اور نفیس ہونا چاہئے اور اس  
لئے بال بیرنگس کے استعمال کا خیال از خود پیدا ہو جاتا  
جو بازار میں کثرت سے دستیاب ہو سکتے ہیں اور اس  
میں شک نہیں کہ ان میں سے بعض اس قدر عمدگی کے  
ساتھ بنے ہوتے ہیں کہ یہ کہنا چاہئے کہ ان میں دپیلر  
بالکل ہوتا ہی نہیں اور پھر نہایت آسانی کے ساتھ  
نولادی تار کی دھری کے ساتھ مل بھی جاتے ہیں لیکن  
حقیقت یہ ہے کہ باوجود ان تمام باتوں کے بہ لحاظ تجربہ  
محرومی شکل کے نولادی دھری جو پٹیل کے بیرنگس  
(Beaming) میں پروے جاتے

ہیں ان کی بہ نسبت زیادہ بہتر ہوتے ہیں

بال بیرنگس سے ایک بھ صورت بھی پیدا ہو جاتی  
ہے کہ انکی وجہ سے پر دپیلر استداہی سے نہایت تیز  
حرکت شروع کر دیتے ہیں اور اصولاً ان کو جتنا پھرنے چاہئے  
اس سے زیادہ پھرنے لگتے ہیں جس سے کسی قسم کا فائدہ  
نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہی ہوتا ہے۔

مگر یہ بھی ضرور ہے کہ ہلکے اقسام کے بال بیرنگس کسان  
سطح اور محرومی شکل والے بیرنگس کی بہ نسبت زیادہ بہتر  
ہوتے ہیں لیکن موڈل کی لمبائی اگرچہ فٹ ہو تو اس  
صورت میں وہ موثر الزکرا اقسام کے عمدہ اور نفیس بیرنگس  
سے بہ لحاظ عمل فائز نہیں ہوتے۔

تمام قسم کے پر دپیلر میں پر عام اس سے کہ وہ ٹھوس  
کڑی سے تراش کر بنائے گئے ہوں یا ان کے ہر ہر جزو کو  
پلیٹہ علیحدہ بنا کر لایا گیا ہو۔ اگر وارنش نہیں کیا گیا ہے  
تو ایسی صورت میں ایسی کاتیل بھی اچھی طرح جوش دیکر  
ان پر ملا جا سکتا ہے۔ جوش دینے کا یہ اثر ہو گا کہ  
تیل ملنے کے بعد بالکل خشک ہو جائے گا اور چکنا چٹ  
باقی نہیں رہے گی اس کا پڑل خیال رکھنا چاہئے کہ اس  
قسم کاتیل ان موٹوں پر ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے  
جہاں چکنا چٹ کی ضرورت ہو۔

ربر موٹر کی صورت میں پر دپیلر کا وصال زیادہ  
ہونا چاہئے جو کناروں کی طرف کم از کم پھینٹے ہوئے  
جائیں مگر بینٹا لیس ڈگری تک ہو سکتا ہے۔ قطر کو بھی  
برہا ہونا چاہئے تاکہ زیادہ تیز حرکت گوروک سیکے۔  
بالخصوص اس لئے کہ پر دپیلر میں عام طور پر پھیٹ دیکھا  
گیا ہے کہ ادھر ان کو متحرک کیا گیا اور ادھر انھوں نے  
نہایت جلدی جلدی اور تیز چکر لگانے شروع کر دیے  
یہ حالت خفیم صفت کے ساتھ اس وقت ادھی زیادہ  
ہوتی ہے جب کہ ربر موٹر سکاوا و انتہائی نقطہ پر ہو۔

زیادہ وضاحت کے لئے ہم اسی سلسلہ میں بال  
بیرنگس (Ball Beaming) کا بھی تذکرہ کرتے ہیں

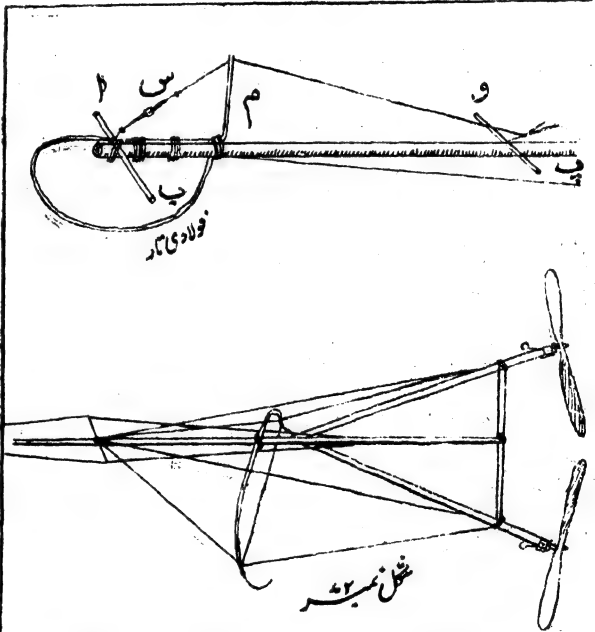
بال بیرنگس (جھروں کا دھڑ)

جب ربر موٹر کو جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے  
لایا جاتا ہے اس میں اچھی خاصی طاقت پیدا ہو جاتی



## دوہرے پروپیلر

دو ایسے پروپیلر کو جن کا ڈھال تو ایک دوسرے سے مخالف ہو لیکن اور جنہیں سے وہ باہل تو اہم معلوم ہوتے ہوں اور انہیں ذرا بھی فرق نہ ہو۔ استعمال کرنے سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ ہر شخص آسانی سے محسوس کر سکتا ہے ذیل کی مثال سے اس پر اچھی طرح روشنی پڑتی ہے۔



ساتھ ساتھ اونس وزن تھا۔ اس موڈل میں ذرا سی تبدیلی کر کے جب اس میں دو پروپیلر لگائے گئے جن کا قطر بالکل برابر تھا اور جن کا مجموعی وزن اتنا تھا جتنا کہ عام طہر پر ایک پروپیلر کا ہوتا ہے تو اس سے مکمل موڈل کا وزن جیسے زیادہ بڑھ بھی تھا کل سوا دس اونس ہو گیا لیکن طاقت میں انصاف اضافہ ہو گیا۔ اور ہر وزن میں بھی صرف بیس فیصدی اضافہ جو کچھ زیادہ نہیں ہے اسی کے ساتھ قوت مدافعت میں بھی دس فیصدی اضافہ ہو گیا۔ گویا اس طرح اکہرے پروپیلر والے موڈل کی نسبت دوہرے پروپیلر والے موڈل میں کل تیس فیصدی اضافہ ہوا۔ لیکن یہ لحاظ نتیجہ پچھلے سے ستر فیصدی زیادہ اچھا اور عمدہ ہو گیا اس صورت میں موڈل صرف ایک وسطی ڈنڈے پر بنایا گیا تھا جیسا کہ شکل نمبر ۲ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مساوی الساقین مثلث نما فریم ویک بمعہ دو پروپیلر کے جو قاعدے کے دونوں گوشوں پر نصب کئے گئے ہیں اور بڑا کی بجائیں جو دونوں سمتوں کے متوازی ہیں اور موڈل کی چوٹی پر ترم جوتی ہیں عام طور پر ایک نصف کمانیایا ہوا دوہرے پروپیلر کا نمونہ دونوں حصوں میں بتایا گیا ہے اس میں نیپلین ہے اور نہ موڈل پر موڈل وسطی ڈنڈے کے برابر آگے سے پیچھے تک لگے ہوتے ہیں۔ ایک اوپر کی طرف ایک نیچے کی طرف

شکل نمبر ۲ میں جو موڈل ظاہر کئے گئے ہیں انہیں سے ایک پروپیلر والے موڈل میں بالکل مکمل ہو جانے کے بعد پورے

کو جتنی قدر ممکن ہو لپکا اور فولادی سطولی اور فولادی تار کے ساتھ مستحکم رکھنا چاہئے جیسا کہ اکہرے ڈنڈے کے

موڈلس کے بیان میں واضح کر دیا گیا ہے۔

زیادہ ممکن ہو برابر ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ کبھی دو پروپیلر توازن (Balance) کے لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر نہیں ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ انکی پرواز کا رجحان ہمیشہ دائرہ کی طرف ہوتا ہے۔ بالافاضہ دیگر کچھ سیدھے نہیں اڑ سکتے

کوئٹہ

اس بیان کے بعد سب سے پہلا سوال کو کے کا بانی رہ جاتا ہے۔ دونوں پروپیلر کو ایک ہی وقت میں اور ایک ساتھ کوئٹہ چاہئے۔

یہ اصول لازمی طور پر اس ناگزیر نتیجہ کی طرف رہبری کرتا ہے کہ دونوں پروپیلر میں ایک ساتھ کوک بھرنے کے لئے کوک بھرنے والی کسی قدر پیچیدہ مشین کی ضرورت ہوگی معمولی دستی برموں کے ذریعہ سے نہایت عمدہ چابی بھرنے والے آلات بنائے جاسکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ معمولی برے کو استعمال کرنے کے بجائے لوہے کا ایک ٹکڑا لیجئے جس میں چھوٹا سادہ بھی (Hand Chisel) میں فٹ ہونے کے لئے لگا ہوا دو کانٹے بھی ہوں جو ایک دوسرے سے تقریباً دو انچ علیحدہ ہوں جیسے کہ بالعموم چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں۔

یہ ترکیب نہ صرف کارآمد اور آسانی پیدا کرنی والی ہی ہے بلکہ بالخصوص اس صورت میں جبکہ دو پروپیلر میں کم از کم یا بچھو مرتبہ کوک بھرنی ضرورت ہو قطعی طور پر لازمی بھی ہیں۔

باقی آئندہ

نقل نمبر ۲۰،

میں نشیبان

کی ایک سید

صورت

دکھائی گئی

ہے جس

سے یہ مقصد

ہے کہ طیارے

کے زمین پر

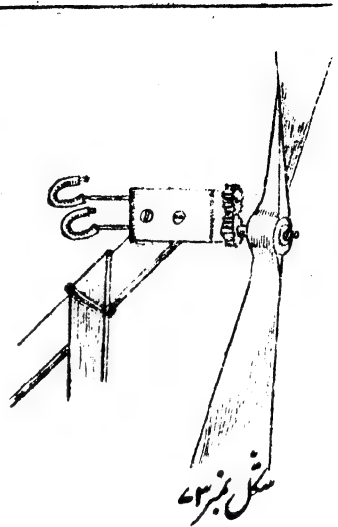
اترتے وقت

پروپیلر میں

نہ ٹکرائیں اور

اوپر سے

بالخصوص اس

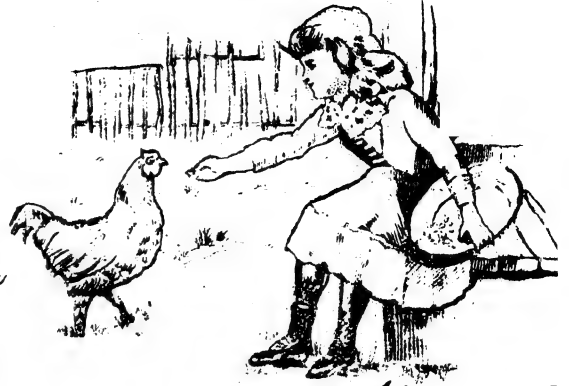


ذیلی صورت ۱۷ میں جو گیر وغیرہ استعمال کئے گئے ہیں ان کو بھار دیکھا گیا کہ اس پر خاص طور سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

لئے کہ زمین پر اتر کر طیاروں کا دورنگ زریں پروڈرنا بجائے خود پروپیلر اس کے لئے اگر بہت زیادہ مضبوط نہ ہوں تو بہت کچھ ضرور ساں ہے۔ عموماً نشیبان بے جوڑ بید کی ٹکڑی سے بنایا جاتا ہے جس کے سرور پر فولادی تار پلیٹ دے جاتے ہیں اور تمام فریم کی مضبوطی اور استحکام کی غرض سے پانویں بالعموم فولادی تار استعمال کیا جاتا اس سے کام لیتے ہیں۔

دوسرے پروپیلر کا ایک دوسرے کے متعلق میں توازن (Balance) بالکل یا تقریباً زیادہ

جلد بیمار ہو کر مر جائیں گے۔ یہ جانور۔ بڑی یا چھوٹی بچوں اور فیملی مرگ کے ساتھ ایک مکان یا ایک دوڑا میدان میں ہرگز نہ رکھے جائیں ورنہ وہ ان کو خراب کر دیں گے۔  
**فصل پنجم۔ حفاظت و غذا۔** پرند کی بچا کا بہت کچھ انھیں ان کی نگرانی اور حفاظت کی ضرورت غذا پر ہے۔ بہترین جانوروں سے بھی بہترین بچے لینے کی امید بغیر کامل حفاظت اور نگرانی کے اور بغیر عمدہ غذا کے نہ رکھنی چاہئے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ نسل بھی حفاظت کی کمی اور غذا کی خرابی کو بہت سے بہت جلد خراب ہو جاتی ہے۔



## مرغی کی پرورش

مثلاً فرض کرو کہ تمہارے پاس دو یا ایک کڑی کے واسطے خرچ ہو۔ تم کو دو مرغیوں نے تین سو بلکہ چالیس سو انڈے دے دے ان سے آدھے بچاؤ اور آدھے کھانے کے کام میں لائے گئے ایک سو پچیس انڈوں سے ساٹھ بچے نکلے۔ سو سو انڈوں میں سے پچاس بچوں کا پیدا ہونا یقیناً منافع خیر ہے۔ پچاس میں سے اگر تیس بچے بھی فروخت کر دے گئے اور چالیس کھانے کے کام میں آئے تب بھی اس میں بہت بڑا نفع ہے۔ جو عام طور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

**فصل چہارم۔** احتمال۔ ایک امر نہایت نہایت ضروری توجہ کے قابل یہ ہے کہ جانور ایک دوڑا میدان میں یا گھر میں بہت قدر اکثر جمع نہ کئے جائیں اگر ایسا اجتماع کیا گیا تو انڈے نہ دیں گے۔ اگر انڈے بھی دے تو وہ انڈے ناقابل تولید ہوں گے اگر قابل تولید ہو سے تو بچے بیمار اور کمزور ہوں گے مگر یہ بھی نہ ہو تو یقیناً جانور بہت

**فصل ششم۔** زیادہ انڈے دینے والی مرغی کی شناخت۔ اس کی شناخت شکل ہے کہ کوئی مرغی زیادہ انڈے دینے والی ہے۔ البتہ جن لوگوں کے پاس تھوڑی سی مرغیاں ہیں۔ وہ ان کو بہ احتیاط ہمیشہ دیکھتے رہنے کی وجہ سے اس قسم کی شناخت میں مہارت حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جب مرغی کی تعداد زیادہ ہو تو یہ شناخت ناممکن ہو جاتی ہے کہ کونسا انڈا کس مرغی نے دیا ہے اور کونسی مرغی کتنے انڈے دیتی ہے اس لئے یہ بہتر ہے کہ ان مرغیوں کو بالکل جدا گانہ رکھا جائے تاکہ نسل بطور خاص لینے کی انتہا ہے اس عمل سے باسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسی مرغی زیادہ انڈے دینے والی ہے۔ بظاہر تیز اور چالاک مرغی بہ نسبت بالکل سست اور معمول مرغی کے زیادہ انڈے دیتی ہے آزمائش کا قابل اطمینان طریقہ خاص قسم کے ڈبے استعمال کرنے کا ہے۔ یہ دو ڈبے کسی طرح بنائے جاتے ہیں کہ ان میں جو دروازے لگائے جائیں ایسے ہوں کہ نہ تو انہیں خود

بالکل چھوڑ دیگی۔ انڈے دینے والی مرغی کی جسامت اور سطح  
کی اور اس کو طاقت ور دیکھنے کی کوشش کیجئے۔ اسی طرح  
اگر مرغ موٹا ہو گیا تو یہ سست ہو جائے گا۔ اور ڈیرے میں  
رہنے کے کام کار ہے گا۔

افزائش نسل کے جانوروں کا بلحاظ موسم امتحان گرتے  
رہنا چاہئے۔ اگر وہ زیادہ موٹے ہوں تو ان کا وزن کم  
کر دینا چاہئے

جانوروں کو ورزش کا عادی اور وارڈ کھلاشی بنانا  
ضرور ہے۔

**فصل نہم۔** سانس کے طریقہ پر افزائش نسل کے ذخیرہ کا  
انتخاب۔

نسل لینے کے واسطے انتخاب کرنے میں صورت پسند لوگوں کو  
توجہ دینی اور منافع و دونوں پیش نظر رکھنے چاہئیں اور اس قدر  
اقتیاد سے کام لینا چاہئے کہ نتیجہ حسیروں۔ اس  
نمونے کے جانوروں کو صورت اور منافع و دونوں برتری  
رکھنی چاہئے۔ یہ دونوں خاصیتیں ایک دوسرے کی ممان  
اور عکس مضامین ہیں۔ ایک ایسا جانور جس میں یہ دونوں صفاتیں  
کافی اور مناسب حد تک موجود ہوں زیادہ بہتر اور بیش  
قیمت ہوتا ہے۔ بہ نسبت ایسے جانور کے جس میں صرف  
ایک صفت بہت دوسری صفت کے زیادہ واضح اور  
نمایاں ہو۔ نفع رسائی کی خاصیتیں خاص طور سے انڈے دہنی تیز  
قد و قامت اور گوشت کی قسم پر منحصر ہیں صورت دار جانور  
بر لحاظ صورت اچھے ہوتے ہیں مگر نفع رسائی کے جوہر ان میں  
بہت کم پائے جاتے ہیں۔ باقی آئیں

ہو جائیں مگر بغیر کھولے کھل نہ سکیں تا کہ مرغی جس وقت  
انڈے جائے و روزہ از خود بند ہو کر مرغ کو باہر آنے سے روک دے  
جب مرغی انڈے دیکھے تو اس کو خود نکال لینا چاہئے اس  
طریقہ سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسی مرغی سال میں کتنے  
انڈے دیتی ہے۔

**فصل دہم۔** عمر کی شناخت۔ ایک تجربہ کار شخص پہلی نظر میں  
جانور کی عمر معلوم کر سکتا ہے۔ مگر مبتدی کے ذہن میں اس  
علم کا جتنا کیس قدر دشوار ہے کیونکہ کوئی علامت یقینی نہیں  
ہے عام طور سے جو انکی انگلیں نازک اور چکنی ہوتی ہیں ان کا  
نچ ملائم اور تازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بڑے جانوروں  
کی ٹانگوں کی پندلیاں سخت اور خار دار اور اس کا تاج اور  
گلچہ بڑے کیس قدر سخت اور خشک اور زیادہ بھوسی دار ہوتے  
ہیں اس کی مجموعی صورت پوری متین معلوم ہوتی ہے  
لیکن ان علامتوں میں بہت سے دھوکہ بھی ہوتے ہیں  
خاص طور سے بچے والے بڑے جانوروں کو جو ان کر کے  
دکھانے کا خاص طریقہ جانتے ہیں۔ مبتدی کو اپنی قوت مرکہ  
سے کام لینا چاہئے اور گھر کے بڑے جانوروں میں جھگڑائیں  
مشترک ہوں ان کو ذہن نشین کر لینا چاہئے

**فصل ہفتم۔** سوئی مرغیاں۔ افزائش نسل کے لئے جو مرغیاں  
ہوں ان کو کبھی کبھانہ ہونی دینا چاہئے۔ مرغی جتنی سوئی ہوتی  
ہے اس کے انڈے اسی نسبت سے چھوٹے ہو جاتے ہیں اور  
بہت زیادہ موٹی مرغی بالکل انڈے نہیں دیتی۔ انڈے دینے  
والی مرغی اوسط درجہ میں رہنی چاہئے نہ زیادہ سوئی ہونہ  
بالکل دہلی۔ اگر مرغی دہلی ہو جائے گی تو بیمار ہو کر انڈے دنیا



## سینما کے بعض حیرت خیز اثرات

آپ کو سینما بار بار شریف لیا گیا تھا اتفاق ہوا ہو گا۔ آپ نے پسیدہ پر وہ برتر حرکت تقادیر بار بار دیکھی ہوگی۔ مگر کبھی آپ نے اس امر پر بھی غور فرمایا کہ جو متحرک تصویریں آپ کے پیش نظر کیگئیں انکی جسمات کا کونسا خاص حصہ آپ نے دیکھا اور کونسا خاص حصہ آپ نے دیکھ سکے؟ سنے آپ ان تقادیر کی صرف بلندی اور چوڑائی ہی کو دیکھ سکے ہیں۔ گویا ایک تیر کی ضروری جزو۔ عین جیسے آپ کی نظروں سے نہاں رہا ہے لیکن اب ایک سائنسٹ کی بلند کوششوں نے اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے اور آئندہ سے آپ متحرک تصویر دیکھ کر چوڑائی اور اونچائی کے ساتھ ساتھ انکی گہرائی کو بھی دیکھ سکیں گے۔

یہ تو تمام دنیا جانتی ہے کہ مائیکسکوپ یا سینما میں جو تصویر بالکل فائدہ نظر آتی ہیں۔ ان میں حرکت پیدا کرنے کا طریقہ

سب سے پہلے اسٹریٹسکوپ (stereoscope)

نے سمجھا یا اور بالآخر زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس نے

اس حد تک ترقی کی کہ ہمارے اسباب تفریح میں شامل ہو گیا۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ تقویروں میں حرکت تو اسٹریٹسکوپ نے پیدا کی۔ مگر وہ کونسا ذریعہ جو حرکت سب سے کے ساتھ ساتھ تقویروں کا متعلق یا فاصلہ بھی ہم لوگوں کے پیش نظر کر دے گا۔ اس سلسلہ میں ایک یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کسی شے کی صرف رفعت و وسعت دیکھ لینا ہی کیوں کافی نہیں ہے۔ اور اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کا فاصلہ یا متعلق بھی دیکھیں پر عجوبوں میں یہ کہ وہ کونسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی چیز پر بعض ایک نگاہ غلط انداز ڈالیں اور فوراً یہ معلوم کر لیں کہ اس چیز کا عین یا فاصلہ اس قدر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسٹریٹسکوپ سے کام لینے سے پہلے ہی سائنس دان فرقہ نے اس مسئلہ کو چھان بین کیا تھا۔

اس دلچسپ بحث پر قلم اٹھانے سے پہلے تاج سائنس کی

ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سے دو ہزار برس

پہلے مشہور و معروف یونانی ماہر فن۔ یا منی۔ حکیم تھالیس نے



اس قسم کی تصویریں رو سے صاف  
باہر نکل آتی ہیں یہاں تک کہ یہ معلوم ہوتا  
ہے کہ تماشائیوں تک پہنچی ہیں اور ہر شخص  
سوچنے لگتا ہے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اتھینچھو یا کہر سکتا ہے

ذریعہ سے تیز کرتے ہیں۔  
آپ نے کبھی اس امر کو بھی محسوس کیا ہے کہ جس شے کو آپ  
دیکھ رہے ہیں وہ دراصل ایک شے نہیں ہے بلکہ ایک شے  
کے دو رخ ہیں جو ایک جانی طور پر آپ کے پیش نظر ہیں اور  
اس شے کی ایک صورت قائم کر کے آپ کو دکھاتے ہیں۔ یا کبھی  
آپ نے اس امر پر بھی غور کیا ہے کہ قدرت نے آپ کو دو آنکھیں  
کیوں دی ہیں اور ایک ہی پر کیوں اکتفا نہیں کیا ؟  
اگر قدرت نے ہمیں صرف ایک ہی آنکھ عطا کی ہوتی تو اس کا

اس کے بعد۔ اب سے نو بار ہزار برس قبل گلین کو یہ راز  
معلوم ہوا۔ اور سچ یہ ہے کہ گلین نے اقلیدس سے بھی زیادہ وضاحت  
اور شریح و بطل کے ساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے ۔  
سائنٹفک تفصیلات کی مشکلات میں بڑھنے کے بجائے مختصر  
صورت اسی اظہار پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس تیرے جو جو حالت  
ہیں کہ کوئی باعقوت شے کو ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں بھرپور  
حس نہیں کر سکتے (American Vision) کہ

وہ وہ بہت ساری چیزیں جو دونوں آنکھوں کی قوت بنائی گئی ہیں اور

سامنے کتاب کا صرف سیدھا صاف ہے۔ اب دونوں آنکھیں کھول لیجئے۔ پھر آپ کے سامنے پہلے کی طرح پوری کتاب ہے۔

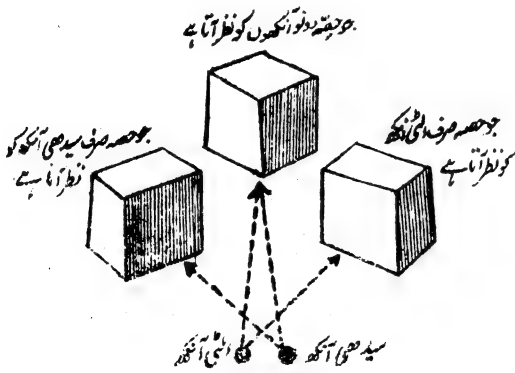
اب کتاب اسی طرح اپنی جگہ پر قائم رکھے ہوئے کسی ایسی چیز پر نظر جمائے جو کتاب کے بالکل پس پشت اور کم سے کم پانچ چھ گز کے فاصلہ پر ہو۔ ابتداً جب آپ کی نگاہیں کتاب پر پڑتی ہوئی تھیں آپ نے اس چیز کو نہیں دیکھا تھا اور حالیکہ کتاب کو اسی طرح قائم رکھے ہوئے آپ سے دیکھ سکتے تھے۔

جس طرح کہ اب آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور باوجودیکہ آپ اس کتاب کو نہیں دیکھ رہے ہیں تب بھی کتاب آپ کے پیش نظر ہے اور آپ کو ایسا معلوم ہے کہ آپ کی آنکھوں اور اس چیز کے مابین جس بڑائی آنکھیں جمی ہوئی ہیں کتنا میں ہیں۔ آپ پھر اپنی نگاہیں اس چیز پر سے ہٹا کر کتاب پر جمادیکھئے اور وہ چیز آپ کی نظروں سے بھر غائب ہو جائے گی۔

سب سے پہلا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہم کبھی پھر تیز نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی چیز مٹ ہے۔ کوئی مدور ہے اور کوئی تیز گویا ہے نہ کبھی ہمیں یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز کی مقدار فاصلہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں اپنی روزمرہ کی ضرورتیں پورا کرنے میں کتنا زرق و برق پیش آتیں بصورت موجودہ ہم اپنی ایک آنکھ سے بہ نسبت دوسری کے ہر شے کے ایک ہی خاص حصہ کو زیادہ اچھی طرح اور واضح طور پر دیکھتے ہیں اور ہر آنکھ کے پیش نظر جو ایک خاص رخ ہوتا ہے وہ دونوں ملکوں میں اس شے کا عمق یا فاصلہ بتا دیتا ہے۔

اس نظریہ کو اچھی طرح علی طور پر پیش کر لینے کی غرض سے آپ ایک کتاب یا کوئی دوسری سطح چیز ہاتھ میں لیکر اپنی آنکھوں

کے سامنے لائیے۔ اب بغیر کتاب کو اپنی جگہ سے ہٹاتے ہوئے اور اسی طرح قائم رکھتے ہوئے اپنی سیدھی آنکھ بند کر لیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ باوجود آپ کی دونوں آنکھیں کتاب پر جمی ہوئی تھیں لیکن سیدھی آنکھ بند کر لیئے کا یہ اثر ہوا کہ الٹی آنکھ کے پیش نظر کتاب کا صرف الٹا سرا رکھ لیا۔ اب سیدھی آنکھ کھول کر الٹی آنکھ بند کر لیجئے اس مرتبہ آپ کی سیدھی آنکھ کے



ہر شکل سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقت ہر شے دو مختلف زونوں کی پیدا کی ہوئی ایک تمامی صورت ہے۔ جن میں کا ایک سیدھی آنکھ کو۔ اس شکل کے بنانے میں اگرچہ بہت زیادہ سبالت سے کام لیا گیا ہے مگر اس کا مقصد یہ ہے کہ جو بات ہمیں کئی فی جا تو ہیں وہ بھی طرح طرح سے ہوتا

غرض یہ ہے کہ اس طریقہ پر آپ کی دونوں آنکھیں آپ کو (مکمل طور پر) اور سطحات کا فرق بتاتی ہیں ہر آنکھ ایک ہی شے ایک مختلف زاویہ سے دیکھتی ہے اور ان مبصرات کو اعتصاب بھری ایک مشترک صورت میں ہمارے پیش نظر کو دیتی ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ہم عمیق اشیا کو دریافت کر لیتے ہیں۔

پرانے قسم کے اسٹراسکوپ میں دو دیکھنے والے کے ذریعہ سے یہ نتیجہ حاصل کیا جاتا تھا۔ جو صحیح مگر مختلف بھری زاویوں سے اشیا کا ممکن لیتے تھے۔ یہ دونوں عکس پہلو پہلو چپا کر کے اسٹراسکوپ کے ذریعہ سے (Stereos) کے اندر سے دیکھا جاتا تھا اور اس طرح عمق یا فاصلہ ظاہر ہو جاتا تھا۔

حرکت کنزروائی تصویریں لینے والے لوگ اس امر سے واقف تھے کہ اس اسٹراسکوپک نتیجہ کے حاصل ہو جانے پر قدرتی کمی کی سکتی ہے اور تجربہ کرنے والے افراد سا لہا سا لہا اس کے متعلقہ تجربہ حاصل کر رہے تھے۔ مختلف طریقوں سے لوگوں نے اس کے متعلق کامیابی حاصل کرنی چاہی مگر ہر ایک میں بالآخر کمی نہ کہ نقص موجود پایا گیا یہاں تک کہ وہ طریقہ رد بکار لایا گیا جس کو (Stereomathesis) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسٹراسکوپک اثرات رکھنے والی متحرک تصویروں کو عام منظر پر لائیکمی تیار یوں میں تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ لگ گیا لیکن اب بہت ممکن ہے کہ سب سے اول جو تصویریں اصول پر لگائی جاتی ہیں وہ غریب عام طور پر ہر ایک کو میں دکھائی جانے لگیں۔

یہ ایک مسئلہ واقعہ ہے کہ اگر سرخ چیز کو سرخ آئینہ (Stereos) میں

سے دیکھا جائے تو وہ سرخ چیز فانی ہو جائے گی ای طرح اگر کسی ادوی چیز کو ادوے آئینہ (Stereos) کے ذریعہ سے دیکھا جائے تو وہ نظروں سے نہاں ہو جائیگی۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ اگر ادوی چیز کو سرخ آئینہ یا سرخ چیز کو ادوے آئینہ سے دیکھا جائے تو دونوں صورتوں میں وہ چمک سرخ یا ادوی نظر آنے لگے گا۔

یہ وہ اصول فطرت میں جن کی بنیاد پر موجودہ طریقہ برکار لایا گیا ہے۔

تصویریں لینے کا یہ طریقہ ہے کہ خاص طور پر متحرک تصویریں لینے کیلئے بنا ہوئے کیمرس میں۔ ایک ہی وقت میں دو نیگیٹو (Negative) لئے جاتے ہیں۔ یہ دونوں نیگیٹو ایک سے ہوتے ہیں البتہ فرق اس قدر ہوتا ہے کہ مختلف زاویوں سے ان کو لیا جاتا ہے اور یہ زاویہ بالکل اسی ڈگری کے ہوتے ہیں جس ڈگری کا زاویہ انسانی آنکھیں قائم کرتی ہیں یہ (Negative) متحرک تصاویر کے ظہور پر چھاپ دے جاتے ہیں۔

عمق یا فاصلہ دریافت کرنے کے لئے پہلے یہ عمل کیا گیا کہ موجدین نے اپنے مذکورہ بالا دونوں (Stereos) میں سے ایک کو سرخ رنگ دیا اور دوسرے کو اودا۔ اور اس کے بعد ردہ پر اس ڈالا گیا تو معلوم ہوا کہ اودے اور سرخ رنگ کا ایک مجموعہ جو پیش نظر کو دیا گیا ہے۔ اور بس بقدر کامیابی حاصل کر سکے کہ عذاب صرف اتنی اور کسر رہ گئی کہ ردہ پر تصاویر کو اصلی شکل و صورت میں نمایاں کیا جائے۔ چنانچہ جب ان تصویروں کو ایک ایسی عینک لگا کر دیکھا گیا جس میں



ادوے اور سرخ رنگ کے آئینہ لگے ہوئے تھے تو مطلوبہ اثر فوراً پیش نظر ہو گیا اور یہ معلوم ہونے لگا کہ یہ دراصل زندہ چیزیں ہیں جو حرکت کر رہی ہیں یہاں تک کہ یہ فعل اس قدر مستحکم ہو گیا کہ حرکت جو پر دے پر ہوتی تھی یہ سمجھا جاتا تھا کہ دیکھنے والے ہی کا نتیجہ فعل ہے۔

سب سے پہلے اس قسم کا جو عکس پر دے پر ڈالا گیا اس میں ایک آدمی کو اس حالت میں دکھایا گیا تھا کہ وہ ایک لمبا بانس ایک طرف سے پکڑ کر اس کا دوسرا سر اپنے سامنے کسی چیز میں جھونک رہا تھا۔ لیکن دیکھنے والوں کو بالکل یہ معلوم ہوا کہ بانس انکی آنکھوں میں جھونکا جا رہا ہے۔ کمزور طبیعت والے انسانوں پر اس کا جو کچھ اثر ہوا ہو گا وہ ظاہر ہے۔ دوسری تصویر میں ایک بندہ کو قلابا بازی میں دکھاتے

ہوئے بتایا گیا۔ اور لوگوں کو یہ معلوم ہونے لگا کہ وہ بالکل ان کے سر پر قلابا بازی میں دکھایا ہے۔ تیسری اور چوتھی تصویر کا نتیجہ اور اثر ان سب سے زائد تھا۔ ایک شخص نے یکایک جیب میں سے پستول نکال کر ناظرین کی طرف منہ کر کے فیر کر دیا ہر شخص کو ایسا معلوم ہوا کہ اس دیکھتی ہوئی گولی کا ہوا رہا ہی کادل دج کر ہے۔ بہت سی شخصیں ایک ساتھ منہ سے نکل پڑیں اور تھوڑی دیر کے بعد تصویر کے غائب ہو جانے پر مارے ہنسی کے لوگوں کے پیٹ میں بل پڑ پڑ گئے۔ چوتھی تصویر میں ایک لڑکے کو کچھ اچھالتے ہوئے دکھایا گیا۔ صفائی پسند خواتین اس گندے پن کو کس طرح سہہ سکتی تھیں؟ وہ غصہ میں پھونک جاتے ہی والی تھیں کہ تصویر غائب ہو گئی اور مکان منھلکا آئینہ سبز قہقروں کی صدائیں پھر گونج اٹھا۔

غرض یہ ہے کہ اس

یہ دونوں تصویریں پر وہ طرح تیار کی ہوئی تصویروں کو پر ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ایسی مخصوص بینک جس میں۔ الٹی آنکھ او دے چشمہ میں ایک آئینہ سرخ ہوا اور ایک سے سیدھی طرف والی سرخ تصویر کو ادا لگا کر دیکھنے اور یہ عروس دیکھتی ہے اور سیدھی آنکھ سرخ چشمہ میں سے کرنے سے کہ یہ نہما حرکتیں الٹی طرف والی ادوی تصویر کو دیکھتی ہمارے ہی مقابلہ میں اس کی رہی ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے دونوں شکلیں بلکہ عمیق یا فاصلہ جس کے متعلق اس مضمون میں بحث کی گئی ہے ظاہر کر دیتی ہے۔

پڑا سکتا ہے۔

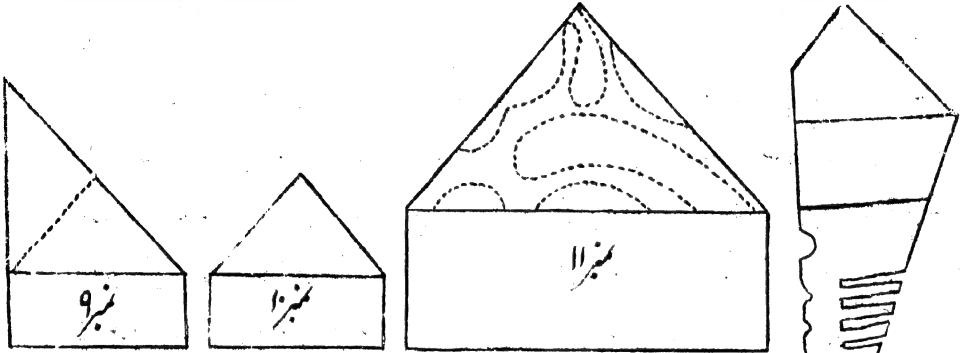


ادوی آئینہ  
سرخ آئینہ  
سیدھی آنکھ  
الٹی آنکھ

اس برس اس کو چاک کئے۔ انتقام پر اب یہی بات میں جو کاغذ رکھا جا  
اس کی نقل شکل نمبر ۱۱ طرح ہوگی جہاں تک حسن جو کاغذ کا زیادہ حصہ چاک  
کر ڈالے دو دن جو شکل بنے گی وہ جملے ربک اور نارنگ ہوئے یکے بعد دیگر  
باریک ادنیٰ سے مگر حسن کاغذ استعمال کرنے سے نہایت عمدہ عمدہ

مقبول نمونہ (۱۱۰) اور اگر تہہ کر دہ کاغذ پہلے سے تیار ہیں تو آپ ایک  
سنت میں مختلف قسم کا بنا سکتے ہیں۔

دوسرا تم کو چار بنانے کیلئے شکل نمبر ۷ دے دے جس میں جو نقطہ داخلہ ہر ایک  
مکعبیات اس پر سے کاغذ کو چاک کیلئے (الف، و، پ) اور (ج، م، ن) میں سے



مجھے بتایا ہو سکے تیر عمر کی کچھ باتوں کا نتیجہ کی ضرورت برقی ہے، جہاں فیضانِ مانی  
 گئی ہیں ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ عربی سے عربی کاغذ سے عربی لکھو گے جن سکھ  
 میں بناتے وقت آپ اپنے دوستوں سے اچھی طرح دل کھول کر گفتگو کئے تاکہ قبل اس  
 کہ وہ یہ معلوم کریں کہ آپ اپنی انگوٹھ لے کیا خاص کام لے رہے ہیں۔  
 انکی تفریح میں کتب عجیب عجیب قسم کے ہل بوٹے تیار کر دیں۔

سب سے آخر میں جو شکل بنائی گئی ہے وہ زیادہ نفاست دار۔  
جو فیروسی سے قطع کی ہوئی شکلوں کا نمونہ ہے۔ ایک مربع کا نصف گویا  
چمکا دھرا کر کیے۔ پھر جو ہر ایک میں کی گئی طرف سے اس کی اٹھتر کیے  
اور پھر سورا۔ اس میں سے کاغذ کا ڈھوم چھانے گا۔ اب اس کو اوپر جو  
طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق قطع کر لیجئے۔ جو شکل سب سے آخر میں

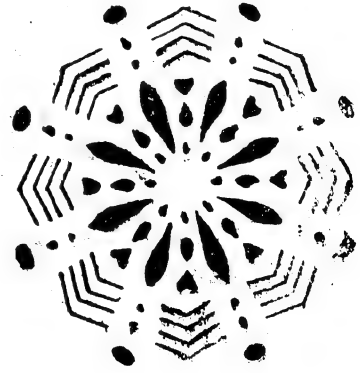
[illegible]

جو بہ نسبت پہلے چکر کے زیادہ خوبصورت  
اور نفیس ہیں۔

مرتب و جوانی کے لئے جو بہت سے

یادہ خوبصورت ہے۔ کافہ کو اسی طرح

تو پہلے یہاں پہنچا ہر جاگتا ہے کہ کل نمبر کے دو کاغذ کو کل نمبر کے  
 طے کرنے کے بارے میں غور و فکر ہو گیا ہے اس پر غور ہے  
 جس سے کل نمبر پیدا ہوگی۔ اب کل نمبر میں غور و فکر ہونا چاہیے





ادبیات

ادبیات



اور یقین مانو ہم دونوں کے دونوں پہلے نوجوان تھے۔

اریس - بے شک ہوں گے۔

کرمی - رومی نوائین نے ہم دونوں کے دلوں پر جیلاں گرائیں اور ہماری دلیکیوں کا اس جگر پر چاٹ گیا تھا۔

بہت سے دلوں میں ہم نے رقابت کی آگ بھڑکا دی تھی۔

اریس - بھلا اس سے زیادہ اور کیا چاہئے۔ لیکن اب

اس معاملہ کی طرف آئیے جس کی وجہ سے میں موت آپ کے پاس آیا ہوں۔

## سین تیسرا

(\*)

بلیس - کریال - اریست

اریس - کلنا ندر نے مجھے اپنا وکیل بنایا ہے اس کے دل کو آزیت لے کر ویدہ کر لیا ہے۔

کرمی - ہائیں - میری بیٹی کے حسن نے!

اریس - جی ہاں - کلنا ندر اس کا والد و شہید ہو گیا ہے۔ میں نے ایسا وارفتہ عاشق بھی نہیں دیکھا۔

بل - نہیں نہیں بات یہ نہیں ہے۔ اب تو میں نے سُن بھی لیا اس نے کہنا پڑتا ہے کہ اس نسبت کی آپ کو

خبر ہی نہیں۔ معاملہ کچھ اور بڑا آپ سمجھے ہوسے، میں کچھ اور۔

اریس - بہن یہ کیسے!

بل - کلنا ندر تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال رہا

## سین دوسرا

کریال - اریست

اریس - آہا! بھائی - خدا تمہیں اچھا رکھے۔

کرمی - اور تمہیں بھی جیل رکھے۔

اریس - کچھ خبر بھی ہے میں کس مطلب سے آیا ہوں؟

کرمی - نہیں البتہ میں نے کاشناتق ہوں کہے تو بات کیا ہے۔

اریس - آپ کلنا ندر کو قہمت سے جانتے ہیں؟

کرمی - خوب جانتا ہوں۔ وہ اکثر ہمارے ہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

اریس - بھائی آپ کی ان کے متعلق کیا رائے ہے۔

کرمی - ان کے نسبت میرا خیال ہے کہ وہ عزت دار طبع و جری اور کھرے آدمی ہیں۔ میرے جانب کاروں

میں شاید ایک آدمی ہی ان خوبیوں کا نکلے۔

اریس - انکی ایک آرزو مجھے یہاں تک لائی ہے اور بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کا انکی نسبت ایسا عمدہ خیال ہے

کرمی - میں روم جا رہا تھا اتنا سفر میں ان کے والد مرحوم سے شناسائی ہوئی۔

اریس - خوب۔

کرمی - ان کے والد نہایت ہی بھلے آدمی تھے۔

اریس - میں نے بھی انکی تعریف سنی ہے۔

کرمی - ہم دونوں کا سین برابر کا تھا بس اٹھائیس سال

اس کا دل کسی اور سے لگا ہوا ہے۔

ایسے بہن تم بھی دنگی کر ہی ہو۔ کیا اذیت سے اسے اذیت نہیں ہے؟

بل۔ نہیں بچے اس کا پورا یقین ہے۔

ایسے۔ مگر اس نے تو مجھے خود کہا ہے۔

بل۔ ان کا ہونگے کھنے سے کیا ہوتا ہے۔

ایسے میں یہاں اسی لئے آیا ہوں کہ اس نے مجھے بھیجے کہ آج ہی میں لڑکی کے والد کو پیام دیدوں

بل۔ ہاں یہ ٹھیک سہی۔

ایسے۔ محبت میں استغدر تیار ہے کہ اس نے بڑے اصرار سے درخواست کی ہے کہ جہاننگ ہو سکے اس نیک کام کی جلدی ہی نکمیل ہو جائے۔

بل۔ بہت بہتر بات ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا مانگا جاسکتا ہو سکتی تھی۔ جانی یہ بات اپنے ہی تک رکھنا۔ آئیت کا ترجمہ ایک بہانہ ہے ایک چالاکی کی نئی ایک فریب ہے۔

اس نام کے پردہ میں تو کسی اور کی لگی ہوئی ہے اور مجھے اس کی خبر ہے۔ اگر آپ چاہیں تو آپ دونوں کی غلط فہمی دور کر دوں۔

ایسے۔ جب تمہیں اتنا کچھ معلوم ہے تو پھر کہہ کیوں نہیں دیتیں کہ وہ اصلی محبوبہ کون ہے؟

بل۔ کیا واقعی آپ جانا چاہتے ہیں؟

ایسے۔ ہاں۔ کون ہے؟

بل۔ وہ میں ہوں۔

ایسے۔ تم؟

بل۔ ہاں میں۔

ایسے۔ توبہ توبہ بہن۔

بل۔ توبہ توبہ، اے کیا سنے؟ میں نے کون سے

اچھے کی بات کہی؟۔ میری صورت اچھی خاصی ہے اور اسی کی بدولت ایک چھوڑ گئی دل میرے ریزنگین ہیں؟

دورانت۔ وائیس۔ کیلونٹ۔ اور لسی واس اس کے گواہ ہیں کہ مجھ میں دلربائیاں موجود ہیں۔

ایسے۔ یہ حضرات کیا ہیں چاہتے ہیں؟

بل۔ ہاں تیرے دل سے۔

ایسے۔ انھوں نے تم سے یہ بات لیا ہر بھی کی؟

بل۔ کس کی مجال ہے کہ ایسی جسارت کر سکے۔ وہ

اتک اس قدر تعظیم و تکریم سے پیش آتے رہے ہیں

کہ محبت کا ذکر زبان پر لانے کی جرأت ہی کہاں

ہوتی ہے۔ لیکن بے زبان دل کی ترجمانی کرنے

کرنے والی علامتوں نے اپنا کام کیا اور ان کے

دل میری نذر کر دئے۔ اور ان کی باطنی پریشانی کا

اقرار کیا

ایسے۔ وائیس۔ بچارہ تو مگر کے اندر کبھی کبھار ہی نظر آتا ہے

بل۔ اس سے انتہائی عجز و احترام دکھانا مقصود ہے۔

ایسے۔ دورانت۔ سدا تبیر طعن آمیز فقرے کس کرتا ہے۔

بل۔ یہ اس کی دیوانہ وار رقابت کی بذیان سرکاری

ہے۔

ایسے۔ رہے کیلونٹ اور لسی واس دونوں نے تباہی مچائی

بل۔ یہ اس لئے کہ میں نے دونوں کی محبت کو۔۔۔

ماریوسی کی حد تک پہنچا دیا۔

اس کی نیکی اور شرافت ہے۔ اور یہ چیزیں دولت کے

ارمیں۔ بہن واقف یہ ہے کہ یہ محض تمہارے خیالی پلاؤ

زیادہ قیمتی ہیں۔ اور مجھ بھی یاد ہے کہ اس کے والد

اور میں ایک جان دو قاتل ہیں۔

کرمی۔ تم کو اس قسم کے خیالی پلاؤ دل سے نکال دینے چاہئے۔

ارمیں۔ اچھا تو بھائی۔ اب بھاج سے اس بارے

میں بات چیت بھائی چاہئے۔ اور ان کو بھی رضامند

کر لینا۔۔۔۔۔

نیل۔ اے ہاے۔ تم دونوں ان کو خیالی

پلاؤ کہتے ہو۔ کیا واقعات بھی میرے من گھڑت ہو سکتے ہیں

کرمی۔ بس یہ کافی ہے کہ میں اسے اپنی فرزندگی

میں لیتا ہوں۔

واقعات کو خیالی پلاؤ کہنا! کیا خوب! پیارے بھائی ہو میں

ارمیں۔ یہ درست ہے۔ لیکن بھائی تمہاری رضامندی

کو تو بھائی کی پسندیدگی سے اور تقویت ہو جائے

گی۔ آؤ چلیں۔۔۔

ایتک اس کی خبر نہ تھی کہ میں بھی خیالی پلاؤ لکھاتی ہوں۔

## سین چوتھا

### کریال۔ ارمیں

کرمی۔ ہماری بہن کا یقیناً دل الٹ گیا ہے۔

ارمیں۔ اور اس میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ خیر۔

بھائی پھر اصل معاملہ پر غور کریں۔ کتنا ندر کی درخواست ہے

کرمی بس مجھ پر چھوڑ دو اور کوئی ڈر کی بات نہیں۔ لو میں

ابھی جاتا ہوں اس خوش خبری کو سنا دیتا ہوں۔

کہ ازیت سے اس کا عقد کر دیا جائے۔ اس کے پیام کا

ارمیں۔ بہت خوب۔ میں تمہاری ازیت کا

دل ٹٹولتا ہوں اور پھر تمہارے پاس ہی خبر لینے

کہ جواب دینا ہو گا؟

کو واپس آؤں گا۔

کرمی۔ اس میں جھلک کوئی پوچھنے کی بات ہے میں نے

کرمی۔ اس بات کو تو یوں سمجھو کہ طے ہو چکی ہیں

راضی ہوں اور ارمیں پیوند کو فخر کی بات سمجھتا ہوں۔

ابھی اپنی بیوی سے اس بارے میں بات چیت کرے

ارمیں۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ دولت اس کے پاس

لیتا ہوں۔

ضرورت سے زیادہ نہیں ہے کہ۔۔۔۔۔

کرمی۔ یہ کوئی تباہی کی بات نہیں۔ اس کی دولت





# غزل ساج

مرنا ہوا گوارا تھا رنج اس بلا کا  
جس کے سبب ہوا ہے نا آشنا زمانہ  
کس سے جگلہ کروں میں اس یارِ آشنا کا  
معلوم تھا اثر تو۔ لیکن حسد کی قدرت

کیا پاس نے بڑھایا رتبہ مری و ملا کا  
کب تک شہیدِ آخر ہو دلوں میں گئے  
عشق تباں کو جمبوڑو۔ اب نامِ لعل کا  
جناب مولوی سید قمر حسن صاحب قمر ام۔ ال ال ال

جان لینے کے یہ سامان کئے جاتے ہیں  
آج گیسو بھی پریشان کئے جاتے ہیں  
دلِ حرمِ اہم خیالی کے رہتے تھے  
آج کبہ میں سلمان کئے جاتے ہیں  
لاش کئے ہیں مالِ خجالی ہنس کر  
بعد میں کے یہ چسان کئے جاتے ہیں  
کچھ جو عامی ہے ابھی عشقِ خجالی کو  
سارے عالم کو وہ حیران کئے جاتے ہیں  
آئینہ دُری اندازِ خجالیِ حاطر  
آپ ناحی مجھے حیران کئے جاتے ہیں

کیا یہی وعدہ فردا کی ہے بغیرِ سر  
مرزا والوں کے جو بیان کئے جاتے ہیں

جناب مولوی سید جمیل الدین صاحب مٹا

پھر طبیعت ہو گئی مائلِ محبت کی طرف  
پھر بہار آئی چلے ہم دشتِ وحشت کی طرف  
پھر چلے ہیں خیر سے ہم کوئے جاناں کی طرف  
پھر حُسنِ رہبر ہوا ہے شامِ غربت کی طرف

جناب دشتِ کلکتہ جی بھٹک

دل رفتہ رفتہ خوگر آزار ہو گیا  
غم تھا مجھے بہت ادھی غمِ خوگر ہو گیا  
عاشقِ پاسے بوس بھی کچھ نہیں  
وہ شوخ خوابِ ناز سے بیدار ہو گیا  
جانِ حزمینِ نعل ہی گئی گشتِ گشت  
سنی کشنِ اُتی بیکار ہو گیا  
نے چشمِ لقا سے نے جھرتاب  
جینا تمہارے عشق میں رہا ہو گیا  
میں سادہ لوح و ارسیم تباں تھیں  
اقرار عشق کر کے گنہگار ہو گیا  
وہ دل کہ تھا حریفِ شہسازِ رگزار  
آج کیا پمالِ نسیم مار ہو گیا

وحشت و راز و ستی و رخصت تھی

میں آپ بے خود باز گرفتار ہو گیا

جناب مولوی سید محمد صاحب شہید اردو مولوی مرحوم و مخدوم

بیر انگلی میں ظالمِ ناہر ہے تو بلا کا  
وہ کب رہا سلامت جس کو کہ تو نے تاکا  
تم پر وہ ہر سداں ہے نہ کہ تم بھی شاد ہو لو  
اے دشمنو ہمیں بھی ہے آسرا خدا کا  
ہمکے ہوئے دلوں کو کبوں تمہرے تھری اسی

اے برقِ تجھ پہ ٹوٹے تھرِ غضبِ خدا کا  
اقرارِ عہد و پیمان کیجئے تو ہو چکے ہیں  
اک رہ گیا ہے باقی پرودہ فقط میا کا  
تیرے قدم قدم پر شوخی برس رہی ہے  
وہ جار ہے ہیں دیکھو! کہتا ہے نقشِ پا کا  
حالِ شبِ بدانی اب اور کیا کہوں میں

پھر بوی حاصل طرب نرزی سوز دلوں نو

پھر مزاج عشق نائل ہے شہرارت کی طرف  
پھر جنوں میں خود بخود اداک شان پیدا ہوگئی  
پھر گریباں بڑھ رہا ہے دستِ دشت کی طرف  
جگمگاتی ہے روئے بسمل پر نگاہِ ناز پھر

جھلک پڑی پھر حیرت حیرت چشمِ حسرت کی طرف  
بڑھ رہے ہیں رخمِ دل تک پھر پھر ناخن کھینا

ہو چلا ہے پھر جنوں شوقِ جرات کی طرف  
پھر ہوئے برپا وہی ہنگامہ باغِ اضطراب

پھر جنوں کھینچے لئے جاتا ہے دشت کی طرف  
پھر مصیبتِ تازہ سر پر آنے والی ہے کوئی

پھر جھکا پڑتا ہے دل اسبابِ راحت کی طرف  
پھر خیالِ حاصلِ عشرت ہوا پیشِ نظر

پھر طبیعت ہو گئی اغصِ مصیبت کی طرف  
ہو گئی اسے واسے پھر فریاد اسے جگر

پھر مراد دل ہو گیا میری طبیعت کی طرف  
چل گیا افنونِ حسرت ان پر عنقا و سحنا

تک رہے ہیں دیر سے وہ میری صورت کی طرف

جناب مولوی سید قزاقین احمد صاحب قزاقین دہلی

اس درد و فکر سے آگاہ کیا فائدہ

اس کے آگے جو غم پھر پھر کر کیا فائدہ

چوڑی سے سرور و پرور کیا فائدہ

آپ کو اس گم گنجی سے نگر کیا فائدہ

علم ہے تو ایسی باتوں سے پھر کیا فائدہ

کرتا ہے نظارہ خاں سدا نقصان

جناب مولوی سید حسین صاحب حیرت (دہلی)

جیائیں جس حد تک نیکوں جو جائیں تپس سے

کہ شہر تاتے ہو تم اپنے شبابِ ناز پرور سے

ترسے ہوئے میں احسان کیسے نہیں سکتا

منایا ہے نگاہوں سے جلاوے اپنی ٹھوکر سے

بہار آنے تو ہوسیا دکھ بھی لے اڑوں گا میں

اسی بیکار بازو سے اسی ٹوٹے ہوئے سے

ثبوتِ آوارگی دشت کا اب اور کیا دوس میں

بڑھائے موئے سر یا تنگ نگاہِ پار سے

دو زما توانی نے کچھ ایسا رنگ بدلا ہے

اجلِ الجھی مرے دھوکے میں اگر تارِ بستر سے

دھیر بھی کچھ کرم اے آستانِ بار ہو جاے

جبینِ بندگی تکرار ہی ہے تیرے پھر سے

مجھے خورشیدِ شہر کا بھلا خونِ خطر کیا ہو

مرے دل میں ہزاروں دلیغ ہیں یہ شہر سے

قصصِ پرانیانے سے ہیں صیاد لایا ہے

خدا جانے کہاں لے جائے کا ظالم اس گھر سے

بڑی بیدار کی احسان کے پردے میں دشمن نے

لحد میں پس ہی ڈالا مجھے چھوٹے چار سے

خدا جانے نگاہِ یار نے کیا کروا جاو

لاتے ہی نظر آنے لگے مستوں کو چپکے سے

خیالِ خود پرستی ان کو پیدا ہو گیا آخر

نہ کرتا تھا میں اپنی حسرتیں ظاہر سی ڈر سے

بس اب چلے بایوں کا لڑوہ کیے **حسرت**

بہت دن ہو گئے ہیں آپ کو آئے ہو گھر سے

تجربہ ہے مگر دشتِ اندیشہ میں گزشتہ ہوئی پھر گزشتہ ناپاک گزشتہ

یہ چونچل اچھل نکلے ہیں۔ جہاں کوئی بات ہوئی، عورت  
لنگ بھوں چڑھالیتی ہے اور چٹ کہہ اٹھتی ہے ”بس بس!  
سیرا تمہارا نباہ نہیں“ حتیٰ کہ گنواروں تک میں بیٹھنا میں  
پھیل گیا ہے اور ان کا بھی آج کل یہی شعار ہے۔

ایک دیہاتی ان بڑھ عورت بھی کہتی ہے ”ایلو! تمہارا  
چوٹھائی نہیں سلامت میں اب رمضان کی داد میں تھی  
ہوں۔ وہ لاکھ درجے تم سے ہاتھ پیر کا مضبوط ہے! بتاؤ  
اب آگے کس کا منہ ہے کہ دم بھی مار سکے۔ عورت کے  
لئے سب سے بڑی چیز غیرت اور خوف ہے۔“

سو داگر کے غشی نے دیبل، لیڈی، اور مجھ پر نظر  
ڈالی۔ لیکن اپنی ہنسی کو اس لئے ضبط کئے بیٹھا تھا کہ  
ہمارے مجموعی فیصلہ پر سو داگر کے طریقہ استدلال کی داد دے  
یا مضی کہ اڑاے۔ لیڈی نے آخر کار بوجھا۔ ”خوف کیسا“  
”خوف اسی معنی میں جس کی تلقین انجیل کے الفاظ کرتے  
ہیں: ”اور وہ اپنے شوہر سے ڈریگی۔ بس! خوف  
اسی معنی اور مفہوم میں۔“

لیڈی۔ (کیس قدر شرور ہو کر) ”بھئی وہ زمانہ کب کا گیا“  
سو داگر۔ ”نہیں! وہ زمانہ ہرگز جا نہیں سکتا۔ جس طرح  
حوا آدم کی پیلوں سے پیدا کی گئی تھیں، ہر عورت مرد  
کے ساتھ اسی طرح وابستہ رہے گی۔ بڑھے آدمی نے  
یہ الفاظ نہایت مناسبت کے ساتھ کہے۔ اور کچھ ایسے  
فاتحانہ انداز سے سر کو حرکت دی کہ منشی کو یقین کامل ہو گیا  
کہ بڑھے نے میدان مار لیا۔ بس بے ساختہ کھلکھلا اٹھا۔  
لیڈی نے دوسری طرف منہ پھیر لیا، لیکن صاف طور پر

ہارنا لینا بھی نہ گوارا تھا۔ لہذا پھر کتنا شرف کیا ہے۔  
”جی ہاں! مرد جب بڑی طرح بھنستے ہیں تو اسی طرح  
الٹی جھپٹ کرتے ہیں۔ واہ! کیا انصاف ہے کہ آپ  
لوگ تو آزادی کے ساتھ چھپلا بنے ہو، سر بازار جھم  
چھم بھر کر ہیں، اور ہم منہ نہ لپیٹے ہو، گھر کی چرسا  
دیواریوں میں پڑی مرچھا یا کریں۔ ہر ساعت ہر گھڑی  
آپ لوگو کو یہی ڈھن لگی رہتی ہے کہ من مانی آزادی  
ملے۔“

سو داگر۔ ”آزادی ملے کیا معنی! آزاد ہیں تو آج  
بل بوتے سے! یقین مانے کہ مرد اپنی غلط کاریوں کا  
دم چھلا گھر میں نہیں لاتا۔ لیکن عورت کا ظرف ایسا  
نہیں۔ اس کا بھانڈا بہت جلد چھوٹ جاتا ہے!“  
سو داگر نے جس مناسبت اور زور کیساتھ اپنے  
خیالات کا اظہار کیا، اس کا معقول اثر سامعین پر  
ہوا۔ خود لیڈی کو اپنی ہار کا احساس ہونے لگا۔ لیکن  
ترک گفتگو کیلئے آمادہ نہ تھی۔

”خیر آپ کو اس سے تو انکار نہیں کہ عورت بھی  
انسان ہے؟ اس کے بھی پہلو میں دل اور دل میں  
جذبات ہیں؟“

اچھا! تو پھر تباہ ایسی حالت میں جبکہ اُسے  
مردے اُنس نہ ہو تو بیچارہ کیا کرے؟

چشم و ابرو کو یکبارگی حرکت دیکر، سو داگر نے  
غصناک ہو کر کہا: ”اگر اُس کو شوہر سے محبت نہ ہو، کوئی  
ہرج نہیں۔ کتنک وہ محبت نہ کریگی۔ کتنک اُنم نہ ہوگی!“

اس خلاف توقع محبت کا منشی پر بھی لڑھکوا۔ اور اس نے ایک مہل سی آواز میں اظہار کا ثبوت دیا۔  
 لیڈی۔ ”ہاے غضب! اگر یہ ایک سرے سے ناممکن ہی ہو۔ تب ۹ اور جب محبت کی بوتل نہ ہو تو پھر محبت کون دل میں ڈال سکتا ہے؟“  
 وکیل۔ اگر عورت مرد کی قیمت سے۔ بیوقوفانہ ثابت ہوئی پھر؟

سوداگر۔ اس کا ناما ہی نہ کیا جائے۔ مرد کو چاہئے کہ ابتدا ہی سے وہ اس کے انداز کی تدبیر کرے۔  
 ”اجما اس کے باوجود بھی اگر ایسا ہو۔ اور یہ ایک امر واقعی ہے کہ ایسا ہو کر رہا ہے۔ تو پھر کیا ہو؟“

سوداگر۔ اور کہیں شاید ایسا ہوتا ہو تو ہو، لیکن ہمارے حلقے میں تو ایسا کبھی نہیں ہوتا، اس کے سبب کے سبب خوش ہو گئے۔ منشی اپنی جگہ سے ہٹا۔ اور یہ خیال کر کے کہ وہ بھی بحث میں کسی سے کیوں ہٹتا رہے اور قریب کھینچا۔ پھر سکرار کہنے لگا۔

وہ اس شرمناک واقعہ کو کیا کہنے لگا جو ہلہ ہے ہی حلقہ میں پیش آیا اس کی تاویل کچھ آسان کام نہیں۔ ایک عورت کا ذکر ہے جو بڑی بدلتھی۔ اس نے اچھی طرح سے آوارگی اختیار کر لی اور پھل کھیلنا شروع کیا اس کا شوہر بڑا ہی غریب۔ وضع دار۔ اور قحط آدمی تھا۔ بہر حال اس نے ایک دوکاندار کے لڑکے سے ناک جھانک شروع کی۔ شوہر نے اس کو روکنے اور صلح و آشتی کے ساتھ راہ پر لائیکسی بڑا کوشش کی پھر وہ نہ پر نہ آئی اور دن بھر وہ بے نتیجہک ہونے لگی۔

اس نے اب روپیہ پیسہ بھی چرانے میں نامل نہ کیا۔ مرد نے اس بات پر اسے خوب پٹیا۔ اور آپ جانتے ہیں اس کا کیا خیر ہوا؟ اس کی حالت بد سے بدتر ہو گئی اور وہ ایک بے دین بیٹے یو دی کے ساتھ بھاگ نکلی۔ کہئے۔ ۹ اب شوہر بچا رہ گیا کرے۔ آخر کار وہ اس سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھا۔ اور اب تنہائی کی تلخ زندگی بسر کر رہا ہے۔ یو ہی ہے کمر بازار شوہر کا نام اچھا لیتی پھرتی ہے۔“

سوداگر۔ دغصہ سے سرخ ہو کر ”یہ اس لئے ہو کہ شوہر پورا احمق تھا۔ اگر ابتدا ہی سے مونہ پر لہ میں وہ اپنی بیوی کی روک تھام کرتا! اور اچھی طرح سے عورت پر اپنا سکہ جھادیتا تو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج پھر روز بد اسے نہ دیکھنا پڑتا۔ شروع ہی سے اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ عورت مطلق العنان نہ ہونے پائے۔ مثل مشہور ہے کہ گھوڑے کو میدان جنگ میں اور عورت کو گھر میں کبھی تباہ نہ چاہئے!“

گفتگو بابت تک پہنچی تھی کہ گاؤں آئندہ اسیشن پرانے والے مسافروں کا ٹکٹ لینے کیلئے ڈبے میں داخل ہوا۔ بد سے سوداگر نے بھی اپنا ٹکٹ اس کے حوالے کیا۔ اور پھر اپنی سی ہانکنے لگا۔  
 ”ہاں صاحب! عورتوں کو طبع کرانے کا بھی زمانہ ہوتا ہے اور یہ موقع اگر ہاتھ سے چلا گیا تو پھر کچھ نہیں!“

میں نے بھی آخر کار خاموشی سے اکتا کر سوال کیا۔ ”لیکن یہ تو فرمے کہ آپ موجودہ خیال کی اس بیان سے جو کچھ دیر قبل آپ نے کوئیونو KUNQUON کے سیلے میں مردوں کی حرکات کے متعلق فرمایا تھا اس طرح مطابقت کریں گے؟“  
 ”آہ! وہ کچھ اور ہی چیز ہے“ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو رہا۔

رگوں سے تشبیہ کیفیت ظاہر تھی۔ پھر آخر کار اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”محبت!..... ایسی محبت جو شادی کو بامراد بنائے، اس کی آپ کے نزدیک کیا تعریف ہو سکتی ہے؟“

مسائل کے انتشار کو دیکھ کر لیڈی نے اپنے جواب کو حتیٰ الامکان نہایت واضح اور جہدِ روانہ انداز میں بیان کر سکی کہ سنسن کی۔

**لیڈی۔** دلی اور سچی محبت اگر مرد و زن میں اس قسم کی محبت تو البتہ شادی کا بناء ممکن ہے۔“

چمکیلی آنکھوں والے آدمی نے قسم کے ساتھ جس میں تکلف اور بودا پن مان نمایاں تھا، دوبارہ مصرعہ کو دہرایا۔

”ہاں! ہاں! لیکن یہ تو فرمائے کہ دلی اور سچی محبت سے کیا مطلب لیا جائے؟“

**لیڈی۔** یہ تو ہر ایک انسان بخوبی جانتا ہے کہ محبت کیا چیز ہے۔

”میں نہیں جانتا آپ ہی بتلائے کہ آپ کے نزدیک اس کی کیا تعریف.....“

**لیڈی۔** کیوں؟ اس کی تعریف تو بہت آسان ہے..... (پھر کچھ دیر فکر مند ادا موش ہو کر یوں کہنے لگی۔)

**محبت کیا ہے؟**..... یعنی یہ تو بالکل مان بات ہے محبت وہ شے ہے جو ایک انسان کی الفت کے سوا کسی دوسرے

انسان کے خیال کو بھی دل میں جگہ نہ لینے دے۔

”منہ سکر!“ اس الفت کی کوئی ایجاد..... کوئی مدت بھی ہے؟..... ایک ماہ کیلئے؟ چند دن کے لئے؟ یا صرف چند گھنٹوں کیلئے؟“

استغنیٰ میں انجن کی ناگوار سیٹی کی آواز کانوں میں بڑی وہ اٹھا! سیٹ کے نیچے سے ایک تھمکا نکلا! اور کوئی غصہ پر ڈال، ٹوپی کو اٹھا، ڈبلے کے باہر نکلا۔ اور ہر ایک کے قریب پلیٹ فارم پر بیٹھ گیا۔

(۲)

اس کا باناہی تھا کہ گفتگو کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ اور وقت آدھے میں کئی لوگ بات چیت کرنے لگے۔

**منشی۔** شکر ہے کہ اس بڑے سے چھپا چھوٹا۔

**لیڈی۔** نہ جانے نسوانی آزادی سے اس کو کیوں بغض تھی ہے۔ عورتوں اور شادی کے متعلق (معاذ اللہ) ایسا دشنام خیال!

**وکیل۔** مگر نہیں یہ تو ماننا پڑے گا کہ ہم بیاہ کے مسئلہ میں مغربی طرز خیال سے ابھی کوسوں دور ہیں۔

**لیڈی۔** بڑا! جیسے کی بات تو یہ ہے کہ اس تماش کے لوگ سمجھتے ہی نہیں کہ بغیر محبت کی شادی بھی کوئی شادی ہے۔ کاش

وہ سمجھیں کہ محبت ہی ایسی چیز ہے جو شادی کو بامراد بناتی ہے اور سچی شادی وہی جو محبت کی برکت سے گل بدامن ہو۔

منشی مسکراتا ہوا بغور یہ باتیں سن رہا تھا تاکہ یہ عالمانہ سقوط آئندہ کسی وقت کام آئیں۔ لیڈی کے دوران گفتگو میں

ایک عجیب آواز کانوں میں پڑی جو بعینہً ایسی تھی جیسے کوئی ہنتا یا رونا ہو ایک بارگی آواز کو روک لے۔ مگر دیکھا تو معلوم ہوا کہ

وہی ہمارا چمکی آنکھوں اور سپید بالوں والا مسافر ہے جو ہماری باتیں سننے کے لئے پتھکے قریب کھسک آیا تھا۔

اپنے دونوں ہاتھوں کی پچی کی پشت پر جمانے لگا تھا۔ اور جیسے پریشان نظر آتا تھا۔ غصہ سے جھجکا بنا ہوا تھا اور چہرے کی

لیڈی۔ ”چھا! ثواب میں جان گئی! تمہارے ذہن میں کوئی بات بسی ہوئی ہے؟“

”نہیں! نہیں! میں بھی اُسی چیز کے متعلق کہتا ہوں جس کا ذکر آپ سب کر رہے تھے۔“

وکیل سے آخر کار نہ رہا گیا اور یوں کہنے لگا۔

”بھئی! لیڈی صاحبہ کا کہنا یہ ہے کہ شادی تو اولاد محبت کا نتیجہ ہو۔ اور ایسی ہی عورت میں جبکہ دو دلوں میں رہا ہو شادی باہر اُدھو سکتی ہے! ورنہ پھر خیر ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ اُسی شادی جس کا انحصار محبت یا یوں کہتے کہ عشق پر نہ ہو، اس میں ایسے منصر کی کمی ہے جو فی الحقیقت اس کا کام تعلقات کی جڑ بن جائے۔“

..... (پھر لیڈی کی طرف مڑ کر) ”کیا میں نے صحیح طے سے اپنی رجحانی نہیں کی؟“

سر کی جنبش سے لیڈی نے وکیل کو اس امر کا ثبوت دیا کہ وہ اس کی ترجیح کو بغیر تحسین دیکھتی ہے۔ ”ساتھ ہی یہ.....“

وکیل سلسلہ قیام نہ رکھ سکا کیونکہ اس متلون مزاج آدمی کی چمکی ہوئی آنکھیں یہ حالت غصہ ب دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح چمکنے لگیں، اور آپے سے باہر ہو کر اس نے یوں قطع کلام کیا۔

”نہیں صاحب! میں بھی اسی عشق..... اسی اشتیاق کے متعلق کھ رہا ہوں..... ایسا اشتیاق جو ایک انسان کو دوسرے کا دیوانہ بنا دے۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ یہ کیفیت تاہ کسے؟“

لیڈی۔ (دشمنوں کو جنبش دیکر) ”تاہ کسے؟ یہ خوب!..... مدقوں، بلکہ تاحیات!“

سہ! ہاں! ایسا تو افسانوں اور زمانوں میں ہوا کرتا ہے۔

واقعات زندگی میں تو ایسا نہیں ہوتا۔ زندگی میں تو انسانی اشتیاق کی پرواز نشا ذہنی چند سال تک قایم رہتی ہے۔ اور عام طور سے چند مہینوں، دنوں، ہفتوں کے بعد تو پھر کچھ بھی نہیں رہی بیگانگی، دہی بے بہری۔ ”یہ الفاظ اس نے کچھ ایسے انداز سے کہے، جس سے ظاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہم سب کو متحیر کرنا چاہتا تھا۔ اور مگن ہو کر بیٹھ گیا۔

سہم تینوں چونک اُٹھے۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟... نہیں! مگر..... معاف فرمائے۔“

مگر.....“ اور اس موقع پر مٹھی نے بھی ناراضا مندی کا اظہار کیا۔

آخر کار اس نے باوازا بلند کہا۔

”ہاں! میں خوب جانتا ہوں آپ لوگ ممکنات سے

بحث کر رہے ہیں، اور میں واقعات اور مشاہدات سے۔ ہر ایک مرد کا دل ہی خوب جانتا ہے کہ ایک عورت سے محبت رکھنے کے کیا معنی ہیں!“

لیڈی۔ ایسا کہنا بڑا عظیم ہے۔ اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ انسانی دل میں ایک ایسی چیز ہے جسے محبت کہتے ہیں..... ایسی محبت جو مہینوں اور برسوں میں جواب نہیں

دیتی، بلکہ تمام عمر جہاز ساتھ دیتی ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے؟“

”بالکل نہیں۔ اگر تصور کی جائے کہ یہ فرض بھی کریں کہ ایک مرد کا اشتیاق عورت کے ساتھ مدت القیام رہنے والا ہے، تب بھی یہ ماننا ہی پڑے گا کہ عورت کی نظر انتخاب کسی دوسرے مرد پر پڑ گئی۔ یہ جہنم ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا۔“

یہ کھ کر اس نے اپنا سگریٹ بکس نکالا۔ اور سگریٹ پینا شروع کیا۔

باقی آئندہ

میر کی عادت یہ ہے کہ جب مجھے کوئی کام نہیں ہوتا ہے تو میں تنہائی اور خاموشی ہی کو زیادہ پسند کرتا ہوں گرجب کسی کام کے کر لینے کا ارادہ کر لیتا ہوں تو پھر نہایت جلدی اور چالاکی سے اس کو انجام دے لیتا ہوں ۔

مشرکوں (جو ساری باتیں سن رہی تھی) مشرکوں میں اس کی توبہ بھی گواہی دو گی کہ یہ بدعا شراب نہیں پیتا ہے ریونگٹن۔ اس بے سنی دخل ورسفقت کی پرواہ نہ کر کے بڑھے سے سلسلہ کام جاری رکھتا ہوا۔ مگر دیکھو کچھ خوب سمجھ لو کہ یہ کام ذرا نازک ہے۔ اس میں احتیاط کی بڑی سخت ضرورت ہو گی۔ جہاں ذرا سی بھی غفلت یا کوئی معمولی سی بھی فروگزاشت ہوئی اور کام بگڑا۔ اس کام میں خاطر جسمی ذہن کی تیزی اور ظاہر واری کی سخت ضرورت ہے کیونکہ تمہیں یقیناً ہر طبقے کے ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں کے سامنے اپنا پارٹ ادا کرنا پڑے گا۔ واللہ ہماری تجویز نہایت شاندار اور بہترین سازش کہی جاسکتی ہے مگر ساتھ ہی اس درجن خطرناک بھی ہے کہ کبھی نہ سنی۔

مشرک۔ اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس کی عزت کبھی ہوگی اور اس کے انجام میں مجھے سزا ہو جائیگی یا نہیں۔ یہاں اوجاؤں کا۔ کیونکہ ایک بڑھے قزاق کو اب آخری عمر میں اُن باتوں کی پرواہ ہو سکتی ہے کہ اس کا یقین رکھنے کے میں اپنی متعلقہ ہر خدمت کو نہایت فیروزی سے انجام دینے کا ذرا ہوں، مگر یہ تو بات ہے کہ آخر معاملہ کی اہمیت کیا ہے۔

ریونیونگٹن۔ اس سے اس وقت بحث نہ کرو کیونکہ میں ابھی

تم کو قیصلہ اس سے آگاہ نہیں کر سکتا مگر بس اتنا سمجھ لو کہ تم کو ایک زبردست دولت مند کا پارٹ دنیا کے اسٹیج پر ادا کرنا پڑے گا جو نہایت درجہ سخیل ہوگا۔ بس اب یہ بات یاد کر لینی ہے کہ آپ کو ایسا ثابت کر سکتے ہو یا نہیں۔ کیونکہ اگر ایسے پارٹ میں ہر بات سے نہایت شان و شوکت کی کمی ہے۔

مسٹر ملک : اؤں۔ یہ تو کچھ بھی نہیں، آپ دیکھیں گے کہ میں کس خوبی سے اپنے ٹھاٹ اور سر کو گناہوں کا راستہ بناتا ہوں۔

ریوگٹن : بس تو اب تم ہر وقت اپنے کو تیار رکھو جس لمحہ ہی لندن واپس جانا ہوں ۔ اور دوسرے سفر وری کام کا ج کام دیکر تم سے ملو گا ۔ بس تم میرے منتظر بیٹھ رہو ۔ یہ دیکھنا تھا کہ ریوگٹن یہاں سے نصرت ہو کر جیتا کی بی بی

پھونچا جہاں سے اس کا خیال تھا ڈاکٹر گری میں سوار ہو کر  
لندن چلا جائے گا۔ مگر جب وہ بازار میں بھونچا تو اس نے  
دیکھا کہ گھنٹے کے آگے میں ابھی دو گھنٹے کا وقفہ ہے اور چونکہ  
بہت تیزی میں آنیکی وجہ سے پیا سا ہو گیا تھا ایک ہوٹل  
میں ٹھہر گیا تاکہ کچھ پانی پئے اور کچھ ناشتہ کر لے۔ ہوٹل کے آگے  
ناشتہ لانے کا حکم دیکر اس نے پانی کی بھری ہوئی بوتل اٹھائی  
اور منہ سے لگائی اس آبنوشی نے اس پر نہایت مضر  
اثر کیا حتیٰ کہ اس کو چکر آگیا وہ سوپ میں آنے سے اُسے پسینہ  
آگیا تھا اور اس پسینہ کی حالت میں پانی پی لینے سے اس کی  
یہ کیفیت ہو گئی۔ اس چکرنے بیہوشی کا عالم جاری کر دیا جس کی  
وجہ سے نو ڈاکٹر بلایا گیا اور اس نے دیکھا کہ مریض کو مشورہ دیا کہ

ایک ہفتہ تک کم و بیش آپ کو سفر کرنا چاہئے ورنہ آپ کی جان کا دھوکہ ہے۔ مجبوراً ریونگٹن کو ایک ہفتہ بیگنا میں رہنا پڑا جس کی وجہ سے اس کے دونوں ساتھی آرنالڈ و جیمس اس کی اس غیر متوقع ویرحاضی کی بابتہ طرح طرح کے خیالات پکارتے تھے اور بے چینی سے اس کا اشتداد کر رہے تھے ریونگٹن آٹھ روز کے بعد اس وقت لندن پہنچا جبکہ آرنالڈ اور جیمس دونوں کھانے سے فارغ ہو کر شراب نوشی میں مصروف تھے۔

**آرنالڈ**۔ (ریونگٹن کو آتا دیکھ کر) شکر ہے کہ آپ آئے تو۔ صبح کا بھولا شام کو گھمراؤ تو اسے بھولا نہیں کھتے۔ دانتد ہم تو بیٹھے بیٹھے جانی پلا دیکارہے تھے کہ غریب ریونگٹن کھیں دھم لیا گیا۔

**ریونگٹن**۔ پھر آپ کی بلا سے آپ تو اپنے مزے سے بیٹھے جام پر جام اڑا رہے ہیں نامرد آدمی میں تمام ضروری کام کر آیا۔ برائے ذمہ سے ملکر تمام معاملے طے کر لیا آپ اور کیا جانتے ہیں۔

**آرنالڈ**۔ چلو اچھا ہوا مبارک۔ بس اب یہ کرنا چاہیے کہ اس بدمعوس کو وہیں روپیہ پہنچا دینا چاہئے کیونکہ اگر اس نے فی الحال لندن میں قدام رکھا تو بہت ممکن ہے کہ آئندہ کوئی شخص اس کو پہچان لے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ اس پر تم کو بڑا اعتماد ہے۔

**ریونگٹن**۔ ہاں میں اس کا ذمہ دار ہوں کیونکہ وہ آئندہ بونیولے بڑے فائدے کے مقابلہ میں فی الوقت بے ایمانی نہیں کر سکتا۔

**آرنالڈ**۔ چلو بس تو بوجھتی ہے مگر اب یہ طے کر دو کہ وہ کہاں جائے گا اور کس جگہ سے ہمارے اس کام کا آغاز ہوگا۔ باتھ سے یا چٹنم یا برٹن آخر کہاں سے۔

**جیمس**۔ کیا ہنگام یا لیورپول سے اس کا آغاز مناسب نہ ہوگا۔

**آرنالڈ**۔ نہیں نہیں چٹنم سب سے زیادہ اس کام کے لئے موزون ہے کیونکہ وہاں کی مخلوق بہ مقابلہ ان دو دوسرے تجارتی مقامات کے بہت جلد دھوکے میں آجائے گی۔

**ریونگٹن**۔ (شراب کا ایک جام اڑا کر) ہاں ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے مجھے بھی اس سے اتفاق ہے۔ اچھا پھر آگے کیا ہوگا۔

**آرنالڈ**۔ بس یہی کہ ہم اس کو اتنا کافی روپیہ دیں گے کہ وہ چٹنم جا کر ایک دوسرے درجہ کے عمدہ ہوٹل میں اپنا قیام کرے کیونکہ ایک نیک مالدار کے لئے درجہ دوم کا ہوٹل ہی موزون ہو سکتا ہے۔ بس اس کو چاہئے کہ اپنی تجارت کے ساتھ ساتھ وہ کبھی کبھی فیاضی کا اظہار بھی کر دیا کرے اور چونکہ وہ بالکل تنہا وہاں پہنچے گا اور رہے گا نہ گھڑا نہ گاڑی نہ نوکر نہ جا کر تو بوجھ بھی ایک اس کی نعل کی علامت شمار کیا جائے گی۔ اور گھاسے ماہرے فیاضی کا اظہار لوگوں کو دلوں میں کافی وقت پیدا کرتا رہے گا۔ اس کو یہہ چاہئے کہ وہ ہمیشہ ہورے کہ میں سیدھا برنگال سے آ رہا ہوں۔

**ریونگٹن**۔ بس بس۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہاں پھر۔

باقی آئندہ



# سالگرہ نمبر

علیہ السلام ما محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب  
ص ۱۲۰۰



مدیر - مرزا رفیق بیگ

# قواعد و ضوابط

(۱) نمائش، بالعموم ہر ماہ آلہی کے اول ہفتہ میں شائع ہوا کرے گا۔ اس کا سال ماہ آذر (اکتوبر) سے ہوگا۔  
(۲) نمائش کا حجم علاوہ ٹائٹل کے کم از کم (۱۰) صفحہ ہوگا۔  
(۳) نمائش میں علوم جدیدہ، صنعت و حرفت، تجارت اور زراعت کی تعلیم و ترویج، ادبی، اخلاقی، نظم و ضبط پر مبنی مضامین شریک ہوں گے۔

(۴) نمائش میں علمی مضامین بہترین ذرائع اور تجربہ کار اشخاص سے حاصل کردہ درج ہو کر گزریں گے۔  
(۵) تمام استفسارات کا جواب بذریعہ رسالہ نمائش دیا جائے گا۔ جو صاحب رست جواب کے طلبگار ہوں وہ ہم سے ٹیکٹ رسالہ فرمائیں۔  
(۶) نمائش کا چند سالانہ موضوعات الیاں ملکت اراستہ (۱۹۷۵) سرکار سے اعلیٰ علم سے (۱۹۷۶) طلباء و علمی انی پرچہ مقرر ہو گیا۔ درخواست خریداری صدر میں منقطع سے نقد یا اگر مجبور ہو جائے تو نقد یا نقد

(۷) نمائش ایک سال سے کم کیلئے جاری نہ ہوگا۔ خریداری کا حساب اس وقت سے شروع ہوگا۔ سبقت و درخواست خریداری وصول ہو بلکہ چلتی خریداری ماہ آذر (اکتوبر) سے خیال کی جائے گی و دوسرا لگی روانہ شدہ دی پی کیا بہتہ سال رواں کے گزرتے پر چھٹی ہوں گے۔

(۸) رسالہ پہنچنے کی اطلاع ایک ماہ کے اندر وصول ہونی چاہئے۔ ورنہ لائقیت رسالہ نہ دیا جائے گا۔

(۹) ایک دو ماہ کے لئے اگر تبدیل نہ کی ضرورت ہو تو ہفتہ کی ڈاک کیلئے کو اطلاع دی جائے۔ استفسار تیل پتہ کار ہو تو تحریر

رسالہ کو اطلاع دیا جائے۔

(۱۰) ہر وصول شدہ مضمون کا رسالہ میں شائع ہونا ضروری نہیں۔ اندراج مضامین و انتخاب ایڈیٹر پر منحصر ہے۔

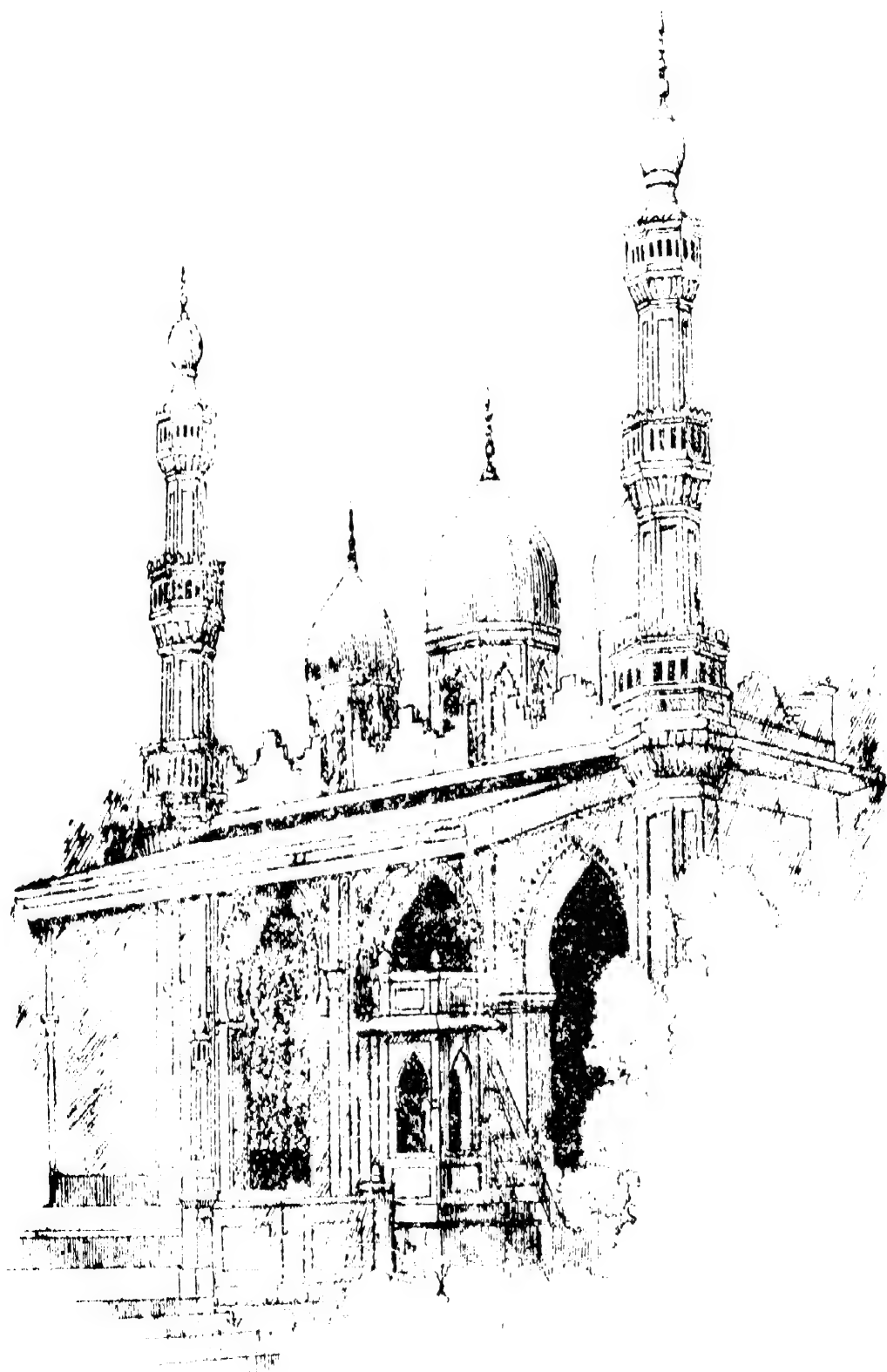
ایڈیٹر کو مضامین میں کمی بیشی کا اختیار ہوگا۔ وہ مضامین جو ناقابل طبع مقصود ہوں گے خرچ و اداں قبول ہونے پر واپس لئے جائیں گے۔  
(۱۱) خط و کتابت بجا اچھ نہ ہونی چاہئے۔ جواب طلب امور کے لئے کافی ٹیکٹ آنی چاہئیں۔ ورنہ تعمیل سے معاف خیال کیا جائے۔  
(۱۲) مضمون نگار صاحب نام اس کا پرچہ جس میں انکا مضمون شائع مفت نہر ہوگا۔

(۱۳) پولیسکل یا خلاف تہذیب اشتہارات طبع نہ ہونگے۔ اشتہارات کی اجرت بہت کم ہوگی۔ وصول ہونی چاہئے۔ اشتہار میں اگر تصویر وغیرہ ہوں تو اس کی اجرت علیحدہ ہوگی۔ نمونہ روانہ کر کے دریافت فرمائیں۔  
(۱۴) اجرت اشتہارات صرف ایک مرتبہ کیلئے حسب ذیل ہوگی۔

مضمون	پورا صفحہ	نصف صفحہ	چوتھائی صفحہ
معمولی درجائی مضمون	۱۰۰	۵۰	۲۵
ٹائٹل کا حصہ	۵۰	۲۵	۱۲
آخری صفحہ	۵۰	۲۵	۱۲

(۱۵) چھوٹے اشتہارات کے لئے فی سطر کالم اجرت ہوگی۔ قیمت فی سطر (۱۶) زائد مدت کے اشتہارات کے لئے حسب ذیل رعایت ہوگی۔  
تین ماہ کیلئے (۱۰) چھ ماہ کیلئے (۲۰) اور ایک سال کیلئے (۳۰) فیصدی مندرجہ بالا نرخ میں سے کم کر دیئے جائیں گے۔

(نوٹ) دی پی طلبہ کہیں لے صاحب پریم کار بار پڑ جائے۔ بہتر ہوگا سالانہ چندہ ذریعہ آذر روانہ فرمائیں۔ جلد خط و کتابت بنام منیر سنا نمائش کا چیک و حیدر آباد کے ہونی چاہئے۔





الحمد لله

خلا الله عنده

# تقریب الکره یابونی

دوش درمیکده آند نموده دوش  
 مستی بادهیان در فدا چشم و نگار  
 چه قدر جنب نشاط آنده از زال بار  
 زاهدان نیز به نجات نسود آند که اند  
 جام نرسیده گلبه و غدا دل میشد  
 آخرا بهر که این چنین باشد بچمن  
 من درین حال کس را سیم و خیر الی ابد  
 تو که گفت حقیقت شدی معروف و سی  
 یعنی هم در زند است بی سس الکره  
 و که در باغ شده بلبل و گل بچون نشاط  
 نیز بهر که عمل شوهر و عیش و نشاط  
 پس ازین رود قدح و ادمرا قدح شراب  
 زین سبب ما بهر معروف مست سیم

نظر از آن ز مستی و یکسر بدوش  
 بر کفش را غر و مش کاسه پر باده بدوش  
 مختب هم شده مینا کش سجاده بدوش  
 دقت آنست که سوار نباشد بدوش  
 باغ کیسه شده یک میکده نوشا بدوش  
 که کاندل دکن را نظرب هم آغوش  
 گفت نه زنی زاریات که دایه مست خوش  
 هیچ والی که چه گفت استین یک خوش  
 همه عالم شده در فضا مست بدوش  
 چرخ را نیز به نفس آرد این زگر خوش  
 تا توانی بس در مطرب و عشرت و خوش  
 و انگه بان خنده زان گفت میندیش خوش  
 بان میا مست خرابات و تو هم زود خوش

این نذا چو لبتشکنم یک از ما جستم  
 به ددم بد زیکه کس سجاده بدوش  
 آن قدر باده بخوردم که حرفا ل گفتند  
 تا یک جزه درامانی و مست و خراب  
 زود بان زود تر از جوشش میگذرد  
 فیتیله هرزه سید کوش که آبی تو بهوش  
 آخر الامر بهوش آمده زایش ان گفتند  
 و تا دیتام فلک بر نشاط است مست  
 و تا ابد باشی بهر آرام خدا و شش بدوش  
 بان ترا جاده و چشم باد همیشه حال  
 و صیحا نعلی حای ملک و ملک و ملک  
 و بهو بان تا به انداج مریت می پر کش

سید حمید الدین محمد فیضی (رضا)

## قصید ثانی

آج کیا ہے کہ چلے آتے ہیں اٹھ بادل  
کچھ نئی طرز کا بادل ہے ہوا بھی ہے نئی  
جس طرف دیکھو خوشی کی ہے ہر اول چھائی  
پھولا جاتا ہے ہر اک عجب خوشی کے مارے  
سر و شمشاد گلستاں میں بنے اسیلے  
آسمان پر بھی عجب طرح سے پھولی شے فوق  
باد صحر میں ہوئی آج یہ تنہی سیکدا  
خود بنوں پر بھی ہے کچھ طرز نہ مرست چھائی  
انجھکو حیرت یہ ہوئی آج خوشی کے سامان  
کیا نئی بات ہے کچھ آج خوشی کی اسی  
جلتے سالگرہ شاہ کا مردہ جو سنا  
میر عثمان علی خاں کی یہ ہے سالگرہ  
ہے دعا ہاشم خستہ کی یہ ہر شام و بچکاہ  
جب تلک سایہ فگن فرق نہیں پر ہونکا کھٹ  
سبز و شاداب رہے باغ لطف نام اصف  
میر عثمان علی خاں ہیں شاہ و حشم  
آقیامت رہے اقبال کا دریا مواج  
سایہ میں شاہ کے آباد رہے ملک بلام

آج کیا ہے کہ جو یوں نغمہ ہر اسے کوئل  
اور ہر قطرہ دُبارش میں ہے دریا کا غسل  
سنبر ہے کوچہ و بازار ہر اسے جنگل  
بلبلو نہیں بھی پڑی آ کے ہلاکیاں چل  
سنبر ہر نخل ہے اور گل کی عجب یہ چھیل  
سرخ بادل ہے تو گرہاؤ کے سنہری حادول  
اٹلے دیتی ہے حسینو کے بھی منہ سے آجیل  
جھومتے پھرتے ہیں بازاروں میں لات و تیل  
کس لئے جمع ہوئے جاتے ہیں ہر ساعت و تیل  
سرخ چہرہ ہے ہر ایک مالی کا زیر کبیل  
ہو گیا سننے سے اوسکے یہ مسما بھی حل  
اس لئے جمع ہیں سامان مرست اکمل  
کر قبول اس کو تو اسے جسل علی عزد جسل  
ذرا فلاک پھر میں تھویتے جب تک بادل  
بھولتی تھپکتی رہے اسکی سدا ہر کوئل  
شاہ نازدوں کو رٹھے شاہ و سدا عزد و جل  
عیش و عشرت میں نہ واقع ہو کسی طرح خلل  
سب دعا گو ہیں شاہ و اسب مثال سینل  
(میرزا ہاشم علی خاں ہاشم)

## قصہ ثالث

خدا الہ حسنہ و انیسلم سلطان دکن  
ایک اشارے پر ترے اے ماہِ کُغان دکن  
صاحبِ جود و غنم اما کشتِ علم و حیا  
وارثِ ملکِ خدا و حامیِ دینِ امسین  
اے شہِ مہنامِ ذی النورین تر سے نور سے  
دین و دنیا کی ولایت حق سے بخش ہے تجھے  
دل میں عشقِ مصطفیٰ ہے لب پہ نعتِ مصطفیٰ  
صاف کہتی ہے فصاحت تو ہے سرائےِ العلوم  
شرجوں سعدی نویسی و زبانِ فارسی  
ابتدائی تھی ولی نے انتہا والی نے کی  
وہ ترقی پر ترقی ملکِ کو دی ہے کہ آج  
اور ہی کچھ ہو گیا اب رنگِ بزمِ ملک  
صنعت و حرفت بھی ہے قانونِ تعلیم بھی  
کر رہے ہیں تیری ہمت کی نمایاں رفتیں  
چار سو پھیلی ہوئی ہے روشنیِ تسلیم کی  
نہ طبع - غنا طہ - و لعبہ اوجھی مشہور ہیں  
مصر میں بھی کچھ چلا ہے اب تو ازہر کا چرخ  
سنگدلوں رازی - غزالی ملکاش بن جانیلک  
حم تو تم آئند کے نسلیں بھی دعا دینیکی تجھے  
خطِ بال کے ایسا کی جان ہے ہندوستان

میر حبیب الہ میر عثمانی حنا دکن  
سر کرائے ہیں ہزاروں سرِ فرشتان دکن  
جامعِ اوراقِ ملت شاہِ عثمان دکن  
مختصر ہے تجھ پہ غلطِ حسان و ایمان دکن  
صبحِ عشرت بن گئی یسٹام غریبان دکن  
مہم ہیں ہونا توں تو ہے سلیمان دکن  
ہم اسی باعث تجھے کہتے ہیں حنا دکن  
اور باخشتِ حنائی ہے تجھ کو سبحان دکن  
ہمچو حنائی نویسی نظمِ حنا دکن!  
یہ بھی اردو نظم پر ہے ایک احسان دکن  
غیرتِ مغرب بنا ہے مشرقِ ستان دکن  
اور ہی کچھ ہو گیا اب ساز و سامان دکن  
العنبر عن ہر بات میں ممتاز ہے شان دکن  
اجنی اپنی شکوئوں سے نصتہ دایوان دکن  
بن گیا ہے دادی امینِ شہستان دکن  
آج ہے تسلیم میں سب سے سوانحان دکن  
ہے مگر عثمانیہ تسلیمِ سر و زبان دکن  
کیا سے کیا ہو جائیں گے یارب یہ طفلان دکن  
دہ ترا احسان ہے اے نخرِ شان دکن  
جانِ مہدستان دکن ہے اور توبان دکن

ہاں برابر از دست محبت جو ہر ملک برابر  
آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے تاریخ میں  
یعنی مجھ سے شاہ کار و زولادت آج ہے  
دمت دم تیرے خدا آباد رکھے حشر ترک  
تو خدا اے پاک کے فضل و کرم کی راہ دیکھ  
مجھ پر سایہ ہو حشر کا ملک پر سایہ تیرا  
فضل گل بنکر میں سرکار اس گلزار میں  
نغمہ زن ہے آج قبل اپنے گل کے سامنے  
شاہ علیجاہ مستغنی ہے سیر سی مدح سے  
شعرت از کذب بوضع پاک و تو نمونہ شد

ہاں بکن از پنج تہ تدبیر خود کان دکن  
جسمیں چکایا خدا نے بخت سکان دکن  
پھر نہ کیوں خوشیاں مناس ملے ارکان دکن  
دمت دم سے ہے تیرے آباد بستان دکن  
راہ سیر سی دیکھتے ہیں بے نوا یان دکن  
حق رہے تیرے انگنیاں تو نگہ بان دکن  
حشر تک بھولے بھولے پھلے یارب گلستان دکن  
زمزمے سن لیں کہاں میں ہمصفران دکن  
نغمہ گراے حشر تیرے شوریدہ مہسان دکن  
برنما اے اعلیٰ مدح سلطان دکن

گو بہ جل در عقدہ تاریخ اے حشر تیرے

زنداہ باد اے شاہ عثمان علیخان دکن

(۱۹۲۵) = ۱۸۸۴ + ۳۸

حشر حشر بدیونی

قصیدہ راج

ذات تو بادشاہ ازب سر پر شاہی  
ملوئندہ چو ذات باحق خلق داد راکش  
چوں سکے رافزودہ زمینت بنام عثمان  
زمینت بخش یارب اس ملک را  
قایم باد از در تخت اس ملک را  
محفوظ دارد از ذلت تو از بلا ہا  
ہر سال بہر سلطان باشد ہزار سال

بر فرق تو مبارک اس تاج بادشاہی  
زیب را بن و خاست و اللہ جہاں پناہی  
عقاب گشت حاکم بدو بصر صد ہی  
باشوکت از ازل از رحمت آہی  
تا در مو و درخشاں مرغ و ماہی  
دشمن شود غارت از رحمت آہی  
باشم دعا ہمیت ہر شاہ پگاہی

نزل المصطفیٰ علیخان ہاشم





بنی نوع انسانی بحیثیت اجتماعی اگر ان تمام جمعیات کو علیحدہ کر لیا جائے جو بلا استثناء تمام قومیں ہیں یا ملی جاتی ہیں تو حسب طرح کھانا پینا۔ انحصار بلوغت۔ بوجھ بھاری اور اسی قسم کی دوسری باتیں سب میں موجود دیکھی جاسکتی ہیں اس طرح ایک حکومت ایک انتظام اور ایک اقتدار کے ماتحت رہنے کی خواہش بھی ہمیں ضرور موجود پائی جائیگی۔ حسب طرح ایک مذہب یا مذہب ملک کو جو زندگی کے تمام شعبوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کر چکا ہے ایک بڑی حکومت کی ضرورت ہو کر رہتی ہے اس طرح ایک قوم بھی جسکی قوم کو بھی جسکی انسانیت کا مقتضی صرف جنگلی جانوروں کا شکار۔ آدم خوری اور اسی قسم کی سبت سے سبت خصوصیتیں ہوں حکومت کی ضرورت ہوتی ہے گو یا حسب طرح انسان کے تصور میں یہ خیال بھی داخل ہے کہ وہ ایک ہمنے والا یا رونے والا یا بولنے والا ذی روح ہے اس طرح اسکی یہ تعریف بھی کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک ایسا ذی روح ہے جو ہمیشہ اور ہر حال میں کسی حکومت کے ماتحت رہتا ہے۔

حسب طرح زمانہ انقلاب پذیر رہتا ہے اس طرح حکومت بھی اپنی نوعیتیں اور حیثیتیں ہر زمانہ میں بدلتی رہتی ہے حکمائے یونان نے حکومت کے چھ درجہ قرار دیے تھے۔ انکا خیال تھا کہ سب سے پہلے شخصی حکومت قائم ہوتی ہے۔ اسکے بعد امرائی سلطنت پیدا ہوتی ہے اسکے بعد جمہوری سلطنت کا دور دوں ہوتا ہے۔ پھر مطلقہ سلطنت ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور پھر جاری سلطنت۔ جاری سلطنت کے بعد شخصی حکومت از سر نو قائم ہو جاتی ہے اور حکومت مختلف منازل سے گزر کر پھر ایسی منزل پر آ جاتی ہے جہاں اسنے اپنی گردش شروع کی تھی۔

یہ مسلمہ ہے کہ حکومت میں چاہے وہ شخصی ہو یا امرائی۔ جمہوری ہو یا مطلقہ۔ جاری ہو یا کوئی اور ہمیشہ اور ہر حالت میں ایک ایسی ہی ہوتی ہے اور ایک ایسی شخصیت کا وجود قطعی طور پر لازمی ہوتا ہے جو سب کے لئے واجب التعلیم اور سب کے احکام نام رعایا کے لئے واجب التعمیل ہوں۔ اس شخصیت اور اسکی

ہستی گو کہیں شہنشاہ و سلطان کے نام سے پکارا جاتا ہو  
کہیں اسے پارلیمنٹ کہتے ہیں کہیں اس کا نام ریاست  
ہوتا ہے اور کہیں پارلیمنٹ کے نام سے موسوم کی جاتی  
ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی خصوصیت اور وہ  
کونسا امتیاز ہے جو کسی شخصیت یا ہستی کو چاہے وہ کسی  
عنوان سے ہو اس قابل بنادیتی ہے کہ وہ ایک قوم  
ایک ملک اور دنیا کے ایک بڑے حصہ کو اپنے احکام اور اپنے  
انتظام کا پابند بنائے رکھے۔

اس امتیاز اور اس خصوصیت کو ایک معیاری  
حیثیت میں معین کرنے کے لئے نظام بہترین پہل میں  
ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ تاریخ کی ورق گردانی کی جائے  
اور جس خصوصیت کو اکثریت حاصل رہی ہو اسے  
ایک اصول اور ایک معیار قرار دیا جائے مگر سو اتفاق  
سے جس قدر زیادہ تاریخ کی ورق گردانی کی جاتی ہے  
اس قدر یہ مسئلہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے کہیں اس ہستی  
اور اس شخصیت میں شوکت و عزت پائی جاتی ہے  
کہیں عظمت و جبریت سب سے نمایاں ہوتا ہے کہیں  
جاہ و جلال و جہ حکومت قرار پاتا ہے کہیں وجہ و  
دیدہ یا اسکے احکام کو واجب التعمیل قرار دیتا ہے کہیں  
حکم و ادعا حکمرانی و فرمانروائی معیار ملوکی قرار پاتا ہو  
کہیں اپر و لغز نری اسکے کام آتی ہے کہیں قانون  
آخرینی اور قوت و طاقت برائے اس کا دار و مدار ہوتا ہے  
کہیں شخصیت و خاندانیت اسے واجب التعمیل ٹھہراتی ہو  
غرض یہ ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف مقتضیات

تاریخ کی بنا پر بادشاہ کی تعریف مختلف نہیں کی جاسکتی اور  
اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ واقعات سے قطع نظر  
کر کے اصولی حیثیت سے اس امر پر روشنی ڈالی جائے کہ  
کونسی خصوصیت معیار ملوکی قرار دی جاسکتی ہے اور کونسی  
حکومت کامیاب حکومت کہلائے جانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔  
حسب طرح بنی نوع انسان کے لئے ہر حقیقت اور  
ہر حالت میں ایک انتظام اور ایک سیاست کی ضرورت ہے  
اسی طرح اس کے لئے ایک مذہب کی بھی ضرورت ہے  
چنانچہ بنی نوع انسان میں مذہب کو بھی ایک عنصر شرک  
کی نوعیت حاصل ہے۔ انسان کی تمام خصوصیات شرک  
کو علیحدہ کر کے اگر ان پر ایک تغیدی نظریہ معلوم کرنے کے  
ڈالی جائے کہ ان خصوصیات شرک میں وہ کونسی خاص  
باتیں ہیں جن میں ایک مطلق عنصر شامل ہے اور جو بجا خود  
کسی قوم کے منتشر افراد کو ایک اجتماعی حیثیت میں  
لا سکتی ہیں اور ان میں ایک تنظیمی صورت پیدا کر سکتی  
ہیں تو یقیناً سیاست اور مذہب ہی دو ایسی خصوصیات  
تھیں جو مختلف افراد انسانی کو ایک دوسرے کا شریک اور  
بلا سحاط قومیت و نسلیت ایک کو دوسرے سے وابستہ  
کر سکتی ہیں۔ جب یہ مسئلہ ہے کہ مذہب اور سیاست ہی  
دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو ایک دوسرے کا شریک  
و معین بنا سکتی ہیں تو پھر اصولی حیثیت سے ایک بادشاہ  
میں انہیں دو خصوصیات کو سب سے زیادہ نمایاں اور واضح  
ہونا چاہئے۔ گویا اس اصول کی بنا پر معنوں میں سرور مذہب  
پرستی اور سیاست پروری قرار پاتی ہیں۔

رسالہ نائش

ایک کامیاب بادشاہ

فروری ۱۹۲۲ء

اصولیات سے قطع نظر کر کے اب تاریخ کا بھی بظرف غائر مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آیا وہ بادشاہ اور وہ شخصیتیں جن کی سب سے اعلیٰ خصوصیت ان کی مذہب پرستی اور سیاست پروری تھی۔ کامیاب رہی ہیں اگر تاریخ سے بھی یہ ثابت ہو جائے کہ ایسے لوگ واقعی کامیاب رہے ہیں تو پھر ہمارا یہ معیار ملوکی نہ صرف اصولی معیار ملوکی ہی ہو گا۔ بلکہ یہ حقیقی اور عملی معیار ملوکی بھی کہلائے گا۔

روم اور یونان۔ روس اور انگلستان کی تاریخ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم صرف اسلامی تاریخ کے چند مشہور نام بیاں لکھ کر یہ ثابت کئے دیتے ہیں کہ مذہب پرستی اور سیاست پروری کو اختیار کر لینے کے بعد کامیابی بادشاہوں کے گھر کی لونڈی بن جاتی ہے۔ ابن خطاب کی تاریخ خلافت پڑھئے۔ ہارن دامون کے واقعات دیکھئے سلاطین مسلمانین کے کارنامے ملاحظہ فرمائے۔ بلبن اورنگ زیب کے عہد کے حالات کا مطالعہ کیجئے اور حقیقت یہ حکومت اسلام کے اسلاف میں ہر ہر شخص کی تاریخ پڑھ جائے اور پھر فرمے کہ کیا ان تمام تاریخوں میں کوئی واقعہ ایسا آپ کی نظر سے گزرا جس میں ان لوگوں نے مذہب پرستی اور سیاست پروری سے کام نہ لیا ہو۔ یا یہ کہ ان کی سیاست اور ان کی حکومت کامیاب نہ رہی ہو ان تمام تاریخوں کو پڑھ لینے کے بعد

اعلیٰ حضرت پیر فرحت اسحاق شاکت داریت  
ہزار لکھ پائی میں رستم دوراں رستو زما  
سیاہ آصف جہا مظفر اسماک و اکما  
نظام الدولہ نظام اسماک نواب

میر عثمان علی خان ہدرست خٹک  
جی سی ایس آئی۔ جی بی ای اصفیہ  
فرمانروا دکن عہد سلطنت

کے عہد ہالیونی کے واقعات دیکھئے اور پڑھئے اور پھر یہ فیصلہ کیجئے کہ کیا حکومت عثمانی سیاست پروری اور مذہب پرستی کے جذبات و احساسات پر قائم ہوئی؟ اور کیا نظام اسماک اپنی مذہب پرستی اور سیاست پروری کا کامیاب شاہ نہیں بنے؟ اس عہد ہالیونی میں جو کچھ ترقیات ہوئیں شعبہ میں ہوئی ہیں وہ انہیں من الشمس میں ہم لکھا ہوا اعادہ کرنا نہیں چاہئے البتہ حال کے صرف دو واقعات کا اظہار کر کے یہ بتا دینگے کہ اگر حضور نظام کے ایک ہاتھ میں مذہب ہے تو دوسرے ہاتھ میں سیاست۔ سال حلی کے نامہ تریں واقعات میں باغ عاک

علم بر دار قوت اسلامیہ حال کو املت محمدیہ

مسجد اور نمائش گاہ کی تعمیر ہے۔ نمائش گاہ اور مسجد کی ایک نئی تعمیر اس امر کا بین ثبوت ہے کہ فرماں روا اُسے دکن جب کوئی مذہبی کام کرے تو ریاست کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور عجب ریاست سے کام لیتا ہے تو مذہب کو نظر انداز نہیں کرتا۔

باغ عام کی نمائش کو محض ایک تفریح گاہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اس کے قیام میں یہ مصلحت مضمر ہے کہ ملک کے ایک صوبہ کی مصنوعات دوسرے صوبہ کے سامنے پیش کی جائیں تاکہ اس کو بھی صنعت و حرفت سے شوق ہو اور اس طرح ملک کی تعلیمی انتظامی اقتصادی اور معاشرتی ترقیات کے ساتھ مل جل کر پیش رفت ہو رہی ہے ملک کی تجارت کو بھی فروغ حاصل ہوا و تاج

میں مملکت دکن کو بھی وہی مرتبہ حاصل ہو جائے جو کسی بڑی سے بڑی حکومت کو حاصل ہے کیا یہ اعلیٰ قسم کا تدبیر اور ریاست نہیں ہے؟

یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اس مبارک سالگرہ کیساتھ ملک کے سارے شعبوں میں اصلاحات کی بنیاد پڑ چکی ہے اور آئندہ انشاء اللہ اس میں صرف ترقی پر ترقی دینی ضرورت باقی رہے گی۔

مسند علم از وجود منبع آداب باد

آسانت قبلہ جاں ولی اللہ باد

سید محمد الدین احمد (رعنا) فیضی

## سبح ظل اللہ

کیونکہ سبکدوش دعا ہے کہ اللہ سے سبکی راہ میں کوئی ہی نہیں ہے کہ جسے خیرات کی تعمیر ظل اللہ سے اس کے انفس باکی منور ہے کہ ہر روز وہ ذات والا سے دشمنان کو سچا عشق ہے جو اس کو سارے جہان پر رسول اللہ سے شاہ عثمان کی نظیر توفیق نہیں کیا نہیں کہ وہ لایب تیری درگاہ ہے میں نے دیکھا ہی نہیں کیا تاجدار آسمان تیرے جلال و جلال تیرے روشن ہمارے کہیں ایسے واقعات پوچھتے ہیں ساکنان جہنم وہاں آرزو مند ایک عالم ہے تیرے لٹکا سرفراز ہے تیرا تو کچھ نہیں ہے

شاہ جہاں تیرا ہے جو تیرے نصیب کیوں دے پھر وہی بگڑے ہوئے نام خانم کا کوئی بچہ ہے بھی لیا نہیں کہ جہاں بہر اندوڑاں شاہ سے کورہاں نیک مدین کہیں سکتا تیرے پوچھنے اوصاف نیک سداں آگاہ ہے اسے فلک تو سوی لکھا حال بگڑا تیرا ہم شکایت تیری کرونگے ظل اللہ عزم ہمت تیرے اسکی غریب تائید حق کوہ کا تیرے بیابان فزون نہیں ہوگا ہے آسان فیض اس کا ہی ملاذ فاضل جہد سانی کر کیا حق و ضلک راہ ہے بارگاہ تک ہوسانی جبے از زمان ہر دہائی کس طرح بچ و غم جانکا ہے تیری ہر کہ آرزو ہو جاگی پوری ہوئی ہنگام جو تجھے دعا مانگا اپنے شاہ سے

(سید غلام مصطفیٰ رحمان)



جلد فروری اردی بہشت ۱۳۵۶ فروری و مارچ ۱۹۳۵ء نمبر ۲۲

### فہرست مضامین

۱۶۳	دفعہ رسالہ نمائش	۱۱	۱۳۱	کروہ ارض	۱	تصویر
۱۶۶	"	۱۲	۱۳۲	ذکر ارف سہروردی	۲	تصنیف فارسی
۱۶۷	جناب نواب سید محمد علی حسینی	۱۳	۱۳۳	قلعہ چنگ آباد کی	۳	" اردو
۱۷۰	اقبال اس از رسالہ نگار	۱۴	۱۳۵	رنگاری قوم	۴	"
۱۷۳	دفعہ رسالہ نمائش	۱۵	۱۳۶	سوانیات	۵	"
۱۸۹	جناب امیر فرید صاحب	۱۶	۱۳۷	مغرب کی پرورش	۶	ایک کامیاب دانش
۱۸۳	دفعہ رسالہ	۱۷	۱۵۰	بڑے جوتو کی مرثیہ	۷	تصنیف (اردو)
۱۸۴	"	۱۸	۱۵۳	نئی قسم کے ٹیڑھے	۸	سب سے بڑا پتیلین
۱۸۵	"	۱۹	۱۵۷	بجلی سے بجے والا پانی	۹	جوابات
۱۸۶	"	۲۰	۱۵۹	سنگ کی موری میں	۱۰	ہمارا نقطہ نظر

### ادبیات

۱۹۷	جناب امیر محمد علی صاحب	۲۸	۱۸۹	مکتبہ خواتین پورہ	۲۱	استاد کے استاد
۲۰۱	جناب امیر محمد علی صاحب	۲۹	۱۹۲	غزل	۲۲	غزل
۲۰۲	جناب امیر محمد علی صاحب	۳۰	۱۹۳	دفعہ رسالہ	۲۳	بیوگی نامہ وقت کاغذ
۲۰۳	جناب امیر محمد علی صاحب	۳۱	۱۹۵	غزل	۲۴	غزل
۲۰۴	جناب امیر محمد علی صاحب	۳۲	"	"	۲۵	"
۲۰۵	جناب امیر محمد علی صاحب	۳۳	"	"	۲۶	"
۲۰۶	جناب امیر محمد علی صاحب	۳۴	۱۹۶	خون کا خون	۲۷	"

# تجارت کا فن

## رسالہ نیرنگ خیال بالتصویر

### خصوصیت

(۱) یہ رسالہ بالتصویر ہوتا ہے جس میں خالص ہندوستانی آرٹ کے ایسے شاہکار پیش کئے جاتے ہیں جنکی تعریف فن کے بہترین نفاذ کر چکے ہیں یہ اردو کے کسی اور رسالہ کو نصیب نہیں۔

(۲) یہ معاشرتی رسالہ ہے جس کا ہر مضامین ادبیت کی جان ہوتا تو فی اصلاح کے ساتھ ادبی ایجاد بھی مد نظر ہے معاشرتی اور محققانہ مضامین کے ساتھ اعلیٰ انگلیں نغمہ افزانے اور دلچسپی بخشنا ہے۔

(۳) ملک کے بہترین افشار و ادبوروں کے مضامین شائع ہوتے ہیں علامہ اقبال لکھتے ہیں نیرنگ خیال کے مضامین میں پختگی اور مسانت پائی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رسالہ پنجاب میں صحیح ادبی مذاق پیدا کرنے میں مفید ثابت ہوگا قیمت سالانہ صرف (۵) روپیہ نمونہ ۵

المشتر منبر رسالہ نیرنگ خیال بازار خانہ لاہور

## استفتا

اردو ادب کا امرواری رسالہ علمی و ادبی، اخلاقی و تاریخی، تجارتی مضامین کا گلدستہ یقیناً کسی کی ضرورت ہو غنیمت کہے ہو ورنہ دیدار مانے چندہ سالہ

یہ منبر رسالہ اتھار لوین ٹی سکندر آباد

کی دنیا میں آرٹ نے ہوا وادی اسکا بہت ان بھلا تجارت میں سکتا ہے محضوں نے اپنی بدولت بخاری منادی میں اپنی سادگاہ نام کر لی۔ بھلا یہ زیریں موقع آپ کو بھی حاصل ہے ہم سے پورے ڈیکار کر دئے پھر دیکھئے کہ کاکا کٹ پوند اگر کرتے ہیں جب جنس اچھی ہو اور اس کا اعلان واضح طور پر ہو تو کیا معنی کہ تجارت میں روز افزون ترقی نہ ہو ایک دفعہ کا ڈر بہترین کام کی کھلی دہلے ہے۔

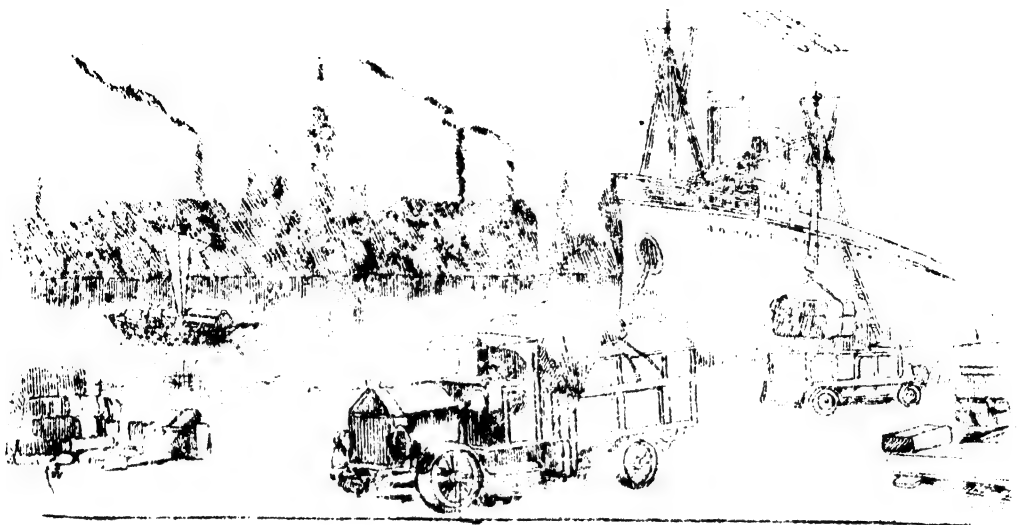
## محمد عبدالقیوم آرٹسٹ چمن انکج



جب کبھی آپ کو

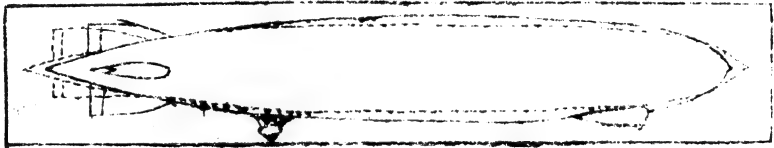
عینک یا اس کے متعلقہ سامان کی ضرورت ہو تو صرف ایک مرتبہ ہمارے ہاں بھی آئیں لیں گے۔ اگر قیمت زیادہ معلوم ہو یا سامان ناقص ہو تو نہ نیچے بلکہ لیا ہوا واپس کر دیجئے اس سے زیادہ کیا اطمینان ہو سکتا ہے آزمائش شرط ہے۔

ایچ ایف عبدلی ایڈیٹر کو پتھر میٹل پھانسیہ آباد



کا فرق ذہن نشین کرانے کے لئے ہم ذیل میں ایک نقشہ درج کرتے ہیں۔ جس میں ایک جہاز کو دوسرے جہاز پر چھک بتلایا گیا ہے۔ یہ دو جہاز جو اتنا کئے جنگ میں تیار کیا گیا تھا۔ شین دوآہ (SHENENDORAH) ہے اور اسکو اس نقشہ میں خط منقوط سے ظاہر کیا گیا ہے ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہوگا کہ کیا جہاز (۱۲-۱۲-۱۲) بہ نسبت شین دوآہ کے کچھ زیادہ دور سے اور اسکے تھوس میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس میں گولائی نہ ہو۔ شین دوآہ سے طویل میں یہ جو میں فٹ چوٹا ہے مگر عرض میں سو گیارہ فٹ بڑا ہے یہ عمومی پتہ اس میں نسبت سے آگے کی طرف کسی قدر بڑھتے ہوئے ہیں اور انکی تعمیر خاص طور پر نہایت سوزوں اور مناسب لگی ہے

جس سے کہ شین دوآہ بنایا گیا ہے کثیر لڑوایا فریون میں جو پس زائوسے ہیں اور تمام ڈھانچہ خاص خاص متبادل فریموں پر مشتمل ہے جنکے بیچ بیچ میں چھوٹے چھوٹے فریم بھی تیار کئے گئے ہیں۔ خاص فریم تار کی زنجیروں سے مستحکم کئے گئے ہیں اور طویل میں معمولی شہتہ دیکر سکو آپس میں مضبوط کر دیا گیا، پینڈے (HULL) کی بیرونی پوشش سونی کپڑے سے بنائی گئی ہے جسکی بازت کھینچاؤ اور دباؤ کے لحاظ سے مختلف مقامات پر گھٹا بڑا دی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ کھینچنی سطح پیکرنے کی غرض سے اس پر تہ بہ تہ روغن چڑھا دیا گیا ہے جس میں المونیم کے صوف کا کچھ حصہ بھی شامل ہے جسکی وجہ سے ایک خاص قسم کی لمبی لمبی چمک پیدا ہوگئی ہے جب جہاز پرواز کرتا ہے اور فضا میں اونچا ہو جاتا



شین دوآہ (خط منقوط) اور شین دوآہ (خط منقوط) کا  
اولیٰ تذکرہ کا تجربہ ۶۴۰ فٹ ہے  
اور شین دوآہ کا ۶۴۰ فٹ ہے

اس وقت آفتاب کی شعاعوں میں یہ چمک دیکھنے والوں کے لئے ایک عجیب و غریب نظر آ رہی ہے۔  
اس جہاز میں سے زیادہ قابل کا واحدیت طراز  
کم از کم اہل امریکہ کے لئے جو جنگی ہوائی جہازات ۱۳۳  
(۱۹۴۱) اور شین دوآہ کو بھی دیکھ چکے ہیں یہ ہے کہ  
اس میں توس (۵۵۷) کے انتہائی نقطہ

اس نے جہاز کا فریم شین دوآہ کے مطابق بنایا  
گیا ہے اور سامان ساخت المونیم کے ٹکڑے سے تیار  
کیا گیا ہے جو کہ بہت دور سے دیکھنے سے





(PULLMAN CAR)

گئی ہیں جو زمین کار (PULLMAN CAR) کی نشستوں سے بالکل متاثر ہیں۔ ان نشست گاہوں کو اس طرح بنایا گیا کہ ہر ایک نشست میں ایک سو دو ریختہ ہوتی ہے اور ایک اپر ساتھ ہی لیے پردہ بھی لگا گئے ہیں جو تان لینے کے بعد ہر نشست بجائے خود ایک کمر بن جاتی ہے اور پس پردہ بیٹھنے والوں کو ہر قسم کی پردہ پرگی اور تاک جھانک سے سی طرح لے پردہ کر دیتی ہے جس طرح کہ مکانوں کے کمرہ دروازہ بند کر دینے کے بعد اندر بیٹھنے والوں کو بالکل مطمئن کر دیتے ہیں۔ اس سکن سے علیحدہ اور ایک دروازہ دار گزرگاہ کے ذریعہ سے اسے بالکل چھپے ہوئے چند آرائش خانہ اور گزرگاہ کے مقابل باورچی خانہ وغیرہ ہیں۔ اس کار کو ایک ایسی ڈائنمو (DYNAMO)

سے گیم کیا جاتا ہے جو کو پر و پل کے ذریعہ سے استعمال کرتے ہیں ایک (مثلاً دار کمانی) پر واقع ہے اور ضرورت کے وقت اسکو کھینچا لیتے ہیں اس طرح جب گرمی کی ضرورت نہ رہے اسے بالکل علیحدہ کر دیا جاتا ہے ان نئے جہاز کی قوت محرکہ اس قدر بدست ہے کہ آج تک کسی ہوائی جہاز میں نہیں استعمال کی گئی اس میں میک (MAYBACH) کے بارہ سلنڈر والے پانچ انجن ہیں جو خاص ہوائی جہازوں کے لئے بنائے گئے ہیں ہر ایک انجن علیحدہ کمرہ میں نصب کیا گیا ہے ہر مٹ میں یہ انجن چودہ سو گیلون گاہے میں اور چار سو گیلون کی طاقت پیدا کرتے ہیں گویا پانچ انجنوں کی مجتمع طاقت دو ہزار گھوڑوں کے برابر ہے۔

میک کے انجنوں نے دو انجنوں میں بہت کچھ

شہرت حاصل کی تھی۔ اسی بناء پر انکو اس جہاز میں بعض ترمیمات کیساتھ استعمال کیا گیا ہے اس میں تمام آلات کھوکھلے پر و پل سے ملے ہوئے ہیں اور ہنگامی طرز والے انجنوں میں اور اس جہاز کے انجنوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ اس کے بارہ سلنڈر والوں کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ انکی مجموعی صورت انگریزی کے حرف دی (V) کی طرح ہے۔ یہ انجن کمپیڈ ایر کے ذریعہ سے چالو کئے جاتے ہیں اور انکے بنانے والوں کا یہ دعوی ہے کہ ہوا کی ذرا سی زیادتی سے حرکت کھرکرت بہت زیادہ حاصل کی جاسکتی ہے۔

ٹیلر ٹیکنیکل دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک حصہ میں آنے والا پٹرول جمع رہتا ہے اور دوسرے میں محفوظ ٹیلر کا ذخیرہ۔ ذخیرہ والی ٹیکنیکل میں سترہ ٹن ٹیلر لگتا ہے جو پٹرول سے بھر لیا تاکہ کو عموماً کر کے امریکہ پہنچنے کیلئے تیس زیادہ ٹیکنیکل اس میں اور نصب کی گئی ہیں۔

افزونی اور انکے انجنوں کی ریش کیلئے اس میں ذخیرہ کیا گیا ہے کہ انڈر کیلئے ایک علیحدہ کمرہ ہے اور انکے لئے دواستراحت کمرہ ہے اور ایک سیلون جو تین صاف گاہ بھی بنی ہوئی ہے اور کیلئے چار کمرہ استراحت و سیلوں اور چار چھانہ مسافروں اور افسروں وغیرہ کے لئے لگایا گیا ہے۔ انکے ذریعہ سے پکایا جاتا ہے اور ان تمام ریش گاہوں کے علاوہ اس جہاز میں مسافروں کے سامان رکھنے اور تجارتی مال رکھنے کیلئے بھی تین کمپارٹمنٹ بنے ہوئے ہیں اس جہاز کی مختلف تفصیلات حسب ذیل ہیں

احمل (۸۶ سو ۴) ٹن۔ وزن ۵۵ سو ۴ ٹن۔ یوزرٹل لفٹ ۱۵ سو ۴ ٹن۔ رفتار کامل ۱۶۰ میل فی گھنٹہ۔ رفتار معتدل

۱۵۶

# جواب

(۱) ع۔ ا۔ سٹوڈنٹز ایسوسی ایشن آف انڈیا کو پیٹل بانی میں ایسا گوند نہیں۔ جیسے عمدہ چھاتی بکائیگا انا گوند نہا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد سپر بانی ڈالتے۔ اور پہلی سے اسکو ملتے جاویں کہ وہ خوب دھلتا ہوا ہے۔ دھلتے دھلتے تمام انا بہہ جاتے گا۔ اور آخر میں اس کے ایک خاص جوہر توڑا نکلے گا جو نیشل ریش کے ہوگا وہ آٹے کا گواہی ہے۔

اوسمیں قلی کا عمدہ چونہ اکثر بان کھانے والے مدیر کر کے بھی جھانک رہے ہوں وہ اور تھوڑا کر اور تھوڑا کھائی گا انا ملا دیں مقدار ایک کی عقل پر پھر ہے اور ان کو ملا دے اور ان کی سے خوب ہلاتے جاویں اور دیکھتے ہیں وہ خوب چپکے لگے اور جوت ان کی ملا کر دے و بارک ایشائی جائے تو اس کے ساتھ وہ انا جلاتا آوے خیر سطح کا ہو جاوے تو اسکو شیشے یا چینی کے شیشہ دو ٹوک کر دیں پر باریکہ اور پتلا لگا کر دو ٹوک کرے ملا دیے جائیں خشک ہونے کے بعد کام میں لاویں۔ رقیق اشیا و ایسی جیسے پیسے کے واسطے پانی یا دودھ جو فوری ڈالکر خرچ ہو جا اوسمیں ڈال سکتے ہیں اور کام میں لا سکتے ہیں لیکن جاع چونکہ گرم ہوتی ہے اس وجہ سے وہ برتن جاع کے کام میں نہ لائیں مگر خشک گرم اشیا و خشک پلاؤ و غیرہ خواہ کتنا ہی گرم ہو وہ بھی اوس برتن میں رکھ سکے ہیں جو سالن بھی رکھ سکے ہیں گرم اور شور بے دار سالن یا چینی وغیرہ کے کام نہ دیں۔ البتہ لمبے کاٹھ لکھوپ جو مٹی کی

لو سے دور رہتے ہیں وہ کام دے سکے گا (ب) پلاسٹر پریس بہت ارزاں اور معمولی چیز ہے۔ ایک پونڈ کا ڈبہ آپ ذیل کے پتے سے طلب فرما سکتے ہیں جید آباد بازار سدی غیر دوکان حاجی بدر الدین غلام حسین صاحب (۲) س۔ ذ۔ ۱۔ بھوپال۔ ہر قسم کے ٹینٹ (Patents) اور رجسٹری وغیرہ کے متعلق (P. Lodge and Co. No. 5772 Calcutta) سے خط و کتابت کیجئے۔

(۳) ع۔ ۱۔ حیدر آباد صاحب سازی کے متعلق ہر قسم کی شین اور ڈبے وغیرہ L.B. Varma سے مل سکتے ہیں۔ بیل اور ٹریک کے پیچھے ہوئے ڈبوں کے لئے Imperial Litho and Tin Printing Works, 1/2. Machua Bazar, Calcutta. کو لکھئے۔ بہتر ہے کہ صاحب سازی کسی ماہر فن سے لکھئے۔ ورنہ کتابیں بہت ہیں۔ آپ اون سے مدد لے سکتے ہیں۔

(۴) س۔ ۱۔ کٹر کہ رہبر فزار عین کے علاوہ زراعت کے متعلق مالک محروسہ میں کوئی دوسرا رسالہ نہیں ہے۔ البتہ اگر اردو رسالوں میں زراعت کے متعلق رسالہ جاتے ہیں تو زراعت لاہور بہت اچھا رسالہ ہے۔ قیدیہ ہے منجر صاحب رسالہ زراعت ۱۵



# ہماری نقطہ نظر

## مسئلہ اتحاد

تایخ شاہد ہے کہ نفاق نے لاکھوں انسان کی گریب  
مڑوئیں، ہزاروں خانہ انوں کو تباہ اور سینکڑوں قوموں  
کو نیست و نابود کر دیا۔ ایک زمانہ تھا کہ ہندوستان اپنی  
صنعت و حرفت علم و عمل کی خاطر دنیا کے دور دراز ممالک  
میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسکے مال و دولت  
اور لامحدود ذرائع آمدنی پر ہر ایک مہذب قوم کی رنجش  
ہوئی نظریں پڑتی تھیں۔ ہر جگہ ہندوستانی کی قدر و  
منزلت ہوتی تھی، مگر انوس ہے کہ اب ”ہندی“ غیر واقع  
انسان کا مترادف ہے۔ ہندوستان اپنی ترقی کی راہ  
میں مختلف دور دیکھ چکا ہے۔ ہندوستانی ترقی کی  
آہستہ خرامی امید افزا ضرور ہے مگر ہندو مسلم نفاق اسکی  
راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے والا ایک بڑا زبردست عنصر ہے  
ہندو مسلم اتحاد کیلئے ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈروں  
نے سہارا اگر مکمل اتحاد قائم ہوتا تھا نہ ہوا اگر ہندوستان  
کا مطمح نظر ”سوراج“ ہے تو اسکے لئے ہندو مسلم اتحاد ایک لازمی  
شرط ہے۔ جہاں ان دونوں میں اتحادی خون کی لہریں  
دوڑیں اور سچی ہمدردی کے بیج بوئے جانے لگے تو سمجھ  
لینا چاہئے کہ ہندوستان اپنا آپ مالک ہو گیا۔  
جناب مرزا یار جنگ بہادر (سمیع اللہ بیگ صاحب)  
چیف جسٹس حیدرآباد دکن نے ۱۶۲ صفحات کا ایک سا

روانہ فرمایا ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے باب اول میں  
تمہید اور باب دوم سے باب ہفتم تک دو مغلیہ و غیر مغلیہ  
عہد اور رنگ زیب کی تعلیمی حالت مذہبی رواداری  
الفاظ دامن تجارت و معمول صنعت و حرفت مہمان نوازی  
یوروپین تجارت سے برتاؤ اور دین اقوام کی پالیسی  
اور اخلاق، اور رنگ زیب کی منگہ المزاجی اور رحلتی  
قوانین کی پابندی محمول کی کمی نوآبادیوں کی زیادتی  
وغیرہ سے بحث کی ہے اور کپتان الگرنیڈر مہلین نامی  
ایک انگریز سیاح و ناچر کے سفر نامہ سے استدلال  
کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ مورخوں نے تاریخ ہند لکھنے  
میں نہایت تجل سے کام لیا ہے۔ ان تاریخوں میں  
کہیں نقشب کی جنگ نظر آتی ہے کہیں خود ستانی کی  
لہریں ڈورتی دکھائی دیتی ہیں کہیں اخفائے حقیقت  
ہے، کہیں بھلائی کی بدنامی، اس فیج طریق تاریخ  
نویسی نے ہندو برادراں وطن کے خیالات خراب کئے  
اور کینہ و فساد کا بیج بو دیا۔ مڑے آہ۔ رائے کا وہ  
مضمون جو مارچ و اپریل ۱۹۲۳ء کے رسالہ زمانہ میں  
”ہندوستان عہد مغلیہ میں کے عنوان سے چھپا ہے“  
اس خیال کی تائید کرتا ہے۔ اور رنگ زیب کی انسانی  
کمزوریوں کو لیکر رائی کا پرست بنایا جاتا ہے کاش!  
اسکی خوبیوں پر اخفا کا پردہ نہ ڈالا جاتا اور ملک کی  
آئینہ سلوں کے لئے ”صمیم اور سچا“ مواد جمع کیا جاتا۔

(۶) کلب اور دیگر تفریحی مقامات پر ہندو اور مسلمانوں کا میل جول زیادہ ہو۔

(۷) ہندو مسلم سیاسی مرکز ایک ہو

بچوں کی نصاب تعلیم میں ایسی تواریخ کا داخل ہونا جو اکثر ضروری واقعات سے مراد ہوں لغتاً نقصان دہ ہے اب چونکہ تعلیم ہند، ہندوستانی قبضہ میں آگئی ہے مقتدر اصحاب کا فرض ہے کہ ایسی زہر آلود کتابوں کو نصاب تعلیم سے کر کے صحیح تواریخ داخل نصاب کریں کہ آئندہ مسلمانوں اس غلط فہمی کی کینچنی ہو جائے۔ ہندوستان اُقت حبطرح ہندوؤں کا وطن ہے اور سید طرح مسلمانوں کا بھی انصاف پسند کبھی دو مغلیہ کی نسبت یہ نہ کہیں گے کہ اس زمانے کی حکومت ہندوستان اور ہندوستانوں کے لئے باعث فخر نہ تھی اور اس کا مقصد ہندی مفاد نہ تھا۔ بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندو مسلم اتحاد کی عملی کوشش کی ابتدا اس زمانہ سے ہوئی اور ایک ان دوں اقوام میں جو کچھ ملاپ باقی رہ گیا ہے وہ اسی زمانے کا اثر ہے گزشتہ سالوں میں چند فتنہ پردازوں کی حکمت عملی نے زور کوڑا اور ہیم میں اختلاف کی ہوا چلتی شروع ہو گئی جس کا فروز گنا ایک نہایت نکل کام ہے ہر دو اقوام کا اپنے اپنے خیالات اور احتیاجات کا صحیح راہ پر ڈالنا لازم ہے مسلمانوں نے ہند کی خاطر وہ مصیبتیں جھیلیں ہیں کہ اب انہا ہندوستان سے ایک ایسا لاتنا ہی رشتہ قائم ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے کی علامت کی ممکن نہیں اگر ہندو اور مسلمانوں میں غیر سمجھیں تو یہ دائمی غلط فہمی ہے اور ہندوستانی

ہمیں امید ہے کہ مورخین اس رسالہ کے مواد سے مدد لیکر موجودہ تاریخ ہند کی کمزوریاں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ایک زرین بدنامی کا دھبہ دور کرنا اپنا نصب العین سمجھیں گے۔

باب دہم میں جناب مرزا یار جنگ بہادر نے ہندو اور مسلمانوں کے نقطہ نظر اور مستقل ہندو مسلم اتحاد سے بحث کی ہے۔ اور یہی اس رسالہ کا اصل مقصد ہے آپ نے ہندو مسلمانوں میں رابطہ محبت و اتحاد قائم نہ ہونے کے حسب ذیل اسباب قرار دیئے ہیں:-

(۱) نصاب تعلیم میں صحیح تواریخ کا نہ ہونا۔

(۲) ہندوؤں کا مسلمانوں کو غیر مجہنا

(۳) بین اسلام ازم اور خلافت کا غلط مفہوم عام ہونا

(۴) ابہمی مطالبات

اور ان برائیوں کو دور کرنے اور مستقل اتحاد قائم کرنے کی مندرجہ ذیل تدابیر پیش کی ہیں:-

(۱) تاریخ ہند، فلسفہ تاریخ کے بموجب لکھو اگر نصاب داخل کی جائے۔

(۲) کانگریس کمیٹیوں کے دستور العمل میں اتحاد قائم کرنے کی تدابیر لازمی قرار دی جائیں۔

(۳) اتحادی مضامین مختلف اخبار اور رسائل میں

بکثرت نکلیں۔

(۴) کانگریس کی کنونت کے لئے ایک شرٹا ڈرجا جائے کہ ہر امیدوار اتحاد پر ایک مضمون لکھ کر شائع کرے

(۵) ہندو اور مسلمان بچوں کو یکجا تعلیم دیجائے۔

نہیں ہے۔ صاحب کتاب سے مل سکتا ہے۔

## نوید

”رسالہ برآری“ کے اس طوفان بے تمیزی میں جبکہ ہر شخص اپنے کو شبلی و اقبال سمجھا ہوا ہے اور اس دھن میں ہے کہ اپنے اندیازات ادبی سے ملک و قوم کی خدمت کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اچھے اخبار اور اچھے رسالے بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ نوید جب پہلے میل ہمارے ہاتھوں میں آیا تو جیسے اسے بھی بھیج کر کہ یہ بھی کوئی اردو کی خدمت کرنے والا اگر ہے ایک سرسری نگاہ ڈالنے کے لئے انکھیں بند کر کے ایک مقام سے کھینچ کر اس کے مضامین پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہی کہ روز جاری ہونے والے اور روزِ مذہب ہو جانے والے سالوں سے اسے کوئی نسبت نہیں ہے اور یہ گویا دلیل ہے اس امر کی کہ ابھی ایسا ذوق مسلم رکھنے والے لوگ موجود ہیں جو اہل ملک کی تفریحات دماغی کیلئے بہترین سامان بھی بیچ سکتی ہیں۔

نوید ہمارے کلہا ہے جہاں کی زبان انگریزی والوں کے نزدیک غیر معتبر ہے لیکن ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ نوید کی زبان اگر انگریزی نہیں ہے تو علمی ضرور ہے اور یہ وہ خصوصیت ہے جو ہماری زبان میں بہت کم پائی جاتی ہے ہمارے پیش نظر اس وقت نوید کے شمار ۱۹۲ ہے۔ اس کے مضامین اور اسکی لطیف بلاستنا سب کی سب نہایت عمدہ ہیں اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ قابل

ترقی کے لئے ایک نہایت اہم رکاوٹ ہے ہمیں جناب مرزا یار جنگ بہادر کی مجوزہ تدابیر سے اختلاف نہیں مگر ہمیں مدوح سے اس جگہ اختلاف کرنا ضرور افسوس ہے جہاں آپ نے مسلمانوں کو اخوت اسلامی کے جوش کو دبا رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ ہمارے خیال میں اخوت اسلامی کا اثر ہندی سیاسیات پر نہیں پڑنا۔ مسلمان بحیثیت مذہب مسلم ہیں اور سیاسی نقطہ نظر سے ہندوؤں کی طرح ہندی سیاسیات میں دونوں کا یقیناً نقطہ نظر ایک ہونا چاہئے مگر اسکے ہرگز یہ معنی نہیں کہ مسلمان اپنے اسلامی جذبات کو دبا رکھیں اگر وہ اپنے جذبات کو چھپائیں تو ممکن ہے کہ آپس میں اور زیادہ غلط فہمیاں ہو جائیں۔ مذہب اور سیاست دو جدا جدا چیزیں ہیں۔ اخوت اسلامی یا خلافت کے مسئلوں سے ہندوستانی سیاست کو کسی قسم کا خوف نہ کرنا چاہئے کیوں کہ یہ بالکل مذہبی مسائل ہیں جنہیں مسلمانوں کے احساسات سے عاقلانہ تعلق ہے فتنہ پرداز اگر میل کا بیل بنا کر دکھائیں اور ہندوستان ان کی مان لے لے تو یہ اسکی بدبختی ہے۔

بحیثیت مجموعی جناب مرزا یار جنگ بہادر کی تدابیر سیاسی نقطہ نظر سے ضرور مفید ہونی چاہئیں اگر ہندوستان ان پر کاربند ہو جائے تو بہت جلد ہندو مسلم سیاسی اتحاد کی شکل قائم کر لے۔ قطعاً چھوٹی الگائی چھپائی کا غدا اچھا ہے قیمت درج ۱۶۱

## المومن

یہ ایک ماہوار مذہبی رسالہ ہے جس میں ایک نہایت لطیف پیرائے میں سیاسی جذبہ بھی شامل کیا گیا ہے عام طور پر اسلامی روایات اور اسلامی اعتقادات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور ان سے کوئی نہ کوئی سبق حاصل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ سرورق دیدہ رسالہ کاغذ نہایت عمدہ ہے۔ طباعت و کتابت بھی بہت نفیس ہے ضخامت ۳۶ صفحے قیمت سالانہ سے نمونہ ۶ پتہ منیجر المومن ع ۳۳ مینا پوکھر روڈ۔ ڈھالی۔ کلکتہ

## پروین

ہر انگریزی مہینہ کے پہلے ہفتہ میں اکبر آباد سے شائع ہوتا ہے۔ ادبیات کے بہترین حواہر پاروں کا خزینہ جو علمی و اخلاقی مضامین بھی کافی غور و خوض کے بعد لکھے جاتے ہیں۔ نثر کا حصہ بھی خاص طور پر اچھا ہوتا ہمارے سامنے اس وقت جنوری ۱۹۲۵ء کا پرچہ ہے اس میں عقد پروین کا۔ برق تمنا۔ حسن معصوم۔ نفس حقیقت چاند سے خمار و شبہ خاص طور پر قابل ذکر میں قابل مضمون نگاروں نے جس خاص حیرت کو ظاہر کرنا چاہا ہے حقیقت یہ ہے کہ بہترین پیرائے میں کامیابی کیساتھ ظاہر کیا ہے۔ سہادی دعا ہے کہ خدا پروین کو ہمیشہ صوفناں رکھے تقطیع بہت چھوٹی ہے کاغذ طباعت و کتابت نہایت اعلیٰ قیمت سالانہ علاوہ محصول نمونہ ۳/۱۲ ڈیڑھ پروین ایچ ۳۱۲ سیٹارہ اگرہ سے مل سکتا ہے

و ماغول کا نتیجہ فکر ہیں۔ علمی مضامین میں اخلاقیات اجتماعی انفرادی فقہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس طرح تاریخی مضامین ہیں معتقدات عجم کو خاص مرتبہ حاصل ہے غرض یہ کہ رسالہ بحیثیت مجموعی نہایت بہتر ہے کاغذ باریک اور چمکانا طباعت اور کتابت بھی خاصی ہے ضخامت ۵۰ صفحے کی ہے قیمت لود سالانہ۔ منیجر نوید برقی پریس ڈاکھانہ مراد پور (پٹنہ) سے مل سکتا ہے۔

## مشیر طیبی

یہ ایک طیبی رسالہ ہے جو لاہور سے ایک ڈاکٹر صاحب کی زیر اداوارہ شائع ہوتا ہے عام طور پر طیبی مضامین شائع ہوتے ہیں انشیا کی مضرت و منفعت پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کاغذ معمولی۔ لکھائی چھپائی بھی اعلیٰ نفاذ القیاس۔ منیجر رسالہ مشیر طیبی۔ ریلوے روڈ لاہور سے عکس سالانہ پر مل سکتا ہے۔

## آفاق

کسب بچوں کی ترقی اور اخلاقی نشوونما میں مدد دینے کا اچھا ذریعہ ہے مضامین میں خاص طور پر اس امر کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ بچوں کی سمجھ میں آسکیں فلموں میں بھی یہی خصوصیت ہے اور ہر مضمون اور نظم میں بچوں کے لئے کوئی نہ کوئی سبق ضرور ہوتا ہے قیمت رسالہ میں ظاہر نہیں کی گئی ہے۔ دفتر رسالہ آفاق مقام مغلاں ٹڈہ محبوب نگر (سید آباد) دکن سے مل سکتا ہے





## ارزاں صنعتِ صرفت

## کرہ ارض

کے ہاتھ ان قابو میں ہوں اور ڈرینگ اور پینٹنگ  
میں ان کو خاصی مہارت حاصل ہو اسی کے ساتھ جاپا  
کے صحیح مذاق اور حسن مشترک کی موجودگی کے علاوہ  
انکو نقشہ کشی کے علم سے بھی واقف ہونے کی ضرورت ہے  
گلوب کاغذ اور پلاسٹک سے نرم مٹی کے سانچے  
پر بنایا جاتا ہے۔ اس سانچے کو ایک لکڑی کے ٹکڑے سے  
باندھ کر رکھا جاتا ہے اور محور کیلئے اس کے دونوں کناروں  
پر فولادی تار کا ایک ٹکڑا نصب کر دیا جاتا ہے کہ مضبوط  
سے کاغذ کی جھلیاں اس سے بھگو کھینچیں  
تاکہ ضرورت کے وقت فوراً استعمال کی جا سکیں موڈل کو  
سب سے پہلے کاغذ کی بھگوئی ہوئی دھبیوں کو چپکا کر  
بالکل ڈھانک دیتے ہیں۔ چپکانے میں موڈل کی سطح  
پر جو نامواری پیدا ہو جاتی ہے اس کا کوئی لحاظ نہیں  
کرنا چاہئے بجھکے ہوئے کاغذ کی ایک تہہ موڈل پر چڑھا  
دینے کے بعد فوراً ہی گونڈا کاغذ (Pamted Paper)

عام طور پر مدارس میں آجکل گلوب (یعنی کرہ ارض کے  
موڈل) کو آلاتِ تعلیمی کا ایک ضروری جز و حصہ کیا جاتا  
اور اس کے وساطت سے جغرافیائی اشیاء طلبہ کے  
ذہن نشین کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ممالکِ مَحْرُوس  
میں پرائمری تعلیم کی اشاعت کی وجہ سے قدرتی طور پر  
ملکی زبانوں میں گلوب کی آئندہ سالوں میں سخت ضرورت  
محسوس کی جائے گی لہذا ایسی صورت میں اس لہول پر  
کہ ہر اس چیز کی تجارت میں زیادہ تر فروغ ہوتا ہے  
جبکی ملک کو فوری ضرورت ہو یہ کیا جا سکتا ہے کہ گلوب  
کی ساخت بجائے خود ایک اچھی خاصی تجارت ہو سکتی ہو  
جس کے لئے زیادہ سرمایہ کی بھی ضرورت نہیں ہے  
البتہ مبتدیوں میں یہ بات موجود ہونی چاہئے کہ ان

کی ایک اور تہ اس پر چڑھا دینی چاہئے۔ ایک کاغذ کی باریک باریک دھجیاں بھی پہلے ہی کتر کر تیار رکھنی چاہئیں۔ موثر الذکر کاغذ کی تقریباً چھ پاستا تھیں ایک دوسری پر چڑھانی چاہئیں مگر اس ترکیب کیساتھ کہ ایک مرتبہ بادی کاغذ کی تہ چڑھائی جائے اور ایک مرتبہ سفید کاغذ کی۔ ایک متوسط قد و قامت کے گلوب کیلئے یہ عمل کافی ہوگا۔ لیکن اگر بڑے قد و قامت کے گلوب تیار کرنے ہوں تو گوئڈار کاغذ کی اور بھی کئی تہیں چڑھانی چاہئیں مگر ای الزام کے ساتھ کہ ایک تہ سفید کاغذ کی ہو اور دوسری بادی کاغذ کی اس عمل کے بعد مقبلی کی بنی ہوئی ایک گیلی گیند صورت پذیر ہوگی اسے اب خشک کر لینا چاہئے خشک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اسکو اسکے محور پر نصب کر کے اناری میں رکھ دینا چاہئے۔

زمین کی گلوب کا جو سانچہ اس گیند کے اندر بند ہو گیا اب ضرورت ہے کہ اسکو باہر نکالا جائے اس غرض کے لئے چوبی موڈل کو مٹھاسکے تھیس کاغذی تہ بہ تہ سطح کے محور پر قائم کر دینا چاہئے۔ اور پھر ایک تیز قاطع آک کسی پنج پر نصب کر کے اس کے سطح کے متصل لانا چاہئے۔ اور کرہ کو اسکے محور پر پھر اسے رہنا چاہئے مقوہ کی بنی ہوئی گیند اس طریقہ پر عمل کرنے دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ جنکی صورت نصف الکرہ نما چالوں کی سی ہوگی اور ان میں سے ہر ایک پیالے میں ٹکڑی کے دو ایسے ٹکڑے موجود پائے

جائینگے۔ جو اسکی سطح کے بالکل برابر اور اس سے بالکل ملحق ہونگے۔ اس ٹکڑی کے اندر سے ایک موٹا لکڑی کا ہے جو بعض اوقات دونوں کناروں کی طرف دوسے تین انچ تک ابھرا ہوا بھی ہوتا ہے۔ اس چوبی رول کو بالکل عموداً قائم کر دیا جاتا ہے اور ان دونوں ٹکڑوں سے ایک ٹکڑے کو اب رول کے اوپر ہی سرے کیلا جاتا ہے۔ جہاں یہ قائم رہتا ہے اور اس کے وسط میں سے پار ہو جاتا ہے۔ رول کو اب الٹ دیتے ہیں اور قائم ٹکڑے کے درمیان کو نصف دائرہ کی شکل میں تھپتھپاتے ہیں اس عمل کے بعد دوسرے ٹکڑے کو بھی اسی طریقہ رول کر کے اوپر کے ٹکڑے پر کیلا جاتا ہے اور تار کا اگلا سرا پہلے کی طرح اس گیند کے وسط سے لپیٹا دیا جاتا ہے۔ سے زیادہ ہوشیاری اور احتیاط کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ دونوں ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے



مضغ کیا جائے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے نہایت مضبوط  
اور استحکام کے ساتھ چسپاں ہو جائیں۔

اس تمام عمل کے بعد ایک ایسا کاغذی گلوب  
تیار ہو جائیگا جو اپنے غور پر آب ہی قائم ہو۔

اب اس کو ایک نرم  
میں جس کے ایک سرے پر ایک نصف دائرہ کی شکل کا کسی  
وجہات کا ٹکڑا لگا ہوا اسکے غور پر رکھا جاتا ہے اور سطح  
پر سیدھا سریش اور تیل کی ایک اور تہہ چڑھا دی جاتی  
ہے۔ اسی طرح کم از کم چھ تہیں اتنے اتنے وقفے سے  
چڑھا دی جاتی ہیں کہ پہلی تہہ خشک ہو جائے اس عمل سے  
گلوب ایک کاغذی کرہ کی صورت اختیار کر لیگا جو سبھا  
خود پلاسٹر کے نیچے ہوئے ایک دوسرے کرہ میں ملفوف  
ہو گا اگر آزمائش پر یہ معلوم ہو کہ گلوب اپنے غور پر سادہ  
حالت میں آ کر کتا ہے تو اسی صورت میں توازن کو قائم  
کرنے کیلئے ان مقامات پر جو بہت زیادہ ہلکے معلوم  
ہوں چند چہرے استعمال کرنے چاہئیں۔

یہ تمام کام مقابلہ نہایت آسان اور سہل ہے  
اور ابھی اس سے کہیں زیادہ نازک اور نفیس کام کیا جاتا  
باقی ہے۔ بالمش شدہ گلوب پر اب نہایت اطمینان

کے ساتھ خطوط و عرض البلد و طول البلد بنائے  
جاسکتے ہیں جس کو آخر میں لستہ کرانک و جیبوں سے  
ڈھانک دینا چاہئے۔ یہ تخم کمپاس کو استعمال  
کرنے سے یہ خطوط نہایت سانی اور سرعت غیر نہایت  
درستی اور صحت کیساتھ بن جاتے اور بھر نسبتاً قوت

بھی کم صرف ہوتا ہے ان تمام باتوں کے بعد کرہ بالکل  
تیار ہو جاتا ہے۔ اور اس میں صرف یہ کمی باقی رہتی ہے کہ ہر  
نقشہ چڑھا دیا جائے نقشہ کے بھی کم از کم چودہ صاف اور علحدہ  
لستہ گرائی ہوئے ٹکڑے ہونے چاہئیں جن میں  
آرکٹک اور انٹارکٹک پولس سجائے خود کہ مدور  
ٹکڑے ہوتے ہیں جس سے تمام خطوط طول البلد کس  
انگلیں ہوتے ہیں۔ ان دونوں ٹکڑوں کو اپنی اپنی جگہ پر  
چسکا دیا جاتا ہے۔

اسکے بعد بقید ایک درجن ٹکڑوں کو ایک ایک  
کر کے سلسلہ وار ایک دوسرے کے قریب قریب چسپاں  
کر دیتے ہیں۔ اس امر کا ضرور خیال رکھنا چاہئے  
کہ آیا ہر ٹکڑا اسی جگہ پر نصب کیا گیا ہو کہ ہر اسکیلے  
مخصوص ہے اور یہ کہ آیا اسکے خطوط عرض البلد اور  
طول البلد ان خطوط کے مطابق ہیں جو پہلے سے سطح  
پر کھینچے جا چکے ہیں۔ سطح ارض کے یہ قطعات جس کاغذ پر  
لستہ گراف میں طبع کئے جائیں۔ اسکو نہایت باریک  
اور مضبوط ہو چاہئے اور اسکو نہایت ہی ہوشیاری  
کیساتھ جب تک کہ چسپاں کر لینا عمل جاری ہو رہتا رہتا  
چاہئے۔

اس تمام عمل کے تکمیل کے بعد ایک ایسا گلوب تیار  
ہو جائیگا انشرطیکہ نہایت ہوشیاری سے کام لیا جائے  
جس پر نہایت صاف نقشہ موجود ہوگا جس کا ہر خط ہر  
لفظ اور ہر نقطہ ایسی مدگی کے ساتھ ملا ہو کہ ہر ایک  
والوں کو یہی معلوم ہوگا کہ ان کو ایک ہی ٹکڑے پر بنایا گیا

# فونوگراف

Stearic Acid  
Carnauba Wax  
Montan Wax and  
Ceresin

یہ وغیرہ کے مرکب سے بنتا ہے جس میں رنگ پیدا کرنے کی غرض سے لیمپ کی کالونج یا اسی قسم کی دوسری چیز بھی شامل کر دی جاتی ہے۔ اس مرکب میں الیومیم STEARATE کے اضافہ کو پینٹ

کر لیا گیا ہے اور اسے مرکب بھی پینٹ کر کے گے میں جس میں شامل کیا گیا ہو۔ ASPHALT ROSIN

## دھات کا پاش

جاپانی روم Wax ۲۰۰ جزو  
Raw Oleic Acid ۱۰۰ جزو  
دونوں کو ملا کر پگھلایا جائے اور

پیراسمین Infusorial Earth ۵۰۰ جزو  
Mirkum Oil ۹ جزو ملا دیا جائے

یہ عام طور پر شہد روم یا شہد او جاپانی کے موسم سے فکر تیار کیا جاتا ہے جس میں

موڈلنگ وکس  
Talc بھی شامل ہوتا ہے لیکن میں بیشہ ۱-  
cum ابھر جاتا ہے اور کبھی کبھی لازمی کہ تیل اور وکسین کا  
بجائے اضافہ کر دیا جاتا ہے یہ بھی ہوتا ہے کہ (TALCUM) کی بجائے

اس سلسلہ میں واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ نقشہ کے چودہ علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں کو ایک دوسرے کیساتھ اس طرح چسپاں کرنے میں کہ وہ سب ملکر ایک ہی نقشہ معلوم ہوں۔ طویل تجربہ اور مشق کی ضرورت ہو گی اور اسکے بعد کہیں جا کر یہ معلوم ہو گا مختلف حدود کا سطح ممتاز کیا جائے اور نیلے چارے سبز سمند۔ سیاہ پہاڑ اور خطوط عبور و مرور کو کسی طریقہ پر نقشہ میں واضح اور نمایاں کیا جائے۔

فنگ اور پیٹنگ کے بعد گلوب پر وہ خاص وارنش چڑھایا جاتا ہے جسے عالم تجارت میں وائٹ ہارڈ کہتے ہیں۔ البتہ اس میں اتنی ترنم ضرور کر دی جاتی ہے کہ ترنق سے سے باز رکھنے کیلئے ہمیں کوئی ایسی چیز ملا دی جاتی ہے جس سے نہ رات پید ہو جائے وارنش کا عمل اس وقت ختم ہو جاتا ہے۔ سب سے بعد دیگرے تختک ہو جانے کی بعد چار تہہ چڑھا دی جائیں۔ اب سب سے آخر میں ماؤٹنگ باقی رہ جاتا ہے پینل کے حلقہ نصف النہار کو پہلے ہی سے نہایت درست اور صحت کے ساتھ تیار کر لینا چاہئے اس پر گلوب کا محور گردش کرتا ہے یہ بھی نہایت اور لازمی شے ہے کہ قطب بالکل ایک دوسرے کے متوازی ہوں بہتر ہے کہ گلوب کو کسی ہوشیار کینٹ میکر کے ذریعہ سے اوٹ کر دیا جائے۔

# مقالات و قیاسات



## قلعہ نوشہرہ آباد کی سیر

ہمارے ہر دل عزیز دلی نعمت خرد کن کی عمر و دولت  
اقبال و اولاد میں ترقی دے سکے جیکے حکم سے علاوہ عمارت  
عالیہ رفیعہ جدیدہ کے عمارات قدیمہ کی مرمت و بقا کا خاص  
انتظام ہے۔ ایک دفتر آثار قدیمہ خاص انہیں اغراض کیلئے  
قائم ہے بلکہ امتیاز مذہب و ملت کے گنبدوں و معابد کی  
ترمیم کچھ نہ خیر کجائی ہے۔

دماغد، راجہ صاحب دہار کی عمارت میں اگر کیا  
ان عمارت کی ترمیم پر توجہ کی جائے تو اس کا خیر کے صلہ  
میں او کی نیک نامی باقی رہے گی۔  
نام نیک فستکاں صنایع کن  
تا بنا مذ نام نیکست برتار

اس مسجد کے قریب عبداللہ شہار کا مزار ہے اور ہزار ہا  
مسلمانوں کی قبریں ہیں بقول شاعر  
رو سے زمیں پرست و ہم زیر زمیں  
ایں صفحہ خاک ہر در و تصور پرست

نائنہ میں آپ نے مسجد کی گزشتہ تیاری کا حال تو ملاحظہ  
فرمایا۔ ۱۲۹۰ء ہجری کی حالت تاریخ و محبت سے پیش کرتا  
ہوں۔ یہیں دیکھنا کہ مسجد گہری ہے ۱۶۵ ستون  
اور ۲ گنبد متوسط اور ۶ گنبد چھوٹے باقی ہیں مسجد کا  
طول ۱۲۰ فٹ ۶ انچ اور عرض ۶۰ فٹ ۷ انچ ہے زمین سے  
۵۱ فٹ ۱۶ انچ کی کرسی دے کر مسجد کا صحن قائم کیا  
گیا تھا (۱۱) اس میں چھیاں چیت پر جانے کے واسطے موجود  
ہیں دو معبد نہیں کہ اب ۳۵ سال کے عرصہ میں کتنی  
نقصان زدہ ہو چکی ہوگی۔

خداوند عالم ریاست حیدرآباد کو دائم و قائم رکھے ۱۶۷

ہوڑے فاصلہ پر سلطان محمود خلجی کی تعمیر کردہ دارالشفاء  
جس میں صد ہا مریض رہتے تھے اور حکیم افضل حکیم انکھما  
افلاطون دوران اس شفافانہ کا ہتھم تھا پھر اشرفی کل کا  
تو وہ ٹیکہ اس مکان میں درو دیوار اور چھتوں پر نہرا  
اشرفی جڑی ہوی تھی کبھی کبھی بارش کے بعد مرو  
کو اشرفی لمباتی ہے جس پر کلمہ طیبہ مسکوتہ ہے۔ ۳۰ مارش  
وزنی ہوتی ہے۔ جامع مسجد کے عقب میں ہونگ شاہ  
کا مقبرہ ہے ۱۲۰۰ء میں ہونگ شاہ فوت ہوا اور

محمد شاہ خلجی نے ۱۲۳۰ء ہجری میں بعض زر خطیر بنوایا  
یہ عمارت بلجاٹ اپنی خوبیوں اور صنعتوں کے قابل دید ہے  
بلکہ کرسی دیگر رنگ فرم کا مشین درخت گند بنا ہے رنگ  
سج کے دروازے (چوکیٹ و بازو) قائم کئے گئے ہیں  
دیوار کا آثار چڑا رکھا گیا ہے اور دیوار میں جا بجا بنے بنا  
کے حجرے تیار کئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے زور دار ہوا  
کی مار عمارت پر نہ پڑے اور وہ حجرے بھول پھلنا سکھا  
کلام دیتے ہیں جس سے سیاح چکر میں پڑے جاتا ہے اس گنبد  
میں آہستہ سے بھی بات کی جائے تو گونج بہت ہوتی ہے  
مستعدہ صفت یہ ہے کہ ایک ایک قطرہ پانی کا گنبد  
کی چیت سے ہر فصل و موسم میں ہونگ شاہ کی  
قبر پر ٹپکا کرتا ہے۔ وہاں کے عوام الناس اسکو ہونگ شاہ  
کی کرامت سمجھتے ہیں بقول صاحب تاریخ دہلیچاس گنبد  
میں یہ صنعت ہے کہ باریک باریک سوراخ اس حیات  
کے کپے گئے ہیں کہ ہوا داخل ہو کے پانی بن کر قبر پر ٹپکا کرتی ہے  
اس گنبد کے قریب لنگر خانہ تھا جس میں صد ہا غرا کو کھانا کھاتا

جاتا تھا حجاب بالکل مسدود گیا ہے۔ پھر اللہ باغ تھا جسکی  
روشنی حوض منہروں کی تعمیر کا پتہ بتاتی ہیں اللہ باغ  
کے دوسرے جانب اعظم مایاں کی مرزا مقبرہ اور مسجد ہے۔  
مسجد پر یہ ابیات کندہ ہیں۔

بغال خوب وقت سعد و فرخ سال و مرانور  
چہارم ماہ شہر اللہ روز مجید مسجد اکبر  
سنین سی و پنج و ہشتصد و سال ان ہجرت  
شمرہ بود روز و ماہ در حکم عرب یکسر

کہ شہزادین مسجد سلام انبیاء در عالم  
کہ سقف و گنبد و آشوبہ سرانگہا حضرت  
بنائے مسجد عالی معیت الدین والدینیا  
الغ اعظم مایاں قاتل ہفتا قیوم و کشور  
ز دست ہمت او شد مرتبہ ایک چتر مسجد  
کہ کس دارالامان خوانے کسے کہ کندا ہر  
مرتب و بسبغ ماہ شوال این بنا و خیر  
کہ ادا میں خبر اندر نامہ اعمال بخاں مضمر  
مزین کرد نشان خطبہ محمود ہشتہ والا

بودا میں بر زمین کوہ تمامہ پھر رخ اختر  
اس گنبد کے قریب ساعر تال اور در مقبرے فیل ہاؤس  
میں جانب مشرق عظیم الشان امام باڑہ تھا جو گر گیا ہے  
صرف ایک سو درسی میل باقی ہے جس پر کندہ ہے و عم الجے  
بجور بنیاد حسین یہاں سے شیش میں ایک رنگ گیتہ  
مکان دکھائی دیتا ہے جب ہم اوس میں داخل ہوئے میں  
تو عجیب و لطف نظارہ ہے جسکے دیوار اور چہیت سے برابر

پانی جہر کے عوض میں جمع ہوتا ہے اس طرح کے مکان کو  
سادن بہادون کہتے ہیں یعنی اپنے بزرگوں سے نہایت  
ایسا مکان لکھنؤ میں بھی بنا ہوا تھا جو عذ میں غارت ہو گیا  
اس مکان کا لطف و فضا تو سم گرام میں ہے اس مکان کے  
ایک جانب یہ شعر کندہ ہے۔

تو اں کردن تہائی عمر را معروف آب و گل

کہ شاید یکدمے صاحب دلے انجا کند منزل

اس بیت کے تحت میں مظہر خاں شہسوار کنہ ہے  
دوسرے جانب پر لکھ موافق شہسوار خیری۔

اعلیٰ حضرت جہاں پناہ ملکیت بارگاہ ظل الشہد اکبر شاہ  
موضیع دکن بودند بانی عبور افغانہ رباعی

نما کے گوئی بچرخ مستند خاں ما

خند باد بردل دیوانہ ما

زافغانہ دیگر اں بیا عجرت گیر

ز اں پیش کہ بشنود افغانہ ما

دوسرے پتھر پر یہ عبارت منقوش ہے شہسوار حضرت

اکبر شاہ فتح خاندیس نمودہ مراجعت فرمودند رباعی

دیدم چند چند نشستہ در وقت بنگاہ

برنگرہ مقبرہ نوشیرواں شاہ

فریاد کناں زردے عبرت میگفت

کو اں ہمہ شمت و متال داں ہمہ عاہ

دربار اکبر میں محمد مصمم مختص بنامی کے علاوہ اور شیخ

اس خدمت پر مقرر تھے کہ جہاں سواری شہنشاہ جا

یہ سنہ ورد اور اپنا کوئی شعر کہتے عادت پر کندہ کر دیں

یہ علمدار آمد دیگر شاہان مغلیہ کے زمانے میں ہی جاری رہا ہے  
المختصر شاہان عوڑی کے محلات سے کچھ فاصلہ پس سلطان  
ناصر الدین کا محل اس عبارت کا ٹرا حصہ ٹوٹ گیا ہے جس کے وجہ سے  
کتا بہ کے اول سطح بھی ضائع ہو گئے ہے آخری حصہ پانی  
کا نام بتلائے گویا ہے۔ السلطان الاعل الاعظم

والنجا قان الانسل الاعل ناصر الدین ۹۱۲ھ ان بزرگیت

الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عمارت بھی نہایت وسیع اور رفیع

ہو گی یا غیر واری و احبار ایک ٹیلہ پر دو منزل مکان بنا کر

جس کی قیمت پڑ پڑھنے سے دریا سے تریدا کہا ہے دیتا ہے

ناصر الدین ٹرا شکار دوسرے بادشاہ تھا۔ اپنے محل کے پاس

بہت تریدہ کھایا ہوا ہے تھے جس میں مختلف قسم کے جانور

پرورش پاتے تھے اور بادشاہ معطلات کے شکار کیا کرتا تھا

شکار گاہ کے بعد غنی شاہ کی قبر مسجد ہے توڑے فاصلہ

پر غنیت الدین کی مسجد ہے جس پر اشعار کندہ ہیں۔

سبہر محمد و معانی و شمش و دولت دریں

الغ سیکش دوران ملک غنیت الدین

وزیر عہدہ تھی پناہ ملک و ملک

نیم خسور رسم بگاہ جستن کیں

بعلم عقل باندا صنف است و خضر

بخیر و طاعت توفیق حق تعالیٰ میں

بوقت سعد ہنارہ بنائے اس مسجد

کہ بہت رونق اور رونق سپہریں

سال ہشتاد و سی دو گشت از عجرت احمد علی

تمام انکرم خالق زمان و زمیں (سید علی)

# زنگاری یا پسی عبت کے کچھ حالات

اس کا تعلق سمرین ہند

جن لوگوں نے انگریزی افانوں کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے اکثر حلقہ لفظ حبسی کا استعمال دیکھا ہوگا اور ان کے واقعات کو حبسی کے ساتھ پڑھا ہوگا۔ لیکن غالباً اس کا اتفاق نہ ہوگا۔ کہ مورخانہ نظر سے اس جماعت کا حال معلوم کیا جائے۔ چونکہ اس گروہ کی زندگی بالکل راز ہے اور راز کی جستجو فطرت انسانی کے لئے بہترین لذت ہے اس لئے ہم آجکی صحبت میں بتانا چاہتے ہیں کہ اس گروہ کے متعلق علماء مشرق و مغرب نے جس قدر تحقیق کی ہے اس کا حاصل کیا ہے۔

**نسلی تحقیق**۔ یہ جماعت ایک خانہ بدوش جماعت ہے۔ نسلی تحقیق جو ایشیا اور یورپ اور افریقہ میں ہر جگہ پائی جاتی ہے اور ہر ملک میں ایک جداگانہ نام سے یاد کی جاتی ہے۔ شام میں اس جماعت کو نوری کہتے ہیں اور مصر میں عجوبہ، درجینی میں اسے زجوزا (ZIGU - ZIGAR) کے نام سے پکارتے ہیں اور اٹلی میں زجاردو (NER ZIGARO) کے لقب سے مگھان

۔ ان کا نام حبسی (یعنی مصری) ہے اور قدیم اسیبی

زبان میں اصبیانا (AEGYPCIANO)

ہنگری زبان میں انہیں (PHORAS NAPE)

یعنی اہل فرعون کہتے ہیں اور بلاد فارس و ترکستان میں

زنجاری۔

اس سلسل میں سب سے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ یہ لوگ اصل باشندہ کہاں کے ہیں اور ان کا تعلق کس نسل سے ہے۔ اس سلسلہ کی تحقیق نے بہت اختلاف کیا ہے، صاحب قاموس نے لفظ نوری کی تحقیق میں لکھا ہے کہ یہ ارسے مشتق ہے، چونکہ یہ لوگ آگ کی پرستش کرتے تھے اسلئے ان کا یہ نام ہو گیا۔ لیکن بعض کا خیال ہے کہ یہ لفظ اصل میں نوری تھا جو اس وقت ایک ہندوستانی قبیلہ کا نام تھا اور جس نے یہ جذبہ کے زمانہ میں ایران کی طرف ہجرت کر کے عرصہ تک وہاں قیام رکھا۔ بعد کو کچھ تحریف کیا ہوا انہیں نوری کہنے لگے۔ ممکن ہے کہ حافظ شیرازی نے اپنے دیوان میں جن ناچنے گانے والوں کو لفظ نوری سے یاد کیا ہے وہ یہی لوگ ہوں جو سوق ایران میں پائے جاتے تھے اور قرض عین کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔

چونکہ ان کا ایک نام زنگاری بھی ہے جو ناچنے کی نیت سے نہایت اہمیت رکھتا ہے اور زنگاری قوم کے لوگ اپنے مرد کو بوجہ دم اور عورت کو بوجہ منی کہتے ہیں اسلئے بعض نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ لفظ قبطی زبان کا ہے اور یہ قوم اصل میں مصر کی رہنے والی ہے اس کی اُمید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اکثر زنگاری اپنے تئیں وادی نیل سے آبا بیان کرتے ہیں ان کے مصری الاصل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جرمنی کے مشہور شاعر (HAFMAN SWALDON) نے ایک حبسی کے لوح

مزار پر یہ شعر لکھے ہوئے دیکھے تھے۔

”میں نے تکلیف دہ سیاحتوں میں اپنی عمر بکریا یہ دو سطریں



بناؤ گی کہ میں کون ہوں۔

مصر (مصری، سوئٹزرلینڈ، اٹلی، جرمنی)

ان مقامات میں امیر نام رکھا گیا۔ میں نے دودھ پیا،

میں توانا ہوا، میرا پیٹ پیرا گیا، میں دفن کیا گیا،

بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ اہل میں سجادہ کے رہنے والے

ہیں جو میو پٹیمیا کا ایک مقام ہے بعض کا خیال ہے کہ

یہ قدیم یونیس کے رہنے والے ہیں، جسٹنجر (JUS -

TINGER) نے سوئٹزرلینڈ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ۔

مصر کی سرزمین سے سیاہ رنگ کے لوگ اپنی عورتوں

اور بچوں کے ساتھ لپکا آئے۔

۱۵۹۷ء میں اس قوم کے متعلق تحقیقات کی گئی تھیں،

کہ یہ لوگ اہل میں نیویا کے باشندے ہیں پہلے مصر میں

آکر وہاں کے اسقف کی حمایت میں آباد ہوئے پھر انہیں

ترکوں نے وہاں سے نکال دیا۔ اور وہ فلسطین کی راہ

سے یورپ میں پہنچے،

ہندی اصل ہونیکا بٹو کا خیال ہی تھا کہ

یہ لوگ اہل باشندے مصر کے ہیں لیکن اب یہ بات پایہ

ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اس قوم کا اصل وطن ہندوستان

ہے اور ان کی زبان کی اصل ہندی ہے اس تحقیق کا

سارا اقدار از منظر قریب لوگ لڑنے اور جاریج بورڈ کو حاصل ہے

انہوں نے عرصہ تک ان کے ساتھ زندگی بسر کی اور ان کے

آداب و اخلاق ان کی موسیقی ان کی زبان اور لکھنے

کے متعلق بہت سے تاریک واقعات پر روشنی ڈالی۔

جارج بورڈ نے ان کی زبان کے متعلق متعدد کتابیں

لکھی ہیں، اس میں سے ایک کتاب کا نام زنگاری ہے جو

۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی تھی اس نے ایک لغت بھی لکھی

زبان کا مرتب کیا ہے اس حاصل کی تحقیق سے معلوم ہوتا

ہے کہ یہ لوگ اہل میں شمالی ہند کے باشندے ہیں اور

مہب تقریباً ایک ہی زبان بولتے ہیں جس میں بہت سے

پرانے الفاظ ہندی کے پائے جاتے ہیں پوٹ نے جو

کتاب عجمی زبان کی نو لکھی ہے اس سے بھی ثابت ہو گیا

کہ اس زبان کے اکثر الفاظ ہندی ہیں اور یہ زبان اردو

سے قریب تر ہے لیکن چونکہ عجمی لوگ لکھنا ان وغیرہ سے

جو کہ گزر رہے ہیں اسلئے ان کی زبان میں یونانی، منگری

اور سلاوی زبان کے الفاظ بڑی حد تک شامل ہو گئے

میں۔ عجمی زبان کو جو تعلق اردو سے ہے وہ ذیل کے

الفاظ سے ثابت ہو سکتا ہے۔

اردو	عجمی	اردو	عجمی
منہ	بال	بال	بال
جیب (زبان)	ناک	ناک	ناک
پانا	بخت	بخت	بخت
کالا	بارو	بارو	بارو
میں	نشو	اچھا	نشو
ہم	تو	تو	تو
تم	مردہ	مردہ	مردہ
ایک	می ہوم	میں ہوں	می ہوم

یامندہ کی گڑی ہوی صورت ہے اب بھی اردو کی زبان میں ایک قبیلہ کو چنچر کہتے ہیں جو پنجاب و ایران کے درمیان آوارہ پھرتا رہتا ہے۔

ہندوستان کی یورپ کی طرف ہجرت غالباً گمان

یہ لوگ پانچویں صدی میں ہندوستان سے ایران پہنچے اور یہاں سے وہ جن جن راستوں سے یورپ پہنچے اس کا حال بھی ان کی زبان سے معلوم ہو سکتا ہے چونکہ علاوہ فارسی کے ارمی زبان کے بہت سے لفظ ان کی زبان میں شامل ہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایران سے پہلے آرمینیا گئے تھے۔ ممکن ہے کہ ان میں سے ایک گروہ شام و مصر کے راستے سے گیا ہو اور دوسرا گروہ نے درہ دانیال کو عبور کر کے مہر میں یورپ میں قدم رکھا ہو لیکن یقینی ہے کہ ایران کے بعد سب سے پہلے وہ زبان سکے اور پھر ہس سے تمام یورپ میں منتشر ہوئے اسکی تائید میں متعدد دلائل پیش کیے جاتے ہیں مثلاً ایک دلیل دینس کے حاکم اوتا دیا نو کے وہ احکام ہیں جو قبیلہ زنگھاری کے سردار یو حنا کے نام سے شروع ہوئے ہیں جیسے تھے اسکے علاوہ یونان میں بہت سے کھنڈر مصریوں اور زنگھاریوں کے محلہ کے نام سے مشہور ہیں جن پر وہ کوڑیوں بھی انکی ایک نو آبادی تھی، لیکن جب مسلمانوں نے اسے فتح کیا تو تمام قبائل منتشر ہو کر دریائے ڈینیوب تک پہنچ گئے و

(باقی آئندہ)

(ازنگار)

اردو	عربی	اردو	عربی
دو	دوئی	تین	تین
چار	شتر	پانچ	پنش
ہزار	اکزارس	ہس	برش
مینہ	مینت	رات	راتی
آگ	باگ	سونا	سونائی
جھلی	ماشو	گھر	کر
بھڑا	بھڑا	ساپ	ساپ
بہن	بن	بیاد	پیاد

زنگھاریوں کے متعلق ایک قدیم روایت فردوسی نے شاہنامہ میں بھی لکھی ہے اور اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ اہل میں ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ وہ کہتا ہوں کہ شاہ ایران بہرام گور نے ایک ہندوستانی امیر شنگال سے دس ہزار آدمی قبیلہ لوری کے طلب کیے تاکہ وہ اور اسکی عیال ان کے موسیقی سے لطف اٹھائیں بہرام گور نے ہر لوری کو ایک گدہ، ایک گائے اور کچھ گیہوں کا شت کے لئے دیئے لیکن یہ عطیہ بہت جلد ختم ہو گیا اب بادشاہ نے اذ کو اپنے ملک سے نکال دیا فردوسی لکھتا ہے کہ اب تک یہ قوم دنیا میں جا بجا پھرتی ہے اور اپنے کنوں اور موٹریوں کے ذریعہ سے معاش حاصل کرتی ہے۔ آج کل بھی ایران میں زنگھاریوں کو لوریکہ نام سے یاد کرتے ہیں۔

علاوہ اسکے ایک اور ثبوت ان کے ہندوستانی ہونیکا یہ بھی ہے کہ بعض عربی یا حبشی اپنے لوگ کو کہتے ہیں جس کے معنی سیاہ کے ہیں اور ان کا نام سندھ بھی ہے جو سندھی

# علوم جدیدہ



## ہوائیات (پہلو)

### دوسرے پوسٹریس کی بہترین پوزیشن

دوسرے پوسٹریس کی بہترین پوزیشن یہ ہے کہ ایک تو مشین کے بالکل سامنے نصب کیا جائے اور دوسرا بالکل پیچھے۔

پوسٹریس جو وسط میں ایک الیکٹرک پلمپ (Pump) سے ملتا ہو (جیسی کہ مشہور بگ دیب ٹورس)

کی صورت میں اس کی پوزیشن صرف سامنے والے پوسٹریس کے قطعی ہیکار ہو جانے کے متعلق ہے خصوصاً اس وقت جبکہ موڈل بالکل سر کے بل زمین پر آئے اور ایسا اتفاق اکثر پیش آتا رہتا ہے۔ نہایت ہلکے موڈس کی پرواز جبکہ مجموعی وزن ایک ادلس یا اسکے قریب ہوتا ہے اس ترکیب سے نہایت کامیاب اور دیر پائانت ہوئی ہے اور یہ مان لیا گیا کہ یہ ترکیب نہایت ہلکے موڈس کے لئے خاص طور پر مناسب ہے بالخصوص اس کے لئے ریل کی دونوں بھانجوں

کا وزن سہارنے کیلئے صرف ایک ڈنڈے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے اوپر ایک بھانجہ ہوتی ہے اور نیچے دوسری۔ یا ایسا ہوتا ہے کہ دونوں پر پوسٹریس ایک ہی سیدھ میں ہوتے ہیں اور ان بھانجوں کو ترچھا اوپر کی طرف چڑھا دیا جاتا ہے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ایک پوسٹریس مشین کے سامنے اور دوسرے کو پیچھے نصب کرنے میں جو خطرہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ موڈل کے سر کے بل زمین پر آئے گی صورت میں سامنے والا پوسٹریس بالکل ہیکار ہو جاتا ہے۔ اس خطرہ سے نجات پانے کے لئے بہت سی ترکیبیں کی جا چکی ہیں تاکہ بڑے بڑے طیاروں میں بھی پوسٹریس کی طرح نصب کئے جا سکیں مگر سچے بھیکے اب تک کوئی ترکیب بالکل کامیاب نہیں ہوئی ہے

پچھلے پوسٹریس کی حفاظت کے لئے پشتیان کو استعمال کرنا ایک حد کا زبات ہے اور سامنے والے پوسٹریس کی حفاظت کے لئے اسی ترکیب سے کام لینا

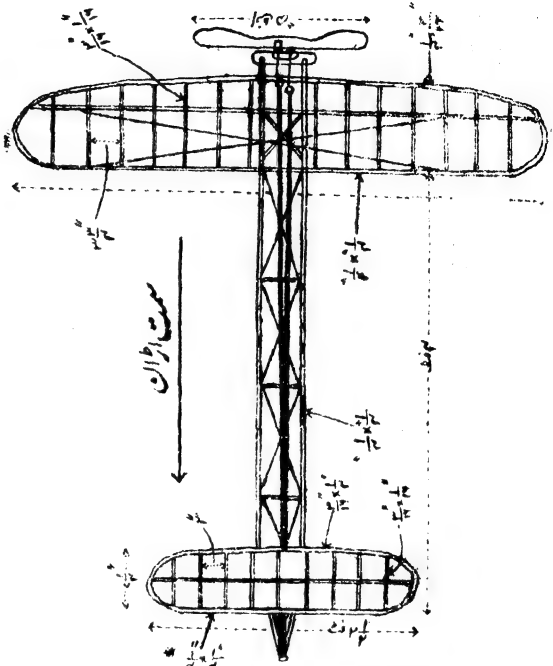
بہت مشکل ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے پشتیان کو استعمال کرنا ایک حد کا زبات ہے اور سامنے والے پوسٹریس کی حفاظت کے لئے اسی ترکیب سے کام لینا

بہت مشکل ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے پشتیان کو استعمال کرنا ایک حد کا زبات ہے اور سامنے والے پوسٹریس کی حفاظت کے لئے اسی ترکیب سے کام لینا

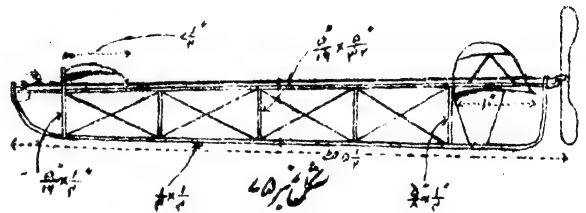
بہت مشکل ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے پشتیان کو استعمال کرنا ایک حد کا زبات ہے اور سامنے والے پوسٹریس کی حفاظت کے لئے اسی ترکیب سے کام لینا

بہت مشکل ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے پشتیان کو استعمال کرنا ایک حد کا زبات ہے اور سامنے والے پوسٹریس کی حفاظت کے لئے اسی ترکیب سے کام لینا

ایک بالکل مختلف صورت حال ہے۔



شکل نمبر ۱۷



شکل نمبر ۱۸

## پروپیلر کی آزمائش

شکل نمبر ۱۹ ایک نہایت آسان ہے جو پروپیلر کی آزمائش کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ تصویر کے نمونہ پر ۱۹۴

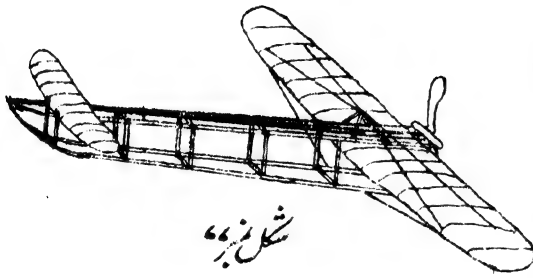
بنائی گئی یہ صرف ایک سادہ کڑی کے فریم ورک اور سیرنگ پر مشتمل ہے جو پروپیلر اور پروپیلر کی سہارا کے لئے بنائے گئے ہیں اس میں دو (P. ۱۹۴) گھادی گئی ہیں جن کی درمیان سے یہ تار پروپیلر کے دھلوں کے ذریعہ سے دوڑ سکتا ہے یہ تار جس پر پروپیلر کی آزمائش کی گئی اور جس کی تصویر یہاں درج ہے۔ فولادی اور پلاسٹک لیا تھا۔ اس سے تین گز کے فاصلہ پر ایک ایسا ہی دوڑتا رہا اور آلہ نصب کیا گیا تھا۔ ان دونوں آلوں پر ایک ایک پروپیلر لگا کر ایک۔ دوسرے کے مقابلہ میں دونوں کی تیزی رفتار اور عمل کی کا امتحان کیا گیا یا یہ الفاظ دیگر تار پر ان کی دوڑ دیکھی گئی اور پھر ایک کا پروپیلر دوسرے میں لگا کر یا آپس میں پروپیلر کو بدل کر دوبارہ دوڑ دیکھی گئی۔

اس کے علاوہ آزمائش کا ایک طریقہ اور یہ ہے کہ ان کو دوسرے اسکوڑ والے موڈل میں نصب کیا جاسکتا ہے اور پھر اس کا پروپیلر اس میں اور اس کا اس میں لگا کر یہی ترکیب کی جاسکتی ہے۔ اگر دونوں صورتوں میں کوئی پروپیلر جس سمت میں کہ وہ نصب کیا ہوا ہے اس سے دوسری سمت تک موڈل کو لیجانے میں خط متعین قائم کرے تو یقیناً یہ پروپیلر دوسرے سے بہتر ہے۔

## دسوال باب

## پرواز و ہوائی

موڈل کو بنا کر یا خرید لینے کے بعد سب سے پہلا سوال اس کی قابلیت پر واز کی آزمائش ہے۔ نا تجربہ کار کو اس معاملہ کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ پرواز کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ آلات محرک میں کوک بھردی جائے اور مشین کو ہوائیں اچھال دیا جائے۔

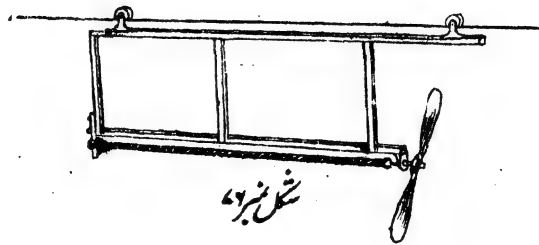


لیکن حقیقت یہ ہے کہ موڈل کا کامیابی کے ساتھ صرف پرواز نہ کی جائے خود ایک فن ہے اور اس میں زیادہ ہوشیاری اور مشق کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں سب سے پہلے

## موڈل کی پرواز کے عام اصول

سے بحث کریں گے۔ ہر موڈل کو اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اسی تیزی کے ساتھ ہوائیں چھوڑے گا جس تیزی کے ساتھ کہ وہ ہوائیں پرواز کرتا ہے اس سے زیادہ یا کم تیزی ہرگز نہیں

سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ دو سہ اسکر و الی مشین کو ایک لمبے تاگے یا لٹیک ڈوری پر اسکی گنٹل مرکزی کے عین وسط پر لٹکا دیا جائے۔ اس صورت میں موڈل کو عام طور پر خاص ایرو ڈائنامک (Aerodynamic) کے سامنے کی طرف وزن انداز ہونا چاہئے اگر موڈل اس صورت میں دوڑتے وقت بالکل سیدھے میں تو اس کے معنی میں کہ انکا وزن (Balance) بالکل برابر ہے اگر سیدھے نہیں تو ان کو اس وقت تک اور زیادہ درست کرنا چاہئے جب تک کہ وہ سیدھے دوڑنے لگیں۔ اس امر کا بھی اطمینان کر لینا چاہئے کہ دونوں آلات محرک (موتورس) کی بھانجیں برابر ہیں (مزید احتیاط کیلئے) ان کو تول کر بھی دیکھ لینا چاہئے کہ آیا برابر ہیں یا نہیں) اور ان میں برابر کوک بھری ہوئی ہے اس معاملہ میں اس قدر احتیاط کی ضرورت ہے کہ دونوں آلات محرک ایک ہی وقت میں خریدے ہوئے بڑے بڑے بنائے جانے چاہئیں اور یہ نہیں کرنا چاہئے کہ ایک ریموٹس رٹ سے بنائی جائے جو جنوری میں خرید گیا تھا اور دوسری ریموٹس رٹ سے جو جون میں خرید گیا تھا۔



ہونی چاہئے۔ اگر تیزی میں کمی ہوگی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ زمیں پر گرنے اور گرنے میں پروپیلر یا بعضی نشیمن کو صدمہ پہنچنے سے پہلے موڈل کو اس امر کی ضرورت ہوگی کہ وہ از خود پرواز کی وہ تیزی پیدا کر لے جو عموماً لازمی ہو کرتی ہے۔

اگر تیزی اس سے زیادہ ہوگی تو نشین غیر متعلق ہو جائے گی اور معمولی رفتار پر وزن اختیار کرنے سے پہلے اسکو تیزی کی زیادتی کو ختم کر لینا پڑے گا۔ مگر عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ موڈل کو تیزی کی زیادتی کے ساتھ ہوائیں اچھالنا گئی کے ساتھ اچھالنے سے بہر صورت بہتر ہے۔ بعض تیز رفتار موڈل اس ترکیب سے بنائے جاتے ہیں کہ ان کو زیادتی کے ساتھ ہوائیں اچھالا ہی نہیں جاسکتا۔ کلاکس فلاپر س میں یہ بات بالعموم پائی جاتی ہے، اس لحاظ سے شکل نمبر ۷



شکل نمبر ۷

دوسرے نہایت اچھے آہستہ اڑنے والے موڈل کیلئے صرف اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کو نہایت آہستگی سے ہوائیں دھکیل دیا جائے یا صرف گرفت کو ہٹا لیا جائے لیکن چونکہ آہستہ پرواز کرنے والے موڈل کی رفتار میں اب بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے اسلئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب ہر موڈل کو پرواز اختیار کرنے کیلئے بغیر کسی

پس و پیش کے ہوائیں اچھالا جاسکتا ہے۔ البتہ بعض موڈل کے اچھالنے کے لئے نہایت آہستہ کام لینے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ موڈل کو نہایت ہموار پینڈے پر رکھ کر اڑانا چاہئے۔ یعنی موڈل کسی طرف جھکا ہوا نہ ہو ورنہ اسی طرف پرواز عمل میں آئے گی جس طرف جھکاؤ ہوگا۔

البتہ لکھا اور بالکل کم وزن موڈل کو ہوائی سمت میں اڑایا جاسکتا ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ لمبی پرواز حاصل کی جا رہی ہو اس صورت میں اسکو قوت کے ساتھ اچھالنا چاہئے۔ اس کے وجہ حب ذیل ہیں۔

فرض کیجئے کہ موڈل کی رفتار بہت زیادہ میل فی گھنٹہ ہے۔ اور ہوائی بھی یہی رفتار ہے۔ لہذا اگر اس کو ہوائی کے خلاف سمت میں اچھالا یا گیا تو نظاً ہر یہ صرف ہوائیں منڈا لے گی۔ اور وہ بھی اس شرط سے کہ پروپیلر کو چالو کرنے کے بعد اس کو ہوائیں قائم رکھا گیا اور پھر گرفت ہٹائی گئی ہو۔ لیکن جب یہ اسی سمت میں پرواز کرے گا جس سمت میں کہ ہوا چل رہی ہے تو اسکی رفتار میں میل فی گھنٹہ ہو جاتی ہے اس طرح پراسکی تیزی پرواز کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اڑاتے وقت نشین کے سر کو ہوائیں بالکل اوپر کی طرف نہیں رکھنا چاہئے بلکہ برائے نام خفیف سا اوپر کی طرف اٹھا ہوا رہے۔ بالکل توازی سطح بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح سر کو نیچے کی طرف بھی نہیں جھکانا چاہئے اس

صورت میں کہ کسی بیٹھ پر کھڑے ہو کر موڈل کو اڑایا جائے اور ہوائیں اور قطعی مخالفہ ہو جو کی تیزی اور قیافت کی صورت میں موڈل کو نیچے زمین سے ماسواڑ لینے پر واز لے قاعدہ نہیں ہوتی بلکہ بہتر ہوتی ہے لیکن ایسی حالت میں کہ ہوا کی رفتار کی ہی صورت ہو جو اوپر بیان کی جا چکی ہے اور پر واز سطح مرتفع سے حاصل کی جا رہی ہو تو باقاعدہ پر واز پیدا ہی نہیں ہوتی۔

## فرزند (الیوٹیر) کا تجربہ

مستقل طور پر مستقل کرنے سے پہلے یہ مناسب ہے کہ فرزند کا چند ابتدائی پر وازوں کے ذریعہ سے تجربہ کر لیا جائے۔

اگر تجربہ میں موڈل راست اور مستقل طور پر پر واز پیدا نہ کرے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کے ٹیلینس میں خامی ہے جسکو فوراً مزید کام لینے سے قبل رفع کر دینا چاہئے۔ اگر وہ بہت جلد زمین پر اس طرح اتر آئے کہ اس کا سر نیچے کے طرف جھکا ہوا ہو تو اس کے یہ معنی ہیں کہ جس زاویہ پر فرزند کو نصب کیا گیا ہے وہ بہت چھوٹا ہے۔ لہذا فوراً اس کو بڑھا دینا چاہئے۔ لیکن اگر اس کا سر ہوا میں اٹھا رہا ہے اور زمین میں پیچھے ہٹنے کا رجحان پایا جائے یا اگر ہوائیں ٹیٹ فرزند قائم کر رہا ہو پر واز کرے تو ایسی صورت میں ادویہ بڑھا ہوتا ہے جسے چھوٹا کر دینا چاہئے۔ تجربہ اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ

ہدایت ہموار وہ مستحکم پر واز نہ پیدا جائے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تجربہ ایسی جگہ پر کرنا چاہئے جو محفوظ ہو۔ یا اس وقت کرنا چاہئے جب ہوا بالکل ساکن ہو۔ تجربہ کے بعد پر واز کی کوشش کرنی چاہئے اس وقت بہت ممکن ہے کہ فرزند کو از سر نو نصب کرنے کی ضرورت لاحق ہو۔ اگر ریپر موڈل اور ریپر لیر کو نصب کرنے کے بعد ہموار پر واز پیدا نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں یا تو فرزند یا فریم ورک پر ریرو فائل کی پوزیشن کو بدلتے کی ضرورت ہوگی۔ یا اگلے اور پچھلے تقاسم وزن میں کچھ تبدیلیاں کرنی پڑے گی۔

## دوسرے اسکرول موڈل کو چلائینا طریقہ

اس غرض کے لئے دو بہترین طریقے حسب ذیل ہیں۔ پہلا طریقہ۔ موڈل کو دونوں ہاتھوں میں اس جگہ سے پکڑو جہاں ریپر لیر نصب کئے گئے ہیں (فریم ورک کی صورت میں صورت میں مستادی الساقین مثلث کی ہوگی اگر ریپر لیر جگہ نہ لگا سکیں مشین کو عموماً نیچے کی طرف جھکائے رکھو یا اگر مشین اتنی بڑی ہو کہ ایسا نہ ہو سکے تو اس صورت میں اس کے سر کو زمین پر لگا دو اس کے بعد موڈل کو اٹھاؤ یہاں تک متوازی الافاق سے کچھ زیادہ پوزیشن میں آجائے اور پھر ہدایت جلدی کے ساتھ بغیر کسی پس پیش کے مشین کو ہوا میں ڈھکیں دو۔ اگر ضرورت ہو تو پہلے مقام سے کچھ آگے بڑھ کر ایسا کرنا کہ زیادہ سرعت اور تیزی پیدا ہو جائے۔ اور پھر اس کے بعد فوراً دونوں

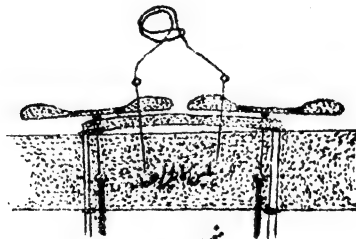
ہاتھوں کی گرفت کو ہٹالو۔

## (نمونہ) موڈل رانی

ایسے موڈلس کی صورت میں جن کے آلات محرک ربرکے ہو یا ایسے موڈلس کی صورت میں جن کا قہر و قیامت اس قابل ہو کہ جی راسکو پک کٹرول کا حامل ہو سکے (جن موڈلس میں جی راسکو پک کٹرول ہوتا ہے ان کا وزن کم از کم ۲ تا ۶ پونڈ ہونا چاہئے۔ یہ طریقہ بالکل جاری نہیں ہوتا۔ ایک عمودی تپوار کے ذریعہ سے انٹرٹیک اس کا قہر و قیامت فاسی ہو اور اسکی تفسیب ایک کافی وسیع زاویہ میں کی گئی ہو۔ یہ سمت راست تاجیب موڈل رانی کیجا سکتی ہے خود اس میں بھی رجسٹروس کیا جاسکتا کہ موڈل کو ایک دفعہ گھمانا بہ نسبت دوسری قریہ گھمانا زیادہ آسان ہے۔

باقی آئندہ

دوسرا طریقہ ہے۔ اگر مشین وسطی ڈنڈے کے ساتھ بنائی گئی ہے۔ یا مشین کے مرکز ثقل پر کوئی مناسب مستحکم گرفت پیدا کی گئی ہے تو ان دونوں صورتوں میں حرکیہ طریقہ بر عمل کر دو۔  
مشین کو سرکے اور پے دونوں ہاتھوں کو پکڑ لو۔ سیدھے ہاتھ کی گرفت ایسی ہو کہ فوراً اسکو ہوا میں چھوڑا جاسکے اور الٹے ہاتھ میں دونوں پروپلیئرس ہوں۔ پہلے پروپلیئرس کو چھوڑ دو تا کہ وہ چکر لگنا مشہور کر دیں اسکے بعد مشین کو ہوا میں چھوڑ دو ایسے موڈل جن کا وزن دو یا تین پاؤنڈ ہو نیز ہوا میں بھی اس طریقہ پر نہایت کامیابی کے ساتھ چھوڑے جاسکتے ہیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ موڈل چاہئے کسی صورت اور کسی ساخت کا ہو اسکو صرف ایک ہاتھ سے ہوا میں نہیں چھوڑنا چاہئے۔



شکل ۹

ہوا میں چھوڑتے وقت ڈری میں ایک خود بخود کھٹنے والی گرہ دیکھئے اور اسکو کلائی پر رکھ کر مڑاؤ ایک ہاتھ سے مشین کے پچھلے حصہ کو ایک ہاتھ سے پکڑ لو اور دوسرے ہاتھ سے مشین کو اس مقام پر سہارا دو جہاں مناسب ہو اسکے بعد نہایت بیدردی کیسا ہاتھ اسکو ہوا میں چھوڑ دو۔  
موڈل کے ہاتھوں علیحدہ ہونے پر پین و پروپلیئر کو خود بخود راکر دیتی ہیں۔ پین ایک چھوٹے سے کپ میں گزرتی ہیں کچھ اسکر و کاسوئس میں سے اور پین پکڑنے کا اقبال پروپلیئر کے حرکت کو اس وقت روکے رکھتا ہے جب تک کہ وہ ٹھانڈی جائیں ایک پروپلیئر میں جابی دینے کے بعد پین ایک بن لگا دی جاتی ہے اور دوسرا بن جابی کے بعد دوسرے پین لگا دی جاتا ہے۔





رکھا جاتا ہے۔ اس طرح منافع کو ملحوظ رکھنا چاہئے کیوں کہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں۔ ایک ماہ اپنی غیر معمولی درجہ کی خوبصورتی سے نائلس بریڈگان میں اعلیٰ نمونہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اچھے انڈے دینے والی نہیں ہے تو اپنے مالک کیلئے بہت ہی کم نفع بخش ہے۔ ہمیشہ قیمت مادہ دہی ہے جو دونوں حاجتوں اور صفوں سے

مکمل ہو لینے خوبصورت بھی ہو انڈے بھی بڑے ہوں۔ اور زیادہ تعداد میں دیتی ہو۔ ہم اپنے بہترین جانوروں سے نیچے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جتنے ان سے ممکن ہیں۔ ایک مادہ کی قدر قیمت اس سے حاصل کرنا چاہئے۔ انڈے کو زیادہ دیتی۔ زیادہ منافع حاصل کرنے والی مرغی پرورش بڑھا دیگی اس میں بیشک بچوں کی صفیں بھی قابل توجہ ہوتی ہیں انڈوں کی جسامت اور ان کی ساخت بھی بہت ہی قابل توجہ امر ہے بعض مرغیاں اپنے قد و قامت کے لحاظ سے چھوٹے جسامت کے انڈے دیتی ہیں اور دوسرے انڈے دیتی ہیں دونوں ناقابل پسند نکلیں ہیں۔ کیونکہ ان سے پیدا ہونے والی مرغیوں میں بھی یہ صفات ناقص ظاہر نہ ہوں گی۔ نیز اس کے انڈے کی کثرت و میٹھ اور ان کے ایسے مار باپ کے ذریعہ سے لگیٹی ہے جس میں اون کی ماں اچھی جسامت اور شکل کے انڈے انیوالی ہے انتخاب ہمیشہ اون مرغی پر کرنا چاہئے جو اچھی جسامت اور شکل کے انڈے دینے والی ہو مرغیوں کی انتخاب میں بھی ہموانے جانوروں میں ان امور کا خیال لازمی اور ضروری ہے اور اگر ممکن ہے تو ہمیشہ ایسے مرغیوں کا انتخاب کرنا چاہئے جو زیادہ خوش شکل اور اچھی جسامت کے

## مرغیوں کی پرورش

پیوستہ

جو اقسام کے جانوروں میں (پاستنا) مانیٹیم قد و قامت کا لحاظ بالخصوص تجارتی کاروبار کی واسطے نہایت ضروری ہے تجارتی اغراض کے واسطے قد و قامت کے لحاظ خاص طور پر ضرورت ہوتی ہے۔ صورت پسند مرغیوں کو بھی قد و قامت کی اسلئے خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی خوبصورتی میں داخل ہے اسلئے ہمیشہ ایسے جانور کا انتخاب کرنا چاہئے جس کا قد و قامت بھی اچھا ہو اور جس کے انڈے نیچے بھی بڑے ہوتے ہوں۔ قد و قامت سے یہ مراد ہے کہ جانور غیر معمولی طور پر موٹا بھی نہ ہو اور اس کا وزن بھی مقررہ وزن کے مطابق ہو۔ زیادہ تعداد میں انڈے نیچے نہیں دیتا۔ ہر موقع پر یہ کہنا بیکار ہے کہ اچھے قد و قامت کے ساتھ کمال صحت بھی ضروری ہے جو مرغیوں کی تجارت کے فروغ کا بہترین ذریعہ ہے انڈوں کی پیداوار کے معاملہ میں خوبصورتی کو ملحوظ

انڈے دینیوالی مشہور ہیں۔ یہ مرغیاں بہ نسبت معمولی انڈے دینے والوں کی قیمت میں زیادہ ہونگی۔ بے شبہ ہر ملک واسلہ وار یہ بھی جاننا چاہئے کہ دیئے ہوئے انڈے کس کس مرغی کے ہیں تاکہ ہم اپنے خیالات کا کسی وقت ٹھیک ٹھیک بغیر کسی غلطی کے استعمال کر سکیں۔ گزشتہ موسم میں میرے پاس ایک نہایت عمدہ انڈے دینے والی مرغی تھی۔ اس کے انڈے بڑے اور خوبصورت اور خوش شکل ہوتے تھے۔ سال حال اسکی ایک مادہ بیجی سے جھول لے رہا ہوں یہ بھی زیادہ اور بڑے اور خوش وضع انڈے دینے والی ہے جبکہ امید ہے کہ سال آئندہ اسکی مادہ بیجوں کو کسی نہایت ہونہار چٹے سے ملا کر نسل لے سکو گا۔ اسی طرح اسکی ہر اولاد کا رائے ہوگی۔ وہ بڑے قد و قامت کے نہایت عمدہ انڈے دینے والی قابل نمائش مرغی ہے اتنی مرغیوں میں سے افزائش نسل کے واسطے ایک مرغی کے دیئے ہوئے انڈوں کی حیثیت اور وضع و قطع کے معیار کا میں نے اسکو ایک خاص قرار دیا ہے یہ بھی مناسب ہے کہ انتخاب کی قدرت جانوروں کے مزاج کی طرف بھی توجہ کی جاتی ہے یا نہ ہو اس کا خیال نہ جانوروں کی پسند و انتخاب کے وقت ضرور کرنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو دوسری حاجتوں کی طرف بھی توجہ ضروری ہے میں ایک ایسے مرغ کا انتخاب کروں گا جو بہادری سے طبیعت اور چالاک مزاج ہے اور اپنی غذا کا آخری کڑا بھی اپنے ڈیرے کی مرغیوں کو دیتا رہتا ہے اور کبھی تنہا خوری نہیں کرتا ہے۔

نیز ایسے مرغ کا جو اپنے مرغیوں کے ساتھ سلامت طبع سے کام لیتا ہے اور انکی طرف سے جتنی لڑائی پر آمادہ اور تیار ہوتا ہے میرے خیال میں اس مزاج کا نہایت بہتر بیج پیدا کرے گا۔ منجملہ ان کے اکثر جوڑے اپنے باسکے بہ نسبت بد اخلاق کامل الطبع اور مست حرکات ہونگے مادہ جانوروں کے مزاج کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ہے اور جہاں تک ممکن چھٹی حیثیت و چالاک اور ایسی مرغیوں کا جو اپنی ڈیروں میں یا کسی اور آرام کے مقام پر سونے اور بیٹھنے کی بجائے چاروں طرف دوڑتی پھرتی ہے انتخاب کر دے۔ یہ قسم بہت انڈے سینے والی اور جوڑوں کی پرورش کرنے والی ہوتی ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ حسب خواہش ہمیشہ ان حملہ جھفات کے جانور دستیاب ہو سکیں لیکن ایک شخص اولن کو ترکیب دے سکتا ہے۔ اور ہمیشہ مطلوبہ صفات کو ترقی دینے کے واسطے ہر موسم پر انکی ترکیب میں رد و بدل کر سکتا ہے اگر کوئی شخص اس طرف توجہ کرے تو بہ آسانی ایسا کر سکتا ہے اور جملہ خصوصیات میں کامل غور و خاص سے یہ کوشش مکمل ہو سکتی ہے ذخیرہ افزائش میں صفات متذکرہ بالائی موجودگی و عدم موجودگی اختیار نہیں ہے لیکن ایسا نہیں ہے یہ علمی ہے اور بالکل ممکن ہے اور اسکی مکمل کے واسطے پرورش کنندہ صرف توجہ و درکار ہے کوئی شخص ان حملہ جھفات کو ایک سے دوسرے پر منعکس نہیں کر سکتا ہے اور اپنے ذخیرہ افزائش نسل کا انتخاب ایسے جملہ امور کو پیش نظر رکھ کر کرنا چاہئے کہ جو عمدہ خاتیں ہمارے جانوروں کی جنس

ان اثرات کے تھیل کرنے کی طاقت رکھتے ہوں۔

نرجا نور کے اثرات جو بصورت جانور و ذکی افزائش  
نسل رفتہ رفتہ اصولی انتظامی حکومت سے نکل کر علی تحت  
میں آتی جاتی ہے اور ہمارے خوشنمائی پسند و شکاکام  
ہو سکے گا اور اس قلیطع پر آتا ہے جبکہ صحیح جنونیں ساٹھ گٹ  
و علم طبع استعمال کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص نے اس  
طریقہ پر اعلیٰ کامیابی حاصل کی تو یہی سمجھائیگا کہ اس نے  
علم سائنس کی تفصیل سرسری یا سطحی نظر سے نہیں کی ہے  
اس سلسلہ خیال میں اب ہکویہ غور کرنا چاہئے کہ مسئلہ  
افزائش نسل میں اصلی کام کرنا والا کونسا جزو ہے  
نرجا نور کے اثرات۔ جسے تعلق یہ دریافت کرنا  
کہ بہتر نتیجہ پیدا کرنے کے واسطے اون کو کس طرح اپنے اختیار  
اور قبضہ میں لانا چاہئے۔

ایک ایسے نرجا نور کو اپنا مطلوب سمجھنا چاہئے جس سے  
کہ نسل لینا مقصود ہے وہ اپنے گذشتہ نسلوں سے  
اچھی خاصیت رکھنے والا ہونا چاہئے۔ جس طرح کہ قوت  
پیدائش کے قائم کرنے کے واسطے کام کرنا کی ضرورت ہے  
اسی طرح ایک ایسی نظر کی بھی ضرورت ہے جو صرف خالص  
تعلق رکھتی ہو یعنی ایسے جانور بھی ضروری ہیں جس کا جلد  
اور زیادہ صرف خاصیتوں سے تعلق رکھتا ہے کسی جانور  
میں گوشتی خوبی شکل اور بردباری کی موجود ہو اور اس میں  
اپنے بچوں پر وہ خوبی منتقل کرنے کے قدرت نہ ہو تو کچھ  
بہت ہی کم قیمت کا ہوگا۔ افزائش نسل کے کمال ذخیرہ میں  
ذاتی خوبی کی تصور نہایت دل آویز ہوتی ہے لیکن اس

خوبی کے ساتھ اگر اپنے بچوں پر اس کی منتقل کرنے کی قدرت  
نہیں ہے تو مرغیوں کے احاطہ افزائش نسل میں بہت  
ہی کم بکار آمد ہوگی یہ ہیں وہ وجوہ جو ہکویہ راہ  
کی طرف جھکاتی ہیں جس کے اپنے ہم موسم افزائش میں  
پڑے رہتے ہیں۔ نرجا نور ذاتی خوبی کی ساتھ اپنے  
بچوں کے لئے قوت انتقالیہ بھی رکھتا ہے اور افزائش  
نسل کے کامنکے واسطے نہایت بخش قیمت ہوتا ہے  
اور اگر اس قسم کا جانور ہمارے قبضہ میں ہے تو جہان تک  
ممكن ہو اس کا خون یہاں تک بڑھانا چاہئے کہ ایک  
کثیر تعداد ایسے جانوروں کی پیدا ہو جائے جو اپنے  
صفات ظاہری اور افزائش نسل کے لحاظ سے نہایت  
دل آویز ہو یہی ہے جو اند و بین جو ہر روح پہنچاتا ہے  
یہ نہی ہوتا ہے جو اند و بین عنصر روح پہنچاتا ہے۔

اور ہر چوڑہ جو اس سے پیدا ہوتا ہے وہ اس کا اصلی خون  
ہے وہ صرف عنصر روح ہی میں نہیں پہنچتا بلکہ اس طرح  
مادہ کے اثرات کو بھی ہنجر کر دیتا ہے اور جوڑے صفات  
و عادات اور ظاہری شکل و صورت میں مرئی کی پیروی  
کرتے ہیں جبکہ اس طرح نرجا نور کا خون جو زندگی نہیں  
داخل اور رگ مچھے میں ساری ہوتا ہے تو ہمہ وجہ  
سوائے اسکے اور کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ وہ باپ کے  
قوائے انتقالیہ کا اثر ہے۔ جو زمین اپنی ذاتی خوبیاں  
منتقل کرتا ہے یہ وہی باپ کر سکتا ہے جس میں کہ اپنے  
زنگ اور صفات کے زور دار قوت انتقالیہ موجود ہے  
جس مرغ کا متعدد مرغین کی ساتھ جوڑا لگایا جائے گا۔

وہ اپنے ان اثرات کے حدود و سمت میں بہت زیادہ مختلف ہو گا۔ جو مختلف مرغیوں کے چوزہ میں قابل توجہ ہوتی ہے اس اختلاف کا اصلی سبب مختلف مرغیوں کے مختلف اثر پیدائش کا اختلاف ہے بعض مرغیاں قوت انتقال کے اثرات میں مرغ سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں اور بعض کم۔ ہمیشہ چوزہ فطرت والدین میں سے اوسے کے اثرات زیادہ قبول کرینگے جو اس میں زیادہ زور دار ہو گا۔ قوت تولید میں مرغیوں سے مرغ اگر زیادہ زور دار ہے اس کے زینے ساخت اور رنگ میں اس کی مشابہ ہوینگے اور مادہ چوزہ باپ کے اثرات ظاہر کرنے کے ساتھ اوسکی مادہ رشتہ دار کے لئے اوسکی ماں اور بہنوں کے مشابہت بھی اختیار کرینگے اور ایسی حالت میں مرغ سے مرغی زیادہ طاقت دار ہے تو اس کے بچے اپنی ماں کے آبا و اجداد یا اپنے بہائیل کے مشابہت پیدا کریں گے اور مادہ چوزہ زیادہ تر اپنی ماں کے مادہ رشتہ دار کے مشابہ ہوینگے۔ خون کا زور دار اثر بچوں میں ان صفات خاندانی کے قائم رکھنے کیلئے رجوع ہوتا ہے جس کا نور کا مادہ خون ہوتا ہے اور جب تک کہ بچے کامل طور پر ہیکل اپنی شکل و صورت اور پر و بال کے رنگ کو اس حد تک ظاہر کریں کہ ایک شخص دیکھ کر اونکے خاندانی قوی پر مشابہت کی شناخت کر لے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ والدین میں سے کس کے خون اپنا مکمل اثر لیا ہے بعض اوقات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بچوں میں نامعلوم اثرات ہو جاتے ہیں اور ماں باپ کے علاوہ کچھ اہل متغایر ناسخ پیدا کرتے ہیں۔ اگر ایسے ناسخ اپنی

صفائی میں خوشگوار بھی ہیں تو نسل والے کو چاہئے کہ اوس مرغ کا جوڑا اوس خاص مرغی کے ساتھ کبھی نہ لگائے۔ جب کوئی شخص ایسے مرغ اور مرغیوں سے کام لے رہا ہے کہ بچوں میں بلحاظ صفات کے کسی کی جانب کے اثرات کا بھی زیادہ ظاہر ہو جانا صحیح سمجھا جاتا ہے تو دونوں میں سے ایک جانب بھی قابل توجہ نہیں ہے لیکن جب کوئی شخص ایسی خاص صفات کو پیدا کرنا اور جاری رکھنا چاہتا ہے جبکہ تعلق خاص اوس جن سے ہے جو مرغ کے بزرگوں سے مرغ کے دریدوں اور شیر یا فوہیں دوڑ رہا ہے تو یہ نہایت ضروری ہے کہ مرغ میں اپنے بچوں پر اوسکے منتقل کرنے کی نہایت زور دار قوت انتقالیہ موجود ہو۔ بہ نسبت مرغیوں کے مرغ میں اپنے بچوں کو اپنے اثرات سے متاثر کرنے میں بہت زیادہ قوت انتقالیہ رکھنے کے باوجود بھی مرغیاں اپنے مختلف اثرات ضرور ظاہر کریں گے جس سے اونکا اہم مقام کرنے سے مرغیوں کے اثرات کی مقدار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اس اندازہ کو حد یقین تک پہنچانے کے واسطے پرورش کنندہ کو چاہئے کہ ایک ایک مرغی کا جوڑا لگائے تاکہ ہر مرغ کے دیئے ہوئے انڈے الگ الگ معلوم ہو سکیں اور ایک میں آسکیں اس عمل کی واسطے ہر مرغ کا علیحدہ اور تنہا رکھنا اور روزانہ ہوڑی تہوڑی دیر کے واسطے بادل بدل کر دن بھر کے واسطے مرغ کو مرغی کیساتھ رکھنا اور خود بخود بند ہو جانے والے ڈربوں کا استعمال کرنا نہایت ضروری ہو گا۔ یہ آخری طریقہ آسان ہوگا باقی آئندہ



ہوتی ہے اس لئے یہ کام ذرا تکلیف دہ اور مشکل ہے

## پرانے جوتوں کی مرمت کا ایک نیا طریقہ

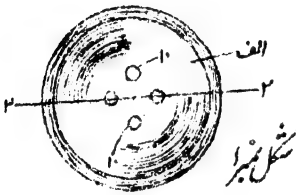
پرانے جوتوں کی مرمت کا ایک نیا طریقہ جو اچھل عام طور پر رائج ہو رہا ہے۔ یہ ہے کہ چمڑے کے ایسے ٹکڑے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جن پر سالہ لگا ہوتا ہے۔ ان ٹکڑوں کے کنارے خصوصیت کے ساتھ اس قدر باریک ہوتے ہیں جیسے کہ اکثر نازک پرندوں کے پردوں کے سرے ہوتے ہیں۔ ان ٹکڑوں اور جوتوں پر پہلے لیڈر سمیٹ کے دو تہیں چڑھائی جاتی ہیں۔ دونوں کے بیچ میں اس قدر وقفہ ہوتا ہے کہ پہلے جو تہہ چڑھائی گئی ہے وہ سوکھ کر سخت ہو جائے۔ ان ٹکڑوں کو جوتوں کے ساتھ بالکل مستحکم طور پر چسپاں کرنے کے لئے پھر اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ سمیٹ جو پہلے لگا کر خشک کیا جا چکا ہے اسکو گرمی پہونچا کر نرم اور اس قابل کیا جائے ان میں جکینے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ چونکہ جوتوں اور ان ٹکڑوں دونوں کو ایک ساتھ گرم کرنے کی ضرورت



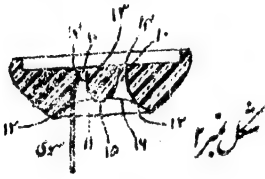
اسکی ترکیب یہ ہے کہ جوتہ میں جو سو ران ہو جائے اسکے قریب برقی لمپ کو نصب کر دیا جائے اور اسکے دوسرے طرف چمڑے کے ٹکڑے کو لٹھیں کر دیا جائے اس ترکیب سے جوتہ اور چمڑے کے ٹکڑے میں برابر گرمی پہونچے گی اور جو رقت ایک سالہ میں پیدا ہوگی وہی دوسرے میں بھی اسکے بعد یہ ٹکڑا جوتہ پر بالکل

## نئے قسم کے مٹن

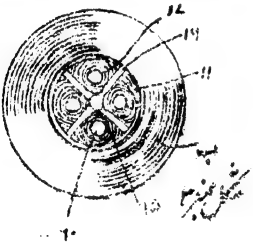
اب تک حقیقتاً عجیبانکے جانورالے مٹن ایجاد کئے گئے ہیں ان میں سب سے بڑی شکل محسوس کی گئی ہے کہ سوئی ٹیکلے جو سوراخ بنے ہوئے ہیں ان میں سوئی بڑی شکل سے داخل ہوتی ہے



شکل نمبر ۱



شکل نمبر ۲



شکل نمبر ۳

اور سینے والے کا بہت زیادہ وقت ضائع ہوتا ہے کہ کھانسی جے پی پاؤں لے لیسے مٹن ایجاد کئے ہیں جن میں سوئی خود بخود بغیر کسی تلاش اور وقت کے داخل ہو جاتی ہے اس غرض کیلئے مٹن کے نیچے کی طرف بعض ایسی لکیریں بنائی گئی ہیں جنکے سہارے سے سوئی خود بخود سوراخ تک پہنچ جاتی ہے

۱۸۴

بالکل مضبوط چمک جا گیا۔ چمچے کو چپکانے سے قبل لکڑی کا ایک ٹکڑا آجوتہ کے سوراخ کے نیچے اندر کی طرف رکھ دیا جاتا ہے اور پھر چمچے کے ٹکڑے کو ہوشیاری کے ساتھ تھوڑے زیادہ ترکاروں کی طرف سے کوٹ دیا جاتا ہے دونوں چیزوں کو یکساں گرمی پہنچانے کی ضرورت اسلئے ہوتی ہے کہ اگر برابر رفت نہ ہوگی تو چمچے کے ٹکڑے چسپاں نہیں کئے جاسکیں گے۔

## سیرش اور جلیٹین کے موتی

سیرش اور جلیٹین (Gelatin) کو سالہا سال کے مسلسل تجربوں کے بعد پھوس قطروں کی صورت میں ڈھالنے کی کامیابی سے آسٹریلیا کے صناعتوں نے اس صنعت میں ایک عظیم الشان انقلاب ممکن کر دیا ہے۔ سیرش اور جلیٹین کے مرکب کو چھوٹے چھوٹے سوراخوں کی پھلنی میں سے قطروں کی شکل میں ایک ایسی مرکب میں پکایا جاتا ہے جس میں ان کو سرد کرنے کی خاص طور پر صلاحیت ہوتی ہے اور جو پھلنی کے نیچے رکھا ہوتا ہے۔ قدرہ اس مرکب میں گرنے ہی فوراً پھوس ہو جاتے ہیں اور پھر اس کی شکل و صورت میں بھی کسی قسم کا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اب تک جو جو طریقہ موتی بنانے کے لئے رائج تھے ان سب کے مقابلہ میں یہ طریقہ نہایت سہل اور کم خرچ ہے اور اس میں بہت پہلے کے لحاظ نتیجہ کامیابی کا بھی بہت زیادہ امکان ہے

اور سینے والے کا وقت جو سوراخ کی تلاش اور سوئی کو صحیح مقام پر داخل کرنے میں صرف ہوتا تھا قطعی طور پر چھ جگہ ٹن کے نیچے کا پورا وسطی حصہ نکلی ناکار پارو زون پر مشتمل ہے کارے چکنے اور دھلوان میں برکایہ اثر ہوتا ہے کہ سوئی بغیر کسی قسم کے رکاوٹ یا اٹکاؤ کے سیدھی ان سوراخوں تک پہنچ جاتی ہے جو ٹانگوں کیلئے وسط میں ہوتے ہیں۔

سوراخوں کی تعداد کے لحاظ سے چھپچھپ کی طرف ہرورخ کے بیچ میں ابھرے ہوئے پشتہ بنے ہوئے ہیں جن سے یہ فائدہ ہے کہ تاکا ہر سوراخ میں برابر بھرا جاتا ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ ایک سوراخ میں زیادہ ہو اور ایک میں کم اسیکے ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ ٹانگوں کو زیادہ دور تک پھیلا دیا جائے جس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ٹن کے ٹوٹ کر گر جانا خطرہ بہت کم باقی رہے گا۔

ایک دوسری خصوصیت ان ٹنوں میں یہ بھی ذکر ان کے نیچے کے حصہ یعنی جو حصہ کپڑے سے ملحق رہتا ہے اس میں ایک پرالہ نما خلا ہوتا ہے جس میں اس ٹانگے کا جو ہر ٹانگے بعد نیچے جاتے ہیں۔ گچھا رہتا ہے اس کا اثر ہے کہ پہلے ٹن اور کپڑے کے درمیان میں گچھے کے خالی ہو جانے کی وجہ سے ٹن ابھر رہا تھا اور ٹوٹ جاتا زیادہ ممکن اور آسان تھا۔ مگر اب ٹانگے کے گچھے کے ٹن کے خلاء میں۔ ہے کی وجہ سے ایک تو ٹن کپڑے سے بالکل ملتا رہتا ہے۔ دوسرے فرزدی اثرات کی وجہ سے ٹانگوں کے ٹوٹنے کا بھی احتمال باقی نہیں رہتا۔

تساویہ متعلقہ سے ان باتوں کی تفصیل اچھی طرح واضح ہوتی ہے شکل نمبر (۱۱) میں۔ ٹن کی اس صورت جو پیش نظر رہتی ہے دکھائی گئی ہے۔ شکل (۱۲) میں اس حصہ کی صورت کو بتایا گیا ہے جو شکل (۱۱) کے خط (۲-۲) سے ظاہر ہوتا ہے شکل (۱۳) سے ٹن کا نیچے کا حصہ جو کپڑے سے ملتا رہتا ہے ظاہر ہوتا ہے۔

شکل نمبر (۱۲) میں (۱۱) ان سوراخوں کو ظاہر کرتا ہے جو ٹانگوں کے لئے بنائے گئے ہیں (۱۱) سے وہ ظاہر ہوتا ہے جہاں ٹانگے کا گچھا رہتا ہے۔ (۱۲) سے وہ سطح منحنی ظاہر ہوتی ہے جو سوئی کی رہبری کرتی ہے (۱۳) ٹانگوں والے سوراخ کا راستہ (۱۳) ابھرنا پشتہ (۱۴) سطح منحنی (۱۵) مدد و مر۔

شکل (۱۳) میں (۱۶) سے ٹرانسورس ریس۔ اور (۱۶) سے اور نکلی ناکار پار سوراخ جو ٹانگوں والے سوراخ کی طرف سوئی کی رہبری کرتے ہیں اور جھکی وجہ سے ہر سوراخ میں برابر ٹانگے آتے ہیں۔ ظاہر ہوتے ہیں۔

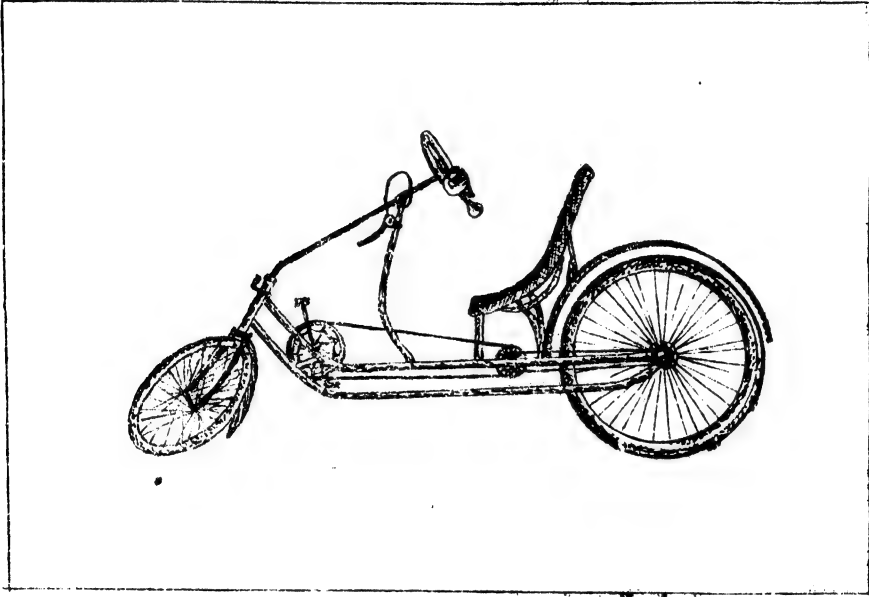
## بجلی سے بچنے والا پیا نو

۱۲۔ سٹمبر کے رسالہ رائل سوسائٹی آف آرٹس میں۔ خبر درج ہے کہ منسٹر مارٹن اور میٹرنے ایک بجلی سے بچنے والا پیا نو ایجاد کیا ہے۔ جس میں ایک ٹن دباؤ سے وہ خود بخود بچنے لگتا ہے اور نہایت سرتلی آواز میں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۳۔ مولانا ذہبی صاحب قصیدہ بہت پر ہے پناہ اسلئے اس کو کچھ انجمن معزز لکھا گیا ہے مولانا سے معافی چاہیں انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی پناہ

# سائیکل کی سواری میں فریڈ ارام

ذیل میں ہم ایک سائیکل کی تصویر دیتے ہیں جو حال ہی میں امریکہ میں ایجاد کی گئی ہے



بجائے چکر (steering) جیسا کہ موٹر میں ہوتا ہے دیا گیا ہے۔ اور میں مارن گل بھی لگا دیا گیا ہے۔

ہندوستان میں لوہے کی چادر نوکی تیاری مرزا ٹانہ ۲۶ انگریزوں کو انگلینڈ سے بلا رہا ہے جو ہندوستان پہنچ گئے ہیں تاکہ جت پور میں جو نیا کارخانہ لوہے کا بنایا گیا ہے اوسمیں وہ لوہے کی چادریں تیار کریں۔ یہ چادریں اب تک تمام تر یورپ سے آئی تھیں ہندوستان میں کہیں تیار نہیں ہوتی تھیں۔

اس میں بیٹھنے کے لئے بجائے معمولی طرح کی میٹ کے ابھی خاصی آرام کرسی نظر آتی ہے۔ پیڈل بالکل بجائے پیچھے کے سامنے کی طرف ہے۔ چونکہ پیڈل سامنے ہونے کی وجہ سے طاقت زیادہ صرف ہوتی ہے اس لئے طاقت کو کم کرنے کے لئے بجائے ایک زنجیر کے دو زنجیریں دی گئی ہیں۔ بڑی زنجیر سے ایک چھوٹا چکر گھومتا ہے۔ اور اس سے چھوٹا چکر چلتا ہے دو زنجیروں کی وجہ سے طاقت میں بہت کمی ہو جاتی ہے اور جو طاقت کہ معمولی سائیکل میں صرف کر کے مطلوبہ رفتار حاصل ہوتی ہے یہ طاقت طاقت سے اسیں بھی اس قدر رفتار حاصل ہوگی پیڈل کی





# ادبیات



# دس سالانہ تقسیم

## استاد کے استاد

اگر انسان زندگی کی اصلی دولت محبت ہے۔ تو واجبہ اور سلی اس سے مالا مال تھے اور اگر یہ صحیح نہیں کہ محبت امر کو بیوی کے روبرو کمزور بنادیتی ہے اور عورت کو خاوند پر حاوی کر دیتی ہے تو کم از کم ان دونوں کی حالت پر تو یہ ضرور صادق آتا تھا۔ بالفاظ دیگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ میاں واحد بیوی کے بن داموں کے غلام تھے۔ نہیں ہم بھولے ابھی انہوں نے سلی کا زہر ادا نہیں کیا تھا۔ خیر یہ تو جملہ مترصد تھا مگر ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی نہایت انس اور ماحض کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے کبھی ایک کو دوسری کی شکایت کا موقع نہ آتا تھا بعض کا خیال ہے کہ تعلیم یافتہ بیوی میاں کی بہت کم منتی ہے مگر سلی کو شرنی و مغربی علوم سے بہرہ ور تھی انگریزی کتابوں کی بے حد دلدادہ تھی جب کبھی دیکھو کوئی انگریزی کتاب یا رسالہ اٹکے ہاتھ میں ضرور نظر آئے گا لیکن اس ہر اختتام خانہ داری اور خاوند کی دیکھوئی کا کوئی دقیقہ اٹھانہ کھتی تھی غرض کہ ہر دو حسین اور محبت کے مجھے تھے۔ میاں واحد تعلیمات کے ملازم تھے بھر کے ایک بڑے مدرسے میں انہیں ایک نوچھینے کی مندرجی مل گئی تھی بقدر کی وقت صدر مدرس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر انہوں نے محنت اور دیکھوئی سے کام کیا تو بہت جلد ترقی و لاوے گا

غرض کہ یہ اس امید نے اور کچھ ذاتی شوق نے میاں و اجدا کو نہایت دروسری سے کام کرنے پر مجبور کیا سلی کو کسی اور کی لیاقت پر کچھ ہی اعتراض کیوں نہ ہو مگر واحد کی قابلیت اس سے کبھی انکار نہ ہوتا تھا بلکہ وہ ہمیشہ اس کی لیاقت کی مدح کرتی تھی ایک روز ہم جو بیٹے تو گئے گلو مہر تھی۔ سلی .... یقیناً تم زیادہ کے مستحق ہو مجھے تعجب تو یہی ہوتا ہے کہ تمہاری لیاقت کا آدمی اتنی کم تنخواہ پر کام کرے۔ لہذا خاتون کے میاں کو دیکھو کھے نہ پڑھے نام محمد فاضل مگر تنخواہ کے معاملہ میں تو تم سے بہت بڑھے چڑھے ہیں۔ تمہاری جان کی قسم میری آج تک یہ سمجھ میں نہ آیا کہ جب ایسے دو کوڑی کی لیاقت والے آٹے کے پتلے اتنی بڑی تنخواہیں اٹھائیں تو تم کیوں اتنے کم رہو؟ تم کو شش کیوں نہیں کرتے؟

واجدہ ... کیا واقعی تم مجھے زیادہ کا مستحق سمجھتی ہو؟ تمہیں معلوم ہے کہ عبد اللہ صاحب نہایت نصف مزاج آدمی ہیں مجھے یقین ہے کہ اگر میں دراصل ترقی کا مستحق ہوں تو وہ ضرور میرا خیال کرینگے۔ روپیہ آئی جانی شے جو آج میرے پاس ہے کل دوسرے کے پاس اسکے لئے میں کیا کوشش کروں اور بڑی بات تو یہ ہے کہ میں انکے سامنے ہاتھ پھیلا نا پس نہیں کرتا۔

سلی ... (ذرا احتیاط آمیز لہجہ سے) اونہ۔ جیسے

ہاتھ پھیلائے ہی کی تو ضرورت ہے ابکو کرنا یہ چاہئے کہ اپنے خیالات کو ذہنی طور پر یکجا کر دو اور پھر انکا اثر عبد اللہ صاحب پر ڈالو بولنے بلائے، ہاتھ جوڑنے اور خوش آمد کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

واجبہ..... یعنی؟

سلمی..... کیا تم نے سائٹنگ جنرل میں کنسٹرکشن "Construction" پر جو مضمون درج نہیں پڑھا؟ یورپ والے بھی کیا آسمان کے مارے توڑتے ہیں۔ یقین جانو مجھ تو اونکی کوشش اور ترقی پر بڑا رشک آتا ہے۔ ہم بچپن میں جادو ٹونے کے قصہ سنا کرتے تھے مگر اب جا کر اونکی حقیقت کہلی۔ انسان میں ایک عجیب غریب قوت پوشیدہ ہے اگر اس سے کام لیا جائے تو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اللہ بخشے اباجان (اونکی روح ادبی رہے) کہا کرتے تھے کہ کچھ ارادہ ہی ادبی کامیابی ہے۔ تم ذرا اوس مضمون کو تو غور سے پڑھو عجیب چیز ہے انسان صرف خیالات کی کیسوی سے دوسروں کے دلوں میں گھر بنا لیتا اور اپنے مقاصد میں کامیاب رہتا ہے یہ قوت خدا کی دین کا اس سے فائدہ نہ اٹھانا کفران نعمت ہوگا۔ اس معاملے میں تمہاری مدد کروں گی۔ بھائیوں کو سمجھا دوں گی ہم سب ملکر تمہاری ترقی کی کوشش کریں گے میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ ہماری متفقہ کوشش سے عبد اللہ صاحب کی اعلیٰ ضمیر پر نہایت مفید اثر پڑے گا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کوئی مہینہ بھر میں تمہاری سفری ختم ہو جاتی ہے کیوں ہے نہ؟

واجبہ..... ہاں

سلمی..... بس تو یہی موقع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ صاحب کو تمہارے کام پر نظر ڈالنے کا کافی موقع نہیں ملا۔ اب یہ ہمارا کام ہوگا کہ ہم اپنی تحریکات ذہنی سے انکے دل پر قابو پالیں۔

واجبہ..... وہ کس طرح؟

سلمی نہایت مددگار طریقہ یقین جانو طلب بڑی کو دنیا میں بہتر اور کارکن نہیں نکلتا ابکو رو پیل تاہیں لیکن کیا اسکی متقاضی ہے کہ تمہیں کم از کم دو سولہ ملین۔ دو سو نہیں تو ڈیڑھ سو کو تو کہیں آنچ ہی نہیں۔ خیر بس فی الحال میں ڈیڑھ پر خیالات کی کیسوی کرنی چاہئے۔ میں اپنے خیال میں عبد اللہ صاحب کی تصویر کینچوں گی اور اس سے کتنی رہنمائی تم سمجھیں گی میں دل ہی دل میں عبد اللہ صاحب سے یہ کہے جاؤں گی کہ تم کو ڈیڑھ سو ملنے چاہئیں۔ میں بھائیوں کو بھی سمجھا دوں گی وہ بھی اس خیالی تصویر سے ہی کہتے رہیں گے۔ اب تمام حکم کو بھی یہی کرنا ہوگا۔ مدرسہ جاکر اسی طرح اپنے خیالات پر بارڈر انکریٹین کے ساتھ یہ کہتے ہو کہ میں ڈیڑھ سو کا مستحق ہوں۔

واجبہ کو ہمیشہ بیوی کی گفتگو میں لطف آتا تھا ترقی کے معاملے میں چونکہ یہ دونوں کی بھلائی کا مسئلہ تھا انہوں نے زیادہ دلچسپی لی، اور آخر کار اس تجویز پر کار ہو گیا تنبیہ کر لیا۔ مگر خوش خوش مدرسہ جاتے اور خالی گھنٹوں میں بیوی کی تحریک کے موافق نہایت خاموشی کہتا تھا عبد اللہ صاحب پر اثر ڈالتے۔ گھنٹہ گھنٹہ بھر وہ اپنی کسی پر بلا جس حرکت بیٹھنے معلوم کہاں نظر جائے

صدر مدرس صاحب کی اعلیٰ ضمیر کو اس قسم کے فکروں سے موثر کرتے رہتے:-

”میں دیکھ سو کا مستحق ہوں۔“ مدرس میں سب سے اچھا ہوا۔ میری وجہ سے مدرس کی قدر و منزلت ہے، ”میں نخل جاؤں تو مدرس کی حالت ابتر ہو جائے“ دیکھ دیکھ سو ملنے چاہیں“ برادران نسبتی کے دلوں میں بھی اسی قسم کے جھجک لگا رہے تھے۔

”دو لٹا بھائی دیکھ سو کے حقدار ہیں“ ”دو لٹا بھائی دنیا میں کیسا ہیں۔“ ”دو لٹا بھائی نوکری چھوڑ دیں تو مدرسہ بند ہو جائے۔“

سلمی بھی اسی طرح عبداللہ صاحب کے دماغ کو مسخر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میاں واجد خوش تھے کہ کامیابی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں کیونکہ صدر مدرس کا کچھ طرز عمل بدلا ہوا نظر آتا تھا، غیر معمولی طور پر واجد سے ملنے اکثر کڑا اور نہایت خوش اخلاقی اور کشادہ پیشانی سے گفتگو کرتا۔ اس تغیر نے واجد کو اور امید دلائی اور وہ پہلے سے زیادہ اثر و اتنے میں منہمک ہو گئے۔ نوبت بانجرا رسید کہ وہ جماعت میں بیٹھ کر بھی اوسی خیال میں محو ہو جاتے۔ اکر وفد کا ذکر ہے کہ جماعت کے کسی ارٹکے نے ان سے دریافت کیا کہ ”صاحب انگلیش کا کیا مطلب ہے؟“ جواب ملتا ہے:-

”میں بڑھ سو کا مستحق ہوں،“ اور کسی ارٹکے نے کہا:-

”صاحب نیچے کام نہیں جیساں؟“ ارشاد ہوتا ہے:-

”میں چلا جاؤں تو مدرسہ تباہ ہو جائے۔“

مصری کا آخری دن اکیلا ان کے دوسرے ساتھیوں

کچھ نہ کچھ فائدہ کی اطلاع مل چکی تھی۔ یہ بھی ہر ان دفعہ کی خبر سننے کے منتظر تھے۔ بارہ بج گئے مگر صدر مدرس نے انہیں نہ بلایا۔ ایک بلکدو بجے تاہن بج گئے گراؤ کی طلبی نہ ہوئی۔ اب تو میاں واجد کا دل دکھ پکڑ کرنے لگا، فکر و سنگینہ ہوا کہ کل کیا ہوا ہوا ہے۔ معلوم نہیں آج کیونکر صحت کا فیصلہ ہوا ہے، ہاں ہی تنہا میں بیٹھے تھے کہ دفتر میں صدر صاحب کے جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اب تو ان سے نہ رہا گیا اور آخر کار شیر کے منہ میں جانیکی ٹھان ہی لی۔ دروازہ کھولنے ہی والے تھے کہ بٹ کھلے اور عبداللہ صاحب کا چہرہ سامنے نظر آیا۔

صدر..... خوب خوب عجیب بات ہے میں آپ کو ابھی بلانے والا ہی تھا، اُسے تشریف رکھئے،..... ایک ماہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ میں نے آپ کا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھ لیا تھا جنکو میں رتی کے قابل سمجھتا تھا۔ اوس کے بعد جب میں نے آپکے کام کی جانچ پڑتال شروع کی تو مجھے آپ کی نسبت اپنا خیال بدل دینا پڑا واجد کیا؟ انہیں آپ کا یہ مطلب نہیں کہ

صدر..... ہاں میں تصفیہ کر چکا ہوں آپ کی کارگزاری سے میں ناواقف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایک نیک طبیعت آدمی ہیں۔ میری نظروں کے سامنے آپ کا وہ کام بھی ہے جو آپ نے نہایت دردمندی اور لیاقت سے انجام دیا ہے مگر یقین جانتے مجھے کبھی یہ خیال بھی نہ گزرا تھا کہ گزشتہ چند ہفتوں میں آپ اپنی لیاقت اور قابلیت کی نسبت ایک نہایت پوچھ رائے فاکر کر لیں گے۔ گزشتہ

میاں واحد دفتر سے اٹھ کر گھر آئے بیوی منتظر بیٹھی  
 تھیں۔ یہ منہ بنا کر کچھ سوچے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گئے  
 چائے آئی بسلمی نے چائے کی پیالی دیتے وقت کہا۔ آخر آج  
 مصیبت کیا ہے کچھ کہتے کیوں نہیں؟ جواب ملتا ہے  
 کیا کہوں مصیبت یہ ہے کہ ہم نے زاید از ضرورت کوشش کی تھی

چند ہفتوں سے میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ اپنے جگہ  
 میں نہیں سماتے۔ آپ کے دماغ میں یہ ضبط سما گیا ہے کہ  
 مدرسہ آپ کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اب تھریڈان بندہ، گھر  
 تشریف لے جاتا ہے اور تھوڑی کر نفسی کی عادت ڈالنے اور  
 جس وقت آپ کو اس کا یقین ہو جائے کہ کسی سررشتہ  
 میں کوئی ایسا شخص نہیں جسکے بغیر وہ سررشتہ چل سکے تو  
 آپ نوکری کے لئے نکلے جو آپ کی قسمت میں ہے مل جائے گا  
 اچھا۔ خدا حافظ!



(مرزا علی لدین بیک)

## عشقِ حباب ہولوی نذر حسنِ حقا

جمع ہیں ہر چند سامانِ نقیش گرد و پیش  
 حسین اس دلو کو مگر تیرے سوا ملتا نہیں  
 لطف ہے ہستی کا عشقِ خانہ و دین ساز میں  
 درد تو ملتا ہے دردِ لاد و املت نہیں  
 اب کہاں بنگلہ کا مہ پرانی حسن و عاشقی  
 دل طلب کرتا ہے زخمِ دل کشا ملتا نہیں  
 خاک رہتا اس جھومنا امید میں یں نشان  
 مٹ گئے سب کوئی نقشِ مدعا ملتا نہیں  
 کارواںِ گم کردہ ہوں صبحِ ہستی میں جوت  
 حصہ دیتا ہوں اور کوئی رہنما ملتا نہیں

کوئی بھی دنیا میں اپنا ہم نوا ملتا نہیں  
 نغمہ زن ہیں سینکڑوں نوحہ لڑتا نہیں  
 ہائے وہ دن جب کہ وفا بھی نشا آہنگ تھا  
 اب بھی میں بھی ہیں کوئی مزا ملتا نہیں  
 میں مٹ گیا پاس ناموس وفا بھی مٹ گیا  
 اس کے ننگ آساک کو جہہ سالما نہیں  
 تیرے نغموں سے نہ ہو گی بھکاوٹیں جن لیب  
 نوحہ غم سے مگر نغمہ زلمت نہیں  
 حسن کی اک اک اداس ہے دل فریبِ جاننا  
 عودہ کہہ کر بھڑکنا اور ادا نہیں

## بیوی سے ناموفقیت کے ازار کا نسخہ

ہلو۔ وکیل صاحب۔ میں نے سنا ہے آپ رات کو اکثر باہر رہتے ہیں۔ اور جمعہ کو تو گھر میں گھسنے کی قسم ہی کھا رہی ہے۔ بیوی بچے گھر پر تکلیف دہ ہوتے ہیں۔

گھر میں اپنی مرضی کا کوئی کام ہی نہیں کر سکتے۔ یہی بات ہے میرا قیاس غلط تو نہیں؟ بالکل درست ہے! میں کئی دن سے آپ کے رویہ کو

دیکھ رہا ہوں اور اب اس وقت آپ کو کچھ دوسرا نہ منورہ دینا چاہتا ہوں۔

آپ کہتے ہیں شادی ہونے کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ انسان اپنی تمام دھچکیوں کو بھول جائے، میں بھی یہی کہتا ہوں۔ مگر یہ بالکل نازیبا بات ہے کہ خود تو جو میاں کے ساتھ شکار میں پھرتے پھریں اور بیوی بچوں کو گھر میں بند کر جائیں اور پھر وہ بھی ایسی صورت میں کہ خانم بھی چلی گئی ہو۔ اور گھر میں کوئی کام کاج کرنے والا نہ ہو۔

مجھے آپ کے گھر کے معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہوگا بٹیک کچھ نہیں لیکن اگر دنیا میں کوئی دخل دینے والا نہ رہے تو شریفوں کے مکانات اچھے خاصے شراب خانے بن جائیں

※ — ※ — ※

کبھی تفریح کرنا اور اپنی دھچکیوں میں حصہ لینا بالکل جائز ہے مگر بدتمتی سے ان لوگوں کے لئے نیرنگ کا کسے پیچھے پڑ جانا مناسب نہیں ہے جن کو اپنے روزانہ فرائض اس لئے انجام دینے پڑتے ہیں کہ وہ مٹی لکائیں اور پھر

اسکے علاوہ یہ مناسب بھی نہیں ہے۔ آپ شادی شدہ ہیں آپ کو اپنی بیوی کا خیال کرنا چاہئے۔ مگر آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں آپ کی بیوی آپ کیلئے (بی شادی) ہیں اور اسلئے آپ اہل کدوا رہے ہیں۔

آپ صبیہ اور نوری کے پاس بیٹھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس کا بھی کچھ زیادہ لحاظ نہیں رکھتے کہ مذاق نہ بڑھنے پائے آپ سوچئے کہ آپ کی اس حرکت کو کہاں تک جائز سمجھا جاسکتا ہے پھر یہ بھی سنا ہے کہ آپ اپنے پر دسیوں کے مکان میں بھی بید حرکت کھس جاتے ہیں۔ بھلا یہ کونسی شے افست ہے۔ اور پھر اس پر

ستر طریق یہ ہے کہ آپ یہ شکایت بھی کرتے ہیں کہ میری بیوی ہمیشہ جرائتہ۔ پٹے رہتی ہیں۔

آپ حیرت میں ہونے لگے کہ ان باتوں کی خبر مجھے کیسے

ہو گئی۔ مگر ذرا عالم حیرت سے منکر دنیا سے منقطع میں غم رکھئے اور یہ سوچئے کہ جب مجھے ان باتوں کی خبر ہے تو کیا

آپ کی بیوی ان تمام باتوں سے واقف نہیں ہونگی اور پھر کیا

آپ یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ آپ کی بیوی ان تمام باتوں کو واقف ہونے کے باوجود آپ سے اخلاص و محبت کا زانو کوڑھائی

میں دماغ نہ چاٹو بھی خوب۔ آپ مرعش ہیں کہو

صغیاب کرنا چاہتا ہوں۔ اسلئے یہ تلخ دوا تو آپ کو

یعنی ہی ٹپکے گی۔ لیجئے منہ کھولئے۔

کیوں حضرت اگر خدا نہ خواستہ آپ کی بیوی کے

دیس میں آپ کی طرف سے جذبہ انتقام بھر جائے اور وہ

اس حید میں آپ کو تہ کی تہ کی جواب دینے پر اور

آپ کی ہر حرکت کے جواب میں جیسے کو تب پر عمل کرنے لگیں تو فرمائے آپ کے گھر کا اور آپ کے بچوں کا بھر کیا حشر ہو۔

اچھا۔ اب سمجھے۔ خیر خدا کا شکر ہے وہ اثر تو کیا۔ کیا آپ دن بھر سخت دماغی کام کرنے کے بعد بھی تمام سیر و شکار کو چھوڑ دیں اور گھر میں گھس کر خواب ہونے والے دماغ کو آج ہی خراب کر لیں، بات تو درست ہے مگر کیا آپ کی بیوی دن بھر گھر کا کام کاج کرنے کے بعد رات کے بارہ بارہ بجے تک آپ کا انتظار کر کے دن یا اور کوئی دوسری بیوی اپنے اور پر مسلط کر لیں۔

ہیں۔ کیا کہا؟۔ ان سے کون کہتا ہے کہ تم خواہ مخواہ ٹھہری ہوئی انتظار کیا کرو۔

بھئی اس کا تو صرف یہ جواب ہے کہ اگر آج سے وہ آپ سے بے نیاز ہو کر وقت پر سونا اور وقت پر ٹھکانا شروع کر دیں تو کل ہی صبح آپ یہ کہتے ہوئے نئی دینگے بار میاں جان خان بھائی کیا ناک میں دم ہے، گھر میں گھرو تو سیکم صاحبہ بنگ پر دراز ہیں۔ خود کھانا کھا لو۔ خود ٹھونسو اور خود مر مر،

قبلہ ان تمام لغویات کو چھوڑے اور یہ سوچئے کہ دن بھر کی تنہائی کے بعد رات کا یہ طرز عمل ایک عورت کیلئے کس قدر روحانی تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے وہ آپ کے لئے انتظار کا ایک مجسمہ ذی روح بنی ہوئی بچی ہوئی ہے اور آپ سے

کر چکے پہلے ہی کعبہ کو سلام اب کہہ جاؤں تو بسے چوٹ کے

رٹ رہے ہیں۔ وہ اپنے تمام فرائض کو انجام دے رہی ہے اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بس دفتر میرے اب کیا ہر تمام حقوق سے آزاد تمام فرائض سے سبکدوش ہو گئے۔ یہی وہ اصل جڑ ہے جس سے برائی کی تمام شاخیں بھڑپتی ہیں آپ کا یہ کام ہونا چاہئے کہ آپ کا رو باری فرائض سے ادا ہو کر خانہ داری فرائض کا سبھا کریں اپنی بیوی کے اور تمام پرانے قضیوں کو بھلا کر اٹھیں

شیر و شکر بننے کی کوشش کریں۔ لغویات کو چھوڑ کر اپنے معصوم بچہ کی جہاں مسرت آنکھوں سے وہ سرور اور کیف حاصل کیجئے جو نہ کسی نشینیں آپ کو ملے گا نہ کسی برانڈی میں۔ آپ اپنے کھوت جگر کے ملکوتی نسیم سے وہ خطا حاصل کیجئے جو نہ کسی بھیر دس سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کسی سازنگ سے آپ اپنی بیوی کو اپنا سمجھتے اور اس پر نظر ہر کر دیجئے کہ آپ اسکے اور صرف اسکے ہیں۔ پھر دیکھئے کہ وہ آپ کے لئے کیسے کیسے فروں را ہیا کرتی ہے اور آپ کی ناپاک اور ناجائز دیکھ پیمانہ کسی کیسی خدائی اور لطیف عیش اندوزیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

و آپ اس پر عمل کرنے کی کوشش کر لیں کہ بڑی خوشی کی خبر ہے خدا آج کو اور سب کو اسکی توفیق دے کہ وہ میرے اس نسخہ کو استعمال کریں اور اپنی بیماریت سے نجات پا کر دنیا کو دنیا اور زندگی کو زندگی سمجھیں۔

اچھا خدا حافظ!



# حصہ نظموں

## وحشت کلکتوی

رشکِ نفاہ بازئی اغیار بھی نہیں  
یعنی کہ تم کو اب غم دیدار بھی نہیں  
کیا کچھ کرشمہ صیاد کا بساں  
آزاد بھی نہیں ہیں گرفتار بھی نہیں  
تعلیم بے خودی میں ہے صرف چشمِ یاد  
اور دل کا حال یہ ہے کہ ہر شیا بھی نہیں  
بے جرم جانکر نہ دیا قتلگاہ میں یار  
ظالم ہے اور بے سبب آزار بھی نہیں  
خانہ خرابیاں دلِ ناکام کی زینچیں  
اتنی ہے خستگی کہ غمِ یار بھی نہیں  
ہنگامہ تراوشِ سخت جسگر کہاں  
ناواریوں سے اب شرہ خونبار بھی نہیں  
وحشت میں تینے غالب ہے آرزو  
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

## حسرت موصافی

نفسِ مے کا حکم عام نہیں  
عاشقوں پر یہ کچھ حرام نہیں  
ظرفِ رنداں کی آزمائش ہے  
بزمِ ساقی میں دورِ جام نہیں

فتنہ و عشوہ گفت گو ہے تری

محشر ناز ہے خدام نہیں  
جلوہ نہ وا اگر ہو ہے بھی تو گیا  
کوئی مشتاق زیرِ بام نہیں  
کبھی افسار ہے کبھی اسکار  
کچھ تری بات کا قیام نہیں  
ہم بھی رکھتے ہیں کس سے چشمِ کرم؟  
جھمکا دل میں اس کے نام نہیں  
کاٹ دی سنسے سب کی قید حیات  
ایک نچسید زیرِ بوم نہیں  
کر دیا تو نے پختہ کارستم  
اب کوئی شوق دمیں خام نہیں  
دل کے جامِ زمردین کیلئے  
کیا سنسے شوقِ لالہ نام نہیں  
عید میں بھی شراب سے اسکار  
کچھ یہ حسرتِ مہ صیام نہیں

## مشہدِ لعروہوی مرحوم

وصلہ اُن نگہ چشمِ تماشا کی کا  
نچھ میں گھل لے کے بنی شوقِ خود آرائی کا  
بڑھ گیا اور طلقِ بیاں شبِ تنہائی کا  
مائے عالمِ دہری انجمنِ آرائی کا

لے شہید اٹھ سپر اسپس نہ کیوں مجھ میں  
ہائے اندازہ اس محو خود آرائی کا

## قمر علیگ

خیال آمد و در بہار باقی ہے  
کہ فصل حبیب دگر بیاں تیرا باقی ہے  
ابھی تلک ہے یہ سیتوں کا رنگ ہی  
نشاۃ بادہ شب کا خازن باقی ہے  
تر ہے قول درست و بجا مگر ناصح  
مجھے تو اس کا بھی اعتبار باقی ہے  
ہماری سی ٹورہ کی یادگار نہیں  
مٹا ہوا سانشان مزار باقی ہے  
نسیم کو چہ جاناں در آخر لیا  
کسی کی خاک سر رکھنا باقی ہے  
مذاق عشق کو بھولے ہوئے زمانہ ہوا  
طبیعتوں میں مگر انتشار باقی ہے  
فریب شادی آغاز عشق بہت بھول  
ابھی تو گردش لیل و نہار باقی ہے  
لگا کے دل کو سگر سے اے قمر دل پر  
تمہیں کہو کہ تمہیں اختیار باقی ہے  
اے اشاد اللہ نہایت مرصع غزل ہے (رعنا)

بوقت خط و کتابت یداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

حمید کرنا نہ پڑے تجھ کو خود آرائی کا  
بچا کہ یہ دیدہ حیراں ہے تاشائی کا  
حسن یوسف پہ خدا ایک زلیخا ہی تھی  
ہر زن مہر کو دعوائے تھار لیا ہی کا  
میں کوئی کام اب اس ڈر سے نہیں کرنا چاہوں  
کہ نبین جاؤں سبب آپ کی رسولی کا  
بزم دشمن میں وہ کہتے ہیں دفا دار مجھے  
یہ بھی ایک نام ہے گویا مری رسولی کا  
داں خموشی کا یہ عالم ہے کہ چپ بستے ہیں  
یاں یہ حالت ہے کہ یار انہیں گویا لی کا  
میر سے مرئی ہوئے غم کے زندہ اراں  
اب تو کچھ مجھ کو بھی دعویٰ ہے یحییٰ کا  
غیر کی چاہ میں آنا تمہیں پایا ہے چین  
کہ ہوا حوصلہ مجھ کو بھی شکبانی کا  
نالے کر نیکی بھی مہلت نہیں بے صبری میں  
اور ماتم مجھ کرنا ہے شکبانی کا  
آب جلو سے تجھے میں نہ ڈار دیکھ سکا  
کچھ چلا زور نہ تجھے مری بینائی کا  
مر قلم ہوئیے جتنی ہر خوشی تھوڑی ہے  
ٹٹکیا لطف مگر نا صیب فرسائی کا  
اے تیری شان مرے قدرت حکمت و کما  
شامہ کام دے ایضوب کو بینائی کا  
عشق اور عقل منافات ہے غریب ظالم  
کس کو دعوائے تیرے سنا دانی کا

کری۔ میں تمہارے ساتھ ہی تو ہوں۔ اسی قطار میں میری بی بی نے ٹھیک کیا کہ تجھے نکال باہر کیا تیری تقصیر معافی کے قابل نہیں۔

مار۔ آخر میں اپنی تقصیر بھی تو جانوں؟

کری۔ جو چاہے قسم لے لے جو مجھے ذرا بھی خبر ہو کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے۔

فلان۔ اسکی ڈھٹائی تو دیکھو! اپنا مقصود ہی نہیں جانتی کری۔ کیا اس نے تمہارا مینہ کوئی چینی کا برتن توڑ ڈالا؟ کہ تم اتنی خفا ہو۔

فلان۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اتنی سی تقصیر پر تجھے غصہ آتا ہے کری تو کیا اس سے اور کوئی بڑی تقصیر ہوئی۔

فلان۔ ہاں ہاں کیا مجھ پر نا سمجھ عورت سمجھ رکھا ہے۔

کری۔ کیا اسکی غفلت سے چاندی کی قاب یا پیالہ چوری گیا۔

فلان۔ میں تو اس سے بھی درگزر کرتی۔

کری۔ ارے تو میری نیک بخت! پھر ہے کیا؟ کیا تم نے اسے چوری کرتے پکڑا۔

فلان۔ اس کا قصور اس سے بھی بدتر ہے! کری۔ اس سے بھی بدتر ہے۔

فلان۔ ہاں بدتر ہے۔

کری۔ تو وہ ہے کیا؟ اس عورت سے خدا سمجھ۔ اسے کیا اس نے.....

فلان۔ سنا چاہتے ہو تو لو سنا! اس کا قصور یہ ہے کہ بیسوں دفعہ پڑھایا اور پھر بھی یہ میرے کانوں کو اپنی

خطیت سے صدمہ ہی پہنچاتی ہے۔ لاکھ دفعہ کہا کہ اہل زبان نے جس لفظ کو سو قیادہ اور غش قرار دیا ہے اور جس کی سجدہ پڑانی کی ہے وہ لفظ میرے سامنے منہ نہ پائے۔ مگر یہ جان کر کہتی ہے۔

کری۔ کیا یہ.....

فلان۔ اسکی ڈھٹائی تو دیکھو! اتنا اتنا جتایا اور پھر گرامر کی پیچ کنی کرتی ہے۔ گرامر ساری علوم کی بنیاد ہے اور اسکی حکومت بادشاہوں پر ہے اور وہ بھی اس کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

کری۔ لاجل ولاقوہ۔ میں سمجھتا تھا کہ اس سے کوئی گناہ کہہ کر مرزد ہو جائے۔

فلان۔ تو کیا تم اس بزم کو ناقابل معافی نہیں سمجھتے؟ کری۔ یقیناً سمجھتا ہوں۔

فلان۔ نہیں تمہارا ہی چاہے تو ذرا اسے معاذ کر دیکو؟ کری۔ میرا تو ایسا ارادہ نہیں ہے۔

بل۔ واقعی اسکی باتیں سرسٹ پیٹ لینے کے قابل ہیں۔ زبان کی ساخت اور ہر قانون قاعدے کا ستیاناس کرتی ہے۔ حالانکہ اسے بیسوں دفعہ سمجھایا اور بتایا۔

مار۔ تم جو بڑی بڑی باتیں بناتی ہو وہ بڑی ہسی۔ مجھے کتنا ہی سکساؤ پڑھاؤ۔ مجھے تمہاری لکھی پڑھی کو اس کبھی نہیں آئیگی۔

فلان۔ گستاخ۔ ایسی زبان کو جس کی عمارت عقل اور شائستہ طور پر کھڑی کی گئی ہو یہ شتاج کہو اس کو اپنی ہے۔ ۱۹۰

مار۔ میں تو زبان یہ جانوں ہوں کہ اپنا مطلب سمجھا دیا  
تمہاری سی چکنی چٹری باتوں سے جو لڈ پڑے ملتے سو  
متی نہیں ملیں۔

فلا۔ لودھ رسنو۔ یہ ایک اور مثال ہے ”متی نہیں ملیں“  
بل۔ اری دیوانی۔ کیا تجھے خدا نے بھیجا ہی نہیں یا؟  
میں تیرے ساتھ کتنا مغرارتی ہوں اور تو پھر بھی اپنی  
زبان ٹھیک نہیں کرتی اور نہیں بے ضرورت نہیں۔  
تجھے پہلے بتا چکی ہوں کہ اسے دہری نفی کہتے ہیں۔

مار۔ یا اللہ تیری پناہ۔ میں نے کچھ تمہاری طرح  
پڑھ لکھا تھوڑی سی ہے ہماری تو ویسی ہی بوٹی جیسی ہم۔  
جس آدمی بولتے ہیں۔

فلا۔ یا ابھی میں نہیں سمجھ سکتی۔  
بل۔ کس بری طرح قاعدے کی ٹانگ توڑی ہے  
فلا۔ انسان کے کان کے پردے بھاڑ دینے کو یہ  
کانی ہے۔

بل۔ توڑی ہی کوڑ مغز ہے آدمی واحد کا صیغہ ہے  
(بولتے ہیں) فعل جمع ہے کیا عمر بھر تو گراں میرا گرامر اگا بول  
ہی خون کریگی۔

مار۔ بوزا ہوش میں آؤ مجھ پر اب خون کا الزام لگاتی  
ہو۔ میں نے کب کسی کی گراں میر (دادی) یا گراں پیر  
(دادا) کا خون کیا ہے۔

فلا۔ یا اللہ یہ تیرا قہر ہے۔  
بل۔ اری کج بحث گراں میر کے تو نے غلامی لئے ہیں

(نوٹ: فریسی زبان لفظوں گرامر (GRAMMAIRE) دادی (X) کا لفظ گراں میر ہے اور اسی سے یہ لفظ پیدا کیا گیا ہے)

میں تجھے پہلے ہی سمجھا چکی ہوں کہ یہ لفظ کہاں آیا ہے  
مار۔ یا میرے اللہ یہ لفظ دوم سے آوے یا نہ ملے  
مجھے اس سے کیا۔

بل۔ کیسی گنوار عورت ہے! اری کندہ من گریز  
فعل اور فاعل کے قاعدے بتلاتی ہے۔ اور اسم کا  
اسم صفت سے رشتہ ظاہر کرتی ہے۔

مار۔ اڑی بتا کرے۔ میں تو ان لوگوں کو نہیں جانتی  
فلا۔ اسکی باتوں سے تو انسان کا دل الٹ جائے۔

بل۔ اری سڑن یہ لفظوں کے نام میں اور یہ جاننا  
ضروری ہے کہ وہ کس طرح ایک دوسرے سے میل کھاتے ہیں  
مار۔ مجھے اس کی کیا دگدہ اڑی ہے کہ ایک دوسرے  
میل کھائیں یا پہاڑ کھائیں۔

فلا۔ (نند سے) بس خدا کے لئے اس حجت کو ختم کر دو  
(اپنے شوہر سے) تو تم اسکو جواب نہیں دو گے؟  
کرمی۔ ہاں ہاں دو گے کیوں نہیں (مارتین سے)

اس وقت خط سوار ہے۔ جکی ہو جا۔ جا۔ ورتہ اور  
جھلایگی (پکار کر) مارتین بڑ بھل جابہاں سے۔

فلا۔ خوب تم اس زبان دراز کو ناراض کرتے ڈرتے  
ہو۔ اس طرح باتیں بنارہے ہو گو یاد نہ نکلا جاتا ہے۔

کرمی۔ (علیحدہ) میں اور اس سے ڈروں تو بہرہ برد  
(مارتین سے) جا مٹی بہاگ جا۔

سین ساتوال  
فلامنت۔ سربال۔ بلیس

(نوٹ: فریسی زبان لفظوں گرامر (GRAMMAIRE) دادی (X) کا لفظ گراں میر ہے اور اسی سے یہ لفظ پیدا کیا گیا ہے)

کرمی — لو جو تم جاسی تہیں وہی ہوا اب تو دل ٹھنڈا ہوا  
مگر کہے دیتا ہوں کہ مجھے اس کا کھانا منظور نہیں۔ وہ اپنا  
کام دل لگا کر کرتی ہے اور تم کو ایک ذرا سی بات پر اپنے  
بیکال باہر کرنے پر اڑی ہوئی ہو۔

فلا۔ صاف کیوں نہیں کہتے کہ میں اسے اپنے گھر میں رکھوں اور اُٹھتے بیٹھتے میرے کانوں کو اذیت پہنچتی رہے، وہ اہل زبان کے محاورہ اور نہ بان کے قاعدے گنوار و خرافات اور زبان کی غلطیوں سے توڑا کرے اور میں مُسٹر جُٹنر نہ کروں۔ لفظوں کی ٹانگ توڑے اور ان کے ساتھ بازاری افعال اور ترکیبیں جوڑا کرے اور میں کچھ نہ کہوں۔

بل۔ بہائی یقین مانو اس کی باتیں سن سن کر  
خون کہولنے لگتا ہے۔ اہل زبان کے محاوروں کو  
آکھے دن ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔ اس کی معمولی سے معمولی  
بات میں بھی آپ بلاغت کی دو خطائیں پائیں گے ایک تو  
یہ عمل الفاظ دوسرے الفاظ کی سمیع خواش تر کہیں۔

کری۔۔۔ بہلا اس سے کوئی سہارا ج واقع ہوتا ہے  
 کہ وہ اہل زبان کا محاورہ نہیں جانتی۔ بڑی بات تو  
 یہ ہے کہ وہ کہا نا خوب بکاتی ہے۔ مجھے سچ سچ پوچھو تو  
 میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر اس کے اسماء افعال سے مطابقت  
 نہیں کہاتے تو نہ کیا میں۔ اور سو قیامہ لفظ دن بہر میں  
 ایک دفعہ نہیں سینکڑوں دفعہ کہتی ہے تو کیا کرے  
 لیکن ترکیاری اچھی طرح بنائے اور گوشت کو اتنا بھونے  
 کہ حل جائے اور میرے سالن میں نمک ہلا لے کر کڑے

اچھے سالن پر میری زندگی قایم ہے نفیس نفیس باتوں سے  
پیٹ نہیں بھر کر تا۔ بڑے سے بڑا حرفی اور بخوبی اچھا  
سالن بچکانا نہیں سکھا سکتا۔ اہل زبان اور زیادتیں  
اہل قلم یا شاعر قلم و دات کی حد تک کسی بھی نفیس باتیں  
بنائیں مگر باورچی خانہ میں انگیکر اور پتیلی کے آگے غالباً  
نرے گدے ہی ثابت ہوں گے۔

فلا۔۔۔ سو فیاضِ تقرر کس قدر کا نڈ کو شاق  
گز رہی ہے۔ منزل کی حد ہے کہ ایک شخص جو اپنے  
آپ کو مرد کہا ہے، ماویٰ با تو کی جانب مٹکے لپٹ  
ہو جائے بجائے اسکے کہ اپنے آپ کو غیر ماویٰ لطیف  
حیرت منی طرف بلند کرے۔ کیا یہ گنہ اسند جسم اس  
قابل ہے اور اس قدر قیمتی ہے کہ اس پر ذرا بھی اٹھا  
کیا جائے ایسی چیزوں کو ہمیں اپنے دل سے دور رہی  
رکھنا چاہیے۔

کرئی۔ میرا جسم میں نہیں اور میں تو اسکی ضرور  
دیکھ جال دنگا۔ تمہارا جی چاہے اسے گدا کہو۔ مجھے تو یہ  
گدا ہی بہت پیارا ہے۔

بل۔ جسم روح کی تقویت کے بعد تو البتہ کچھ وقت بیدار لینا ہے۔ سارے عالم اور فاضل جس بات کو مانتے آئے ہیں اگر بیہائی آپ بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر روح کو یقیناً جسم پر ترجیح دینی چاہیے۔ بڑے جتن سے طرح طرح کے دکھ پہنچائیں کہ میں اولیٰ ہی کو شش کرنی چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے علم کی لطیف غذا سے روح کی پرورش کریں۔

کری۔ تمہیں روح کی پرورش ہی مقصود ہے لیکن جہاں تک مجھے خبر لگی ہے تم لوگ روح کو بہت معمولی غذا دے رہے ہو تمہیں کوئی فکر کوئی توجہ.....  
**فلا۔** ہے ہے اس لفظ فرخنے سے میرے کان کے پردے پر چوٹ سی گئی ہے اس میں سے پانی بول چال کی بو بایں آتی ہے اور اب اس ڈنگ سے لوگ نہیں بولتے وہ زمانہ گلا۔

**بل** سچ ہے یہ لفظ پرانی وضع کا ہے۔

**کری۔** کیا اب تم صاف صاف اور سچ سچ سننا چاہتی ہو؟ اب مجھ سے رہا نہیں جاتا مجھے دل کی تپرس نکالنی ہے لوگ تمہیں احمق کہتے ہیں اور یہ سنکر مجھے بہت ہی تعلق ہوتا ہے۔

**فلا۔** یک نہ شد دوست!

**کری۔** نہیں میرا دوسے سخن تم سے ہے ذرا سہیبا یا محاورہ کی لغزش تمہیں بے آپے کر دیتی ہے لیکن تم کرواؤ میں عجیب عجیب لغزشیں سرزد ہوتی ہیں۔ کتا میں تمہارا ہر وقت کا اوڑھنا بچھونا میں اچھا ان کی پہوٹی کوڑی کے برابر وقعت نہیں کرتا۔ نہیں اس سے اب اند کو آگ لگاؤ البتہ بڑی پتو مارک والی جلد لہجہ دینا وہ کام کی ہے اس میں گلو بند خوب دبتے ہیں اور تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ رہا سائنس اس بیکار کو کالج کے پروفیسرین کے حوالہ کر دہ بڑی سی دور بین کو ٹھٹھے دے کرے میں کہہ چھوڑی ہے اسے خدا کے لئے مالو۔ لوگ اسے دیکھ کر ڈر جاتے ہیں اور اسی طرح کے سیول گورکھ

دھندے اکٹھے کر رکھے ہیں جنکو محض دیکھنے سے اکھن ہوئی ہے۔ پہلا اس سے کیا حال کہ چاند کے لوگ کیا کرتے رہتے ہیں۔ اس کے کہوچ گکانے کی فکر چھوڑو اور اس کا زیادہ دھیان کرو کہ تمہارے گھر میں کیا ہو رہا ہے جہاں سارا کارخانہ اوندھا نظر آتا ہے۔ عورت اس میں نہیں لگتی کہ ہر وقت مطالعہ میں ڈوبتی اور ہر بات کی بال کی کہاں پہنچتی ہو۔ بچوں کو اچھی طرح اٹھانا۔ ان کے دماغ کو تربیت دینا گھر کا بندوبست کرنا۔ آدمیوں کو کام پر لگانا کفایت شعاری سے خرچ کرنا یہ باتیں ہیں عورت کا غلطہ اور ان کا ہی مطالعہ اسکو زیب دیتا ہے ہمارے بزرگوں نے اس معاملہ میں فہم عامہ سے کام لیا ان کا ٹھیک خیال تھا کہ جب عورت اگر کہے اور ڈھیلے پا جاوے میں تمیز کرنے لگی تو بس اسکی عظمت کی حد ہو گئی۔ وہ اپنی عورتوں کو زیادہ نہیں بڑھاتے تھے اور انکی زندگی نہایت اچھی گزرتی تھی۔ انکی علم و فضل کی باتیں خانہ داری سے متعلق ہوتی تھیں انکے ستانے سوئیاں اور پچکلیں۔ یہ ان کا کتب خانہ تھا اور میلوں کے بیاہ کے جوڑے انکی تصنیف و تالیف ہوتی تھی۔ آجکل عورتیں کیسے قدر در در جا پڑی ہیں۔ قلم چلا کر مصنف بننا چاہتی ہیں۔ کوئی علم کتا ہی گھر انکیوں نہ ہو اس میں بات تہ ڈالنا چاہتی ہیں اس میرے گھر کی حالت تو بدتر نکلتی رہے دینا گھر میں کہیں ایسا گھر نہ ہوتا ہے نہ بڑی بڑی پہیلیاں یہاں بوجھی جاتی ہیں نہ بھرکی اور سب باتیں معلوم ہیں سو ان باتوں کے جھکا جانا ضروری ہے (باقی آئندہ)

# حصہ نظر

## حیرت بدایونی

زنگ قدرت ذرہ ذرہ سے نمایاں کر دیا  
خاک کی بھی کچھ حقیقت تھی کہ انسان کر دیا  
کیا غضب تو نے وفا سے عشق جان کر دیا  
ضبطِ عجم کو سری آہوں کا گہیاں کر دیا  
ان کے آتے ہی مزاروں سے نکل آئے شہید  
حشر اک بر پائے سرگور غریبیاں کر دیا  
بخشتی اسنے مجھے گویا حیاتِ جاہل  
روح و تن کی سنگد کو جس میں کر دیا  
تیرے درد و غم میں جب پریشیدہ لاکھوں خبر ہو  
ای دل دیوانہ پر کیا کیوں نہ طوفان کر دیا  
نشرِ معمورہ عالم میں بھٹیں کچھ تو ہیں  
شوقِ خود بینی نے کیا کر کے ان میں کر دیا  
موت کا کیا خوف ہوتا کہ نہ ہوتی زندگی  
میری سہمی کو مرے سر کیا سماں کر دیا  
پردہ فافوس کا ہونا نہ ہونا ایک ہے  
ستمح پر دانہ کی آنکھوں نے عیاں کر دیا  
خوب کی ذرہ نوازی اے چین آئے دہر  
عاشقوں کی خاک کو رنگ گلستاں کر دیا  
بخشکر نقاش نے دونوں کو کیاں گانگہک  
میری قیمت کو کسی کی زلف پچاں کر دیا

طوفانِ حسن ازل کی بھی جہاں افزیاں  
جس طرف اک آنکھ ڈالی یوسفستاں کر دیا  
جمع ہوں کہ طرح اب میرے خواہش  
آپ نے پھر اپنی زلفوں کو پریشاں کر دیا  
کیا کروں حیرتِ جہاں یا رکاعا عالم بیاں  
آئینہ خانہ میں آئینوں کو حیراں کر دیا  
ع۔ حیرت - حقیقت یہ ہے کہ خوب کہتے ہو (ارغنا)

## رسم

بس آرزو ہے دل ہی سے دل کی بہار ہے  
کچھ شوق بیکرار سے جاں شوق تبار ہے  
گل ہے اور آفتابِ نسیم بہار ہے  
بلبل ہے اور اس کا دل بہت بار ہے  
کیوں جاں دے نہ دوں کہ غفلتِ شکار  
اے شوق اسکے وعدہ کا کیا اعتبار ہے  
دل بیکرار ہے کہ جگہ بہت بار ہے  
کسکو خبر؟ یہ لذت پسے کاں بار ہے  
شاید کہ آج افضل بہار ہے  
دامن کو دیکھا ہوں تو خود تار ہے  
دہ بے تیار اور ادھر نالہ بے اثر  
دل خود خراب خدیجہ بے اختیار ہے  
اے چشمِ خونخشاں تری رنگینوں آج

مجرائے ہولناکی میں کمی بہار ہے  
نظارہ سوز جلوہ کی دل کہاں سے تاب  
بے پردگی جمال کی خود پردہ دار ہے  
آنکھیں ملا کے مجھ سے نہ پچھنائے تو کہیں  
کیا جانے کیا اثر ہو کہ دل بیت دار ہے  
تیرا ہی انتظار ہے اے یاد کوئی دوست  
بجھنے کو شام سے مری شمع مزار ہے  
ہے یادگار گریختہ کا مہم  
اس سینہ خیز میں جو دل سو گوار ہے  
پھر لے رہا ہوں وعدہ کسی سے میں شوق میں  
پھر میں ہوں اور ذوق علم انتظار ہے  
رجا بقول غالب مروجہ ان دنوں  
طوفان آمد آمد فصل بہار ہے

### ریاض خیر آبادی

کہہ دے میکہ میں آج اے پر مغال آئے  
یہی شیخ حرم میں آبادہ خواروں میں کہاں آئے  
جگہ دی تھی فلک نے سایہ دیوار دشمن میں  
یہاں بھی جان لینے تم نصیب دشمن آئے  
یہ مینانہ ہے ستا کون پہواں الہی بات کو  
سمجھ لیں قفل دنیا اگر بانگ اذان آئے  
مقام عشق میں دیکھا تو اکثر ہو کا عالم تھا  
ہمارے سامنے زاہد ہزاروں لامکاں آئے  
کہیں صیادوں سے تار و تار ہائی کی

ہوا ایسی چلے اڑ کر نفس تک آشیان آئے  
مری دامانگی میں یہ سہارا بھی مجھے بس ہے  
مرے کانوں میں آواز جیسے آسمان آئے  
جھکا خم بھی بسو بھی جام بھی دنیا بھی تیری بھی  
ریاض آئے ہیں مینانے میں یہ میناں آئے

### ایں ایم اے مہدی حنا

ہو تیار اے ست و مد ہوش شرب زندگی  
یاد رکھنا ہے لب بام آفتاب زندگی  
آمد محبوب سمجھا ہے جو آمد دوست کی  
ہے وہی دنیا میں جینا کا میاب زندگی  
نہ آکھوں کو دکھانی دہلی دنیا اے طلسم  
موت کے آتے ہی اٹھیکا کھاجاب زندگی  
نہ رہنے رہتے آنکھیں بند ہو کر رہ نہ جائیں  
درد سر میدانہ کر دے طول خواب زندگی  
دور کیوں جا خاک گورستان ہی پر کئے نظر  
ذرہ ذرہ ہے طلسم انقلاب زندگی  
ہے اگر زور جوانی بٹھو کریں کھانا ہے کیوں  
چل سنبھلنا دیکھ کر ہاں اور خواب زندگی  
نفس ارہ کے کہنے میں اگر آیا کبھی  
اپنے ہاتھوں مول لیگا تو عذاب زندگی  
منتظر ہے کنج مدفن کو دھپھلائے ہوئے  
ملنے والی ہے تجھے تعبیر خواب زندگی  
۲۰۲ داغ بدنہامی سے مہدی حنا کا دامن پاک ہے  
دار فانی میں وہی ہے کامیاب زندگی





رسالہ نمائش

رباعہ غریب

فروری ۱۳۳۳

آخر کار وکیل نے مہارت کو جو ضرورت سے زیادہ گرم ہو چلا تھا  
کی طرح ختم کرنے کی غرض سے اس نے محل میں خاموشی کو توڑا  
ہاں مثالاً زندگی میں یہ صحیح ہے کہ نازک مواقع پیش  
آتے ہیں۔

سیدہ بالوں والے مسافر نے پھر آہستہ سے اور بہ کمال  
اطمینان بوجھا۔

”اچھا تو آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں“

”دراغوس ہے کہ مجھے اس کا شرف حاصل نہیں“  
”درخیر! اس کا نہ جانا ہی افضل ہے۔ بہر حال مجھے یوں  
کہتے ہیں۔ میں وہ بد نصیب ہوں جسے اس نازک موقع  
سے دوچار ہونا پڑا جسکے متعلق آپ نے ابھی ذکر کیا تھا۔  
یہ لکھ اسنے ہم سب پر نظر دوڑائی اس نازک موقع کا  
خاتمہ یوں ہوا کہ میں نے اپنی اہلیہ کو قتل کر ڈالا اور بقیہ  
روئے لگا۔ چونکہ ہم ایسی حالت میں کوئی رائے قائم نہ کر سکتے  
تھے تاہم سب کے سب خاموش تھے۔ پھر اسی عجیب  
آواز میں جس کے سننے کا وہ عادی تھا اس نے کہا۔

”درخیر جانے بھی دیجئے جو کچھ ہوا سو ہوا۔ بہر حال  
میں آپ سب حضرات سے معذرت چاہتا ہوں! اچھا!  
میں اپنی موجودگی سے آپ لوگوں کو حق کرنا نہیں چاہتا“  
”وکیل“ نہیں نہیں۔ ایسا گمان بھی نہ کیجئے۔ نہیں  
بالکل نہیں! وکیل نے کچھ اس گھبراہٹ اور بخود  
میں یہ الفاظ کہے کہ وہ خود بھی نہ بتا سکتا تھا کہ ”نہیں  
بالکل نہیں“ سے اسکا کیا مطلب ہے بہر حال پوچھنا  
نے وکیل کے کہنے پر کوئی التعلات نہ کیا، اور بیٹھ چکا کہ

ادھر وکیل اور لیسٹری میں رگوشیاں منگیلیں

۳۳  
میں یوں شیف کے مقابل بیٹھا ہوا تھا لیکن چونکہ  
میرا دماغ اسوقت کچھ ایسا ناکارہ ہو گیا تھا کہ میں  
اس بارہ میں کچھ نہ کہہ سکتا تھا اور پھر اندھا بھی بہت  
تھا اس لئے کچھ نہ جھٹکا بھی ممکن نہ تھا۔ بس میں نے  
اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سونے کی کوشش کی۔

تعم دوسرے اٹلشن تک اسی حالت میں تھے  
اسکے بعد وکیل اور لیسٹری نے گارڈ سے مل ملا کر دوسرے  
ڈبے میں اپنا انتظام کر لیا۔ فٹس نے بھی پیچہ دراز ہو کر  
لمبی تانی یوں شیف نے تمام وقت سگریٹ اور چائے  
جو اس نے اگلے اٹلشن پر بنانی تھی۔ پیسے میں صرف کیا  
آنکھیں کھول کر میرا دروازہ دھندلکا ہی تھا کہ اس نے  
کھانا اور کڑی آواز میں مجھے مخاطب کیا۔

”وہ خانا آپ کو میرے پاس بیٹھنے سے بھی عار ہے ہاں  
انتواپنے جان لیا ہے کہ میں بد نصیب کون ہوں۔  
اگر ایسا ہے تو میں خود اپنا منہ کالا کر لیتا ہوں۔

”وہ نہیں نہیں! خدا کیلئے ایسا خیال کیجئے“ دینگے  
چاؤ میری طرف بڑھا کر..... تو کیا آپ شوق فرما  
کچھ تیز تو ضرور ہے۔

”دو توگ کہتے تو سب کچھ ہیں۔ مگر سب طرح جھوٹ.....“

میں نے اپنا کانا سمجھنے سے قاصر ہوں۔  
”بھئی! یہی دیکھ..... وہی بات جسکا لوگ تنگ کرتا  
میں دہی محبت اور کسی حقیقت..... آپ سوتے تو نہیں ہیں؟“

ہنیں بالکل نہیں۔  
 ”اچھا اگر آپ توجہ فرمائیں تو کہوں کہ میں نے کس طرح اس محبت کے پھندے میں پھنسن کر وہ کیا جو نہ کرنا تھا“  
 ”ضرور۔ ضرور! اگر آپ کو اس میں کوئی تکلیف ہو اس لئے کہ آپ.....“

”نہیں کہہ نہیں خاموشی ہی تکلیف دہ ہے۔ چاہو اور لیجئے گا؟ کیوں زیادہ تیز تو نہیں ہے؟“

چاؤ سچ مجھ بہت تیز تھی۔ چاؤ کیا تھی خاصی تیز شراب تھی۔ یا انتہہ میں نے ایک پیالی اور چڑھائی اس اثنا میں ریلوے کا ملازم اندر آیا۔

پون شیف بہت خربزہ ہوا اور اس کے جانے تک اس نے اپنا قصہ شروع نہ کیا۔

”اچھا تو میں اپنی رام کہانی سناتا ہوں لیکن سچ کہئے آپ اسکو بغور سنیگے؟“

میں نے اسکو یقین دلایا کہ میری یہی تمنا ہے وہ کچھ دیر تو خاموش رہا۔ پھر ہاتھوں سے چہرے کو خوب ملکر یوں شروع کیا۔

”شادی کے قبل سب کے ساتھ میں بھی تھا۔ اور برادری کے باہر نہ تھا۔ میں زمیندار ہوں خاصی زمین ہے

اور مقامی یونیورسٹی کا امیدوار بھی ہوں کچھ دنوں امیر و نیکو آتالیق بھی رہا ہوں۔ شادی کی بیڑیاں پہنے

سے قبل میں بھی زندگی اس طرح بسر کیا کرتا تھا جیسے سب کرتے ہیں یعنی اخلاقی نہیں، اور اپنے

ہم مشرب حضرات کی طرح میرا بھی خیال ہی تھا کہ زندگی

کے انمول موتی یوں گنوانے میں میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں۔ مجھے یقین کمال کیا خاصا خط تھا کہ میں بالکل اخلاقی زندگی بسر کر رہا ہوں میں پکا ہوں بیشیہ نہ تھاکھا۔ کیوں کہ میں صرف اخلاقی جرائم کی سطح پر ہاتھ پیرا کرتا تھا۔ اور اپنے بعض ہمہوں کی طرح میں نے عیاشی کو اوڑھنا چھوٹا قرار نہیں دیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اپنی صحت کا مجھے ہر دم خیال رہتا تھا۔ اور اخلاقی جرائم کا مرکب بھی ہوتا تھا تو احتیاط اور ہوشیاری کیساتھ میں ایسی عورتوں سے جو میری محبت کا دم بھرتے تھے وہ درود رہتا کہ مبادا اس گھات سے وہ مجھے اپنے پھندے میں پھانس لیں۔ بہر حال اس سے تو انکار نہیں کہ بعض کو مجھ سے الفت رہی ہوگی۔ لیکن۔ میرا بتاؤ ہمیشہ ان کے ساتھ ایسا ہی تھا گویا میں انکا شاکی ہوں اس شکار کو میں صرف مینی بہ اخلاق ہی نہ جانتا تھا بلکہ اس پر مجھے جید ناز بھی تھا۔“

اس موقع پر اس نے بطور پھر ہی آواز نکالی یہ حرکت ایک نئے خیال کا پیش خیمہ تھی اور پھر پوچھ لگاؤ میرے ایک طرز عمل کا راز اسی میں تھا گویا چیز بحیثیت جسم تکلیف دہ نہیں۔ تکلیف دہ تو یہ جرم ہے کہ انسان باوجود باہمی ربط و ضبط کے خود کو تمام اخلاقی تعلقات و لوازمات سے متنی سمجھے اور حقیقت میں یہی استناد کہ میں اخلاقی قیود و رسوم سے مراد ہوں ایک ایسا خیال تھا جسکو میں اپنی طبیعت کا ایک ناچار خاصہ سمجھتا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ اسی کی خاطر مجھے

ایک سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا جب کہ میں نے ایک عورت کے مالی تحفہ کو جو بعض اظہار محبت مجھے دیا گیا تھا ٹھکرا دیا اور مجھے اس وقت تک چین نہ آیا جب تک کہ میں نے وہ رقم واپس نہیں کر دی اور اسپر یہ ظاہر نہیں کر دیا کہ میں خود کو کیسا شرمندہ احسان بنانا نہیں چاہتا، اس موقع پر وہ کیا ایک خج اوٹھا اور کہنے لگا: "آہ! یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ آپ کو مجھ سے اتفاق ہے یوں سر نہ ہلائے! میں ایسی چالیں خوب سمجھتا ہوں! آجکل کے لوگ جن میں آپ بھی شامل ہیں، الا ایسی صورت کے کہ میں آپ کو عدیم النظر استیثات میں فرض کر لوں ایسے ہی خیالات رکھتے ہیں۔ بہر حال اس سے بحث نہیں معاف فرمائے! مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب امور جانکاہ اور ہوش ربا ہیں۔"

میں: "ہوش ربا؟ ہوش ربا کیا ہے؟"

۱۲۷ "وہ حالت اور غلط فہمیوں کا وہ غار جس میں ہم بڑے ٹامک ٹوٹا ہوا رہتے ہیں اور ہمیں جانتے کہ عورتیں کیا ہیں اور ان کے ساتھ ہمارا کیا برہمنہ ہونا چاہیے ہاں! ہاں! میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں خیر ادھوی امن مان کر موقع کی بنیاد پر ہمیں جس سے قبول وکیل صاحب مجھے دوچار ہونا پڑا بلکہ اصل یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے میری آنکھیں کھلیں اور ایسی کھلیں کہ میں دنیا کو عجیب رنگ میں دیکھ رہا ہوں ہر ایک چیز کی چھان بین کرتا ہوں اور خراب! چھان بین بھی ایسی کہ حساب جائے، اس نے سگریٹ ساگایا اور گھنوں گھنوں پر لگا دیا

بھر سلسلہ شروع کیا اندھیر میں اسکے چہرے کے تغیر کا پتہ نہ لگا سکتا تھا۔ لیکن میں گاڑی کی شور اور گھر کے گھر اٹھ کے باوجود اسکی موڑ اور خوش آئند آواز کو بخوبی سن سکتا تھا

۱۲۸

بہر حال اسی کاوش میں سر کھپانے کے بعد میری آنکھوں نے کہیں بدی کی حقیقت اور اصلیت کو دیکھا۔ لیکن اتنا تو ضرور ہے کہ اس تلخ تجربہ احساس کے بعد مجھے علی سبب حاصل ہوا کہ دراصل انسانی فطرت اور اخلاق کبات کے مقصدی ہیں اور انسانی خواہشات کے پھندے میں پھنسنے لگنا کیا ہے "وہ اچھا تو اب سنئے کہ ان واقعات کی جو میری زندگی کے ہتیاںک سانچہ بنے، کب اور کس طرح ابتدا ہوئی ہیں ابھی سولہ سال کا بھی نہ تھا کہ میں نے خطر راستہ میں قدم بڑھایا یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جبکہ میں ابھی اسکول چھوٹنے میں تھا اور میرے بھائی یونیورسٹی میں ابھی نئے تھے شریک ہوئے تھے اس سے قبل میرا کسی عورت سے تعلق نہ تھا بہر حال ملک کے اور بد نصیب بچے کے طرح میں مصہومیت کا ادھوی بھی نہ کر سکتا تھا اس لئے کہ تقریباً دو سال قبل میرے دوستوں نے میری روح کو گزندہ کر دیا تھا، اور جو ٹھکانا محض خیال کی خاص عورت کا نہیں، بلکہ عورت کا ایک عام خیال! مجھے پریشان کیا کرتا تھا۔

اپس تنہائی میں یہ خیالات ہمیشہ اب کیسے پک نہیں رہتے تھے میں اپنا جی صریح مکان کیا کرتا ہے جس طرح آجکل کے نواسے فیضی لڑکے کیا کرتے ہیں میں کانپ اٹھتا، بیتاب ہو جاتا، دعا میں۔ مانگتا، سجتا، لیکن پھر گرفتار ہوتا تھا

## خونِ خاک

آرنالڈ (سلسلہ تحریر جاری رکھتے ہوئے) جس میں  
 ملاقات اس سے اسی ہوتی میں اتفاقی طور پر ہوا جیسے  
 اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بھی اسی ہوتی میں جا کر کبیر  
 اور پھر کوئی ایسی تدبیر وقت کے وقت سوچ لیجاگی  
 جسکی بدولت ان دونوں میں گویا بڑی گہری ملاقات  
 ہو جائے گی۔

نیکو گٹن ہاں یہ بھی ٹھیک ہے اچھا اب ہمزایہ چاہئے کہ  
 رینو گٹن پہلے جس میرے ہمراہ جا کر اس بڈھے سے  
 ایک دفع اسکے مکان پر مل لے کیوں؟

ہاں یہ نہایت ضروری ہے چلے میں  
 جس میں کل ہی چلنے کو تیار ہوں۔

رینو گٹن ہاں کل یا پرسوں بہر حال چلنا ضرور چاہئے  
 بس اسکے بعد گویا اسکے مکمل ہو گیا۔ اب رہا  
 آرنالڈ۔ رومیکہ کا انتظام تو انشا داکٹر میں چومیں گھنٹے  
 کے اندر اس کا کافی انتظام کر لوں گا مگر ہاں رینو گٹن تم  
 اس بڈھے کو اچھی طرح سمجھا دینا کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکی  
 بیوقوفی کی وجہ سے بجائے شاندار کامیابی کے ہمیں  
 ابتدائی میں کوئی خفت اٹھانی پڑے۔

نیکو گٹن اس سے آپ بالکل مطمئن ہیں وہ نہایت زور  
 رینو گٹن شخص ہے اور بہت ہوشیار ہر طرح

مستعد بلکہ یوں سمجھئے آٹھوں کا منظر کیت۔ آٹھ اندران  
 حضرات کی شکل بھی کچھ ایسی گنوار واقع ہوئی ہے کہ جس سے  
 انکی مالدار کی کے بعد نہایت بخوبی منجھ جائیگی۔

حقیقت میں اگر وہ شخص کچھ بد رو ہے تو میں خود  
 جسمیں کہہ گا کہ ایک شریف صورت اور اعلیٰ سوسائٹی  
 کا ممبر اسقدر خبیث نہیں ہو سکتا جسقدر ایک بد ہیئت آدمی  
 بخل کو کام میں لا سکتا ہے۔

حلو بس اب سب کچھ طے ہو گیا۔ مجھے زیادہ دیر  
 آرنالڈ نہ کر کرنی چاہئے۔ دوستو خدا حافظ اب میں پھر  
 علی الصبح تم لوگوں سے ملوں گا۔

آرنالڈ اسکے بعد رخصت ہو گیا اور رینو گٹن جس میں  
 اپنے اپنے بستر اسراحت کی آغوش میں پہنچ گئے۔

دوسرے روز حسب قرار دو جیس اور رینو گٹن معہ  
 رومیکہ کے بیگناہ گئے بڈھے سے ملاقات کر کے اسکو ضروری  
 ہدائتیں دیں رومیکہ دیا اسکے لئے ضروری لباس فراہم کر دیا  
 جسکی بدولت وہ دوسرے ہی روز چلنے پر روانہ ہو گیا اور  
 اسکے پہنچنے کے دو روز بعد جس کوافرڈ بھی اسی ہوتی میں  
 جا پہنچا۔ اور رینو گٹن بوقت تک کیلئے اپنے مکان پہنچو  
 کہ وہ اپس ہو گیا جب تک کہ اسکی خدمات کی دوبارہ ضرورت  
 نہ پڑے اور آرنالڈ اپنی میکم کو مکمل حالت پر پہنچا کر  
 سدھن کی طرف روانہ ہو گیا۔

## آٹھواں باب

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی  
 یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

محبت! سچی محبت! اخذ کرے کہ ہمیشہ تیرے نتائج کامیاب ہی ہوا کریں حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی زندگی کا لطف بغیر تیرے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس دلیل تو نہیں وہ دل نہیں دیکھ پھر رہے بلکہ پھر سے بھی بدتر ہے ہاں یہ تو دیکھا ہے کہ محبت ہر نئی نوع انسان کا فطرتی مادہ ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اس کے شعبہ جداگانہ میں محبت خود غرضی اور بوالہوسی سے ہمیں بحث کرنا مقصود نہیں ہم اس سچی محبت کی مدح سرائی پر آمادہ ہیں جو بالکل بے لاگ اور بے غرض کہی جائے کہ قابل ہو اور ایسی محبت کی تمیز کرنے کے لئے جب ہم وازنہ قائم کرتے ہیں تو ہمیں حالات کے معائنہ سے اس کا ثبوت باسانی مل جاتا ہے محبت وہ پیش بہا خزانہ ہے جس کے آگے خزانہ قاروں پہنچ اور سکندری کی سلطنت ناکارہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کتھرائین سے کپتان اسٹوارٹ کو محبت ہو گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے دو ایک ملاقاتیں منکر فرڈ اور کتھرائین سے محض مزاج پر سی کے طور پر کیں تاکہ اپنی ذہن میں اندازہ قائم کر سکے کہ فی الحقیقت جو محبت کتھرائین سے ہو گئی ہے اس کے بادر سونے کی بھی کوئی شکل اور توقع ہے کہ نہیں۔ ناظرین ہم آپ کو یہاں توجہ دلائیں گے اسٹوارٹ ایسا بہادر دل نوجوان جو نہایت درجہ مالدار اور صاحب حیثیت بھی ہے ایک ایسی مصوم ہستی سے محبت کرنے کا ارادہ کرے جو نہایت معمولی حیثیت میں غیر شہرت یافتہ زندگی گنج تنہائی میں بسر کر رہی ہو کہاں تک خود غرضی اور بوالہوسی کا

پیش خیمہ سمجھا جاسکتا ہے۔ ہمیں تو غور کرتے ہوئے نتیجہ کے لئے مایوس ہونا پڑتا ہے اور ہر طرف سے ہمارے تجلیات نفی میں جواب دیتے ہیں ہر طرح ہی ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً اسٹوارٹ کو بالکل بے لاگ اور سچی محبت کتھرائین کیساتھ ہو سکتی ہے یہ امر بھی ظاہر ہے کہ سچی محبت بے اثر ثابت نہ ہوئی ہے نہ ہوگی پس کتھرائین کا اثر پذیر ہونا بھی لازمی نتیجہ ہے ہم اپنے ان خیالات کی تصدیق اپنے ناظرین کو اگلے حصہ میں کرادینگے۔ اسوقت ہم سب سے پہلے ایک خود غرض اور بوالہوس محبت کرنے والے کا قوٹو آپ کے ملاحظہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہمارے پانے دوست مسٹر ارنالڈ ہیں جو ناظرین کے سامنے لندن سے تھمپکس اپنے مکار یونیکا جال پھیلانے اور یہ نصیب ملی کہ وہاں اپنے کیلئے روانہ ہو گئے تھے۔

ناظرین ہم آپ کو تھمپکس تو لے آئے اب ذرا مسٹر اوڈی کے مکان کی طرف چلے تاکہ ہم اپنے اصلی مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔ یہ مکان ایک خوشنما بیگلہ مع پائین باغ ہے اس پائین باغ میں ایک ”خاک خانہ“ استعمروں کا بنا ہوا ہے جس میں دو بھر کی دھوپ بھی پہنچتی ہے تو انہی آتشیں زرہ کبر کو برف آلود نیکی ہوئی ہے گلہائے یاسمن اور مختلف خوشنماہری بہری بلبلوں کی ساری حرارتیں سرگردی ہیں واقعی عجیب مقام بنایا ہے کہ دل بے اختیار کھل اٹھتا ہے جو نہو محض اسی خشک خانہ میں مچھلک رہی لیلی کو محبت کی رام کہانی سنایا کرتا ہوگا

اور کیا عجب ہے کہ حضرت حافظ علیہ الرحمہ نے اسی جگہ بیٹھ کر اپنے محبوب کو گلاب کے پھول سے مشابہ کرنا کیا کہا ہو الغرض ہم سب جہنم میں دیکھتے ہیں کہ ازنا لڈ اور ایلکی دو نویٹھے بیان کردہ حضرات کی سنت پوری کر رہے ہیں۔

ازنا لڈ (سید اطہار محبت کرنے کے طور پر) ایلکی میں غریب و الاہوں۔ (یہ لکھ کر اسے آغوش میں لے لیا)

اس کی اس گفتگو سے نہایت خوشی کے عالم میں ایلکی ازنا لڈ کے بوسے لیتے ہوئے اس میں کس زبان سے اپنی خوش قسمتی کا اظہار کروں (اور یہ لکھ کر ایلکی پھر ازنا لڈ لپٹ گئی)

ناظرین یہ وہ کٹھن وقت ہے جس کا نظارہ آپ نہیں کر سکتے آہ یہ خوش وقت وہ وقت ہے جبکہ ایک معصوم دوشیرہ کا خزانہ عصمت لٹنے والا ہے آہ غریب ایلکی عینتہ کے لئے اپنے ہاتھوں آپ اپنا گویا بے باجوہ عرفت اس بھکار دنیا ساز ازنا لڈ کی خواہشات نفسانی کے ہاتھوں محض اسکی ظاہر دار بونکی بدولت بے دام فروخت کر دینے والی ہے۔ حیف ایلکی کا شش اسوقت تیرے اس نازک وقت میں کوئی شریف ہستی آڑے آتی اور تجھے اس سیاہ داغ سے جو تجھے عمر بھر لایکھا بچا لیتی مگر کہاں اسوقت تو تیری عقل پر حرص و آرزو کے پردے پڑ گئے ہیں شیطان تیری آنکھوں میں شراب شہوت کا خار بھر دیا ہے تیرے دماغ پر جذبات نفسانی کی مہر لگا دی ہے دیکھ سنبھل جا یہ سہ کار ہستی جو تجھے اسوقت اپنے پر امن آغوش لئے ہوئے

ہے تیری مستقبل زندگی میں تیری آسین کا سانپ بن جائیگی۔  
آخروہی ہو کر رہا جسکا لہنگا لگا ہوا تھا اور کینٹ اٹھا نے اپنے نفسانی حملہ سے غریب ایلکی سے وہ پیش بہا نو چہین ہی لیا گیا جسے وہ اب عمر بھر نہیں بھگتی۔

ہاں اودینا اور مکار دنیا اب تجھ سے پوچھتے ہیں کیا انصاف اس کا نام ہے کہ ایک بکس و بے بس ہستی اس طرح مکاری و غابازی اور فریب کی شکار ہو جائے ہاں کیا یہی تیرا اصول اور سجا اصول ہے کہ بگنا ہو نکو شیطانی دام فریب میں اس آسانی سے پہنچا دیا جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسمی سے سینکڑوں ایسی مثالیں رات دن کے مشاہدے ہیں آتی ہیں ایسی وارداتوں کا وجود غیر معمولی نہیں ہے ہزاروں اس طرح کی بے بس ہستیاں جتنے چین ایسے ہی ایسے جالوں میں بگڑ گئی ہیں۔ اپنی زندگی سے بیزار ہیں ذلیل ہیں بخوار ہیں۔ ٹھکراتی پھرتی ہیں اور آخر کار اپنا پیٹ پالنے کا ذریعہ اسی بے حیائی اور بے حرمتی کو بنا لیتی ہیں اور حقیقی جذبات کی لعن طعن سے بچنے اور ہر وقت کی خیالی اذیتوں کو محفوظ رہنے کے لئے نشہ بازی اختیار کر لیتی ہیں اور نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جب انہیں کوئی دو کوڑی کو نہیں پوچھتا تو کسی محتاج خانہ کو آباد کرتی ہیں یا کسی محبس کی تارک کو ٹھہری انکی عمر کے ایام گزرتے ہیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ اس کا کوئی پوچھنے والا محبت کر نہ سکا

تپاک سے محبت آمیز انداز سے رخصت ہو گیا اور کھ گیا کہ  
میں کل صبح ضرور آؤں گا۔

ایلی نے اپنی حالت درست کی اور تمام گری ہوئی  
باتوں کی پردہ پوشی کیساتھ مکان میں داخل ہوئی اور  
اپنی خالہ کو اپنی ظاہرہ حالت سے ذرا بھی نشاٹ ہو چکا  
موقع نہ دیا۔

دوسرے روز صبح کو مسٹر ارنالڈ حسب وعدہ  
تشریف لائے۔ پہلے سے ہنٹر بھی موجود تھا اس ایلی نے  
ارنالڈ کا نہایت مبسم کے ساتھ خیر مقدم کیا بچا رہنٹر  
اس طرز اور انداز سے اپنی جگہ آپ بیچ دیا اب کہا گیا  
ارنالڈ کو یہ محسوس کر کے بہت خوشی ہوئی کہ ایلی نے  
اپنی حالت اور گزشتہ واقعات کے چھپانے میں خاشی  
کا میابی حاصل کی ہے کیونکہ اس وقت اسکے چہرے پر ویسے  
فکر اور تردد کے آثار مطلق نہ تھے جیسے اسے گزشتہ شام کو  
دیکھتے تھے۔ ہنٹر کے لئے یہ بھی ایک چیز زیادہ نمک چہرے  
والی تھی کہ ارنالڈ کمرے میں بیٹھا ہی نہیں کہ ایلی کو اپنے  
ساتھ لیکر باغ کی طرف چلا اور اپنے اسی نشیمن میں  
پہنچ گیا جو اسکے لئے کامیابی کا دروازہ کہا جاسکتا ہے۔  
انہایت عاجزانہ التجا کے طرز سے ارنالڈ خدائے  
ایلی تم بہت جلد والدہ سے ملکر میرے کیس کو کر دجیے  
یقین ہے کہ والدہ تم سے انکار نہ کرے گی۔

ارنالڈ بیماری تم بالکل اطمینان رکھو میں بہت جلد  
ایلی۔ پیارے ارنالڈ اب میری زندگی کا دار و مدار تمہاری

بہتری کا دم بھرنے والا انکی اس مبتدل حالت کو  
لیٹ کر بھی نہیں دیکھتا اور نہ دم آخر انکی لاش پر کوئی  
دور آنسو بہانے والا نظر آتا ہے ہاں یہ سب صیتس ان  
غریبوں کے لبوں پر اسے مرد کو تار اندیشیوں بوالہوس  
تیرے ہی بدولت ہاں صرف تیرے ہی بدولت نازل  
ہوئی ہیں آہ توہی نے انہیں اپنی ناپاک خواہشوں کا  
مرکز بنایا کہ رہا کیا ہے۔ توہی نے اپنی جذبات لسانی  
سے مغلوب ہو کر انہیں ان حالوں کو پہنچا دیا ہے  
دیکھو ارنالڈ عاقبت اندیش انسان ذرا اپنی انگلیں  
کھول کر اپنی سیاہ کاروں کی تصویریں دیکھو اور کانپ  
کیوں کہ ان کا ذمہ دار انکا جوا بدہ صرف تو ہے دنیا پر  
اور حلقی دنیا پر اس کا کیا الزام۔

خیر اب ہم اپنے قصہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں باطن  
ارنالڈ کی اس کامیابی کے بعد ایلی کو ہوش ہو گیا ہے  
یہ کیا ہوا اور میں کیا سے کیا ہو گئی میرا اب کیا حشر ہو گا؟  
اس خیال کے ساتھ اسقدر بے چین کیا کہ وہ اس سے  
متاثر ہو کر رونے لگی اور گویا اپنے مستقبل پر آنسو بہا  
گئی گلاب دہاں رکھا ہی کیا تھا جب چڑیاں چاک  
گین گھیت۔ ارنالڈ نے اس کی اس کیفیت کو  
رفع الوقتی کے خیال سے یہ کہہ کر بالاکہ تم اسقدر پریشان  
کہوں ہوئی ہو اطمینان رکھو وہ دن بہت قریب ہیں  
جب ہم تم باضا اطمینان ہوئی بن جائیگے غرض اس طرح  
کی حلقی چیز کی باتوں سے ایلی کو بظاہر خوش کر دیا  
تہوڑے عرصہ کے لئے اسکے غم کو مٹا دیا اور نہایت



کوشش پر موقوف ہے آہ ارنالڈ تم نے غضب کر لیا  
ہائے میں بالکل معصوم تھی تینے مجھے دنیا کے پسندے میں  
پہنسا دیا۔ تینے میرے باغ ہستی کا بہترین بیج تولد لیا  
اب تمہارا فرض ہے کہ تم عمر بھر کیلئے اسے اپنے گلہ کا ہار  
بنادو۔ مگر ان میں کسی کا نیپ جاتی ہوں جب مجھے خیال  
آتا ہے کہ اگر خدا خواستہ تم نے مجھے دھوکا دیا تو میرا  
کیا حشر ہوگا۔

ارنالڈ دھوکا۔ پیاری ایلکلی تمہیں اور میں دھوکا دوں گا  
ارنالڈ میں حیران ہوں کہ تمہاری زباں سے یہ الفاظ  
اویکسے ہوئے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی  
یہ سوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی  
ایلکلی۔ خدا ایسا ہی کرے۔

ارنالڈ ہاں ہاں وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ایلکلی  
ارنالڈ تم یہ یاد رکھو کہ جب تک پنجہ اہل مجھے نہ پہنچا  
کسی دنیاوی بات نہ کی یہ قدرت نہیں ہو سکتی کہ ہمارے  
بیچ میں آئے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مجھے پھر اگر کوئی  
چیز خوش رکھ سکیگی تو وہ صرف تمہاری رضا جوئی۔ لاؤ  
اسی بات پر ان عارض گلگوں کا ایک بوسہ دید جو ہمارے  
استحکام محبت کا گواہ بن سکے۔

ایلکلی (بوسہ دیکر) یہ سب کچھ میں نے مانا مگر اسکو کیا کر دے کہ  
ایلکلی کج بخت دل کو اعتبار ہی نہیں آتا بقول شاعر  
”در عشق است و نہ از بدگمانی“  
پیارے ارنالڈ کیا تم میرے دل کی انگلیس کے خاطر خدا بڑی

مستحق کہا کہ عہدہ و فکار و گے ہاں کہو کہو اللہ میرے دل کا  
اطمینان کر دے کہ میں بہت جلد تمہاری جائزہ سوسی  
بن جاؤں گی۔

ارنالڈ (مکارانہ انداز سے) میں مستحق کہا تاہوں میں  
ارنالڈ حلف اٹھاتا ہوں۔ میں خدائے بزرگ و  
بزرگوں کو گواہ رکھتا ہوں کہ میں آج تمہارا اطمینان ہوا۔

ایلکلی خدا یا تیرا شکر ہے۔ پیارے ارنالڈ میں کیا بیان  
ایلکلی کروں کہ میں اس وقت کس قدر خوش ہوں  
ان گزشتہ شبیر نے کچھ جینی سے لے کر یہ کہ خدا کی پناہ  
ہائے کبھی سوچتی تھی کہ ایلکلی یہ تو نے کیا کیا تو نے اپنی ہستی

بر باد کر لی اور نیکی کا نام دنیا سے مٹا دیا پھر بتوئی  
میں دلوں شکستیں دے تھی تھی کہ چلو جو کچھ ہوا اچھا ہو کہونکہ  
ہم آئندہ کیلئے یہاں جو می بننے پر اس حرکت کی وجہ سے

مجبور ہو گئے ہیں۔ پھر یہ بھی سوچتی کہ خدا نخواستہ  
اس واقعہ کی خبر اگر کہیں والدہ کو ہو گئی تو کیا غضب نہ جگا  
ارنالڈ میری پیاری بھولی ایلکلی تم ناحق کے

ارنالڈ دوسو سو نہیں پڑی ہوئی ہو یہ بھی کوئی واقعہ  
ہے جسکا پنجہ اپنے ہاتھوں میں نہ لے لیا اور ہر شادی ہوئی  
چلو اور چھٹی۔ یہ بات ہی کوئی نہیں ہے اور جب شادی

ہی ہو گئی تو پھر کسی کو ہمارا راز کیا معلوم ہو سکتا ہے۔  
ایلکلی حقیقت تو یہ ہے کہ اگر تمہیں مجھ کے محبت ہے  
ایلکلی اور اس بات کی فکر نہ کرے ہو کہ میں نے اپنی عزت

تمہارے ہاتھوں میں دیدی ہے تو مجھے اس واقعہ کا  
ذرا بھی پنجہ نہیں کیونکہ نتیجہ ایک ہے۔

ایکلی میرے جان سے زیادہ عزیز اعلیٰ ہے کہ سے  
ارنالد اسی محبت ہے جس کا اظہار میں نہیں کر سکتا  
ہاں کہیں تم نے اپنے پیسے کے خیالات  
ایکلی کو کوئی حد نہ پہنچاؤ گے۔

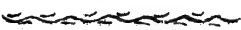
ارنالد ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں مگر میں حیران ہوں کہ  
ارنالد اس قدر بے اطمینانی کے سوالاں کریں۔  
تم ان کا بار نہ مننا۔ میں اپنی دل کی تسکین  
ایکلی کے خاطر کر رہی ہوں۔

ارنالد تمکو چاہئے کہ تم مجھ پر پورا بھروسہ کر لو  
ارنالد قول پر اعتبار کرو میرا وعدہ بالکل سچا ہے  
ایکلی اچھا چلو اب مکان میں چلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ  
ایکلی سہاری اتنی ہی غیر حاضری بھی خالہ جان کو  
کسی شک کرنے کا موقع دے۔  
ارنالد ہاں ہاں چلو چلو۔

ارنالد تو رخصت ہو کر اپنے ہوٹل کو چلا گیا جہاں  
وہ ٹھہرا ہوا تھا اور اعلیٰ مکان میں چلی گئی۔ اسکی خالہ  
نے اس کی غیر حاضری کی بات کوئی خیال نہیں کیا گو وہ  
زمانہ کے سردگر سے بڑی حد تک واقفیت رکھتی تھی  
مگر ارنالد کو چونکہ خاندان کرافز کا سچا بی خواہ جاتی  
تھی اسے کسی قسم کے شک اور اندیشہ کا موقع نہ ملتا تھا  
وہ خیال کرتی تھی کہ ارنالد غالباً تحلیلہ میں کچھ بھی ندان  
کی بے سودی اور فلاح کی باتیں کیا کر رہا ہوگا۔ ورنہ یہ غیر  
ممکن تھا کہ اگر اسکو درسا بھی شک ہوتا تو سارے  
معاہدہ کو تارگئی مہتی۔ بہر حال اعلیٰ اس معاملہ میں

اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی تھی کہ ایسی آزادی تو حال  
ارنالد جیسے ہی ہوٹل پہنچا ہے ایک خط لکھا جو  
اسکے لہن کے ہوٹل پر جا کر یہاں آتا تھا اس نے جلدی  
سے کہو لڑے پڑا اور یہ الفاظ ایک گھبراہٹ میں  
اسکی زبان سے نکلے یہ تو بری ہوئی۔ مجھے فوراً لہن  
پہنچنا چاہئے، بس فوراً ہی وہ وہاں سے پٹا اور  
پھر منسٹر ٹوے کے مکان پر پہنچا اور اعلیٰ سے بیان  
کیا کہ میں اسی وقت بگناٹا جاتا ہوں تاکہ فوراً اپنے  
معاملہ کا تصفیہ ہو جائے اب اس میں ایک منٹ کی ہی دیر  
نہیں کرنا چاہتا۔ تمہیں پناہ دے جاتا ہوں تم بہت  
اطمینان سے جو انشا را اللہ بہت جلد پھر تم سے کامیاب  
ملاقات ہوگی۔ اعلیٰ نے نمناک آنکھوں سے اپنے مطلب  
کو رخصت کیا۔ امنوس غریب ملی کو کیا خبر تھی کہ یہ ملاقات  
بالکل آخری ہوگی۔

بانی آئینہ



**روزنامہ وحدت** ملک کا بہترین روزانہ اخبار ہے  
اہل ملک کے صحیح جذبات و احساسات  
کے اظہار کا نہایت کامیاب ذریعہ ہے۔ جو دہریہ عبدالغنی جی  
(علیگ) اساتذہ ٹیڑ روزنامہ خلافت کے زیر ارا دت کلمی سے  
شائع ہوتا ہے۔ ممالک خارجہ و ہندوستان کے تمام خبر و تحریروں کا  
عالم اسلام کے کو ایف نہایت مناسبت کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں  
فائل مدیر کے افتاحی مضامین مزید پزل ہیں قیمت سالانہ  
۱۰ روپے لا فخر روزنامہ وحدت مسلم ماؤں کی بھین (۸)





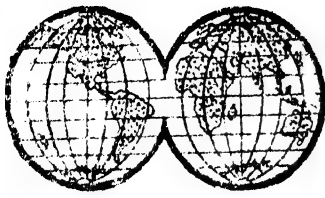
REG. NO. M. 2053

عالمگیر تجارتی اور صنعتی موزیم

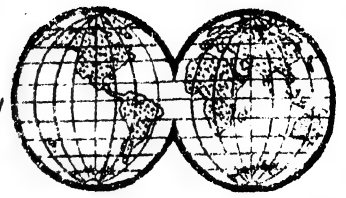


میرزا رفیق بیگ





# رسالہ نمائش



جلد خور واد ۳۳ سالہ اپریل ۱۹۲۵ء نمبر ۴۳

## فہرست مضامین

۲۱۵	دفتر رسالہ	چند اہم صنعتیں برائے فروخت	۱
۲۲۱	جناب میر غوث الدین علی صاحب سائیںٹ	رنگ سازی و رنگ بازی	۲
۲۱۶	جناب حکیم لالہ سری رام صاحب حج کامیون	پارہ کی گولی	۳
۲۲۶	جناب سید احمد علی صاحب بیچنگاٹ	چند نسخے	۴
۲۲۷	دفتر رسالہ	ہمارا نقطہ نظر	۵

## ادبیات

۲۳۱	جناب ابو ظفر عبدالواحد صاحب ایم اے	حالی کی شاعری پر ایک نظر	۶
۲۴۶	(از نگار)	رنگاری یا جیسی قوم (پیوستہ)	۷
۲۵۰	جناب محمد خلیل اللہ خان صاحب طالب علم	زمین	۸

## تجارت کا فروغ

تجارت کی دنیا میں آمدنی جو امدادی اسکا پتہ ان تجارت  
چل سکتا ہے جنہوں نے انکی بدولت تجارتی منڈی میں اپنی ساکھ  
قائم کر لی ہے یہ زمین موقع آپکو بھی حاصل ہے۔ ہم سے بورڈ تیار  
کروائیے۔ پھر دیکھئے کہ گاہک پروانہ وار کرتے ہیں۔ جسے آپ بھی  
اور اس کا اعلان واضح طور پر ہو تو کیا منئے کہ تجارت میں روز  
افزون ترقی نہ ہو ایک دفعہ کا آڈر بہترین کام کی کھلی دلیل ہے۔

محمد عبد القیوم  
آرٹسٹر چمن افضل گنج

## سفیر البحتار

مینجر نواب شوقی ٹری ہر دوئی لکھتے ہیں۔ اتفاق سے  
سفیر البحتار کا ایک پرچہ میری نظر سے گزرا۔ واقعی اس سے مفید  
سال آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ میری دعا ہے کہ خداوند  
اسکو دن دو فی رات چو گنی ترقی عطا کرے۔ چنانچہ میں اس کا  
خردیار ہو گیا ہوں اور اتنا دانشور دوسرے بھائیوں کے لئے  
کوشش کروں گا کہ اسکے خردیار بنکر فائدہ اٹھائیں۔

مؤرخہ ہر کے ملک پر روز ہوتا ہے سالانہ چندہ للعد

دقیر سفیر البحتار صدر بازار دہلی

## ارتقاء

جب سے کہ اس نے نیا لباس زیب تن کیا ہے۔ اسکے  
مضامین میں بھی اعلیٰ ترقی کی گئی ہے۔ اگر آپ نے اب تک اسکو  
ملاحظہ نہیں فرمایا ہے تو آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر نمونہ  
طلب فرمائیے۔ یہ اردو ادب کا ماہوار رسالہ علمی و ادبی،  
اخلاقی و تاریخی، معاشرتی و تجارتی مضامین کا گلدستہ ہے  
شوقین گلچین کی ضرورت ہے۔ شہیدہ کے بودا ماند دیدہ

آزمائے۔ چندہ سالانہ (للعد)

مینجر رسالہ ارتقاء۔ بوین پٹی۔ سکندر آباد دہلی

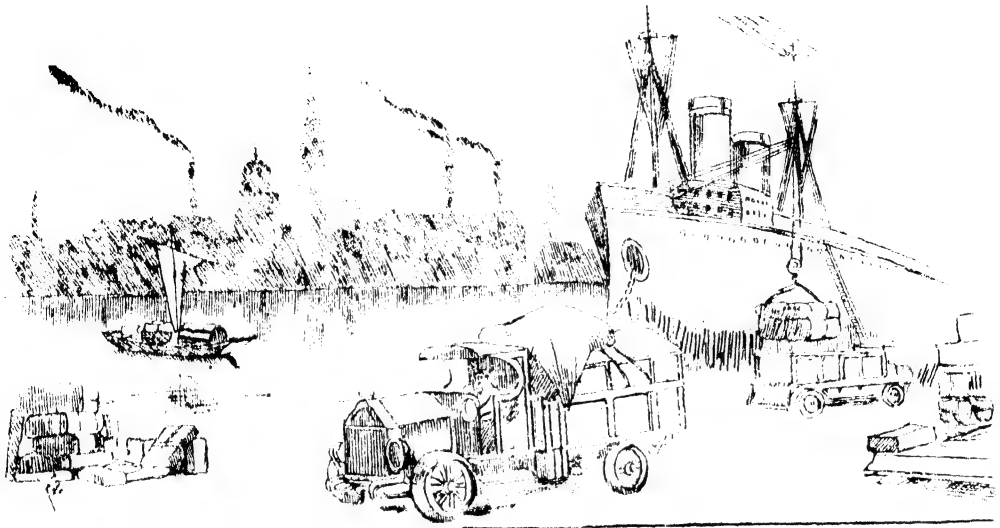


## جب کبھی آپکو

عینک یا اس کے متعلق مسائل کی ضرورت ہو تو صرف ایک تہ  
پوسٹ ان بھی تشریف لائے اگر قیمت زیادہ معلوم ہو یا سامان  
مقصود نہ لیجئے۔ بلکہ لیا ہوا پس کر دیجئے اس سے زیادہ کیا  
اطمینان ہو سکتا ہے انمائش شہر ہے۔

ایچ ایف ٹی اینیٹ کو پتھر کی نعل صاحب آباد دکن





## چند ضروری صنعتیں اور نسخہ جاری وختہ

ذیل میں ایک خط درج کیا جاتا ہے جو ہمارا ایک کرم فرمانے لفظی ہمدردانہ مشورہ کے ارسال فرمایا ہے اس میں نہایت مفید اور کارآمد باتیں بھی ہیں جس کیلئے نہ صرف ہم کو بلکہ ہمارے اظہار کو بھی مشکور ہوتے ہوئے ان سے مستفید ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن چونکہ یہ پہلے صاحبِ موصوف نے رسالہ کے نام پر درسا اعتراض کیا ہے اور لفظ ”نمائش“ کو نمائشی خیال کر کے اس قدر محدود معنوں میں سمجھ لیا ہے جو ایک حد تک بدنام معلوم ہوتا ہے اور انسوس بھی ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ چار سال قبل جب ”رسالہ نمائش“ جاری ہوا تھا تو اس کا مقصد صرف صنعت و حرفت کی

تعلیم اور اشاعت تھا۔ لیکن جیسے جیسے اسکے معاونین میں اضافہ ہوتا رہا، انکی خواہش بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ خواہش کی جگہ اصرار نے لیلیٰ کہ رسالہ میں علاوہ صنعتی مضامین کے ادبی مذاق رکھنے والے لوگوں کیلئے اگر زیادہ نہیں تو بطور نقل کے اسکا سامان بھی ضرور کہنا چاہئے۔ آخریش مجبوراً یہ رائے قرار پائی کہ بطور غمیمہ اس میں ادبی مضامین بھی ہیں۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ حتی الامکان ایسی ایسی تصانیف اور لٹریچر وغیرہ پیش کیا جائے جس سے زبان اردو اب تک محروم ہے۔ یہ کام آسان نہ تھا جو ادھر خیال آتا اور ادھر شروع کر دیا جاتا۔ رفتہ رفتہ یہ امیدیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ بہرہی ہیں اور افتاء اللہ آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ اس صورت میں خالص صنعت و حرفت کے مضامین کا رسالہ ہونے لفظ نمائش کا پورا پورا مقصد ادا کرنے کے اسکا نام ”نمائش“ نہ کہا گیا تھا

جب ہانڈی میں نورتن بھی پکنا شروع ہو گیا تو تبدیل نام کا خیال ضرور آیا لیکن صد ہا مجبوریوں کے منظر یہ کام مشکل ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہو گیا۔ کیوں کہ رسالہ سرکار عالی کے تمام دفاتر اصلاً ع میں جاتا ہے اور اس کا حساب کتاب ایسی نام سے ہے اگر اب اس کا نام بدل لاجائے تو تبدیلی نام کیلئے مہینوں کا رروائیاں کرنی پڑیں گی ایک ایسے ضرورت معاملہ کو طول دینے سے پرہیز کرتے ہوئے اسکو چند بحال رکھا گیا۔

نمائش جس کا یہاں حقیقت میں مفہوم EXHIBITION ہے اسی مطلب کو پیشتر کہہ چکے ہیں کہ ہر ایسی صنعت اور ایسی حرفت وغیرہ جو نمائش میں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اسکا مقصد صرف اشاعت ہوتا ہے اس نمائش کا بھی مقصد یہی ہے یہ بھی صنعت و حرفت کی اشاعت کا ایک آلہ (آئرن) ہے۔ وہ نمائش صنعتوں کو اصلی اور ظاہری شکل و صورت اور حالت میں پیش کرتی ہے تو یہ نمائش تحریر اور تصویر میں پیش کرتا ہے جس طرح اس نمائش میں تجارت کو صناعتوں سے روشناسی ہوتی ہے تو اس نمائش سے بھی تجارتوں کو صناعتوں کے متون وغیرہ سے تحریراً نگاہا بنانے واقفیت اور روابط پیدا ہوتے ہیں البتہ سب سے بڑا فرق جو اس نمائش اور اس نمائش میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہر صنعت کا تیار شدہ نمونہ پیش کرتی ہے اور یہ نمائش ہر حرفت اور فن کی طرف سے پیش کردہ نمونہ کی شکل میں پیش کرنا چاہتا ہے

گویا ایک حد تک ناممکن ہے کہ اصل کے آگے نقل کا مینا ہو سکے لیکن ساتھ ہی اس کے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں نمونے کیساتھ اسکی مہیت نہیں بتلائی جاتی۔ اور یہ نمائش اس کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے کہ ہر صنعت کی حقیقت اور اس کے تیار کرنے کے وسائل پیش کرے موجودہ قوم کو عموماً اور آنے والی نسلوں کو خصوصاً صنعت و حرفت کی جانب راغب کرتا ہے اور انکو شوق کا راستہ دکھاتا ہے انکے دلوں اور دماغوں میں اس کے بٹھانے کا کوشاں ہے کہ ملکی فروغ اور ترقی کا اصلی زمینہ صنعت اور تجارت ہے۔

یہ صنعت ہے کہ نمائش صنعت و حرفت کی ترقی کیلئے ایک زبردست آلہ ہے لیکن نمائش ایکلی دکھانے کا نہیں کر سکتی جو نمائش بحیثیت ایک رسالہ کے کام کر سکتا ہے بشرطیکہ نمائش بھی اپنی خدمات کے اہل ثابت ہو۔ کارکنان رسالہ نیک نیت اور سچی خواہاں ملک ہوں اور اسکے جواب بھی اس کی خاطر خواہ سرسپاری کریں۔ کیوں کہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بچتی۔ اہل ملک اسکو بری نظر سے دیکھ کر روی کی ٹوکری میں بھی نہ ڈالیں بلکہ رسالہ ترقی کا ابتدائی زمینہ سمجھ کر وہ خود نیز اپنی اولاد کے سامنے یہ رسالہ اس غرض سے رکھیں کہ اس سے وہ فواید حاصل کرنے کی کوشش کیجائے جسکی ضرورت ابتداً ملک کو ہوتی ہے جب اسکے معاویہ اسکو اس نظر سے ملاحظہ فرمائیں گے اور اس سے فواید حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو جیسے جیسے معاونین کے خیالات ترقی پذیر ہوتے ہوئے آئیں گے

۲۱۶

ایدا کرنے میں کمی نہ کرئی گئے۔  
ہمارے مشفق نے جو خط لکھا ہے اس سے ظاہر  
ہوتا ہے کہ وہ رسالہ کے مطالعہ کو اس کے انتہائی فوائد  
تک سمجھ گئے ہیں کاش اور معاذین بھی رسالہ کو اسی نظر  
سے دیکھیں اور قدر کریں اور ایسی قدر کریں جو زبانی  
جمع خرچ اور واہ و آہی حد تک محدود نہ رہے بلکہ اس  
عملی کام کو تکمیل تک پہنچائیں تاکہ حقیقتاً رسالہ ترقی کا  
ابتدائی زمین ثابت ہو جیسے کہ اس کا اصلی مقصد ہے۔  
اب غالباً نمائش کی وجہ سے سب سمجھیں گے کہ یہ رسالہ  
کہ یہ رسالہ بھی مختلف صنعتی مضامین کے لفظوں اور فقرات  
وغیرہ کی ایک نمائش ہے۔ اور خالی نمائش چیز نہیں ہے  
بلکہ دراصل کارآمد ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ ہم (اہل ہند)  
اپنی نکتہ اور فلاکت کی وجہ سے اس قدر تنگ نظر ہو گئے  
ہیں کہ ہر چیز کا سب سے پہلے برا پہنچ دیکھتے ہیں۔ خوبیاں  
بہت کم نظر میں رکھی جاتی ہیں۔ اور کیونکر نہ دیکھیں جب  
ہمارے افعال بھی اسکے شاہد ہیں خصوصاً تجارتی دنیا  
میں اول تو ہندوستانیوں کا بہت کم حصہ ہے۔ اور  
جو کچھ بھی ہے اس میں بھی سو سال پہلے سے اب تو  
یہ حالت ہو گئی ہے کہ اتنی سی تجارت کا بھی اگر کوئی  
اشتہار دیا جاتا ہے تو ناظرین قبل اسکے کہ اس پر  
کوئی تنقیدی نظر ڈالیں یہ دھڑک یہ بات ذہن میں  
آجاتی ہے کہ یہ اشتہاری چیز ہے۔

بلکہ اکثر تو یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی انگریزی  
دوکان کا بھی اشتہار دہ دہ میں چھپا ہے تو اس پر بھی

ہم اپنی تجارت پر بہت نازاں ہیں بعض مقبول  
تجاریہ میں کہ لاکھوں کھانہیں بلکہ کڑوروں کا بیوپار ہے  
لیکن وہ لوگ ذرا دیر کیلئے غور کریں اور سوچیں کہ آیا  
حقیقت میں وہ اپنی تجارتوں پر قادر ہیں یا نہیں سوا  
کہ ہمارے پاس جتنا مال ہے وہ سب غیر ملکی ہے اگر وہ لوگ  
چند روز کیلئے بھی بیچنا نہ کریں یہ اس طرح کوئی واقعہ  
پیش آئے جیسا کہ جنگ عظیم کے زمانہ میں تو کیا ہم  
اوسکی جگہ اپنا بنا ہوا مال پیش کر سکتے ہیں اس کا  
جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب حالت  
ہے کہ غیر ملکیوں کے جسم کرم اور رحم و غایت پر وائز  
رکھتے ہیں تو کیا حقیقت میں اوسکو ملک کی ترقی اور اسکی ترقی

اوسکو قدر کی نظر سے ہی نہیں دیکھا بلکہ توفیق کرتے بھی پہلو تہی زفرائی۔ پس یہی ہماری کارگزاری کا اعلان اور جس کے لئے ہم شکر یہ ادا کرتے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔

ربایہ امر کہ آیا لفظ نمائش سے مطالب رسالہ کی پوری پوری اور صحیح ترجمانی ہوتی ہے یا نہیں۔ امویا بالا پر نظر کرنے کے بعد خود ہی اسکا جواب حل ہو جاتا ہے اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔

الیومینم کے متعلق جو خبر درج ہے۔ وہ صرف خبری کی حد تک ہے اوس سے مقصد اوس کا نسخہ تیار نہایت تھا۔ چونکہ انگریزی رسالہ جات سے یہ خبر نئی معلوم ہوتی تھی اسلئے بطور اطلاع کے درج کر دی گئی ہے اوس انگریزی اخبار میں بھی موجد کا پتہ و نشان نہیں بتلایا گیا تھا اسلئے مجبوری تھی۔ البتہ اگر کوئی صاحب دریافت کریں اور اس میں دلچسپی لیں تو اس کا پتہ معلوم کر لینا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ انوس تو یہی ہے کہ کوئی دلچسپی ہی نہیں لیتا۔ مگر یہ بھی ضرور ہے کہ اسکے جواب آنے میں کئی مہینے درکار ہونگے۔

رسالہ نمائش کے اگر ارازاں صفت و حرمت کے تحت اچھے اور کارآمد مضامین دیئے جائیں تو اس پر معقول اجرت و انعام رسالہ کی طرف سے نذر کیا جائیگا۔  
آخر میں ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ ذیل کے خط کا وہ حصہ ضرور غور سے ملاحظہ فرمائیں جس میں چند صنعتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اگر کوئی صاحبائیں سے کوئی صنعت حاصل کرنا چاہیں تو رسالہ نمائش کے توسط سے خطا و گناہ

تجارت کی جاسکتی ہے۔ بجز اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ بیوپار بھی ایک قسم کا بنیاد ہے۔ بیٹے کے پاس بھی کاشمکاروں کا خون لپیٹہ لیا ہوا اور شدید ترین محنت کا پھل آتا ہے اور دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اب اسمیں خواہ ادھنوں نے ایک پیسہ کمال فروخت کیا یا ایک لاکھ کا لیکن کیا بیٹے صاحب کی بھی کوئی کارگزاری اور قابلِ فخر بات اس میں شریک ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اسی طرح دوسرے بیوپار کا حال خواہ موزہ بیناں کی ہوا یا انجن اور میندوق وغیرہ کی۔ ان سب کی وہی بیٹے کی سی ہے دوسروں سے مال خرید کر اور دھڑوخت کر دیا۔ اسمیں ہم نے کیا کیا پس یہی ہمارا بیوپار ہے جس پر ہم بے انتہا بھولے ہوئے ہیں البتہ صرف ایک ہی چیز ہے جسکو اسکے مقابلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے اہمسی کہ یہ بے حد اور کثرت سے استہارہ دکھائی دیتے ہیں اگر یہ صنعت اور اس کی تجارت ہمارے لئے قابلِ فخر ہو سکتی ہے تو اللہ مبارک کرے..... غالباً آپ سمجھ گئے ہونگے کہ وہ ایسی کیا چیز ہے۔ وہ ادویات ہیں جہاں مری۔ جریان اور سرعت وغیرہ متعلق ہیں۔ آپ کو خود بھی اقرار ہے جیسا کہ تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ جس پرچہ میں ضروریات زمانہ کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہوا اوسکا نام ترقی ہونا چاہئے تھا حالانکہ ترقی ایک نام حیران آباد میں موجود تھا تو اس شخصان ظاہر ہو گیا کہ حقیقت میں جو خیال آپ کو اوسکا نام دیکھتے ہی آگاتا تھا وہ مضامین پڑھنے کے بعد باقی نہیں رہا اور آپ نے صحیح کر کے

وزن و اسٹیس۔ آئیں کہ یہ تہہ تہا سے یا نسخہ

یا ایسے صاحب اپنا مواد وضع تباہیں تاکہ جب بھرہ معادہ  
کے لیا جائے۔ آپنے کوئی قد نہیں کی۔ نام اور پتہ کا اشتہار  
نہیں دیا۔ جو ضرورت اور نفع دونوں خیالوں سے  
دور تھا جلد نام و نشان کی اشاعت کیجئے۔ اگر کارخانہ  
تیار ہو چکا ہو ورنہ کارخانہ قائم کرنے کی سفارش کیجئے

اگر آپ ترقی صنعت و تجارت چاہتے ہوں  
تو ملک سے یہ درخواست کیجئے کہ دستکاری جاننے والے  
نسخہ نویس معادہ یا مصلحتاً اگر دنیا پسند کرتے ہیں تو  
توجہ کریں آپ کے ہی رسالہ میں۔ انڈسٹریل کمیشن  
کا اشتہار موجود ہے۔ اس کو خط طلب کیجئے کہ ضروریات  
سماں کار کے نسخے اور دستی شیٹیں جسکو غریب بند و تباہ  
ایجاد کیا ہو اگر کہنی قدر دانی کریں تو ملک کو اور کہنی کو  
اور موجودہ کموائسے کافی ملکہ کافی سے زیادہ نفع ملے گا  
قدر دانی کا اعلان ہونا چاہئے۔ مگر یہ ناخوشگوار بحث یا  
دور ہے کہ دولت مند نسخے جاننے والوں کو اور موجودہ  
جھوٹا۔ ذلیل۔ اور بیکار خیال کریں بلکہ نیک نیتی سے  
کافی معادہ دینے کو تیار ہوں۔ اور امتحان کے معنے  
تصنیف اور حق تصنیف کو مفت حاصل کرنا نہ سمجھیں۔

چند باتیں جو صنعت و تجارت میں عام معاذ  
ہیں ان کو مد نظر رکھیں۔ دستکار دولت مند نہیں ہوتے  
دولت مند دستکار نہیں ہو سکتے۔ مشین کر سرمایہ اور  
مجرب و قوت سے دونوں مستفید ہو سکتے ہیں اس سے  
دور رہتے ہیں دونوں نفع سے محروم رہ سکتے۔

فرار معاملہ کا تصفیہ فرما سکتے ہیں صاحب حنط  
اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر کوئی کام جس کے متعلق  
تصفیہ کیا گیا ہو سکھا نہیں میں یا بنانے میں نقص رہ  
جائیگا تو ایک پیہ نہیں لینگے۔ اس پر پھر بھی اگر ملک کے  
خاموش میں تو سوائے شومی قسمت کا اور کیا کہا جاسکتا؟

ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب! رسالہ نمائش۔ سلام نیاز

آپ کا خوشنامہ پرچہ میں نے بھی دیکھا تصنیف و تالیف  
اور اجاری دنیا میں مجبی اور موٹیٹی کا اختیارات نہیں کہ  
حاصل رہتے ہیں اس بنا پر مجھے بھی حیرت ہوئی میں  
مشورہ دیتا ہوں اعتراض مقصود نہیں ہے بجز کسی شخص کے یہ  
دریافت کرنا ہو کہ صنعت اور تجارت اور ادبیات کا کیا ہے  
اسکا نام کیا ہے کہا جسکا ایک خراب پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ یہ  
باتیں ناگزیر ہیں، اصلیت سے کیا بحث، عمل سے کیا واسطہ  
یہ نام صحیح ترجمانی نہیں کرتا جس پر ہے میں ضروریات نہایت  
اس قدر محتاط رکھا گیا ہو اس کا نام ترقی ہونا چاہئے تھا  
ایک لطیف اور بھی تھا کہ رسالہ نمائش جنوری ۱۹۲۵ء میں  
ایک مضمون ہے جس میں نو عمر کی شکستہ چیز کا جوڑنا یا مچانا  
یا کمر لہانا کسی صاحب نے ایجاد کیا ہے کہ اس طرح بچہ کے  
مضمون لکھا گیا ہے کہ کس طرح باوجودیکہ میں نے کمر لڑا  
یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ صاحب یا کہنی یا کارخانہ ہندوستان  
میں ہے یا ہندوستان سے باہر۔

اسکے چھپانے کا کیا یہ جمل ہے کہ ازراہ قدرانی

اتفاق کرے اور ایک دوسرے سے مساوات کے بتاؤ  
کی ضرورت ہے لہذا نظر ترقی صنعت پر ہونا چاہئے  
یا حق تصنیف خرید اجائے یا نصف نفع پر رضامند ہو  
یا آسانی اس طرح کے مشین تیار ہو سکتے ہیں جو جدید  
اور داخل ضرورت ہیں۔

انکار کشی (جو چاندی کے تار کوٹے اور زور و جوش  
کام آتے ہیں۔  
(عینک کے جاننا) فیشن اور ضرورت دونوں کو  
مفید ہیں۔

(الف) دائرہ پروف بنانا ایک ہی مشین ہوگی  
(ب) آئل کا تھ بنانا بعد ترمیم و ترقی اس سے  
(ج) ٹرننگ کا تھ بنانا  
(د) رنگین نہر اگل بولے والا کا تھ بنانا، چھت چھپ  
سکتی ہے

نسخے

پائش حلوہ لکڑی کو! وجود پائش میں چنے کے زنگ  
محفوظ رکھ کر گیس طبعی اور چمکے رنگین پائش دولت پر  
سچی چینی کے برتن بنانا اسکے علاوہ مٹیوں  
معمولی چینی کے برتن بنانا قسم کے مشین ایجاد کرنا  
تمام چینی کا وارنش اور لٹنے جانے والا اگر  
لا جواب مہیا اور کارہوں تو آپ کسی بھی  
کسی دولت مند سے معاملت لکے کیجیے میں اسکے خرم  
کر دیکھا دمر دار ہوں اور آپ حق تصنیف دلو الے یا  
کارخانے قائم کرنے کے اجارہ دار ہیں۔  
ایسے دولت مند اصحاب سے رضا مندی

لیکھو آپ اعلان کریں معاہدے کے شرائط محدود کریں اگر  
نسخے جاننے والے تجارت اور کارخانہ داری کے منظم بننا  
منظور کریں تو آپ کو شرکت منظور کرنا چاہئے اعتبار کیا گئے  
ایکبار امتحان کافی ہے اور نہ ہر وقت بدگمانی مانع ترقی  
و ایجاد ہے۔

حسوت تک تعلیم اور ایجاد میں بغیر امید معاورہ و مہینہ  
صرف کیا جائیگا گماندہ و ستانی اسیر حرج ذلیل اور غفلت ہنگام  
اسکے دمر وار قوم کے درمند ہیں بلکہ عقل۔ دولت کا  
ایک جگہ جمع کرنا بہترین کوشش ہے اور یہ ذرا بعد ترقی ملک تو ہم  
ضرورت و افادہ سے سوخت عوام و خواص اور مہم طائیف  
صرف رہنا نہیں بلکہ صرف یہ خیال دولت مندوں کے دماغ سے دور  
کرنا ہے کہ ایک کتاب یا مدرسہ ہلال معاوضہ میں نہ نقد نہیں  
ادارا ہے بلکہ تعلیم یافتہ تیار کرتا ہے۔ ہر طرح کے  
کھولے گئے لیکن ان کے بعد صنعت علی بغیر کتاب قائم نہیں ہو  
جہاں کرنا قائم ہونے کے دستکار ترقی تیار ہونگے لیکن یہی ہوگا  
روپیہ کنائی مشین بنائیگی۔ مدرسوں کی تعلیم یافتہ صرف  
ملازمت کر سکتے ہیں۔ و کتاب کے تعلیم یافتہ و کتاب کو  
اور ملک کو ترقی دے سکتے ہیں انکو صرف مالی مدد کی ضرورت ہے  
روشناس خلق ہونا شرط ہے اسکے بعد ملک کاروبار نہیں کہو  
ہے صرف ابتدائی تعلیم کے قدرانی کے مضار خیال پر کیا بنیدار تے  
ہیں ترقی میں بھی خیال مدد آہ اسی خیال نے صنعتی کو قوی و  
کارخانہ داریاں پیدا کی ہیں وقت باقی ہے انبار خدا کے افتتاح ہے کوئی  
اچھا سرست صنعت نامہ نیاز خلیج کرنا ایک اختیار ہے لیکن جبکہ  
قدر دانہ پیدا ہوا اور یہ چھوڑ کر کہیں تو غنا ہوگی۔



## ازال صنعتِ صرفت

## رنگ سازی و رنگریزی

کوئلے کو کشید کر نیے صرف گیسوں کا وہ آمیزہ  
حاصل نہیں ہوتا جو روشنی کے کاموں میں اور ایندھن  
کے طور پر استعمال ہوتا ہے بلکہ اس سے باقراطھوینا  
اور ایک گہرا سیاہ رنگ اور بدبودار مائع ڈاٹامر  
بھی حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ نظر سے چھپ جاتا ہے مگر  
اور خوشنما نہیں معلوم ہوتی لیکن متعدی بیماریوں  
کی ہزاروں کو شیش اور لاکھوں تجربوں نے اس  
گندمی چیز سے بے حساب مفید اور نہایت سودمند  
چیزیں مثلاً ہزاروں قسم کے رنگ اور سنیکٹروں  
قسم کی دھماکو چیزیں حاصل کر لی ہیں علاوہ اس کے ہی  
گندمی اور بدبہت چیز سے کیا دانتوں کو اپنی انتہک  
کو شیشوں کی بدولت نہایت خوش گوار عطریات اور  
بے حد مفید اور کارآمد ادویات حاصل ہوئی ہیں حقیقت میں  
ڈاٹامر کی دریافت سے ان گونا گوں صنعتی ترکیبات کی

تیاری میں خام اشیاء کی فراہمی کا اچھا ذریعہ مل گیا  
چنانچہ اسکو کشید کر تے وقت ذیل کی اشیاء حاصل ہوتی ہیں  
(۱) بنزین (BENZENE)  $(C_6H_6)$  (۲)  
ٹولین (TOLUENE)  $(C_7H_8)$  یہ دونوں  
حد درجہ کی احتراق پذیر مائع چیزیں ہیں (۳) نفتیلین  
(NAPHTHALENE)  $(C_{10}H_8)$  اور (۴) انتھرا سین  
(ANTHRACENE)  $(C_{14}H_{10})$  یہ دونوں سفید رنگ  
ہائڈروکاربنز ہیں جو کثرت سے نیل اور الڈرین  
کی صنعت میں کام آتے ہیں۔ انہی کا اول الذکر کرب  
وہی چیز ہے جو عام طور پر بازار میں کافوری یا فینالی  
گو لیوں کی شکل میں فروخت ہوتا ہے۔  
(۵) فینال (PHENOL)  $(C_6H_5OH)$  یہ ایک سفید رنگ  
قلمدار ٹھوس ہے جسکا اثر زہریلا ہوتا ہے۔  
(۶) کریزول (CREOSOL)  $(C_7H_7OH)$  یہ ایک بہتر  
میں نفتیلین (جسم کش) ہے اور ان تمام بازاری ٹیس  
انفکٹن چیزوں کی بنیاد یہی کرب ہے۔

کرنے کے متعلق ابھی کافی طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا  
چنانچہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے سوڈیم بنڈوٹ  
بعض اوقات محافظہ غذا کے طور پر استعمال کر لیا جاتا ہے  
جس سے کوئی ہرج باج واقع نہیں ہوتا۔ شکر بن (SACCHARINE)

ایک سفید رنگ ٹھوس چیز جو  
ٹولون سے حاصل ہوتی ہے اور جو بہ مقابلہ معمولی شکر کے  
پالٹو گنی ملٹی ہوتی ہے پہلے غذا میں استعمال کیجاتی تھی  
لیکن اب اسکا استعمال مضرت ثابت ہوا ہے چنانچہ ۱۹۱۲ء  
میں گورنمنٹ امریکہ نے اس کے استعمال کو اپنے پاس  
قطعاً ممنوع قرار دیا۔ گذشتہ صدی کے وسط تک  
جو چیزیں رنگنے کے کاموں میں استعمال کیجاتی تھیں  
وہ ایسی چیزیں ہوتی تھیں جو حیوانی یا نباتاتی مادوں  
سے حاصل کیجاتی تھیں چنانچہ رنگین مادے ذیل کی  
اشیا و شے مل جاتے تھے۔ لاک کی لکڑی (LOGWOOD)

یہ ایک مستم کی سرخ رنگ ورنی لکڑی ہوتی ہے  
حیوانی رنگین مادہ یعنی کاکین (COCHINEAL)

یہ ایک مستم کا لکڑا ہوتا ہے جس سے سرخ رنگ بنایا  
جاتا ہے۔ نیلا رنگ مادہ یعنی نیل (INDIGO)

سرخ رنگین مادہ ال سینڈین (ALIZARINE)  
جو ایک مستم کے درخت (میدر Madder)

کی جڑوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ جسکی کاشت یورپ کے  
مغربی حصہ بکثرت ہوتی تھی اور وہ سب سے قیمتی اہم اور قیم  
زمانہ کا نہایت مشہور رنگین مادہ ملک ٹیریا (TYRIA)

کا رخوانی رنگ ہے۔ یہ ایک مستم کی جمبلی کے خول سے حاصل

مفصلہ بالامرکبات میں سے ہر ایک مرکب اس قسم کا ہے  
جس کے ذریعہ صدمہ نہایت کارآمد مفید مرکبات حاصل  
ہوتے ہیں چنانچہ نیدین کو جب نائٹرک ترشہ  
(NITRIC ACID) کیساتھ تعامل کا موقع

دیا جاتا ہے تو اس سے نائٹرو نیدین ( $C_6H_5NO_2$ )  
(NITROBENZENE) نامی ایک مرکب

حاصل ہوتا ہے اور اگر اسکی تحویل کیجائے تو اس سے  
انی لائن ( $C_6H_5NH_2$ ) (ANILINE) حاصل

ہوتا ہے جو تقریباً ایک بے رنگ مائع چیز ہے جس سے  
ہزاروں قسم کے خوشنما رنگ تیار کئے جاتے ہیں

جو اسی بنا پر انی لائن رنگ (ANILINE COLOURS)  
(OR ANILINE DYES) کہلاتے ہیں۔

ٹولون کو جب کسی ڈائیز کرتے ہیں تو اس سے  
مبداک ترشہ (BENZOIC ACID) حاصل ہوتا ہے

جسکے سوڈیم کاتھک سوڈیم بنڈوٹ (SODIUM  
BENZOTE) محافظہ غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے

جب فینال کو فارمالڈی ہائیڈ (FORMALDEHYDE)

کیساتھ گرم کیا جاتا ہے تو اس سے دو ایسے مرکبات حاصل  
ہوتے ہیں جسکا سو قیاد نام بیکیلایٹ (BIKA-  
(CONDENSITE) اور کنڈن سائٹ (LITE)

ہے یہ بھی وہ چیزیں ہیں جن سے گھمتے یاں۔ چھتروں کے  
دسنے اور برقی کاموں کے لئے حاجز (INSULATORS)

تیار کئے جاتے ہیں۔  
نام کے مرکبات کو غذائی چیزوں میں استعمال



حاصل ہوتے ہیں یہ بہ مقابلہ ان رنگوں کے جو طبعی یعنی قدرتی ذرائع سے حاصل ہوئے تھے بہت ارزاں پیدا ہونے لگے۔

یورپ کے جنوبی حصہ میں اور مشرق میں ایشیائے کوچک تک چالیس پچاس سال پہلے میڈل پودوں کی کاشت کیلئے زمین کے بڑے بڑے قطعہ مخصوص کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ صرف فرانس میں پچاس ہزار ایکڑ زمین اس کاشت کیلئے مخصوص تھی۔ جب اس درخت کی جڑیں نیر (فرمنٹ) ہونے کیلئے چھوڑی جاتی تھیں تو اس سے الیڈرین نامی ایک چیز حاصل ہوتی تھی (معلوم رہے کہ عرب میڈر کی جڑوں کو الیڈرین کہتے تھے)۔ جسکی یہ خاصیت تھی کہ وہ روئی کو گہرا سرخ رنگ کر دیتی تھی اس طور پر اس رنگ کو ترکی سرخ رنگ (TORYSH RED) کہا جانے لگا۔

لیکن فی زمانہ اس قسم کے تمام میڈر کے رستے زمین سے مٹ گئے جبکہ کیمیا دانوں نے انھیں اسٹن مختلف قسم کے رنگ حاصل کرنا شروع کئے جس کو گزشتہ زمانہ میں بیکار چیز سمجھا کر بونہی بھیک دیا جاتا تھا۔ چند مسلسل معمولی کیمیائی قموطوں کی بدولت میڈرو کاربن انٹھرا سین ( $C_{14}H_{10}$ ) کو انٹھرا کوئی نون ( $ANTHRAQUINONE$ ) میں تبدیل کر سکتے ہیں اور پھر اس مرکب انٹھرا کوئی نون سے وہ اہم مرکب ڈائی میڈرائکسی انٹھرا کوئی نون یا الیڈرین ( $ALIZARENE$ ) حاصل کیا جاتا ہے اس طور پر میڈر

کیا جاتا تھا۔ جو بحیرہ روم کے مشرقی ساحل پر کثرت سے پائی جاتی تھی۔

۱۸۵۶ء میں انگلستان کے ایک رسالہ کمسن

سائینس دان ڈبلیو ایچ پارکین (W.H. PARKIN) نے پہلی دفعہ ایک نقشی رنگین مادہ مصنوعی طور پر دیا کر کے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا اسکے بعد متعدد کیمیا دانوں نے اس طور پر ہزاروں قسم کے رنگ تیار کر کے سابقہ نباتی اور حیوانی رنگوں کو بیکار کر دیا۔ پھر تو ان مصنوعی طور پر تیار ہونے والے رنگوں کا دور دورہ تھا جو اکثر دیرپہ ڈامر سے حاصل ہوتے ہیں۔ نیندرین، نفتھلین اور انٹھرا سین کو نکالیں گھلکر جو ایک کریسٹل کے ذریعہ ڈامر سے حاصل ہوتے ہیں جو تقریباً سو سال سے پہلے ایک میچ اور محض بیکار چیز تھی اور جس سے کوئلہ کی گیس تیار کرنے والے بے حد تنگ اور عاجز تھے اسی ناگوار چیز سے وہ مصنوعی رنگ حاصل ہوئے اور پھر ہرے میں جسکی سالانہ تیاری دو کروڑ پونڈ قیمت کی ہے اور معلوم رہے کہ اس پیداوار کے تین چوتھائی حصے کوئلہ جرمی کی پیداوار میں شمولیت حاصل ہے اسکے بعد کیمیا دانوں کو وہ وسائل اور عمل ہاتھ آئے جنکے ذریعہ ان رنگوں کی ترکیب دریافت ہونیکے بعد انہوں نے مصنوعی طور پر ان کے اجزاء کو باہم مقابل کے موقع پر ہم بیجا کر تیار کر لیا۔ اس موقع پر زیادہ قابل ملاحظہ امر ہے کہ یہ مصنوعی طور پر باہم اجزاء کے ملاپ جو رنگ

پودے سے حاصل ہونے والا سرخ رنگ یعنی الیڈرین بہت آسانی کیساتھ معمولی طریقوں سے مدد لیکر مصنوعی طور پر تیار کیا جاتا ہے جو قدرتی لمبھی الیڈرین سے بہت سستا پڑا ہے۔ گزشتہ زمانہ میں میڈر کی جڑوں سے سالانہ (۵۷ ٹن) الیڈرین حاصل ہوا تھا جبکہ موجودہ زمانہ میں نو ایجاد طریقوں سے مدد لیکر سالانہ دھنڑارٹن الیڈرین مصنوعی طور پر تیار کر لیا جاتا ہے۔

میڈر کے علاوہ نیل کے پودے جو ہزاروں سال سے دنیا کے کام آ رہے تھے اور جنگی دنیائے حد احسان مند تھے زمانہ نئے اسے بھی دست برد کر دیا۔ ۱۹ دین صدی تک بھی یورپ میں نیل کے درختوں کی کاشت جاری رہی لیکن یورپ کو مشرق سے سابقہ پڑا تو مشرق کی (خاص کر ہندوستان کی) ارزاں پیداوار کے مقابلہ میں یورپ کی گراں پیداوار کو شکست ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ اسکی کاشت قبل الذکر مقام پر تقریباً مفقود ہی ہو گئی لیکن ۱۹ دین صدی نے اس مشرق کو طبعی طور پر پیدا ہونے والے نیل کو بھی دوبارہ یورپ کی مصنوعی طور پر تیار ہونے والے نیل نے اس کو نیم مردہ کر کے تختی کر کے کو بیچا دیا۔ اگرچہ اس مقابلہ میں بہت طویل کھینچاچھی ملک جرمنی کے تجربہ کار ماہرین فن کیمیا کی ذکاوت اور فرانس نے آخر کار مشرقی ممالک کے قدرتی طور پر حاصل ہونے والے نیل کو اپنی مصنوعی طور پر تیار ہونے والے نیل سے نیچا دکھایا اس طور پر یہ مقابلہ ۷۰ سال تک متواتر ہوتا

رہا۔ آخر کار راباب لبط و کشاد اپنی ذہانت اور تجربہ و مدد سے اور صنایع اس صنعت کو فروغ دینے کی کوشش میں اس لاکھ پونڈ سے زیادہ کثیر مقدار کی رقم گنوا کر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں کامیابی حاصل کی اور انکی اس مصنوعی طور پر تیار ہونے والے نیل نے آخر کار ہندوستان کے قدرتی طور پر بنائی طریقوں سے حاصل ہونے والے نیل کو مغلوب کیا اس شکست کا آج کیا نتیجہ نکلا؟ ۱۸۹۷ء میں سالانہ ہندوستانی نیل کی برآمد (۳۵) لاکھ پونڈ قیمت کی تھی اور ۱۹۱۳ء میں یہاں کی اس رنگ کی برآمد صرف ساٹھ ہزار پونڈ کی قیمت تک گھٹ گئی جبکہ ملک جرمنی کی برآمد میں لاکھ پونڈ کی قیمت تک پہنچ گئی ہے۔ اس کے علاوہ نیل کی قیمت بہ مقابلہ باقی کے ۸ شلنگ فی پونڈ سے ۳ شلنگ ۶ پنس تک آگئی ہے۔

نیل کی صنعت کے دوران میں نیل کے علاوہ اور سری بیش بہا چیزیں مثلاً گنک کا تیزاب۔ امونیا۔ کلورس اور اسٹیک ترشہ (AOETIC ACID) وغیرہ مننی طور پر حاصل ہوتے ہیں اس صنعت میں سب سے پہلے جس چیز سے کام شروع کیا جاتا ہے وہ میڈر کو کاربن فیکٹیلین ہے۔ پہلے پیل اس مرکب فیکٹیلین کو نتھالک ترشہ (PHTHALIC ACID) میں تبدیل کیا جاتا ہے اور یہ عمل فیکٹیلین کو ملا قوتور سلفورک ترشہ کے ساتھ ملا کر گرم کرنے سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت محض سلفورک ترشہ اچھی طرح کام نہیں دے سکتا

اس لئے صنایع اس موقع پر پارہ کو ایک حال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جسکی بدولت نیل کی صنعت کا بننا۔ مشکل درجہ طے ہوتا ہے اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب طاقتور سلفورک ترشہ استعمال کیا جاتا تو اس تعامل کے دوران میں کثرت سے سلفور ڈائی آکسائیڈ ( $SO_2$ ) گیس حاصل ہوتی ہے جسکو پھر ہمای قاعدگی مدد سے گندک کے ترشہ میں تبدیل کیا جاتا ہے اس دوران میں کثرت سے کلورین گیس اور امونے بھی حاصل ہوتی ہیں۔

پانی میں نیل کے قابل حل ہونکی وجہ سے اسکو پہلے ایک بے رنگ چیز "سفید نیل" میں تبدیل کیا جاتا ہے جو قلعوی چیزوں (ALKALINE SUBSTANCES) میں قابل حل ہوتا ہے۔ اس محلول میں اس چیز کو ڈوبا جاتا ہے جسکو رنگنا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً روئی اورون ریشم وغیرہ اس کے بعد اسکو ہوا میں خشک کر لیا جاتا ہے جبکہ پوائیس کی آکسجن۔ سفید نیل کو کسی ڈائیز کر کے "نیلے رنگ نیل" میں تبدیل کر دیتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم ان رنگوں سے کام لیکر اپنی اشیاء کو رنگیں کیسے۔ رنگ ریزی کے عمل میں سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ رنگ جس سے کام لیا جاتا ہے کیسا ہے؟ اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہترین ہے کہ نہیں۔ دوسرے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کپڑے پر رنگ چڑھا کیسے۔ بہترین قسم کے رنگ کیلئے یہ ضروری ہے کہ اسکا رنگ خوش آئند ہو۔ وہ اس کپڑے کے ریشے یا تار کو

خراب نہ کرتا ہو۔ جسکو رنگنا جارا ہے۔ اس کے بعد اس رنگ میں یہ خاصیت بھی ہونی چاہئے کہ اس سے رنگے ہوئے کپڑے کا رنگ پائیدار رہے یعنی اگر اس کپڑے کو پانی میں بھی ڈالیں تو اس کا رنگ نہ نکلے قدم زمان میں تمام رنگ نباتی اور حیوانی اشیاء سے حاصل کئے جاتے تھے جو نہایت خوبصورت اور خوش رنگ ہوتے تھے اور جنہیں انکی خوش رنگی کی وجہ سے ٹیپسٹریوں وغیرہ کے رنگنے میں خاص طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن انی لائن رنگ جو ڈامر سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ بہت ان سابقہ نباتی یا حیوانی رنگوں کے زیادہ رنگنے کی طاقت رکھتے ہیں حیوانی ریشے مثلاً ڈول یا ریشم ظاہر ہے کہ بمقابلہ نباتی ریشے یعنی روئی کے زیادہ آسانی سے رنگے جاسکتے ہیں۔ ماون یا ریشم کو رنگنا معصود ہو تو ان چیزوں کو صرف رنگ کے محلول میں ڈوبا کافی ہوتا ہے۔ جب روئی کے کپڑے کو اسطور پر رنگ کے محلول میں ڈوبا جاتا ہے تو اس پر رنگ تو چڑھ جاتا ہے۔ لیکن اچھی طرح بیٹھا نہیں۔ اسلئے اگر روئی کی چیزوں کو رنگنا ہو تو حسب ذیل عمل اختیار کیا جائے۔

پہلے کپڑے کو الیونیم کے کسی نمک دیا اس قسم کی کوئی اور چیز اس میں بھگو لینا چاہئے جس پر فوراً آبدگی کا عمل جاری ہو جاتا ہے اس کے بعد کپڑے کو بھاپ میں رکھا جائے جہاں نمک کی تحلیل عمل جاری ہو اور اسطور پر صرف میڈر اکسائیڈ لیشوں کی تیار کیا

کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں یہ رسوب بنکر ان محلولوں کی  
تہ میں بیٹھ جاتی ہیں جو مختلف قسم کے رنگوں پر مشتمل ہیں  
اس طور پر ان کے رنگ بہت گہرے ہوتے ہیں لیکن ان کا  
رنگ ہمیشہ وہی نہیں رہتا جو اس ڈائی کارنگ ہوتا ہے  
جو اس عمل میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس حامل ہونے والے  
رنگیں رسوب کی ٹکیاں بنا کر انہیں بھی بازار میں بھیجا  
جاتا ہے جو ڈرائنگ وغیرہ کے کاموں میں استعمال کی جاتی ہیں  
میر غوث الدین علی  
”سائنٹسٹ“

اس کے بعد اس کپڑے کو مطلوبہ رنگ کے محلول میں ڈوبا  
جاتا ہے جسکی بدولت یہ رنگ الیومینیم کے بانڈز اکائیڈ  
میں جو کپڑوں کے ریشوں کے ساتھ لگا رہتا ہے جذب ہوتا  
اور اس طور پر اس کپڑے کے ریشوں پر اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے  
الیومینیم بانڈز اکائیڈ کوئی اور چیز جو بھی اس طور پر رنگ  
میں کام لے مارڈنٹ (MARDANT) یعنی کپڑے  
پر رنگ چڑھانے والی کہلاتی ہے اس موقع پر یہ بھی یاد رہے  
کہ مختلف مارڈنٹ کی وجہ سے ایک ہی ڈائی مختلف رنگ  
دیتی ہے اس عمل کے دوران میں وہ چیزیں جو مارڈنٹ

## پارہ کی گولی

از جناب حکیم لالہ سری رام قناد صاحب  
شکر و می اکتولہ کسیر کشمیری ۳۲ ماشہ کھل کے برنگ  
دس تولہ بھر کھل کر کے بکری سرخ رنگ نوزائیدہ  
کو روزانہ کھلانا شروع کریں اور بکری جتنا دودھ  
روزانہ دیتی رہے اس دودھ کو ایک چاندی کی  
کڑاہی میں ڈال کر نرم آگ پر روزانہ پکاتے ہیں  
جب ایک سیر بختم شکر کی ختم ہو جائے اور تمام دودھ  
خشک ہو جائے تو ایک سیر بختم روغن جید انجیر  
ڈال کر پکائیں دو گھنٹہ نرم آگ جلانے کے بعد پارہ  
کو کپڑے میں ڈال کر پھڑو جو پارہ یک کر لیتے ہوگا  
وہ کپڑے میں رد جائیگا اس پارہ کی اپنے حسب  
گولی بنا کر تر پھلہ بننگ۔ دھو کر پانی میں گولی کو

کپڑے میں باندھ کر کچا ڈوبھو۔ مہی۔ مسک  
مصفی خون میں لاجواب ہے اسکے بیمار فوائد ہیں جو  
تجربہ میں آچکے ہیں جو آئندہ اشاعت میں نایاب کئے  
جائینگے۔

## چند نسخے

از جناب سید احمد علی صاحب

ملک افروز گندک پانچ تولہ۔ گلاب پانچ چھٹاٹک۔  
ملاکر ایک تولہ میں بند کریں وقت استعمال تولہ کو  
ہلا کر بھری سے منہ پر دن میں تین یا چار مرتبہ لگانے  
سے چہرہ گوار اور چہرہ نرم ہوتا ہے اور کوئی جلدی مرض  
نہیں ہونے پاتے۔

لاٹنٹیا کی لاکھ پانچ تولہ اسکوفہ صیر پانی میں جس دو  
جب ۲ حصہ پانی چھٹاٹک کر کام میں لاؤ۔

# ہمارے نقطہ نظر

## التاس

”م کو امنوس ہے کہ حضرت ہواپی مہربانی  
رسالے لغز میں روپور و انفرماتے ہیں وہ نورانی  
اول پر روپور کے طالب ہو کر ہر سال اس کی  
نمائش شروع کر دیتے ہیں۔ اول تو رسالہ فقر  
ہو چکی جسے ہمارے ہاں جگہ کی قلت۔ دوسرے  
حق الالہ کا مسئلہ داری کا خیال۔ میرے ہم جیک  
ہر سال کی کراؤن میں چار اشاعتیں ہیں دیکھ لیتے  
اوتھونک اپنی ایک اٹھارہ کرنا بیکار خیال کرتے ہیں  
کیونکہ غالباً آپ بھی اس چیز سے ضرور واقف  
ہونگے کہ ایک سال سے اس کی صلیت اچھی طرح معلوم  
ہیں ہو سکتی ہے اسلئے ہماری التجا ہے کہ مہربانی  
فرما کر مجھ سے یہ کام لیا کریں۔“

ایڈیٹر

کیبلنگ ۲۵۵ ہائیچا ہو میو میٹھک فارمی انارکلی  
کیبلنگ رسالہ لاہور سے ایک نہایت شاندار  
کیبلنگ رسالہ ہوا ہے جو تین رنگ میں (۲۶x۲۲)  
عمدہ چکنے کاغذ پر چھپا ہوا ہے۔ تعطیلات سرکاری کو خاص  
طور پر سرخ روشنائی سے دکھایا گیا ہے علاوہ اونٹنوں کے  
سیچ میں ڈاکٹر سمبول با منمن موجب طلب ہو میو میٹھکی کی تصویق

دی گئی ہے۔ غالباً فارمی اپنے خریداروں کو یہ کیبلنگ  
مفت تقسیم کرتی ہے۔ دفتر نمائش اس عید کا شکریہ  
اسی فارمی کے جناب منہ زارا میں صاحب کی  
ایڈیٹری میں ایک رسالہ ”سبھا“ بھی کل رہا ہے  
جو صرف ہو میو میٹھک کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے  
بلکہ ہر قسم کے طب کے معلق نہایت عمدہ مضامین  
ہوتے ہیں۔ انھوں نے جنوری ۱۹۵۲ء کے رسالے میں  
پانی پر جو مضمون لکھا گیا ہے۔ وہ حضوری سے بہت  
اچھا ہے۔ ہم دلی خیر مقدم کرتے ہوئے اس کی کامیابی  
کے نشانی ہیں۔ لکھنؤ کی چھائی اچھی ہے قیمت سالانہ  
(تین) مقرر ہے لیکن غریب اور طلباء اسے صرف آدھا  
نمونہ ہر مذکورہ بالا پتے سے طلب فرمائے۔  
یہ ایک رنگریزی طبی رسالہ ہے جو جناب ڈاکٹر  
ہاتھ رانا اور صاحب ایم ایل سی کی زیر اوارت  
مدد اس سے نکلا ہے۔ جنوری ۱۹۵۲ء کا رسالہ لغز میں  
روپور وصول ہوا ہے۔ رسالہ کو شروع سے آخر تک  
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ اسم بامسمیٰ ہے۔ یعنی  
انسانی صحت کے متعلق ہر چیز پر بحث کی جاتی ہے  
اور نہایت سادہ اور سلیس پڑیے سمجھایا جاتا ہے  
بعض بعض مضامین میں تصاویر بھی دی جاتی ہیں جو عام  
کو خاص طور پر نمایاں کیا جاتا ہے۔ قیمت سالانہ (تین)

حسب ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔

THE HEALTH OFFICE

323, THAMBUCHETTI STREET

MADRAS

ڈاکٹر برمن صاحب کے اشتہار سے محروم ہیں اپنی  
اشتہارات کا ایک صنیمہ یہ کافوری جنتری بھی خیال  
کرنی چاہئے۔

تمام جنتری رنگوگرافی (ZINGOGRAPHY.)

سے چھپی ہوئی ہے۔ نہایت خوبصورت خوشخط و واضح  
لکھی ہوئی ہے۔ شروع کے بارہ صفحوں پر جنتری دسی  
بقیہ تمام دو ایسوں کے اشتہارات کے لئے مخصوص  
اس جنتری کی لکھائی چھپائی وغیرہ دیکھ کر منہ پانی  
بھرتا ہے۔ کاش اردو میں تعلیق ٹائپ راج ہوتا  
تو آج تمام اجناس اور رسائل اسی شان کے نظر آتے  
غالباً اس جنتری کی کوئی قیمت نہیں ہے ڈاکٹر صاحب  
کے دو خانہ واقع مخبرہ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ  
سے مفت دستیاب ہو سکتی ہے۔

## بہار

اس نام کا ایک رسالہ اراکین بزم غزری  
کی جانب سے مالیکاؤں سے ہر دوسرے چھینے  
شایع ہوتا ہے۔ نشر کا حصہ بہت کم ہے غزلیات  
بہت کثرت سے ہوتی ہیں لکھائی چھپائی کا عمدہ ہے  
(قیمت سالانہ عہد)

اراکین بزم غزری مالیکاؤں ضلع ناسک سے طلب کیجئے

رسالہ نمائش اشتہارات دینے کا بہترین  
ذریعہ ہے۔ مینجر

اس نام کی جنتری منشی لال سنگھ صاحب  
رفیق عالم جنتری نے طبع کی ہے اور بعض ریویو  
دفتر ہائے اصول ہوئی ہے۔ جنتری کیا ہے رسالہ نمائش  
کی طرح چوں چوں کامربہ ہے۔ ہر مذاق کیلئے کچھ نہ کچھ  
موجود ہے۔ البتہ زبان کے متعلق کچھ کہنا بیکار ہے کیونکہ  
پنجاب کی ہے علاوہ تاریخی ذخیرہ کے کچھ ایجادات وغیرہ  
کی بھی خبریں درج ہیں اس میں بہت سی رسالہ نمائش  
سے بھی نقل لگئی ہے لیکن انہوں نے حوالہ نہیں دیا گیا  
بہر حال معمولی تقویموں میں یہ تقویم اچھی ہے تعداد اشتہارات  
دس ہزار تحریر ہے لکھائی چھپائی کا غنیمت معمولی  
قیمت ہر منشی لال سنگھ صاحب مارہ تحصیل کہوٹہ  
(پنجاب) سے مل سکتی ہے۔

اس وقت ہندوستان میں شاہی  
کافوری جنتری کوئی ایسا بلیغیب پڑھا لکھا  
آدمی ہوگا۔ جو ڈاکٹر ایس۔ کے برمن سے واقف نہ ہوگا  
حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کو ڈاکٹر ایس کے برمن  
اور ڈاکٹر رامانند نے اچھا سبق دیا ہے کہ دیکھو اشتہار  
دنیا اور تجارت کو ترقی دینا اسکو کہتے ہیں ڈاکٹر رامانند  
دوسرے درجہ پر ہیں اسی طرح ہندوستان کا شاید  
رسالہ نمائش جیسے بہت کم بلیغیب رسالے ہونگے جو

# اویات







## حالی کی شاعری پر

ایک نظر

یہی ایک دن کام کر جائیگی

سینکے نہ حالی کی کب تک صدا

ظلم کرو گے، الغرض غالب کی صحبتوں میں حالی نے

(۱) حالی کی عمر کا بیشتر حصہ، پانی پت کی قربت کی وجہ سے

سب سے پہلے غزل گوئی کے میدان میں قدم رکھا

دہلی میں گزر رہا تھا انہیں اردو زبان کے بہترین افشاں پراز

اور قادر الکلام شاعر سے

استفادہ حاصل کر لینا موقع ملا

مرزا غالب کی سچی ایسی بھی

جس کا اثر ایک مرتبہ رنگ جمائیکے

نہ کسی انسان کے دھن

محو ہو جانا حقیقت یہ ہے کہ

غالب کا بہت کچھ اثر حالی

کی طبیعت اور شاعری پر

پڑا اسکی ایک وجہ بھی یہی

کہ غالب بشری شعری عباد

کے خلاف اپنے شاگرد بن گئے تھے

دوستانہ تعلقات اور بے غرضی

کا برتاؤ رکھتے تھے جو حالی پر

کچھ عنایت خاص بھی تھی غالب مرزا کی جو ہر شے اس کی پس تاز

گئی ہوئی کہ شاگرد ہو بہار نکلیگا۔ جب کبھی وہ حالی کو اپنا

دروائیس کلام سنانے حالی اسکو بغور سنتے اور کچھ ایسے پراہ

میں دامن دیتے کہ غالب کو یقین کامل ہو گیا کہ حالی کو

شاعری سے فطری مناسبت ہے اور کہا اگر تم شعر نہ کہو گے تو



اور کامیاب بھی اترے۔

یہ غزلیں کس رنگ کی تھیں

اسکا صحیح اندازہ اس سے

زیادہ نہیں ہو سکتا کہ

حالی نے پرانی طرز میں کچھ

کما خوب کہا اور اپنے ہم عصر

میں کسی طرح بیٹے نہیں

اپنے مطلوبہ دیوان میں حالی

نے اس دور کی غزلوں کو

بعض امتیاز کو عطا کر دیا

لیکن قرآین بتاتے ہیں کہ

اس رسالہ کا پورا کلام

کلیات میں شامل نہیں کیا گیا

اور مولانا نے انہی غزلوں کو شامل دیوان کیا ہے

جو ان کے جدید مذاق کے مطابق و مناسب تھیں۔

بقیہ غزلیں جنہیں قدیم رنگ غالب تھا تمام خارج

کر دی گئیں۔ بہر حال شاعری کا یہ جوہر حالی کی طبیعت

میں فطرۃً ولایت کیا گیا تھا، دہلی کی آب و ہوا اور



جو بزمِ مری عام طور سے پیدا ہو جاتی ہے، اس سے نظم  
بالکل مستثنیٰ ہے۔ بار بار قوم کا دکھ ادا دیا جاتا ہے مگر تاثیر  
وہی، درد وہی، غلو وہی، سہ  
گور دیکھتے ہیں دکھ اسو بار قوم کا ہم (حالی)  
پر تازگی وہی ہے اس قصہ کہن میں  
اس موقع پر سرسید کی رائے جو ادبوں نے حالی،  
اور انکی بہترین نظم کے متعلق ایک خط میں ظاہر کی ہے،  
لکھنا لطف سے خالی نہ ہو گا۔

”حقوق کتاب ہائے میں آئی۔ جب تک غم نہ ہو  
اتھ سے نہ چھوٹی، درجہ ختم ہوئی تو فوس  
ہو گا کیوں ختم ہو گئی، اگر اس سدس کی بد  
فن شاعری کی تاریخ جدید قرار دیا جائے تو بالکل  
جائے۔ کس صفائی اور خوبی اور روانی سے  
یہ نظم تحریر ہوئی ہے، بیان سے باہر ہے تعجب ہو کہ  
ایسا ادبی مصنفوں جو سالانہ، محبوبیت نہایت دراز  
کار سے جوابیہ نام شعرا و شاعری ہے بالکل برابر  
کیونکہ ایسی خوبی و خوش بیانی اور موثر طریقہ پر  
ادا ہوا۔ مقدمہ بنا میں ایسے ہیں جو بے چشم  
پڑھے نہیں جاسکے۔ حق ہے جو دل سے نکلتی ہے  
دل میں ٹپکتی ہے۔ نثر بھی نہایت عمدہ اور نئے  
ڈھنگ کی ہے۔ پرانی شاعری کا خاکہ نہایت  
لطف سے اوڑھایا ہے یا ادا کیا ہے میری نیت  
جو اشارہ اس نثر میں ہے اسکا شکر کرنا ہوں  
اور انکی محبت کا اثر سمجھتا ہوں اگر پرانی شاعر

کی کچھ بوسہیں پائی جاتی ہے تو صرف انہیں اٹھا  
میں جن میں میر لطف اشارہ ہے بیشک میں اسکا  
مگر کہ ہوا اور اسکو میں اپنے ان اعمال حسنہ  
میں سمجھتا ہوں کہ جب خدا بچھڑکا تو کیا لایا؟  
میں کہہ سکتا کہ حالی سے مراد اس لکھوا لایا ہوں اور  
کچھ نہیں۔ خدا آپکو جزا بخیر سے اور قوم کو اس  
فائدہ بخشے جسے کسی امام کو چاہئے کہ نماز میں  
اور خطبہ میں اسکے مذہب چھڑا کریں۔

آپ کے اس خیال کا کہ تو اقصیٰ مرتبہ العلم  
کو دیکھا ہے۔ میں دل سے شکر کرتا ہوں مگر اس  
بہنیں جانتا کہ اس سدس کو جو قوم کے حال کا  
آئینہ یا اس کے ماتم کا مرثیہ ہے کسی قید سے مفید  
کیا جائے۔ جہد رچھپے اور جہد ر وہ شہر ہو  
اور لوگ ڈنڈ و سپر گاتے ہوں۔ اور زندیاں  
محبوبین طلبہ اور سارنگی پر گادیں، قوال  
درگاہوں میں گائیں، حال لایا لے اسی سچے  
حال لادیں، اوسیدہ جھکنا دہ خوشی ہوگی“

ایسے لوگ بھی نظر سے گذرے جو مذہبی رسوم و مقود سے  
نا آشنا، اور اخوت سے بے بہرہ تھے، جنکا مطمح نظر عین سچی  
اور آرام طلبی کے سوا کچھ نہ تھا، جو اپنی بزمِ نشاط میں درد  
اور رنج و غم کو جگہ بھی نہ دیتے تھے، مگر انہوں نے بھی  
سدس کو غور رسنا اور جہنمِ غم داد دی اور تو اور دوسرے  
مذہب والوں کو بھی اس نظم نے بے چین اور خود رفتہ  
بنا دیا۔ حالی کے سخت سے سخت عیب جو اور نکتہ چین بھی

مدرس میں حالی کے کمال کی معترف ہیں اس حسن قبول کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ اسکے بعد ہر جلسہ اور ہر قومی اجتماع کے موقع پر اس نظم کی تقلید میں بہت ساری نظمیں لکھی گئیں ملک کے بہترے اہل کمال کو شان رہے کہ کس طرح حالی کی سی شہرت اور نام انہیں بھی حاصل ہو جائے اس نظم کی طرح اعتبار اور خصوصیت کے ثبوت میں چند جہتہ جہتہ اشعار قلمبند کرنا بجا نہ ہوتا تاہم یہ نظم اتنی عام اور مقبول ہے کہ اسکی چنداں ضرورت نہیں۔

اس موقع پر ایک انباہ ضروری ہے کہ اس نظم کا اصلی محرک سر سید کو بنانے میں یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے حالی کی شہرت، انکی شاعری، اور قومی جذبات کو عوام کی نظر میں لکھنا یا جلے۔ بلکہ یہ ماننا پڑے گا کہ اسی نظم نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا ان دیرینہ سال بزرگوں کی متحدہ کوششوں نے ہماری قوم پر ایسا احسان کیا کہ جو کبھی بھولا نہیں جاسکتا۔ ان سب کا باہمی وجود ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ مختلف اعضا کا جسم کیلئے اور قومی حیات و ترقی کا انحصار ان میں سے کسی ایک کی عدم موجودگی میں ناممکن تھا۔

یہ سچ ہے کہ بغیر سر سید کے حالی اندر احمد اور مولانا ذکا والہ کا وجود بھی نہ ہوتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ امر بھی مبنی حقیقت ہے کہ ان بزرگوں کے بغیر سر سید کو بھی وہ کامیابی جو انھیں حاصل ہوئی کبھی نصیب نہ ہوتی۔ سر سید نے انہیں اگر ایسا ضرور، مگر وہ بھی سر سید کے دست و بازو تھے۔

(۲) مدرس کے بعد حالی نے چند نظموں کے سوا جو خاص خاص موقعوں کے لئے لکھی گئیں، ایک زمانے تک کچھ نہیں لکھا۔ شہرت کے ساتھ ساتھ فرائض اور ذمہ داریوں کا بھی بڑھتا گیا۔

اس نظم کی اشاعت سے قبل حالی کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ انکی علمی قابلیت اور استعداد شعری چند منتخب دوستوں یا شاگردوں کی حد تک محدود تھی، اس لئے کہ اس سے قبل انکا کلام طبع نہیں ہوا تھا۔ بعض شعرا نے ثواب رقیبانہ نظروں سے حالی کو دیکھنا شروع کیا وجہ یہ تھی کہ اس نئے شاعر کی آمد ان کے لئے ایک سنگین بد بختی۔ ہر وقت ہی دھڑکا لگا رہا تھا کہ یہ نوخیز شاعر حسن قبول کے پھول چن کر انکے خاص میدان یعنی قصائد و غزل میں بھی انہیں کہیں شکست فاش نہ دے۔ مگر حالی سے اس قسم کا خطرہ رکھنا بے سود تھا حالی نے خود بھی رفع شک کی غرض سے صاف صاف کہہ دیا کہ قصائد و غزل لکھنا نہ انکا مقصد ہی ہے اور نہ وہ خود کو اسکا موضوع ہی سمجھتے ہیں یہ ایک امر واقعی تھا اس لئے انکے بیتاب دل کو اتنی فرصت کہاں تھی کہ قوم کی خدمت کا جو اگر دن پر رکھنے کے بعد وہ کسی دوسری جانب مشغول ہوتے۔ اسکے قطع نظر بھی، ایک خیال ہر وقت ان کے پیش نظر رہا کرتا تھا۔ ایسا خیال، جس نے انہیں کبھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ حالی نے کچھ کہ غزل گوئی چند خونیوں کے باوجود کوئی ایسی چیز نہیں جسکی قوم کو خیر حاصل ضرورت ہو، اسکے برخلاف اس کا وجود ہر حال میں خیر و

حضرت رونا ہے کبھی سال کے مسلسل غور و خوض کے بعد انہوں نے آخر کار ایک مضمون لکھا جو انکی شاعری اور خیالات کا آئینہ ہے۔ انہیں خیالات کی مزید تائید میں غزلوں کا مجموعہ بھی مضمون یعنی ”مقدمہ“ کیساتھ شامل کیا گیا۔ دیوان حالی، کو اس حیثیت سے اردو شاعری کی تاریخ جدید قرار دینا بجائے ہو گا وہ دن بہت جلد آنیوالا ہے کہ اس کتاب کو ایک ایسے دور کی بارگاہ سمجھا جائے گا جبکہ اردو شاعری نے تصنع و تکلف کی قید سے آزاد ہو کر اعلیٰ خیالات کی فصائیں بال کشتائی شروع کی لیکن اب بھی بہتر سے اردو داں اس زبان کی صلاحیت کے متکثر ہیں اس میں شک نہیں کہ اس عام بذطنی کا باعث ہمارے ملک کے بعض نیم شاعر اور نکات سبذ افراد میں ہم خصوصاً ملک کے نوجوانوں سے متضمنی ہیں کہ وہ اپنی اس غلط فہمی سے باز آئیں اور حالی کے کلام کو بغور دیکھیں کہ حالی نے ہمارے اخلاق کے درست کرنے اور قومیت کی تشکیل بنیاد ڈالنے میں کتنا زبردست حصہ لیا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہمیں اس امر کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ شاعری ہی پر قومی سیرت کی تشکیل، اتحاد اور ربط و ضبط ملت کا انحصار ہے۔ انگلستان میں بھی مذہبی اختلافات اور فرقہ بندیوں کا وجود ہے لیکن اسکے باوجود بھی شعرا و مصنفین کی بدولت قومیت کا شیرازہ کھلنے نہیں پاتا۔ اگر ہم شاعری سے سچا اور صحیح مذاق پیدا کریں، اور ایسے شعرا پیدا کریں جنکے ہر دم قبول عام کا سہرا باندھ سکیں، یا بالفاظ دیگر یہی کہ ہمارے

پاس بھی قومی شاعر ہوں۔ اور قومی شاعر رواج پا جائے تو سند و سلم اتحاد کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو جائے گا جب ہم یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ایک آدمی ایسے شخص کا مداح ہے جسے ہم عزیز رکھتے ہیں، اسکا مذاق، اسکے خیالات ہم سے ملتے جلتے ہیں اسکو بھی انہیں چیزوں سے اختلاف ہے جن سے ہم رکھتے ہیں تو ایسے انسان سے ہمیں خاصی محبت ہو جاتی ہے اور تمام اختلافات و امتیازات ایک تحت محو ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اردو ادب سے مذاق پیدا کرنا، اسکی خدمت کرنی، ہمارا فرض ہے اور اس میں ہمارے اتحاد اور آمیزہ قومی زندگی کا راز مضمر ہے۔

یہ سب باتیں گو سبیل مذکرہ تھیں، لیکن اس امر پر خاص طور سے زور دینا مقصود تھا کہ تعلیم یافتہ اردو داں بھی حالی کی خدا کی اتنی داد میں نہیں دیتے جس کے وہ مستحق ہیں۔ میرے پیش نظر ایسے افراد ہیں جنہوں نے نہایت خلوص کیساتھ کم از کم یہ اعتراف تو کیا کہ ابداً میں انہوں نے حالی کا دیوان یوں ہی میدلی کیٹھا اٹھا لیا تھا، مگر مطالعہ کے بعد انہیں اپنے پہلے خیال کی کہ حالی کی شاعری محض کھیکھی اور پرہیز شاعری ہے، تردید کرنی پڑی اور دیوان میں انکی نظر سے ایسی غزلیں گزریں کہ وہ بھڑک اٹھے، اور داؤ سخن دینی ہی پڑی۔ در دسور تھ کے کلام کے متعلق یہ عام طور سے مشہور ہے کہ اس کے پڑھنے اور سمجھنے والے کم ہیں، مگر جو ہیں وہ نقادان فن ہیں۔ یہی مثل حالی پر بھی صادق آتی ہے۔

حالی کے سمجھنے والے بھی کم ہیں، لیکن جو ہیں انکی قابلیت اور مذاق کو کوئی بہ نظر اندیشہ نہیں دیکھ سکتا۔ چونکہ حالی کی شاعری میں واقعات حاضرہ اور گرد و پیش کے حالات سے زیادہ بحث ہے۔ اس لئے اسکی ابتدا ہینڈ اور حوصلہ افزانہ ہوئی، مگر حالی کی شہرت اب پھیل رہی ہے اور عام ہو کر رہے گی۔

یہاں پر حالی نے اپنی شاعری میں جو تبدیلیاں کی ہیں اور جنکا عام کرنا، اسکا نصب العین تھا، بیان کرنا مناسب نہ ہوگا۔ سچی شاعری حالی کے نزدیک بہ زبان علامہ محمد حسد اقبال وہی ہے جو ”قلب کو گرا دے“ جو روح کو تڑپا دے، اپنے ان اشعار میں جہاں لانا نے شاعری کو مخاطب کیا ہے یہ صاف صاف کہا ہے کہ گوانکے قبول کرنے میں قوم و ملک کو تامل ہوتا ہم اپنے خیالات کو نبی بہ حقیقت جانکر وہ اسکا اعلان کرتے ہیں اس نظم کے چند منتخب اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

اے شعر و نظریہ ہو تو تو غم نہیں  
پر حیف تجھ پہ ہے جو ہنود لگداز تو  
صفت بہ ہونہ رفیعہ عالم اگر تمام  
ہاں سادگی سے آئیو اپنی باز تو

جو ہر ہے ایسی کا اگر تری ذات میں  
تعبین روزگار سے ہے بے نیاز تو  
وہ دن گئے کہ جھوٹ تھا ایمان شاعری  
قلبہ ہوا اب ادھر تو نہ کیجونا ز تو  
اہل نظر کی آنکھ میں رہا ہے گریز

جو بے لہر ہیں ان سے نہ رکھ ساز باز تو  
اے شعراہ راست پتو جب کہ پڑیا  
اب راہ کے نہ دیکھ نیشب و فسار تو  
ہوتی ہے سچ کی قدر یہ بے قدر ہو گیا

اس کے خلاف ہو تو سمجھ اس کو شاؤ تو  
ان خیالات کی باندی حالی نے اپنے آخری دور کی شاعری میں یہ جگہ ملحوظ رکھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاعری ہرگز دلگداز نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ نظریات کی ہرنگ اور اس میں ڈوبی ہو، جب تک وہ فصیح و بلیغ اور دروغ و مبالغہ سے پاک، اور سادگی خیال و بیان آراستہ ہو۔ بعض مصنفین اور خیالات کے علاوہ حالی نے شاعری کی شکل و صورت میں بھی تبدیلی پسند کی۔ انہوں نے اس رسم و ریت کو، کہ غزل چند مختلف متغایر اشعار کا بے ربط مجموعہ ہے ابطل منسوخ کر دیا اور انہوں نے ایسی غزلیں لکھیں جن میں شروع سے آخر تک ایک مستقل خیال ہے۔ بہری غزلیں دیوان میں ایسی نظر آئیں گی جسکی بہ اعتبار مصنف و خیال جداگانہ خیرا قائم کیا جاسکتی ہیں ہم یہاں تشیل کے طور پر دو چار غزلیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ردیف ”الف“ میں اس نوع کی بہترین غزل وہ ہے جس میں حالی نے ”عشق“ سے خطاب کیا کہ غزل کیا ہے ایک منظوم مضمون ہے جس میں عشق کے محاسن و معائب، اسکی خانہ سازیاں و خانہ بربادیاں غرضکہ اسکا ہر ایک چھا اور برابہر شہرت کے لباس میں

ذره ذره میں لہو اسلاف کا خوابیدہ ہے۔ حالی پر  
دھلی کی ویرانی و تباہی کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ اگر کوئی  
اس شبہ کا نام بھی لیتا ہے تو وہ بتیاب ہو جاتے ہیں  
فرماتے ہیں۔

تذکرہ دہلی مرحوم کائے دوست نہ چھڑ  
نہ سنایا جا بیگا ہم سے یہ فسانہ ہرگز  
داستان گل کی خزاں میں نہ نالے المیل  
ہستہ ہستہ ہمیں ظالم نہ رانا ہرگز  
جمعیت اگلی مصور ہمیں یاد آئی نگلی  
کوئی نہ چپ مرقع نہ دکھانا ہرگز  
لیکے داغ آئی گھاسینہ یہ بت لے سیاح!

دیکھ اس شہر کے کھنڈرو میں نہ جانا ہرگز  
چپے چپے، یہ میں یاں گوہر کیا تہ خاک  
دفن ہو گا نہ کہیں اتنا خزانہ ہرگز  
مٹ گئے تیرے مٹانے کے نشان بھی اب تو  
لے فلک اس سے زیادہ نہ مٹانا ہرگز  
یاں سے رخصت ہو سو کہیں ہے عشق و نشاط

نہیں اس دور میں یاں تیرا ٹکانا ہرگز  
کبھی لے علم و ہنر گھر تھا تمہارا دھلی!  
ہم کو جھولے ہو تو گھر بھول نہ جانا ہرگز  
شاعری مرکبی اب زندہ نہ ہو گی یارو  
یاد کر کے اسے جی نہ کڑھانا ہرگز  
غالب و بیفتہ و تیرا آرزو و ذوق  
اب دکھائی گئے نکلیں نہ مانا ہرگز

نہایت کمال کیساتھ بتلایا گیا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ ایک  
شعر کو دوسرے سے ایسا لگاؤ ہے گویا متعدد بیش بہا موتی  
کسی نے ایک تار میں پرو دیئے ہیں۔ یہ چند منتخب اشعار  
دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

لے عشق تو نے اکثر قوم کو کھاکے چھوڑا  
جس گھر سے سر اٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا  
ابرار تجھے ترساں احرار تجھے لڑاں  
جو زوہ تیری آیا۔ اس کو گرا کے چھوڑا  
رہو کن کے راج چھینے شاہوں کے تاج چھینے  
مگر دن کشوں کو اکثر بچا دکھا کے چھوڑا  
کیا منعموں کی دولت کیا زائد و نکات قوی  
جو گنج تو نے تاکا اس کو لٹا کے چھوڑا  
لاگ اور بگاڑ تیرے میں دگدگ از دنوں  
پتھر کے دل تھے جن کے انگوڑا کے چھوڑا  
علم و ادب رہے ہیں دلبے تیرے ہمیشہ  
ہر معرکہ میں تو نے انکو دلا کے چھوڑا  
افسانہ تیرا لگیں۔ رو داد تیری دلکش

شعور سخن کو تو نے جادو بنا کے چھوڑا  
(۲۱) یار دلیف ”نس“ کی وہ غزل جس میں دہلی کی  
اجڑی ہوئی محفلہ کی تصویر کھینچی ہے اس خصوصیت کے  
قطع نظر بھی یہ غزل حالی کے خاص رنگ لینے اور اسی  
میں ڈوبی ہوئی ہے ابتدا میں کچھ اشعار بطور تمہید لکھے  
گئے ہیں، جنہیں محبت کی ناکامیوں کا ذکر ہے اور پھر پتھر کی  
اس حوالہ نصیب راجہ جانی کا رد و بار دیا ہے جس کے

ہے پر آشوب جبکہ یہ آج ساز  
وقت نازک ہے اپنے ٹیرے پر

موج ہال ہے۔ اور ہونا ساز  
یا تھپیڑے ہوا کے لے اٹھ رہے

یا لیا کشمکش میں ڈوب جہاز  
کام اسے اپنے سوپ، روحاکی

نہیں جس کا شریک اور امبار  
(۴۴) آخر میں ہم ردیف "ن" کی اس غزل پر اکتفا  
کرتے ہیں جس میں حالی نے قوم کی نکت، افلاس  
اور پست تہمتی کا مرقع دکھلاتے ہوئے۔ اسکی موجودہ  
پست حالت کا زمانہ ماضی کے شاندار کارناموں سے  
مقابلہ کیا ہے۔ یہ غزل سراپا دروہے معلوم ہوتا ہے  
"اس غزل کی تمہید خود میرے بیان کی شاہد ہے کہ  
یہ غزل عید کے موقع پر لکھی گئی تھی۔ لیکن ایسا شاعر  
جو قومی درد سے بے چین ہو اسے عید بجائے خوشی کے  
غم کا پیغام لاتی ہے۔"

پیام عیش و مسرت میں نانا ہے  
ہال عید ہماری تہی اڑاتا ہے (اقبال)  
یہ احساس، رخش جو اقبال کو بیاب رکھتی ہے، اسنے  
حالی کو بھی نچلے بیٹھنے نہ دیا۔ دنیا کے لئے عید ہے مگر  
غز دل کو اس سے کیا کام۔ کہتے ہیں،

ہے عید اہل اسلام با موسم بہار اہل  
جنگل ابا ہوا ہے سب خطر یا سمن میں  
منہ سے دھواں سا اٹھلتے ہی اٹھ سلام

مومن و علوی و صہبائی و مومنوں کے بعد  
شعر کا نام نہ لے گا کوئی دانا ہرگز

رات آخر ہوئی اور نیم ہوئی زیر و زبر  
اب نہ دیکھو گے کبھی لطف شبانہ ہرگز

(۴۵) اسکے بعد ہی دوسری غزل شروع ہوتی ہے جس میں  
چند اشعار کے بعد زمانے کے انقلاب، ہندوستان کے  
واقعات قوم کی بعضی، اور تہذیب حاضر کی غارتگری  
سے متعلق کئی اشعار مسلسل کہے گئے ہیں۔ پھر آخر میں چند  
اشعار اسی خاص اور اچھے حالی کا کوئی شریک نہیں  
یعنی اسی اور یاس کی لے میں لکھے گئے ہیں اور قوم کی  
حالت پر فنون کے آئینہ ہائے گئے ہیں۔

خیر ہے لے فلک کہ چار طرف  
چل رہی ہیں ہوائیں کچھ ناماز

زگمٹ بدلا ہوا ہے عالم کا  
ہیں درگوں زمانے کے انداز

ہوتے جاتے ہیں زوہد و ضعیف  
بنے جاتے ہیں قہر و متنازع

چھپتے پھرتے ہیں کلب و تمبوہ  
گھوٹلوں میں عذاب و شہباز

ناتوانوں پر گدھ میں منڈلاتے  
گھٹائوں پر ہیں حیرت و انداز

دشمنوں کے ہیں دست خود جاس  
اور یاروں کے یار میں غماز

ہو گا انجام دیکھنے کیلک کچھ



ردیف و توانی ایک غیر ضروری الجھا و سہ ہیں جن سے  
بے تکلفانہ انداز بیان و اظہار خیال میں جو شاعری کا  
لازمی خاصہ ہیں، رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ جس شاعر کو  
ردیف و قافیہ کی زیادہ تلاش ہوگی اسکو اظہار خیال سے  
پہلے قافیہ کے انتخاب کی ضرورت ہوگی اور یہ وضع قدرت  
کے خلاف ہے، اسلئے کہ خیال پہلے پیدا ہوتا ہے پھر  
اسکے اظہار کیلئے بعد میں الفاظ وضع کئے جاتے ہیں لیکن  
سب سے بڑھکر دلاویز طریقہ تو وہ ہے کہ حالی نے غزل  
میں پسند و غفلت کی ایسی موثر اور انوکھی طرز مکانی  
جس سے اردو شاعری بالکل نا آشنا تھی اس  
قسم کے اشعار کا اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو کہیں کہیں غزل کے  
ہاں لیکن لکھی کے ساتھ حالی کے ہاں یہ چیز عام شکار دیکھنے  
یہ چند اشعار جو شعر نہیں بلکہ حکیمانہ مقولے ہیں۔

بڑھاؤ نہ آپس میں ملت زیادہ

مبادا کہ ہو جائے نفرت زیادہ

تکلف علامت ہے بیکانگی کی

نہ ڈالو تکلف کی عادت زیادہ

کرد و ستو پہلے آپ اپنی عزت

جو چاہیں کریں لوگ عزت زیادہ

کھاؤ نہ رخنے نسب میں کسی کے

نہیں اس سے کوئی رزالت زیادہ

فرغت سے دنیا میں مہینہ نہ بھٹو

اگر چاہتے ہو فرغت زیادہ

جہاں رام ہوتا ہے مٹھی نہ زباں سے

بارود بچھ رہی مٹھی گویا لب و ہن میں  
گور و چپکے ہیں دکھ اسو بار قوم کا ہم  
پر تازگی وہی ہے اس قصہ کہن میں  
وہ قوم جو جہاں میں گل صد انجمن تھی  
تھنے سنا بھی اس پر کیا گزری انجمن میں  
پائنت نیم بھی ایسا مٹی نہیں اسے جا  
رند و نرس ہے وہ گھن پھولا تھا جہن میں  
رعب کی چون ہے سر و باب و ملت  
نہی سہناک کل تو چوستہ کے رہن میں  
وہ دن گئے کہ کھٹ مشہور تھی مین کی  
ہاں بجائے حکمت نکال اڑتی مین میں  
ڈالی نہ ہوگی آگے اسے دو خرچ شاید

جو ایک تو نے ہل چل ڈالی ہے انجمن میں

فوج اور ہمیر دونوں پھرتی ہیں سری سہی

گویا امیر لشکر مارا گیا ہے رن میں

خود و بزرگ سار میں بد جو اس گویا

ٹٹنے کی قافلہ کی پہنچی جب رن میں

حالی نہیں مٹاں سننے کی تاب باقی

لانا کہ ہے بہت کچھ وسعت تیر سخن میں

مختصر یہ ہے کہ حالی ہاں غزلیں پریشان خیالی تراون

نہیں ہیں، اور ایک شعر دوسرے سے بہ بجا خیال متاثر

نہیں رکھتا، بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک زنجیر کی

معدہ دکڑا ہاں ہیں جنکو ایک دوسرے سے ایک قسم کا نظری

رابطہ اور لگاؤ ہے حالی نے اس امر کا بھی اظہار کیا ہے کہ

نہیں لگتی کچھ اس میں دولت زیادہ  
مصیبت کا ایک ایک سے احوال کہنا  
مصیبت سے عرصہ مصیبت زیادہ  
بھر اور وکی تکتے پھر دگے سخاوت  
جباؤ نہ اپنی سخاوت زیادہ  
فرشتہ سے بہتر ہے انسان بننا  
مگر اس میں بڑی ہر محنت زیادہ

بننے میں غیر اپنے ہوتے ہیں رام وحشی  
الفت کی بھی جہاں میں کیا حکمران  
لکھتیوں کو دے لو پانی اب برجی ہو لنگا  
کچھ کر لو نو جوانوں اٹھی جوانیاں ہیں  
فضل و ہنر بڑے گھر میں ہوں جائیں  
گر یہ نہیں تو بایادہ سب کہانیاں ہیں

نہیں خالی ضرر سے خوشیوں کی ٹوٹ بھی لیکن  
حذر اس لوٹ سے جو لوٹ ہو علمی و اخلاقی  
کمال کائنات دوزی علم غلطوں سے بہتر ہے  
یہ وہ نکتہ ہے جسکو سمجھے مشائی نہ اشرافی  
رہی دانائی آخر غالب آکر پہلوانی پر  
گئے ہیں مان سب چینی و فرغانی تو بچائی

حویج جاتے ہیں جس اندیشہ رسوائی سے  
گھات میں انکے لگی میٹھی ہے رسوائی بھی

دوست گردوست نہ ہو دوست تو بھی لیکن  
بھائی گردوست نہ ہو تو نہیں کچھ بھائی بھی  
دل غنی رکھتے ہیں سے دولت دنیا جو لوگ  
یتور انکے کبھی تو دیکھ کہ شرمائی بھی  
عقل اور حسن پہنکے بھری مجلس ہو گواہ  
انکو خود رائی بھی بھینتی ہے خود رائی بھی  
بہر حال حالی کا یہ خیال بالکل صحیح تھا۔ وہ خوب جانتے  
تھے کہ شعری دلا دوزی کا اثر پسند و فصل کی تلخی کو دور کر کے  
اسکو مرغوب اور گوارا بنا سکتا ہے اور اس طرح ایک کڑوی  
اوبد مزہ دوا بیا ر قوم کے خلق میں آبسانی ڈالی جا سکتی ہے  
جسکو وہ بخوبی قبول کر لیں اس بیان کی تائید میں حالی کے  
خود الفاظ کو یہاں پر بیان کرنا مناسب نہ ہوگا کہتے ہیں  
قوم کی حالت تباہ ہے عزیز ذلیل ہو گئے ہیں شریف  
خاک میں مل گئے ہیں علم کا خاتمہ ہو گیا ہے دین کا صرف نام  
باقی ہے افلاس کی گھر گھر بکرا رہے پیٹ کی چاروں طرف  
دھائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہیں اور بگڑتے جاتے  
ہیں..... علما جسکو قوم کی اصلاح میں بہت دخل ہے  
زمانے کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے ناواقف ہیں.....  
ہر چند لوگ بہت کچھ لکھ چکے ہیں اگر نظم جو کہ بالطبع سب کو  
مرغوب ہے اور خاص کر عرب کا ترکہ اور مسلمانوں کا مورد وثق  
حصہ ہے، قوم کے بیدار کرنے کیلئے اب تک کسی نے نہیں لکھی  
بائیں ہمہ قد امت پسندوں نے اسی بنا پر حالی پر خوب ب  
اعراض کئے انکا اعراض بھی ایک حد تک بے بنیاد نہ  
تھا اسلئے کہ مذاق کی ایک سرے سے تبدیلی حضور صا

ان لوگوں کو جو پرانی لکیر کے فقیر تھے، مہر و شاق گزری ہوگی۔

”دیوان حالی“ کی ایک اور ممتاز خصوصیت یہ ہو کہ مولانا قوم کی حالت پر ہر وقت اشکبار رہتے ہیں یہ بات خواہ بالقدری ہو یا یہ کہ انکے لبس سے باہر اور انکی طبیعت کا جزو بن گئی ہو، تاہم یہ امر صرف قابل معافی ہی نہیں بلکہ لائق سائش بھی ہے لیکن ہر شاعر کیلئے یہ امر موزوں اور سود مند نہیں ہو سکتا حالی کے لئے البتہ یہ مباح ہے۔ کیوں کہ وہ قوم کے درد میں اتنے ڈوبے ہوئے ہیں اور قوم کا خیال انکے دل پر اتنا مسلط ہو کہ انہیں دوسرے خیالات کے اظہار کی مہلت نہیں ملتی۔

مولانا حالی کی غزلیں جو شامل دیوان ہیں دو حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں (۱) ایک تو وہ ہیں جو اصلاح قوم کا خیال پیدا ہونیکے بعد لکھی گئیں اور اپنے وضع کردہ قوانین کے ثبوت میں تمثیلاً پیش کی گئیں (۲) دوسرے وہ منتخب غزلیں ہیں جو اس سے قبل لکھی گئیں تھیں اور اس نوساختہ قانون کی میزان میں پوری اتریں ہم پہلے قدیم غزلوں کا ذکر نیکے امن بعض اشعار تو ایسے ہیں جو قدیم مذاق کے نقطہ نظر سے بھی نہایت بلند پایہ ہیں اور انہیں کوئی نقص نکالا نہیں جاسکتا۔ یہ غزلیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ اگر حالی پرانی طرز پر بھی اڑے رہتے تو وہ اچھو نکا مقابلہ کرتے بہر حال سادگی و دونوں رنگ کی غزلوں میں بے دریغ امتیاز پائی جاتی ہے۔ لیکن جدید غزلوں میں تو سادگی کی

انتہا کر دی ہے۔ البتہ قدیم غزلوں میں سادگی کے ساتھ زبان کی صفائی و جہتگی اور روزمرہ الفاظ کی آمیزش نے انداز بیان میں ایک لوح بیدار دیا ہے ذیل میں بطور ثبوت چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

## قدیم غزلیں

تنتے کیوں وصل میں پہلو بلاؤ کسکو دعویٰ تھا سگداری کا  
برزم دشمن میں نبی سے اڑا کو پوچھنا کیا تری زیبائی کا

اغراض طرہ وقت و تہ و دو تھا کدو رو کے ہکھو اور رانا خور تھا  
رور و دایع بھی شب چرخ کدہ تھا کچھ صبح ہی سے شام ہلا کا ہو تھا

خلق اور دمس سوا ہو گیا کدو دلاسا تمہارا بلا ہو گیا  
وہ امید کیا جسکی ہوا انتہا کدو وہ وعدہ نہیں جو وفا ہو گیا  
ہوا کتے رکھتے دم آخر فنا مرض بڑھتے بڑھتے دوا ہو گیا  
سمجھتے تھے جس غم کو ہم جا بگا کدو وہ غم رفتہ رفتہ غذا ہو گیا

اب وہ اگلا سالتفات نہیں کدو جب بھولے تھے ہم وہ بات نہیں  
مجھ کو جسے پر اعتماد کدو کدو مجھے پر التفات نہیں

وفا اغیار کی اغیار سے سن کدو مری الفت در و دیوار کوچھ  
دونہیں ڈالنا ذوق اسیری کدو گند گیسوئے خزار سے پوچھ  
دل جھجور سے پوچھ لذت وصل کدو نشاط عافیت یار سے پوچھ  
فریب وعدہ دلدار کی قدر کدو شہید خیر اکھار سے پوچھ

کی نصیحت میری طرح مانع ہو اور اک لب ملادیا لبس میں  
جس سے نفرت پہل پہل بھٹکے ہو وہی مفلس ہے چشم مفلس میں  
جانور آدمی، فوشتہ، خدا کا آدمی کی ہیں سینکڑوں ملتیں

نصو میں کیا کرتے ہیں جو ہم کو وہ تصویر خیال یار سے پوچھ

بہت لگتا ہے دل صحبت میں مکی ڈوہ اپنی ذات سے اک انجن ہے  
بناوٹ سے نہیں خالی کوئی بات مگر ہر بات میں اک لادہ پن ہے  
عدو سے بات محفل میں نہ کرنی ہو جو جھوٹو جاکو وطن ہے

## جدید غزلیں

بہت یاں ٹھوکر کھائی ہیں تنہا لبس اب دنیا کو ٹھکرانا پڑ گیا  
دل اب صحبت سے کوں بھاگتا ہو تو ہمیں یاد رہے شرمنا پڑ گیا  
نمانہ کر رہا ہے مستطیع چونکہ وفا سے ہو کو پچا نہ پڑ گیا

کبتک اے ابر کرم ترسا لگتا ہونہ بھی رحمت کا بھی بڑا لگتا  
سہل کچھ اے غل و فاجہ نہیں ہو جو کایک کچھ بچتا ہے کا  
ابو برق اے ہیں دونوں مسکا ہو دیکھئے برسکا یا برسکا

چھڑا ہے لے تصور شرکان لبس کو کافی ہے فارغ غم روزگار لبس  
یہ عمر نہیں ہے جسے کوئی بلا کے بغیر اپنی ہنسنے والے لگتا لبس  
اڑ ہے ادوں میں امیر یہی بچائیں اے اے اے گرو دل لیل نہا لبس

اے بہار زندگانی الوداع کو اے شباب اے شادمانی الوداع  
لیے بہانہ صبح پیری السلام کو اے شب قدر جوانی الوداع  
روزگار ضعف سستی الصلا کو وقت سعی و جفا فانی الوداع  
فرہبت عشق و جوانی الفراق کو درد عیش و کامرانی الوداع

بری اور بھلی سب گزر جائیگی یہ کتنی تو بھنی بار اتر جائیگی  
رینگے نہ علاج یہ دن سدا کو کوئی دن میں گنگا اتر جائیگی  
ادھر ایک جہم اور زمانہ ادھر یہ بازی تو سو کسوہر جائیگی  
ننگے نہ سالی کی کجکھالیں یہی ایک دن کام کر جائیگی

(۳۱)

حالی نے شریک حریف بھی علم اٹھایا مگر وہ اس  
راستے کے مرد میدان ثابت نہیں ہوئے حق یہ ہے کہ  
وہ نظرۃ شاعر پیدا ہوئے تھے اور یہ حیثیت شاعرانو

سخن لیکر انھیں اسی پر قانع ہو جانا چاہئے انکی نصف  
جو دو سو یا اس سے زائد اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں  
کتابیں صحیح، سلیس، اور با محاورہ اردو میں لکھی گئی ہیں

اس سے زیادہ تعریف کی وہ مستحق نہیں ہیں حالی  
کی نثر نہ تو آزاد کی طرح ترنم ریز اور پُر زور اور دلنشین ہی ہے  
اور نہ مولوی نذیر احمد کی طرح حقیقی ہونے کی گلی اور زبردستی

ظرافت میں ڈوبی ہے لیکن ایک دوسری حیثیت سے  
گرا نقدر ہے۔ یہ حیثیت مضمونوں ہے نہ یہ حیثیت عبارت  
”حیات سعدی“ میں حالی نے اپنی بساط کے مطابق

ایک شدید ضرورت کو پورا کیا ہے، اور مقدمہ میں حقیقی  
شاعری کے مفہوم کو صاف صاف سمجھایا ہے۔ غرض سطح  
سے حالی نے ہمارے معلومات کے اضافہ میں ایک بردست

میں نثر کی گئی ہیں اولاً تو ”حیات سعدی“ ہے اور یہ قدر و شاعر ہے

حصہ لیا ہے۔ خصوصاً محض اردو والے بلیک کیلئے انہوں نے ایسا ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ جہاں تک اسکی رسائی ناممکن تھی یعنی یہ الفاظ دیگر، علوم کے سامنے شاعری کا مطالعہ شعرائے عرب، یونان اور انگلستان کے خیالات کا کلدہ پیش کیا ہے۔ جسے وہ بغور دیکھیں اور بہ آسانی پڑھ سکیں اس مقدمہ سے اور معلومات کے قطع نظر، ہمیں اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ حالی نے ملکی ادبیات کا عام اس سے کہ وہ جدید طرز میں ہوں یا قدیم میں کس عور سے مطالعہ کیا ہے۔ اور کس خوبی سے قدامت پسند کے کلام پر وہ منصفانہ اور تنقیدی نظر ڈال سکتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ حالی نے قدیم طرز کو فطری مذاق یا رجحان کی کمی کے باعث ترک نہیں کیا، بلکہ انہوں نے دیکھا کہ قوم کی فلاح و خوش آئند مستقبل کا راز اسی طرز فکر کے اختیار کرنے میں مضمر ہے۔

مولانا کے آخری دور کے تصانیف میں وہ کتاب بھی شامل ہے جس میں غالب کی زندگی کے حالات، اور ان کے فارسی اور اردو کلام پر تنقید ہے اور ادب میں یہ ایک نئی اور بیش قیمت چیز ہے اور تنقیدی حصہ اس قابل ہے کہ غالب کے مداح اسے بغور پڑھیں۔ مولانا نے سرسید کی لالیف بھی لکھی ہے اور غالب انثر میں یہ حالی کی بہترین کتاب ہے۔

(۴)

بہ حیثیت شاعر حالی کے رتبہ اور پایہ کا ادبی تحفہ لگانا، اگر دشوار امر نہیں، تو کم سے کم ایک نادر مسئلہ

مزدور ہے۔ اگر خوبی کا معیار خلوص، زبان کی صفائی، طرز بیان کی جستگی، اور فطری آمد پر رکھا جائے تو حالی کے معصوم نہیں انکا کوئی شریک یا دعویدار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر مہذوستان کے عام سیلان اور غلط احساس کے مطابق، ہم حالی کو اس حیثیت سے دیکھیں کہ وہ کتنے اضافہ سخن پر قادر ہیں انہوں نے کہاں تک مبالغہ آمیز قہنوں، استعاروں اور صنائع لفظی و معنوی سے کام لیا ہے تو اندیشہ ہے کہ اس لفظ نظر سے حالی کا شمار درجہ دوم کے شعرا میں بھی مشکل ہو سیکے گا۔ آیا انکا کلام ہماری زبان کا سرمایہ افتخار بن سکتا؟ اس کا تصفیہ زمانہ کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ ابھی تک صورت امید فز انظرانی پہلے سلسلے کہ انکا کلام دن بدن عام اور مقبول ہو رہا ہے ہماری سیاسی، اخلاقی ترقی میں حالی کے کلام نے زبردست حصہ لیا ہے۔ شعرا انکے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں شاعری کو جو اب تک حوصلہ کی، سو قیامہ عشق عثمانی کے جذبات کی ترجمان تھی، جو خواہشات نفسانی اور جذبات حیوانی سے لبریز تھی، اصلاح قوم اور ملکی وقومی ترقی کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس موقع پر حالی کا مہذوستان کے بہترین موجودہ شاعر علامہ سر محمد اقبال سے مقابلہ کرنا بے سود نہ ہوگا، دونوں نے قوم کی اصلاح، اسکی فلاح و بہبود کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے۔ دونوں قومی درد سے لبریز ہیں لیکن ہر محو ذلکا مقصد ایک ہے۔ مگر اسلوب و دونوں کا جدا گانہ ہے حالی کی شاعری میں خلوص ہے، درد ہے، سوز و گداز ہے، مگر درد

چیز نہیں جو انسان کو مادہ عمل کر دے۔ حالی کی شاعری پیغام میداری ہے، مگر دعوت عمل نہیں وہ نیند کے باتو کو خواب غفلت سے جگا دیتے ہیں، انھیں اپنی لپٹ عالی سے تنبیہ کرتے ہیں۔ لیکن انکی شاعری سرایا یاس و ناکافی ہر لہذا یہی اثر قوم کے دل پر بھی ہوتا ہے وہ اپنی ذلت، تنہائی، شکست، اور ست غرضی کا احساس کرنے لگتی ہر لیکن ساتھ ہی اتنا مایوس ہو جاتی ہے کہ خود کو میدان عمل میں حصہ لینے کے قابل نہیں سمجھتی۔ اقبال بھی قوم کی تنہائی پر اسٹبار رہتے ہیں، وہ قوم کی تنہا حالت کے نوحہ خواں ہیں۔ یاس اور اداسی انکی بھی شخصیت اور ذات شعر کا ایک جزو ہے، مگر وہ یاس سے کبھی مغلوب نہیں ہوتے اور نہ اسکی جھلک انکی شاعری میں پائی جاتی ہے۔ امید و آرزو انکے ہر شعر میں خواہ وہ درد لبریز ہی کیوں نہ ہو، برابر پائی جاتی ہے جہاں حالی کو یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ ہماری قومیت یونہی مٹے مٹے صفحہ ہستی سے ایک بارگی ناپائندہ ہو جائے، اقبال ہمیشہ اسکے خلاف نوید مسرت و امید سناتے ہیں جہاں حالی انتہائے یاس میں یہ کہتے ہیں۔

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے آخر  
موت سے اسے دور زماں مٹ رہا ہے

اقبال فاتحانہ انداز میں کہتے ہیں۔

تو نہ مٹ جاں گیاران کے مٹ جانے سے  
نشہ کے کو تعلق نہیں ہمارے سے  
ہے حیاں یورش تا مدتہا افسانے سے

پاساں ملنے کعبہ کو صنم خانے سے  
جہاں حالی بالکل مایوس ہو کر در بھری آواز میں یہ  
حاصلہ شکن پیغام دیتے ہیں کہ ہماری حالت کچھ ایسی دی  
ہو گئی ہے کہ ہر آرگوش و تدبیر عمل میں لائی جائے لیکن  
ہمارا ابھرناب قریب قریب محال ہے۔

گڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی  
ہے اس سے یہ ظاہر ہی منظور خدا ہے  
اور آخر کار کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا تو قوم کو خدا کے  
سپر دکر دیتے ہیں۔

وہ ہے مالک ڈوبے خواہ تر اے

چارہ یاں کیا ہے خیر جزو نیاز  
اقبال ایسے موقع پر بھی ناامید نہیں ہوتے۔ وہ قوم کی  
ڈھارس باندھتے ہیں، اطمینان دلاتے ہیں کہ انسان کو  
کسی حالت میں ناامید نہ ہونا چاہئے، اسلئے کہ اولاً تو  
ہر کامیابی میں فتح و ظفر کاراز پیناں ہے۔

اگر غمناخوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے  
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہر سحر پیدا  
بلکہ ایسے ہی موقع پر اپنی رگ محبت و قوت عمل کو جوش  
میں لانا چاہئے۔

کیوں ہر ساں ہے ہل فرس اعدا سے

نور حق مجھ نہ سیکھا لفس اعدا سے  
دوسرے یہ کہ شان مردانگی اس میں ہے کہ انسان کبھی ہمت  
نہ ہو۔ بہت ممکن ہے کہ مالک حقیق کی اس جھڑپ جھار میں  
ہماری قوت سیرت، ہمارے استحکام۔ ہماری الالفرق،

اور ہماری ستیزہ کاری کا امتحان مقصود ہو۔

تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا

امتحان ہے ترے ایثار کا۔ خود دلری کا

یہی وجہ ہے کہ مشیت ایزدی ہر طرح سے ہمیں آزمایا جاتی ہے  
مختلف صبر آزما اور حوصلہ شکن اسباب میں جیل بھجائی ہے  
وہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ہم کہا تک اپنی دھن کے پکے،  
ہمت کے پورے، اور سخیاں جھیلنے کے لئے آمادہ ہیں۔

یہی باعث ہے کہ دنیائے مادیت ہمارے خلاف ہے  
لیکن پھر بھی ہم برابر مقابلہ کرنے اور سر دینے کیلئے تیار رہیں گے  
آگ ہے، اولاد ابراہیم ہے، غمزدہ ہے

کیا کیو پھر کیو امتحان مقصود ہے

اگر نشاء ایزدی اس میں ہے کہ ہم اپنے جوہر ذاتی دکھائیں  
تو پھر تامل کس لیے؟ امتحان اور بھی باقی ہے تو یہ

بھی نہ سہی

بہر حال اس مقابلہ سے یہ مقصد نہیں ہے کہ حالی  
کی وقعت، بلبل کی نظر و نمیں گھٹائی جائے۔ کہنا صرف  
یہی ہے کہ حالی ہوں یا اقبال دونوں نے قوم و ملک پر  
بیحد احسان کیا ہے نہ صرف ہم بلکہ ہماری زبان بھی انکی  
پاس گزار ہے۔ اقبال کو اگر ہم حالی پر ترجیح دیں تب  
بھی یہ ماننا پڑے گا کہ اس طرز خاص کا اگر موجد نہیں، کم سے

رواج دینے والا تو حالی ضرور ہے۔ حالی ایسے

زمانہ میں پیدا ہوئے کہ انہیں وہ سہولتیں جو اقبال کو

حاصل ہیں، نصیب نہ ہوئیں۔ اسکے قطع نظر بھی، حالی

ایسے زمانہ میں آنکھیں کھولیں جبکہ ہندوستان میں

چاروں طرف اُداسی اور مردنی بھجائی ہوئی تھی

پس انہوں نے قوم کو اس خواب سے جبکہ وہ گھوڑے

سیچے سو رہی تھی، جگایا اور اس کے دل میں احساس

پیدا کیا۔ اقبال نے اس کو لذت عمل سے آشنا،

زمانے کے نشیب و خسرو اور مسئلہ جد للبقا سے

آگاہ کر دیا۔ محبت، اتفاق، رواداری، قومیت،

اور معاشرت کے گر سکھائے، اور کہا زمانہ بات

کا مقصدنی ہے غرض کہن کو جلد خیر باد کہا جائے۔

کیف باقی پرانے کوہِ حرا میں نہیں

(اقبال)

ہے جنوں تیرا نیا پیرا نیا ویرانہ کر

ابوظہر علی

یم



## مقالات اقباسات



کثرت سے سکونت اختیار کی۔

۱۸۱۷ء میں اس قوم کی ایک جماعت بحر شمالی کے  
سواحل پر سکونت پذیر ہوئی اور وہاں اسنے پیشہ کو  
کر دہ مصر سے آئے ہیں اور سات سال تک سفر کرتے رہے  
پس حکومت نے ان کے لئے ہر قسم کی آسانی بہم پہنچائی  
لیکن بعد کو انہوں نے ملک میں فساد پھیلانا شروع کیا  
اس لئے حکومت نے انکو سخت سزائیں دیں اور خارجہ بلاد  
کر دیا، یہی وہ زمانہ ہے جب سے اس قوم کی تائید میں  
شقاوت اور مصیبت شروع ہوتی ہے۔

چونکہ زنگاری لوگ سلطنت عثمانیہ سے گئے تھے  
اسلئے انکے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ  
ترکوں کے جاسوس ہیں اس اثنا میں انکے مصائب  
کو کچھ کم ہو گئے تھے لیکن سن ۱۵۴۰ء سے ۱۵۴۵ء اور ۱۵۴۵ء  
میں انکے خلاف شدید احکام کی پھر تجدید ہوئی ۱۵۴۵ء  
میں فریڈرک ولیم اول نے یہ حکم صادر کیا کہ اس عت کے  
ہر فرد کو جسکی عمر ۱۵ سال سے زیادہ ہو اچھانسی دیدی جائے  
۱۵۴۵ء کو سلطنت روس کی طرف سے یہ حکم صادر

## زنگاری یا سپی جماعت کے

## دیکھتے چلا

اور

## اس کا تعلق سرزمین ہند سے

(پوسٹہ)

تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ملک فلاحیا  
میں زنگاری ۱۲۴۱ء میں پہنچے، یہ وہ زمانہ تھا  
جب شاہ رازداول باوقاف غل کی حکومت سے  
۱۱۱۱ء کی مصیبت ہوئی تھی، اور اس نے سلطنت فلاحیا  
کی تباہ و بربادی کی۔ بعد کو سلطان محمد اول نے ۱۴۱۱ء  
میں اس سلطنت کو خراج دینے پر مجبور کیا۔ قرین تیاں  
یہی ہے کہ اسی زمانہ میں زنگاریوں نے ہندوستان میں



کیا گیا کہ آٹھ روز کے بعد جو زنگاری ملک میں لایا گیا  
مقتدر لایا گیا مگر وہ نئے گولی مارنے کی حالت میں اور عورتوں کے  
کوڑے لگائے جائیں گے۔ روس اور پولوینیا میں  
یہ قوم جبری ہو کر گئی تھی۔

اسکاٹلینڈ میں بھی اسکے اخراج کے احکام  
صادر ہوئے، جنہیں تقریباً تھی، کہ اگر کوئی زنگاری  
پھر واپس آئیگا تو قتل کر دیا جائیگا۔ اٹالیا و فرانس  
میں بھی ان کو رہنے کی اجازت نہ دی گئی، بلکہ یہ لوگ  
ادھر ادھر چھوڑ دیے گئے اور شکستہ ملک انکی تعداد  
اس قدر کم ہو گئی کہ ان کا اخراج آسان ہو گیا اور آخر کار  
۶ دسمبر ۱۸۷۰ء کو تمام زنگاری گرفتار کر کے ساحل  
افریقہ پر بھیجا دیئے گئے۔

انگلستان میں بھی ان کے ساتھ ہی عمل کیا گیا  
اور منہر ہی مشتم نے ان کے اخراج کا حکم صادر کیا لیکن  
وہاں کے نظام حکومت نے بادشاہ کے اس حکم کو نافذ  
نہیں کیا اور اٹھارویں صدی میں ان کی تعداد وہاں  
ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔

اسپین میں سب سے پہلے یہ شکستہ اعرام آئے  
اور شہر ریخونہ میں قیام کیا۔ اہل اسپین انھیں نانی  
سمجھتے تھے، کیونکہ یہ لوگ یونانی زبان میں گفتگو کرتے  
تھے۔ کارلوس ثالث نے انکو مکاری ملازمت دی اور  
اپنی صفت و حرفت میں مشغول ہونے کی بھی اجازت  
مرحمت کی لیکن زنگاری مکاری ملازمت سے  
خوش نہ تھے کیونکہ ان سے انکی فطری آزادی چھینی تھی

اور انہیں اپنے قدیم احقاق و عادات کو چھوڑنا پڑتا تھا  
حکومت سنگری نے انکے ساتھ کوئی تعزیر نہیں کیا  
ملکہ ان کے ساتھ خاص رعایتیں بھی روا رکھیں۔ یہاں  
یہ لوگ آزادی سے اپنی زبان اور قومی حضانت کو محفوظ  
رکھنے میں کامیاب ہوئے اور سارا یورپ میں سنگری  
ہی ایک ایسا ایک تھا جہاں وہ امن سے زندگی بسر کرتے  
تھے یہاں انکی جماعتیں ۱۸۷۰ء سے بھی پہلے انکی تھیں۔

فرانس میں سب سے پہلے یہ شکستہ اعرام آئے،  
اور پیر میں قیام کیا یہاں آکر انہوں نے بیان کیا کہ وہ  
مصر کے عیسائی ہیں اور مسلمانوں کے مظالم سے بھاگ کر  
یہاں آئے ہیں چونکہ ان کی بعض جماعتیں یوحنا کی طرف  
سے آئی تھیں اسلئے اہل فرانس انکو اہل یوحنا بھی کہتے

اب انکی ایک بڑی جماعت روس میں پائی جاتی  
ہے جہاں یہ لوگ کھوڑکی تجارت کرتے ہیں اسی طرح  
انگلستان میں بھی پھیلے ہوئے ہیں یہاں کے زنگاری یا  
جمہی زیادہ خوبصورت ہیں انکی ہر جماعت کا ایک رئیس  
اور ہی سارا انتظام کرتا ہے بعض قبائل میں انکی رئیس  
عورت بھی ہوتی ہے، مگر وہ ملکہ کہتے ہیں شکستہ اعرام  
ان کی ایک ملکہ نے جس کا نام اسیتھ تھا، سیاسیات  
میں بھی حصہ لیا تھا انگلستان میں شکستہ اعرام سے ان کی  
ایک علمی انجمن قائم ہے جن کے ممبر ۱۸۹۱ء میں سر  
تک پہنچ گئے تھے اور اپنی جماعت کے نام سے  
وہ ایک سیاسی پرچم بھی نکالتے تھے۔

ان کی ایک جماعت نے امریکہ کی طرف بھی ہجرت کی

کی جانی تھیں۔

عثمانی فتوحات کے عہد زریں میں جب ہنگری کے مسیحی نظام میں برہمی پیدا ہو کر اس کا ریحہ عثمانی قلم میں داخل ہو گیا تھا اس وقت زنگاری قوم کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی، اسی لئے سلطان مصطفیٰ خاں نے حکم نافذ کیا تھا کہ جیفر زنگاری عثمانی فوج میں داخل ہیں۔ ان سے صرف لوہاری کا کام لیا جاوے اور ان کی اخلاقی حالت کی اصلاح کی جائے۔

یہ لوگ عام طور پر بزدل ہوتے ہیں مگر بعض وقت انہوں نے اپنی شجاعت کا بھی غیر معمولی ثبوت دیا ہے۔ ۱۵۵۰ء میں جب برہمنی نے دیکھا کہ فوج کم ہو گئی ہے تو اس نے ایک ہزار زنگاری اپنے دستِ دم محل ناکٹا (NAQYIDA) کی حفاظت کے لئے مامور کئے اور انہوں نے نہایت شجاعت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اور اسے محاصرہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا، لیکن بعد کو جب انہوں نے آسٹریائی سپہ سالار کے پاس یہ اطلاع بھیجی کہ گزیرہ نہ ختم ہو جاتا تو ہم تم کو زندہ واپس نہ جانے دیتے۔ تو انہوں نے دوبارہ حملہ کر دیا، اور محل کو فتح کر کے تمام زنگاریوں کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی یاد میں زنگاری ایک خاص قسم کا گیت گاتے ہیں جسکو سنکر کوئی زنگاری بغیر آنسو بہائے نہیں ہو سکتا۔

## صورتِ لباس

دلکے کے میان سے معلوم ہوتا ہے کہ جن زنگاریوں

اور یہاں نسبتاً انہوں نے زیادہ لمبہ معاشرت اختیار کی ہے اس میں یہاں انکی پس کی عورت تھی جس کا نام متلید تھا۔

## مذہبی حالت

ان کے مذہبی حالات پر وہ خفا میں ہیں۔ یاوں کہنا چاہئے کہ انکا کوئی مذہب نہیں ہے، کیوں کہ انکی عادت ہے کہ جن لوگوں کے دریاں رہتے ہیں اپنے تئیں انہیں کا ہم مذہب ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ مگر انکے ہاں بعض مخصوص مراسم پائے جاتے ہیں مثلاً مردہ کے تمام کپڑے جلا ڈالنا، اس کے رتن چھوڑ دینا۔ خدا کو یہ لوگ دلوں کہتے ہیں۔ جو غالباً مسکرت لفظ دیوس یا دیاس کی منج شدہ صورت ہے، انہوں نے اپنی زبان میں تو ریت کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ لوگ اپنی عورت کی عفت پر بڑا اصرار کرتے ہیں، اور اس باب میں بڑی خیریت سے کام لیتے ہیں۔ ان کے بعض مخصوص مصطلحات بھی ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

## پیشہ و اخلاقی حالت

ان کا عام پیشہ حراوی ہے، ہنگری کے ایک سلوٹا کے دفتر میں ایک تحریر ملی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۰۲ء سے ۱۵۲۵ء تک، نیزے، گولے، میخیں معمولی قسم کی چھریاں گھوڑوں کے لعل اور اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی چیزیں انہیں لونگنی طیار کی ہوئی تھیں

## عام حالات

جب لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں تو عورتوں اور بچوں کو گاڑیوں پر سوار کر دیتے ہیں اور اپنا سامان بھی انہیں پر رکھ دیتے ہیں۔ جہاں قیام کا ارادہ ہوتا ہے وہاں اپنا خیمہ (جو صرف ایک چادر اور چند لکڑیوں سے عبارت ہے) نصب کر دیتے ہیں اور قریب ہی اپنا کھوڑا باندھ دیتے ہیں۔ خیمہ کے سامنے کھانا پکانے کی غرض سے کچک جلائی جاتی ہے کوئی شخص اکثر یہ سے گزرتا ہے تو ان کے بچے اسکو گھیر لیتے ہیں اور بٹوں کا تماشا کر کے پسہ مانگتے ہیں۔

موسم گرمیاں یہ لوگ ساحلوں کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اپنی موسیقی سنار ان سے سوال کرتے ہیں جب وہ کسی جگہ قیام کرتے ہیں تو قریب کے دیہات میں چوری کیلئے بھی نکل جاتے ہیں۔

یہ لوگ مردار جانور و کھا گوشت کھانے سے پرہیز نہیں کرتے، راستہ میں جو مردار جانور انہیں مل جاتا ہے، اسے نہایت شوق سے کھاتے ہیں اور کادان انکے ہاں یوم اللحم کہلاتا ہے، بنیاد اور شراب کی طرف عصبیت کم ہے، البتہ تمباکو کا بڑا شوق ہے۔

ان کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ دیہات سے بچے چور کر لیجاتے ہیں اور انہیں بھیک مانگنے کی تعلیم دیکر اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہیں۔ الغرض انکے مشغلہ دوسم کے ہیں ایک امیجا جیسے موسیقی ادا دی، سونا صکارا

یورپ میں سکونت اختیار کی ہے اسکا مجموعہ متوسط طول کا ہوتا ہے۔ پیشانی اندر کی طرف دبی ہوئی ہوتی ہے۔ چہرہ چوڑا ہوتا ہے اور آنکھیں سیاہ، ان کی داڑھیاں گنجان ہوتی ہیں اور سر پر کثیف بالوں کا ڈھیر ہوتا ہے جو بے ترتیبی سے شانوں پر پڑتے رہتے ہیں، انکے رشتہ سفید اور برابر ہوتے ہیں ان کا رنگ گندمی، ہاٹل بہ زردی، یا مائل بسیاہی ہوتا ہے انکی نوجوان لڑکیوں کے حسن و جمال کی تعریف میں ساحلوں نے بہت مبالغہ سے کام لیا ہے اس میں شک نہیں کہ انکی عورتیں حسن ہوتی ہیں لیکن اسکا حسن جلد زائل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انکی بوڑھی عورتیں بد صورتی میں ضرب المثل ہیں۔

ان کے مرد تنگ پتلون اور چھوٹی صدریاں پہنتے ہیں، ممبر پر بندھتے ہیں۔ نیگلوں رنگ انکو بہت ہے، سرخ اور سنہرا رنگ بھی انہیں مرغوب ہے انکی عورتیں شان پر بڑا رد مال ڈالتی ہیں اور مختلف قسم کے زیوروں اور چاندی کے سکوں سے اپنے جسم کو آراستہ کرتی ہیں، ہر عورت کے پشت پر ایک پھیلی ہوئی ہے۔ جسمیں وہ گداؤنی یا مرقہ کے ذریعہ سے حاصل کی ہوئی چیزیں رکھتی ہے ان کے کپڑے پرانے اور میلے ہوتے ہیں، بچے اکثر ہنگے رہتے ہیں دو آٹے انہیں نفرت ہے، وہ اپنے علاج کے لئے کسی ڈاکٹر یا طبیب کو کبھی نہیں بلاتے بلکہ خود اپنا علاج کرتے ہیں زعفران اور پیاز انکی مخصوص دوا میں ہیں۔

تیار کئے جاتے ہیں۔ جو صنف نازک کی زیب و زینت اور انکی آراستگی بڑھانے میں چار چاند لگا دیتے ہیں اور لوہے اور پتیل سے طرح طرح کے برتن اور مختلف آرائشی چیزیں تیار ہوتی ہیں جو ہمارے استعمال میں آتی ہیں۔

پانی ایک ایسی نعمت غیر مرقبہ خدا نے زمین میں پیدا کیا ہے کہ جس کے بغیر ہی نوع آدم کا زندہ رہنا ناممکن ہے عرض ہم اپنے ماحول پر غائر نظر ڈالیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ زمین کی کوئی چیز ایسی نہیں جو بیکار پیدا کی گئی ہو مٹی کو لیجئے جسے ہم نہایت بے قدری سے روندتے اور ایک بیکار چیز خیال کرتے ہیں اسی دنیا سے دنیا میں کسی کیسی چیزیں تیار کی گئی ہیں۔ یہ بڑے بڑے عالیشان محل اور سرسبز فلک عمارتیں کہ جن کے دیکھنے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ ایسی مٹی سے بنے ہوئے ہیں اسکے علاوہ اور ہزاروں آرائشی چیزیں کہ جن سے مکانوں کو زینت دی جاتی ہے۔ مٹی ہی کے کرشمے میں غرض زمین ایک ایسی کارآمد اور مفید ہے کہ اس کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا دنیا کا ہر شے چلے وہ کوئی سا پیشہ کرتا ہوا زمین کا متلاشی رہتا ہے پیدا ایش دولت کا کوئی کام بغیر زمین کے سرانجام پانا ناممکن ہے مگر قبل اسکے کہ زمین کے متعلق اور کچھ لکھا جائے بہتر ہوگا کہ پہلے زمین کا مفہوم بھی صاف طور پر واضح کر دیا جائے تاکہ اس کا مفہوم سمجھنے میں مغالطہ نہ ہو کیوں کہ محاسن کے نزدیک زمین کے معنی کچھ زیادہ

لکڑی پر کام بنانا وغیرہ اور دوسرا یہ جیسے چوری اور مکر و فریب وغیرہ، یہ لوگ گھوڑوں کی بھی تجارت کرتے ہیں اور اس میں لوگوں کو بہت دھوکا دیتے ہیں۔ ان کی عورتیں ہاتھ دیکھ کر آئندہ حالات بتانے میں بھی مشاق ہوتی ہیں۔ جب کسی گھر میں داخل ہوتی ہیں تو فوراً کسی عورت یا لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اسکی قسمت کے متعلق پیش گوئی کرنے لگتی ہیں امراض نسوانی کا علاج کرنے میں بھی وہ اپنے تئیں بہت مشاق ظاہر کرتی ہیں اور گندہ اتویہ بھی دیتی ہیں۔ (انس لکھنا)

## زمین

زمین بھی خدائے تعالیٰ نے ایک عجیب شے پیدا کی ہے جس طرح کہ خدا دنیا میں ہزاروں چیزیں کھول کر انہیں اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہیں اس طرح زمین بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو خدا نے ہمارے عطا کی ہے قلم میں طاقت نہیں کہ اس کا شکر ادا کیا جائے خدا کو کہنے کے لئے کہ زمین جس پر کہ ہم چلتے پھرتے۔ بستے اور رہتے ہیں اسکے نیچے خدا نے کیا نعمتیں بکھو دی ہیں کہ جس کا شمار ہو سکتا ہے نہ کتنی نہ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ اسکی نعمتوں کا حساب لگائیں۔ سونا، چاندی، لوہا، پتیل، کوئلہ، غرض دنیا بھر کے معدنیات زمین میں موجود ہیں جو ہماری زندگی کا جزو لا ینفک بنے ہوئے ہیں سونے چاندی سے طرح طرح کے خوشامزیاں اور

حاصل ہے کیوں کہ بغیر زمین کے پیدایش دولت کا کام انجام پانا ناممکن ہے اور اسی لئے معاشین نے دیگر عالمین پیدایش پر زمین کو فوقیت دی ہے۔

زمین کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ زمین وجود خلقت اور پیدایش کے لئے لازمی مادی ہے کیوں کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر زمین کا وجود نہ ہوتا تو انسان کسی چیز پر بستے اور رہتے؟ اور پیدایش دولت کے کام کس چیز پر انجام پاتے؟ لہذا زمین پیدایش دولت اور وجود خلقت کے لئے ضروری ہوئی۔

دوسری نہایت اہم خصوصیت زمین کی تعین مقدار اور سر ہے۔ یعنی زمین کے متعلق جتنی چیزیں میں انکی مقدار اور سر معین ہے اور ان میں اضافہ کرنا ناممکن ہے مثلاً یہ امر انسان کے قبضہ سے باہر ہے کہ سونے کی کان میں سے وہ حسب خواہش سونا نکال لے کیوں کہ کان میں سے تو اتنا ہی سونا نکلیگا جتنا کہ خزانے میں پیدا کر دیا ہے۔ اسیں کمی یا زیادتی کرنا انسان کے قبضہ سے باہر ہے۔ یا کسی ملک کے رقبہ میں اضافہ کرنا کسی ملک کی وسعت اس وقت نہیں بڑھ سکتی جب تک کہ کسی متسل ملک سے کچھ زمین لیکر اسکے رقبہ میں نہ بڑھانی جائے۔ لہذا معلوم ہوا کہ زمین کی مقدار ناممکن نہیں ہے۔

تیسری اہم صفت زمین کی غیر منتقلیت ہے یعنی زمین غیر منقولہ ہے یا بالفائدہ گریوں کہ زمین ایک جگہ سے دوسری جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاسکتی

لفظ زمین سے مراد عام طور پر تو سطح زمین کی بجائی ہے مگر معاشین کے نزدیک زمین کے مفہوم میں بالائے سطح زمین اور زیر سطح زمین کی چیزیں بھی شامل ہیں۔

بالائے سطح زمین کی چیزوں سے مراد پانی مثلاً جھیل دریا سمندر ہیں۔ اسکے علاوہ ہوا گرمی اور روشنی کے اثرات جو زمین پر نمودار ہوں۔ یہ بھی زمین کے مفہوم میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔

زیر سطح زمین کی چیزوں سے مراد وہ معدنیات ہیں جو زیر سطح زمین دستیاب ہوتے ہیں مثلاً چاندی سونا۔ لوہا پٹی کا تیل اور وہ پانی جو زمین کے گھونڈے سے کنوئیں نکلتا ہے۔

اگرچہ کہ بطاہر یہ مذہب بالاجز زمین سے بالکل جدا معلوم ہوتی ہیں مگر معاشین نے ان سب کو سطح زمین کے علاوہ زمین کے مفہوم میں داخل کر لیا ہے زمین کے خواص

ضروری ہے جو نہایت اہم ہیں اور جنکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ انہیں خصوصیات انکی بدولت جو خزانے اس میں ودیعت کی ہیں زمین کی قدر و قیمت کے قدر بڑھی ہوئی ہے اور اسکی کتنی بڑی اہمیت ہے چاروں عالمین پیدایش میں زمین کو ایک خاص خصوصیت

عہ عالمین پیدایش چار ہیں۔ زمین۔ صِل۔ محنت۔ تنظیم

یہ زمین کی نہایت اہم خصوصیت ہے کیوں کہ صرف زمین کی ان دو صفوں (تین مقدار اور غیر نقولیت) کی وجہ سے زمین کی قدر و قیمت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر زمین میں خدانے یہ صفت نہ ولایت کی ہو تو لوگ بہ آسانی دوسرے مقام سے زمین لاکر اسی زمین کا رقبہ حسبِ دخواہ بڑھا سکتے تھے اور سطح زمین کے گز و حفت ہونے لگتی جس مقام کا رقبہ محدود ہوتا ہے۔ وہاں زمین کی قیمت بہت گراں ہوتی ہے اور اگر قیمت سے وہ مقام موقع پر واقع ہو تو کیا کہنے۔ منہ مانگے قیمت ملی۔ (موقع اور محل کی اہمیت کا ذکر مفصل طور سے آگے آئیگا)

چوتھی خصوصیت زمین کی تعین پیداوار سے لینے پیداوار کی مقدار میں ہے اور اس میں اضافہ کرنا ممکن نہیں کا شکار کھیت کو جوتا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کو جو پیداوار حاصل ہوتی ہے اسی پر اس کو بھر اور شکر کرنا پڑتا ہے کیوں کہ وہ یہ تو کر نہیں سکتا کہ جتنی جی چاہے کھیت سے پیداوار حاصل کر لے بلکہ اس کا کام تو صرف جوتا اور بوتا ہے اس کے بعد جو کچھ کہ پیداوار اس کو ملتی ہے وہ اسی پر اکتفا کرتا ہے۔

پانچویں خصوصیت زمین کی یہ ہے کہ زمین پر وقت کی سخت قید لگائی گئی ہے۔ کا شکار زمین کو جوتے اور بونے کے بعد یہ تو کر نہیں سکتا کہ جب جی چاہے اپنے کھیت سے پیداوار حاصل کر لے بلکہ اس کو مدت معینہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مصارف میں اضافہ

کہ مقدار پیداوار کو حسبِ دخواہ نہیں بڑھا سکتا اس لئے کہ قانون قدرت نے زرعی پیداوار کی ایک لازمی حد قرار دیدی ہے۔ اس لئے علاوہ اس کو فصل موسم کے لحاظ سے کاشت کرنی پڑتی ہے۔

مذربہ بالا زمین کی خصوصیتوں سے واضح ہوا کہ زمین انسان کے قبضہ اور تصرف سے بالکل باہر ہے۔ پیداوار میں اضافہ بھی ممکن نہیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ جب دل چاہے زمین سے پیداوار حاصل کر لے جیسے کہ کنویں سے پانی نکال لیا جاتا ہے۔

موقع اور محل کی اہمیت زمین کے بیان میں اس کے موقع اور محل کی اہمیت بھی بیان کر دینی ضروری ہے۔ یوں تو تمام دنیا میں زمین ہی زمین ہے مگر ہر زمین کا آمد اور مفید نہیں ہو سکتی بلکہ زمین کا ایک خاص موقع اور محل پر واقع ہونا ضروری ہے۔ نہ صرف دستکاروں کو بلکہ کاشتکاروں کو بھی زمین کے موقع اور محل کا بہت بڑا خیال رہتا ہے۔ دستکار بجائے اسکے کہ اپنی دوکان جنگل میں کھولے وہ ایسی زمین اپنی دوکان کیلئے تلاش کرتا ہے جس کا موقع اور محل اچھا ہو اور اس کو دیگر ضروری سہولتیں بھی ہونے چاہئیں مثلاً پیداوار خام کا مہیا ہونا اور مصروفیات کو بہ آسانی فروخت کر سکتا۔ یا بہ الفاظ دیگر یوں کہنے کہ وہ اپنی دوکان شہر میں کھولنی چاہتا ہے۔ (باقی آئندہ)

از محمد علی شاہ خان لکھنؤی

تو انسان کی تعداد میں اضافہ کر سکتا ہے۔ بلکہ جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے۔



# رہبر مزار عین

کیا خواہی زراعت کن چگفت آنکہ گفت  
زرع ثلث و تش زراعت ثلث بقی ہم زراعت

رسالہ رہبر مزار عین محکمہ نظامت زراعت سرکار عالی حیدر آباد دکن سے سائنٹیفک زراعتی معلومات کے ذخیرہ کو لکھے ہوئے ماہانہ شائع ہوتا ہے  
جکا چند سالانہ صرف دور و پس دور میں آندہ دیکھنے پر ایک کاپی نوشتہ ال سکتی ہے تاکہ کہ کان عی ہو نیکی اعتبار سے رسالہ کی خریدی فرمائیا کر  
زراعت میں بچھی لیا جیگی فقط ناظم زراعت سرکار عالی حیدر آباد دکن۔

## طبی لیسا المعالج طبی لیسا

ماہور

طب نونی ویدک اور ڈاکٹری مضامین کا ایک بہترین مجموعہ طبی  
پچھلے چھ برسوں سے رسالہ سے زیادہ زراعتی شری حکیم علیم الدین جٹا بھائی  
اور سے باب تاشائع ہو رہا اس میں خطاں صحت کے وائیں تھوڑی  
پر خاص خاص مضامین بھرتی ہوئے تاکہ خاص منافع کنستہ جانی گائی کل  
صدی مجاہد اور خیر الدین رسالہ کے سوائے جواب کے جائیکہ علاوہ کئی  
سنی یا مری اور خطرناک بیماری کی صحت خصوصیت سے بحث کیا جاتی ہے جس  
کے کہ شہر و قلعہ الی الی علی ایہ اور خیر الدین طبی دنیا کے علاوہ جس  
نے ہی بہت سی کاپیوں کو لکھا اور لکھا ہے کہ کئی دیکھا ہو ایک چھوٹا سا  
مکمل اور مفید شاعت شاعرانہ کر دیکھتے ہیں نہ وقت موت دور و رسالہ  
چند دینے والے انہما کو موزعت کنستہ جانی ہے۔

مینجر رسالہ المعالج اور شریاب

## نمونہ مفت

مذہبی تبلیغ کا بہترین صحیفہ۔ حیرت انگیز تاریخی واقعات کا  
آئینہ علمی مضامین کا قیمتی خزانہ۔ نشر و نظم کا دلچسپ نمونہ  
طبی اور صنعتی معلومات کا مفید مجموعہ۔ کثیر الاشاعت اور  
کلیات بولکھوں کا ہندوستان بھر میں واحد گلدستہ

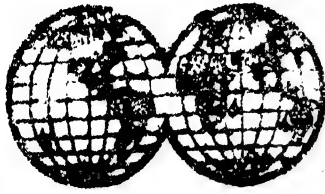
## الکمال

جو عرصہ سے ملک نوم کی خدمت کر رہا ہے اور باقاعده  
پابندی وقت پر شائع ہوتا ہے۔ ۲۴ صفحات سالانہ پیش  
کرنیوالا قیمت سالانہ تین روپے پیش ماہی لیکر پیسہ بارہ آنے

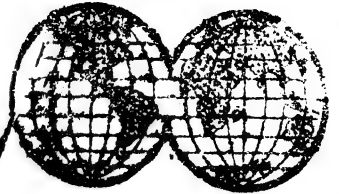
## مینجر رسالہ الکمال لاہور

(مطبوعہ انگلہ ساگر پریس واقع سناریا جی)





# رسالہ نمائش



جلد ماہ تیر سالہ فضلی ماہ مئی ۱۹۲۵ء عیسوی نمبر ۴

## فہرستیاہن

۲۵۵	دفتر سالہ	۱	فن طباعت
۲۵۹		۲	جوابات
۲۶۱		۳	رہنما سب
۲۶۵	ازدین و دنیا	۴	اگر یزید کی جیب سے روپیہ حاصل کرنا
۲۶۶	مولوی محمد طفیل اللہ خان صاحب	۵	زمین
۲۶۶	مولوی محمد عیاض الدین صاحب	۶	معاشیات اور ہندوستان
۲۶۹	دفتر سالہ	۷	ایکجادات و اطلاعات
۲۷۳		۸	ہمارا نقطہ نظر

## ادبیات

۲۷۹	دفتر سالہ	۹	سامان تفریح
۲۸۰	مولوی محمد شمس الدین صاحب مصنف	۱۰	نعت
۲۸۱	مولوی محمد عیاض الدین خان صاحب۔ بی۔ اے	۱۱	عقائد و ست خواتین
۲۸۵	مختلف	۱۲	غزلیات
۲۸۷	مولوی محمد عیاض الدین صاحب فاروقی	۱۳	خفاک خن

## تجارت کا فروغ

تجارت کی دنیا میں رٹ نے جو ادا دہی اس کا پتہ ان  
تجارت سے مل سکتا ہے جنہوں نے اپنی بدولت تھائی منڈی میں  
اپنی سادہ فائز کر لی ہے یہ زمین موقع آپ کو بھی حاصل ہے ہم سے  
بورڈ تیار کروائے پھر دیکھئے کہ کاکھ پر دانہ دار کرتے ہیں جب  
جنس اچھی ہو اور اس کا اعلان واضح طور پر ہو تو کیا سننے کہ تجارت  
میں روز افزوں ترقی نہ ہو ایک نفع کا آڈر بہترین کام کہلیں

## محبت الیقین

کنڈسٹ منٹل گنج حیدر آباد دکن



## جب کبھی آپ کو

مینک یا اس کے حلقہ رسلمان کی ضرورت ہو تو صرف ایک قہر  
ہمارے ہاں بھی تشریف لائے اگر قیمت زیادہ معلوم ہو یا سنا  
ناقص ہو تو نہ لیجئے بلکہ لیا ہوا واپس کر دیجئے اس سے زیادہ  
کیا ہو سکتا ہے آزمائش شرط ہے۔

ایچ ایف جی ایم ایڈ کو تھپسری میں ضابطہ ادا دکن

## سفیر التجار

سفیر نواب شوق فیکٹری ہر دوئی لکھتے ہیں۔ اتفاق سے سفیر  
کا ایک پرچہ میری نظر سے گزرا واقعی اس سے سفید رسالہ آج تک  
میری نظر سے نہیں گزرا۔ میری مدد ہے کہ خداوند کریم اس کو دن  
وہ فی دات چو گئی ترقی عطا کرے۔ چنانچہ میں اس کا خریدار  
ہو گیا ہوں امدان شاء اللہ دوسرے بھائیوں کے لئے کوشش  
کر رہا ہوں کہ اس کے خریدار بنکر فائدہ ادا دھیں۔

نمونہ ہر کے ٹکٹ پر روانہ ہوتا ہے سالانہ چھٹہ

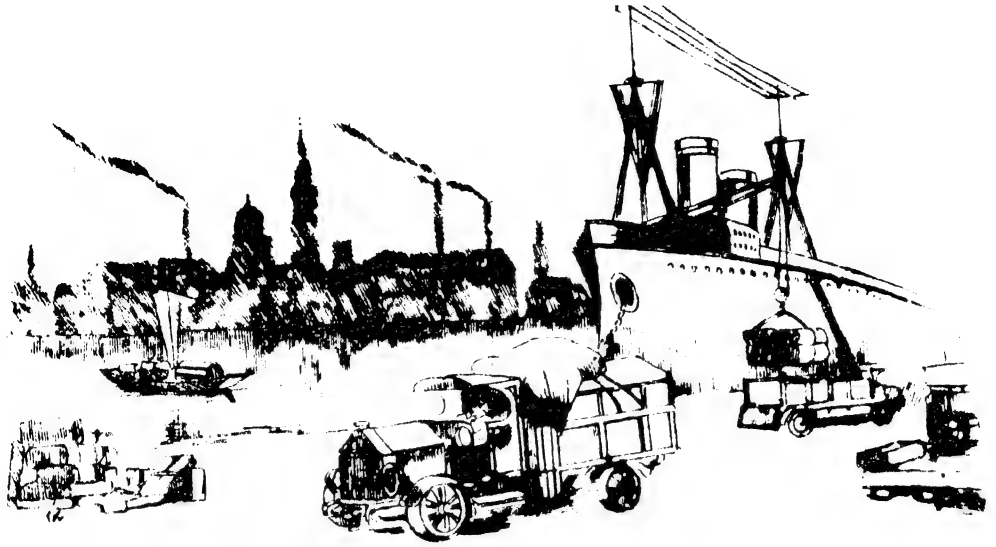
## دفتر سفیر التجار صاحب بازار دہلی

## الافتاء

جب سکہ اس نے نیا لباس زیب تن کیا ہے۔ اسکے  
مضامین میں بھی اعلیٰ ترقی لگتی ہے۔ اگر آپ نے انکسار کو  
ملاحظہ نہیں فرمایا تو آج ہی ایک پوسٹ لکھ کر نمونہ طلب فرما  
یہ اردو ادب کا ماہوار رسالہ علمی۔ ادبی و اخلاقی و تاریخی  
معاشرتی و تجارتی مضامین کا گلدستہ ہے شوقین گلچین کی  
ضرورت سے شہیدہ کے بودماندہ دیدہ آراء سے چندہ

## ایچ ایف جی ایم ایڈ کو تھپسری میں ضابطہ ادا دکن

کنڈسٹ منٹل گنج حیدر آباد دکن



## فنِ طبعثا

اسد کیلئے لاخطہ مور سال نمبر ۱۳۲

قبل اس کے ہلاک بنانے کے متعلق کچھ لکھا جائے  
یہ بتا دیا جاتا ہے کہ اسکی دوستیں ہیں۔ ایک دوسری کے  
چیز چھپائی جائے بالکل سیاہ اور سفید ہوتی ہے دوسری  
وہ جس میں ہلکی گہری لکیریں ہو کر سیاہ و غیر بتایا جاتا ہے  
جیسا کہ فوٹو میں۔ اس میں قسم اول آسان ہے۔ کہ جس نعلے  
کو چھپانا مقصود ہے۔ یا جو لکیر میں چھپانا چاہئیں وہ بھی  
ہوتی ہیں۔ بقیہ جو مقام کہ سفید رکھنا ہوتا ہے وہ نیچے  
کھدی ہوئی ہوتی ہے تاکہ جب سیاہی لگائی جائے تو  
صرف اس سطح پر لگے جو ابھری ہوئی ہے۔

اس طریقہ سے جو ہلاک بنایا گیا ہے وہ صرف  
لکیریں صاف دیکھا اگر آپ چاہیں گے کہ اس میں ہماری سیاہ  
رکھایا جائے تو اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ ہلاک میں سجا

لکیروں کے نقطوں سے کام لیا جائے۔ مثلاً جہاں گہرا سیاہ  
دنیا مقصود ہے وہاں بہت قریب قریب نقطے ہوں اور جہاں  
لکھا سیاہ دکھانا ہے وہاں نقطوں کو ذرا دور درو دیا جائے  
اب جب اسکو چھپایا جائیگا تو جہاں نقطے دور دور میں ہیں  
کاغذ کی سطح زیادہ دکھائی دے گی۔

فوٹو کے ذریعہ جو ہلاک بنائے جاتے ہیں انکو ان ٹون  
ہلاک کہتے ہیں۔ جس کا تمام تر دار و مدار اس پر ہے کہ روشنی  
ایک ایسی سطح پر جو عکسین اور بالائی کرومیٹ ان پشاش کی  
ہوتی ہے اثر کرتی ہے اور اس پر تیزاب وغیرہ ڈالنے سے  
روشنی ان قدر مقامات پر وہ سطح کو کھودیتا ہے ہر دھرتی  
اسکے واسطے علیحدہ علیحدہ عمل ہے اور ہر کبھی اسکو صیقل  
الکٹرانک لکھتے ہیں۔

(۱) است پر کام کرنا (INCOGRAPHY)

حس کے کڑا ناپ بنایا جاتا ہے یہ تختیاں بنی ہوئی ہی  
بازار سے مل سکتی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ کہانی مول خریدی جائے

توروشنی گزرتے محصور سے مقابلہ دوسرے حصے پھیل جائیں  
(ج) یہ کہ جلیٹین کے وہ حصے جن پر روشنی نے کوئی اثر نہیں  
کیا ہے، اگر اچھی طرح پانی میں بھگوئے جائیگے تو وہ بالکل سفید  
بالکل نکلتی ہے۔

(۳) کوٹاٹاپ (COLLOTYPE)

تذکرہ تجربہ (الف) اسے جو بات معلوم ہوئی اس سے  
جس طرح پتھر کی چھاپنی کی جاتی ہے چھاپا جاتا ہے جس کو  
کوٹاٹاپ کہتے ہیں (جلیٹین کی سطح پر کھانے کا طریقہ آگے بیان  
کیا جائیگا)۔

(۴) جلیٹین کو بھگو کر چھاپنے کا طریقہ

تجربہ (ب) سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ جلیٹین کی سطح کو  
خواہ ابھرسے چھپے یا کھدے ہوئے طریقہ پر چھاپنے کے قابل  
بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ جب کسی پلیٹ سے چھاپی جاتی  
ہے اور چھاپنے کے بعد پانی میں بھگوئی جاتی ہے تو حصہ  
جس پر روشنی نے اثر نہیں کیا ہے پھیل کر نکل جاتا ہے جب  
اس پر موم کا سا پتھر دبا کر بنالیتے ہیں۔ اگر کھدی ہوئی  
سطح مقصود ہو تو بجائے اس کے کہ تصویر کے نیگٹیو (NEGATIVE)  
سے بنایا جائے اسکو پوزٹیو (POSITIVE) سے بنایا جائے۔

(۵) فوٹو لیتھوگرافی (تمام قسم کی چھاپوں میں بہترین)۔  
تجربہ (ج) یہ تجربہ اخذ کیا گیا کہ کاغذ پر (جس پر جلیٹین  
اور بانی ملر و میٹ آف پشاش چڑھا ہوا ہے) کسی فوٹو کی  
پلیٹ سے چھاپا جائے اور سیاہی لگا کر اس کو پتھر پر  
منتقل کر لیا جائے۔

کیونکہ اکی سلط بالکل صاف اور سجاوٹ ہوتی ہے خود تیار کرنے  
سے اس قدر عمدہ تیار نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر جلیٹین سے ہے تو  
یہ تختیاں گھر میں بنالینا زیادہ آسان اور مستعمل  
کی ایک تختی کو۔ اس پر کسی کھنی اور چھیدا چیز سے کوئی نقشہ  
بنایا تو پتھر لکھو (اس کے لئے کاپی کی سیاہی بھی اچھی ہوگی)  
اور گندم یا شوربے کے تیزاب میں پانی ملا کر اوپر ڈال دو  
جہاں پتھر کی سیاہی ہوگی اس جگہ تیزاب اثر نہیں کرے گا  
اور جس جگہ کچھ نہیں ہے وہاں سے تیزاب جیت کو کھا لے گا  
جب خاطر خواہ گہرائی حاصل ہو جائے صاف پانی سے دھو لو  
بس ملاک تیار ہے۔ اس تختی کو کھڑی پر لگا کر چھاپ سکتے ہیں  
(۲) جلیٹین کی سطح

جلیٹین کی سطح میں بانی کرو میٹ آف پشاش  
(BIENOMATE OF POTASH) ملی ہوتی ہے  
اصل اول تو جھٹک کر اسکو روشنی نہ دکھائی جائے غرض  
پانی کے جذبہ کریمکی رکھتی ہے لیکن روشنی دینے کے بعد اسکی  
قوت کم ہو جاتی ہے۔ انکو مختلف اوزان میں مثال کر کے  
اصقان کیا گیا لیکن حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(الف) یہ کہ اگر کسی ایسی جلیٹین کی سطح پر کسی تصویر کی  
پلیٹ سے چھاپا جائے اور پتھر اسکو لگایا جائے یا سیاہی کا  
بلین دیا جائے، جس طرح کہ پتھر کی چھاپنی میں دیا جاتا ہے  
تو جہاں کی سطح پانی کو قبول کرے گی قوت رکھتی ہے وہاں  
بھرت ہی کم بلکہ ہوائے نام سیاہی لگتی ہے اور جہاں پانی  
محبوب نہیں ہو سکتا وہاں ضرورت سے زیادہ سیاہی لگ جاتی ہے  
(ب) یہ کہ چھپے ہوئی سطح کی مختلف حصوں کو گہرائی میں ڈوبایا

اول تین اونس طبعین (NELSON'S FIRST) طبعین

(GELATIN) چالیس اونس پانی میں اچھی طرح

گھول لیا جائے اور دو اونس ہائی کرومیٹ آف پٹاش

(BICHROMATE OF POTASH) کو دس اونس پانی

میں گھونکران دو نوں کو ملا لیا جائے اور پھان لیا جائے

کاغذ اسالیب لیا جائے جو ذرا سخت ہو اور بالکل کھمدار اور

دان دار نہ ہو۔ اب اس کاغذ کو دس سپر ڈال کر تین منٹ

تک اس طرح تیر لیا جائے کہ تمام سلوشن اچھی طرح کاغذ

پر چڑھ جائے اور پھر اندھیری کوٹری میں سوکھنے کے

واسطے لگادیا جائے سوکھ جانے کے بعد پھر اسکو ایک ریش

اسی طرح سلوشن چڑھا کر خشک کیا جائے۔ لیکن پھیال

رکھا جائے کہ جس طرف سے پہلے لٹکا یا تھا اب کے اس کے

مخالف طرف سے لٹکا کر خشک کیا جائے۔ خشک ہوتا

کے بعد پریس میں رکھ کر ایک ذبردست داب دی جائے

تاکہ اسکی سطح بالکل ہموار ہو جائے۔

یہ اول ہی بیان کر دیا گیا ہے کہ پلٹ (1) Negra

(TIVE) نہایت گہیرا سیاہ اور سفید ہونی چاہئے تاکہ

جہاں سفیدی درکار ہو وہاں پلٹ کی سیاہی بہت

زیادہ گہری ہو۔ اور جہاں تصویریں سیاہی چاہئے

وہاں سے پلٹ میں بالکل سفید اپنے آبار کو کھائی دینی

ہونی (جواب کاغذ کو پلٹ پر لٹکا کر فریم دیا کر سولوی ڈیا گیا)

کے طریقہ پر چھاپ لیجئے۔ دھوپ میں غالباً دو منٹ کافی ہڈ

لیکن سایہ میں کم از کم ایک گھنٹہ درکار ہو گا تاکہ مطلوبہ

سیاہی آسکے۔ اب اس پر سیاہی لگائی جائے سیاہی کے

چونکہ سفیدت میں پتھر کی چھاپی عروج ہے اور

اوس میں خصوصیتوں کو جو نہایت ضروری ہے اس نے

بہتر سے کلاس کو ہم یہاں ذرا وضاحت سے بیان کر دیا

طبعین اور پانی کرومیٹ آف پٹاش کی کہ جب

اچھی طرح رکھتی دکھاتی ہیں تو ان میں قوت جانفزاہی

رہتی ہے اور وہ پانی پر مائل ہو گھل سکتی ہے اس لیے ایک چیز

جو فوٹو لیٹوگرافی میں کارآمد ہوتی ہے اس میں اس

Assez نے اسی طرح تصویر کو کاغذ پر چھاپا

اور وہ چاہتا تھا کہ اس سے کسی ترکیب سے بہت جلد

چھاپا جاسکے۔ تب اس کے خیال میں یہ آیا کہ اگر اس پر چربی کی

سیاہی لگا کر پتھر پر اوتا راجائے۔ وہ اس قسم کے تجربہ کر

رہا تھا کہ جی دلہیہ۔ ماحصول نے بھی اس میں کوشش کر کے

محب ذیل تجربہ کا اعلان کیا کہ "ایک معمولی طرح سے دھان

شیشہ گیرہ میں لگا کر پلٹ تیار کیا جائے۔ لیکن اس قدر

گہری سفید اور کالی ہو کہ حقد ممکن ہو سکے۔ اس کے بعد اسکو

طبعین اور پانی کرومیٹ والے کاغذ پر چھاپ کر چربی کی

سیاہی لگائی جائے اور پھر اسکو گرم پانی میں ڈال کر طبعین

کے اوند حصوں کو جو ڈالا جائے جہاں روشنی نہیں پڑتی

جس سے سیاہی صرف ان ان مقامات اور لیکروں پر رہ جائے

جو تصویر یا نقشے کے متعلق ہوں گی۔ اسکو پتھر معمولی طرح سے

دانا راجا سکتا ہے۔ سنہ ۱۸۳۹ء میں کرنل سراج جیمس نے

طریقہ سوائفٹ ایٹن جاری کیا جو حسب ذیل ہے۔

فوجی لیٹوگرافی کے لئے کاغذ تیار کرنا

مزدوری اجزاء چھاپہ کی سیاہی۔ رال۔ وارٹس ڈیٹل موم وغیرہ ہیں۔

اس بھی ہوی تصویر پر سیاہی لگانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اول تھوڑی سی سیاہی ایک پتھر پر رو کر کے ذریعہ لگادی جائے اور پھر چھپی ہوی تصویر کھمکے پس میں ترن چائے گھونٹے دیئے جائیں اس سے یہ ہوگا کہ سیاہی ہر مقام پر اچھی طرح لگ جائیگی۔ لیکن یہ خیال رہے کہ سیاہی بہت زیادہ نہ چڑھ جائے ورنہ تصویر کے خراب ہو جائے۔ اندیشہ ہے سیاہی لگ جانے کے بعد ایک ڈش (DISH) میں سوکھ کر اسپر گرم (۹۰° فہرن ہیٹ) پانی ڈال کر تھوڑی دیر ہلایا جائے (تصویر کا رخ اوپر کی طرف ہو) جب اون اون مقامات کی جلیٹین جہاں روشنی کا کوئی اثر نہیں ہوا ہے خوب اچھی طرح پانی بیکہ مچول جائے تو اس کو ایک شیشے کی تختی پر چھپے گھوٹی چیز کھڑکھڑا دس کو ڈھلوان رکھی جائے (تھوڑے گرم پانی کو ادھر سے آہستہ آہستہ بہانا چاہئے اس طریقہ سے بہت سی بیکہ جلیٹین نکل جائیگی۔ اگر نہ نکلے تو نہایت مدد اسفنج (مردہ بادل SPONGE) سے بہت تلکے ہاتھ رکھ کر نکال دیکھائے جب تمام جلیٹین سو تصویر والے نکل جائے تو اس کو سوکھا دیا جائے اور سوکھ جانے کے بعد اس کو پتھر پر منتقل کر دیا جائے۔

یہاں وہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ بغیر دانہ واپٹ (SCREEN) کے تصویر اچھی نہیں چھپ سکتی ہے اسلئے سب سے ضروری چیز ہے یہ اسکرین جی ہوئی ملتی ہیں مگر ذرا قیمتی ہوتی ہیں لیکن بغیر اسکے کام بھی نہیں ہو سکتا۔

اس میں بھی نہیں کوئی مختلف قسم کی ہوتی ہیں حتیٰ کہ ایک انچ میں (۲۴۰) بلکہ اس سے بھی زیادہ لکیریں ہوتی ہیں چتر کی چھپائی کیلئے بہت بائیک لکیروں کی اسکرین سے کام لینا دشوار ہے اسلئے نہ تو بہت زیادہ بائیک ہوا ورنہ بہت موٹی کہ جس سے تصویر کی اصلیت بھی غائب ہو جائے اسکرین فوٹو کی پلٹ کے سامنے (۱/۲) انچ کے فاصلے پر لگی ہوتی ہے۔ اس کے لئے خاص کیمیرے (Camera) بھی آتے ہیں (۶) تصویر کا بلاکٹ (LINE ETCHING)

آخر میں اب ایک چیز یہ رہ جاتی ہے کہ حبت وغیرہ تصویر بنائی جائے اس کا اصول وہی ہے جو نمبر (۱) ZINCGRAPHY میں بیان کیا گیا ہے۔ قرق تناہو کو اویس ہاتھ کوئی تحریر لکھ کر یا نقشہ بنا کر بنانا بتایا گیا ہے یہاں تصویر کے متعلق بیان کیا جا سکتا ہے۔ اسکے دو طریقے ہیں (الف) جس طرح کہ نمبر (۵) میں فوٹو لیتھوگرافی کے مضمون میں بتایا گیا ہے کہ غنکی تصویر کو پتھر پر منتقل کیا جائے اس طرح اویس بجائے پتھر کی حبت کی تختی پر منتقل کر لیا جاتا ہے اور سیاہی لگا کر اور کوئی ایسی چیز (مثلاً رال وغیرہ) جس پر تیزاب اثر نہ کرے چٹکر کر تیزاب ڈال دیا جائے جس سے وہ وہ مقام جہاں تصویر کی متعلقہ لکیر یا نقطہ نہ ہوگا کھد جائیگے اور تصویر اگلے

ابھر آئیگی (ب) بجائے کاغذ جلیٹین وغیرہ کا مسالہ چڑھانے کے حبت کی تختی پر چڑھایا جائے اور قبنا ڈال بلاک بنا مقصود ہوتا ہے ہی بڑی تصویر لکیر پلٹ دیسی ہی بنائی جائے جیسے کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ (آئی آئندہ)

# جواباد

(۱) خریدار نمبر ۶۶ سہارنپور پٹر پکھتا بنانے کیلئے  
کیکرا و پیل کی چھال مہوزن خوب کوٹ کر بانی میں نشیں  
اچھی طرح جوش ہو جانیکے بعد اوسکو ایسی چھلنی میں چھلنا  
جائے جو تاروں کی یاٹیں کی نہ ہو۔ بلکہ لکڑی کی یاٹیک  
باریک سوراخ کر کے چھلنی بنائی گئی ہو اس چھنے سے  
عرق کو پھر خوب جوش دیکر ایک موٹے کھادی کے کڑے میں  
چھانا جائے اس مرتبہ اس میں کچھ گاڑھنا ہونگا چھانے  
کے بعد اوسکو سہ بارہ پھر جوش دیا جائے اور اتنا جوش  
ہو کہ اوس کا قوام ہونے لگے اور جم سکے۔ جب قوام اس  
قابل ہو جائے تو اوسکو کسی ٹی کے ایسے برتن میں دیکھا  
جو گہرا تو کم ہو لیکن پھیلا ہوا زیادہ ہو جم جانے کے بعد  
انکی پیٹروں کو خشک کر لینا چاہئے اگر جم نے میں  
دیر ہو تو تھوڑا سا کھانیکا بغیر رنگا ہوا زردہ (ایک  
یاد دہنکی جیسی بھی ضرورت ہو کتھے پر چھیر کر دینا چاہئے  
جس سے جلجم جائیگا۔

(۲) شش۔ غ۔ ن۔ منور نوٹنی پن کی سولی  
رنگین سیاہیاں صرف رنگ کو بانی میں گھولنے سے  
تیار ہو جاتی ہیں اور تھوڑی سی اگر گھسین ملا دیا جائے  
(۳) خریدار۔ ا۔ ب۔ کلکتہ۔ اردو میں غالباً ایسی  
کوئی کتاب نہیں ہے جو آپ کے مطلب کو پورا کر سکے۔

(۴) ج۔ ل۔ انڈیا۔ صاحب ہیں کئی ایسی  
چیزیں ہیں تو ستا کر نیکی غرض ملائی جاتی ہیں۔

حیدرآباد کے اکثر صاحبین میں ٹی تک دیکھنے میں آئی ہے  
بعض آٹا یا میدہ بھی ملائے ہیں۔ ان سے بہتر منیل  
اشیا میں چکی بڑی خوبی یہ ہے کہ صاحبین انکا پتہ  
مشکل چلتا ہے۔

SODA SALICATE

SODA BIGARB

SOAP STONE

(۵) خ۔ ا۔ اودے پور۔ یقیناً ربکا کام ایک  
بہت عمدہ اور کلام صفت ہے۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ یہ  
کام اوس سے کہیں بڑا ہے جتنا کہ آپ نے سوچا تھا ہے  
مجھ لے پیانہ پر نہیں ہو سکتا۔ گولیاں بنانیکی مشین میں  
دوسروں سے آپ کو مل سکتی ہے۔ یہ کتاب ہندوستان  
میں بہت اچھی ہے

THE MANUFACTURE OF RUBBER

GOODS BY S. W. LEWIS.

(۶) ع۔ س۔ اورنگ آباد۔ سوئیاں بنانے کا  
غالباً ہندوستان میں کوئی کارخانہ نہیں ہے۔ اگر آپ کو  
اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنے ہیں یا مشنری بنگالی ہو  
ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کیجئے۔

THE NATIONAL ASSOCIATION OF

MANUFACTURERS OF U.S.A. NEW YORK

(۷) ا۔ ش۔ ل۔ نایک۔ ربکی مہر میں بنانے کے متعلق  
اسی رسالہ میں مضمون چھپ رہا ہے۔

Messrs, K. H. KUMBAR &amp; Co.,

ESPLANADE, BOMBAY.

(۱۰) ۱-۱۔ حیدر آباد آپ نے اپنے خط میں لکھی کہ  
میں فرمائی کہ آیا ایکو انگلینڈ کے یا امریکہ کے اسکول کی  
خواہش ہے امریکہ کے ایک اسکول لکچر ڈیل میں دیا جاتا ہے  
اگر انگلینڈ کے کسی اسکول کی ضرورت ہو تو معلوم ہونے پر  
وہ بھی بتایا جاسکتا ہے۔

THE INTERSTATE SCHOOL OF

CORRESPONDENCE,

374. WABASH AVENUE,

CHICAGO, U.S.A.

(۱۱) م۔ ش۔ بلارم یہ صحیح ہے کہ مال بنالینا آسان  
ہے لیکن اوس کا بازار میں کھانا سخت دشوار امر ہے  
اس کے لئے سب سے ضروری چیز بیکنگ ہے کہ وہ نہایت  
خوشماہونی چاہئے اوس کے بعد کڑت سے اشتہار دیکھا  
اور ساتھ ہی ساتھ ایک ایجنٹ کے ذریعہ بازار میں  
مال دکھایا جائے۔

**مصنفین و لکھن** کو ایک جوہر ہے شکایت ہی ہے کہ ملک  
مصنفین و لکھن کی کوئی ایسا طبقہ قائم نہیں کیا گیا  
جہاں وہ ملنے ہو کر اپنی کتابیں لکھیں اس فن سے ایک ہی تعلق ہو کر  
بنیاد پر ایک طبقہ کی طرح کریں گے یہ تمام کام کیا گیا جو میں نے ملایا  
کھائی چھائی اور یہ تمام فن کی بنیاد پر کام کا انتظام کیا گیا ہے  
ایک فن کا ڈیڑھ ہزار روپیہ کم محترم بلکہ ایک طبقہ کی کوئی ایسی سی  
کھلا دیں گے (حیدر آباد دکن)

۱۸۱۔ پ۔ اگر وہ اگر کسی خاص شعبہ کے متعلق  
آپ کو دریافت کرنا ہے تو اس کی تفصیل تحریر فرمائیے  
حتیٰ امکان بتا دیا جائیگا ورنہ **MODERN MAGIC**  
کتاب ملاحظہ فرمائیے۔

(۹) ب۔ ق۔ خ۔ ہوشیار پور ٹھنڈ سطر لکھ  
صابن بنانا نہایت آسان ہے لیکن صابن سازی  
کرنے سے پہلے آپ بڑے میٹر ضرور خرید لیجئے جو ہر ایسی  
دکان سے آپ کو مل سکتا ہے جو سائینس کا سامان  
فروخت کرتے ہیں اب اس سے ناپ کر آپ (۲۸) پونے کا  
کاشک پانی میں گھول کر تیار کیا جائے ایک برتن میں آدھ  
سے کچھ بڑے کا تیل لیکر آدھ پاؤں اول اول کا شکر  
میں ایک ایک قطرہ کر کے تیل میں ڈالتے جائے اور کسی  
گلوہی وغیرہ خوب دسکو مٹاتے رہئے اس طرح جب تک  
ایک چوتھائی آپ ڈال چکیں تو پھر دو دو قطرے ڈالتے  
اور مٹاتے رہئے پھر حال بہت آہستہ آہستہ کا شکر  
ڈالتے ہوئے تیل کو مٹاتے رہنا چاہئے جب تمام کا شکر  
اس طرح ختم ہو جائے تو حسب مرضی اس میں رنگ ملا دیجئے  
اور جو سنی دل چاہے خوشبو ڈال کر اس کو آگھٹھہ کیلئے  
جینے کے واسطے چھوڑ دیجئے نہایت عمدہ صابن بنو چکا  
ہے تیار کیا گیا۔ اس کا خیال رکھئے کہ یہ رنگ جو عام  
طرح سے بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں یہ صابن بنی  
میں کام نہیں آتے۔ بلکہ اس کے رنگ علیحدہ کرتے ہیں  
جو **SOAP COLOURS** کہلاتے ہیں یہ ذیل کے  
پتے سے مل سکتے ہیں۔





## ارزاں صنعت مصرفت

## رہ کی مہر بنانا

اور آسانی درکار جو توسل کھڑی کے صاف اڑھواڑ کڑے  
لے لئے تھیں (ہموار اگر نہ ہیں تو سوزن وغیرہ سے گھس کر  
ہموار کر لیا جائے) اور لستھو یعنی چتر کی چھپائی میں جس رو  
کاغذ پر اور جس کا پی کی سیاہی سے چتر کی چھپائی کیلئے  
لکھا جاتا ہے اس پر حسب خواہش کوئی نقش یا عبارت وغیرہ  
لکھ لو اور اسکو اون ٹکڑوں پر انار لو اور ایک دواڑ پر نہری  
کی شکل کا ہوتا ہے اس سے اسکو ڈرنگ لکھو لو اب یہ  
بجائے ٹاپ یا بلاک کے ہو گیا۔ اور جیسا کہ آگے بیان کیا گیا  
اس طریقے سے مہر بنالو۔

(۲) ٹاپ وغیرہ سے مہر بنانا نہایت آسان کام ہے اگر  
مضنون میں جو کچھ بھی لکھا جائیگا وہ تمام ٹاپ کی مہر دیکھ  
معلق ہوگا۔

یہ کام جیسا آسان ہے اور مستند اس کا سنا بھی انداز  
ہے بشرطیکہ کام سے اچھی طرح واقفیت پیدا کر لی جائے  
اس میں جو کچھ بھی مرز ہے وہ یہی ہے کہ ہر چیز پر بخوبی مادی

گورہ ٹاپ بنانے کے متعلق اس سے قبل بھی  
ایک مضمون لکھ چکے تھے۔ لیکن مختصر اور ذرا تفصیل طلب ہوئی  
وجہ سے اکثر ناظرین کے خطوط استفساری وصول ہوئیں  
ان حضرات کی تجویز و علیحدہ جواب دینا وقت طلب ہی نہیں بلکہ  
بقیہ مادمیں سے پردہ پوشی بھی ہوگا۔ اسلئے بہتر یہ خیال کیا  
گیا کہ اسکو دوبارہ نہایت مکمل صورت میں پیش کیا جائے۔

رہ راہ کی حقیقت میں ایک قسم ہے لیکن بوجہ  
استقلیق خطا اور ٹاپ کے ہم اسکی قسمیں کرتے ہیں  
(۱) جو خاص نقش و نگار یا خط استقلیق وغیرہ میں ہاتھ کھود کر  
بنائے جائیں (۲) جو ٹاپ یا بلاک وغیرہ سے تیار کئے جائیں  
(۳) استقلیق خط میں یا خاص شکل وغیرہ میں اگر مہر بنانی  
ہوں تو اسکی ترکیب یہ ہے کہ بلاک بنائے کیلئے جو جست  
کی چادر میں تاقی ہیں یا تو دلی جائے یا اوکی بجائے اگر

ہو جانا چاہئے اور جتنی مشق بڑھیکھی اور تباہی اچھا کام نکلیگا۔ دوسرا راز اس کا سامان کا اچھا ہونا ہے۔ سامان کا مطلب "ٹیس" اور ٹاپ وغیرہ ہے ہم ذیل میں جو ترکیب لکھتے ہیں وہ نہایت مستند اور اعلیٰ تجربہ کی بنا پر لکھا جاتا ہے اگر اس کے موافق عمل کیا گیا تو کسی طرح سے ناکامیابی وغیرہ نہیں ہو سکتی ایک مبتدی کیلئے حسب ذیل سامان ضروری ہے۔

(۱) دو تین قسم کے ٹاپ (انگریز اور اردو) کے پورے پورے سیٹ۔

(۲) ایک چیس (CHASE)

(۳) ایک جھوٹا پرس (PRESS) جس میں

مطرانہ ٹیکڑے لگانے کی بھی جگہ بنی ہوئی ہو تو بہتر ہے۔

(۴) ایک چوڑے پھل کی چھری جیسی کہ وہ خانوئیں

مہرچم لگانے کے واسطے کام آتی ہے۔

(۵) چائنا میٹھی (KEOLIN) سوپ اسٹون

(SOAPSTONE) پلاسٹر پریس (PLASTER OF)

(PARIS) ڈاکسٹرین (DOXTINE) پرس کی

گرمی دیکھنے کا مٹر پیر قینچی وغیرہ۔

(۶) رب کے تختے جو خاص اسی کام کیلئے آتے ہیں

(۷) بن سن (BUNSEN) کے دو برز

(BURNERS)

(۸) ایک معمولی برش

(۹) پیتل کے ٹکڑے مہر کی دستیاں اور لاکھ کا وارنش

(SHELLAC VARNISH)

جلس ان تمام چیزیں ٹاپ اور چیس ذرا ہنگامی چیزیں ہیں چیس "چونکہ صرف پلاسٹر وغیرہ میں ٹاپ

کا سا بچہ ڈھالنے کیلئے کام آتا ہے اور اس میں کچھ زیادہ دباؤ کی

بہنیں پڑتا ہے اسلئے اگر بجائے اچھے لوہے کے ٹیکڑے کا چیس ہو تو

مضائق نہیں اکثر جگہ چیس لکڑی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے

لیکن یہ کچھ زیادہ مفید نہیں ہوتا۔ کیوں کہ موسم کا اثر لکڑی

پر زیادہ ہونیکلی وجہ سے لکڑی مڑا پھول جاتا کرتی ہے

البتہ بہت سخت اور عمدہ لکڑی کا بنایا جائے تو کام اسیکا

اگر معمولی ٹاپ سے کام کرنا ہے (اور کوئی خاص ربر

اسامپ کا ٹاپ نہیں ہے) تو "ٹیس" کے نیچے کی گہرائی ۱۰

۵) انچ تک ہونی چاہئے۔ اور جیسا کہ تصویر میں دکھایا گیا

ہے اس میں کم از کم دو جانب (چاروں طرف بھی رکھ سکتے ہیں)

ایسے اسکر وہولنے چاہئے جسکے کس دینے سے اندر کے ٹاپ

وغیرہ خوب آپس میں جکڑے جاسکیں۔

تھوڑے لکڑی کے ٹکڑے (تصویر میں دکھائے گئے ہیں)

موٹے پتلے اور کچھ جت کی پٹیاں بھی درکار ہونگی تاکہ لکڑی

کے ٹکڑے ٹاپ کے چاروں طرف اور جت کی پٹیاں لائیں

وغیرہ کے بیچ میں دینے کے کام میں آسکیں "ٹیس" کے

نیچے کے حصہ میں چاروں کونوں پر موٹی کیلین لگانی

چاہئے انکو چلیں کہنا غالباً بہتر ہوگا۔ کیوں کہ ان کا مقصد

صرف یہ ہے کہ اوپر دھکا جبوقت لگایا جائے تو وہ بغیر

بال برابر بھی اپنی جگہ سے ہلے ہوئے اس میں ٹھیک ٹھیکہ

ڈھکھنے میں ٹکڑے برابر کے چار سو ران ہونے چاہئیں یہ سو ران کل ۱۰

ان کیلینوں ٹھیک ہوں ذرا بھی ہلنے چلنے والے نہ ہوں کیلئے لگانی

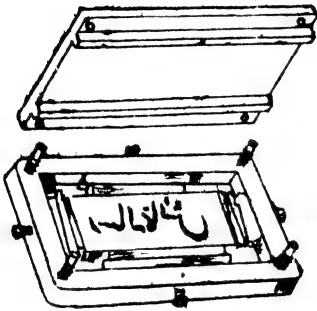
۲۶۲

اسپرنگ (SPRING) پڑے رہتے چاہئیں۔  
ان تاروں کا مقصد یہ ہے کہ جب اوپر کا ڈھکن اسپرنگ  
جائے تو جب تک کہ پریس میں رکھ کر ڈاب نہ دی جائے ڈھکن  
نیچے نہ لگے۔

ڈھکن بالکل نیچے والے حصے کے برابر ہونا چاہئے  
اور اوپر کی لمبائی میں دو ضامن (۱) ایچ او پچے لگے ہوئے  
ہونے چاہئیں۔ انحال استعمال آگے چلکر خود ہی معلوم ہو گا  
ٹائپ جوڑنا شروع شروع میں ذرا دقت طلب ہو گا  
لیکن چند مرتبہ کی مشق سے اس میں کوئی مشکل نہیں رہے گی چونکہ  
ٹائپ میں الفاظ اٹھتے ہوتے ہیں۔ اسلئے اسکا اندازہ اول  
اول مشق ہوتا ہے کہ آیا یہ عبارت صحیح سٹ ہوئی ہے اسلئے  
مناسب ہو گا کہ ٹائپ سٹ کرنے کے بعد ٹائپ پر رہاٹا سب  
پیڈ سے سیاہی لگا کر ایک کاغذ پر چھاپ کر دیکھ لیا جائے  
اور اگر کوئی لفظ غلط لکھا گیا ہے یا کچھ غلطی وغیرہ گئی ہے  
تو اسکو درست کر لیا جائے۔

ان تمام باتوں سے خارج ہونے کے بعد سٹ کی  
ہوئی عبارت وغیرہ کو ٹپس کے پچھلے حصے میں بالکل نیچے  
میں رکھا جائے۔ بیچ میں رکھنے کے واسطے اوپر کی کڑی  
کے ٹکڑے وغیرہ لگائے جاتے ہیں اور ٹائپ کے بیچ میں اگر  
کچھ فصل وغیرہ دینا ہو تو جبت کی پٹیاں دی جاتی ہیں  
ٹائپ کو ایک ایسی سطح پر جگہ جگہ لگا کر مرمر وغیرہ پر  
(یا اگر COMPOSING STICK ہو تو اچھا ہے) سٹ کیا جا  
تا کہ الفاظ اپنے نیچے نیچے ہوں اسپرنگی احتیاط یہ چاہئے کہ ٹپس  
میں ٹائپ رکھنے کے بعد اوپر کی تہ کاغذ کی دیکر ڈھکن

ڈھکن دیا جائے اور پریس میں رکھ کر ملکی سی داب دی جائے  
جس سے یہ ہو گا کہ اگر کوئی لفظ اونچا رہ گیا ہے تو بالکل برابر  
ہو جائیگا اب چاروں طرف کے اسکرول کو خوب کس دو تاکہ  
ٹائپ اپنی جگہ سے بالکل نہ بے اسوقت یہ تیار ہے کہ ساچھ  
بنایا جاسکے۔



ساچھ بنانے کیلئے حسب ذیل اشیاء کا مرکب استعمال کرنا چھٹا  
گوہندستان میں ایسے بہت کم کاغذ ہیں جو ذیل کی اشیاء  
استعمال کرتے ہوں اور صف پلاٹر پریس سے کام لیتے ہیں  
لیکن ان تمام اشیاء کے استعمال سے بہت کچھ فواید مثلاً  
گرم کرنے میں بچھٹ جانا وغیرہ ہیں سب سے اچھا مرکب  
جو اسوقت معلوم ہو سکا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

(الف) (۱) ڈکسٹرین (DEXTRINE)  
ایک قسم کا گوند (۲) اونس

(۳) گرم پانی (۴) ۱۲۲ کون  
اسکو مل گھول کر غلیظہ رکھو تاکہ ضرورت کے وقت اسپرنگ  
لیکر کام لایا جاسکے۔

## رسالہ نمائش

## رہائش امپ

## ماہ تیر ۱۳۲۵

اب (۱) پلاسٹر پیرس (PLASTER OF PARIS) ۲ سیر

(۲) چائینائی (۳) NEOLIN ۲ سیر

(۴) نرم پتھر (POYSTONE OR SOAPSTONE) ۲ سیر

یتینوں چپڑیں نہایت مہیں پس ہوئی اور چھنی ہوئی  
دونی چاہئیں۔ ان سب کو خشک حالت میں ملا کر علیحدہ کھلو

POTSTONE ۱ حکمو SOAPSTONE بھی

کہتے ہیں ایک نہایت نرم پتھر ہوتا ہے۔ جس میں نقش و نگار  
وغیرہ نہایت آسانی سے بن سکتے ہیں۔ اس کا رنگ تو  
گہرا زرد یا لکھا سبزی مائل ہوتا ہے

جب کبھی مہر بنانی ہو تو حسب ضرورت پور (۱) رابا  
لیکا اور میں (الف) اس قدر ڈال کر گوند یا چاکرہ ایک  
نڈا کا مٹی مٹی سی ہو جائے (ب) یہ خیال رہے کہ اگر الف میں  
پانی گرم استعمال کیا گیا ہے لیکن جب پودے کے ساتھ اسکو  
ملا یا جائے تو وہ تھکنا ہونا چاہئے۔ اسلئے اول ہی سے  
اسکو بنا کر رکھ لینا مناسب ہوگا (گوند ضا خوب چاہئے لیکن  
بہت حدی۔ کہ کوئیکہ یہ فوراً خشک ہونے والی چیز ہے ڈلیا  
نہ پڑنے پائیں اور بالکل کساں ہونی چاہئے۔

نکودہ بالا طریقہ پر مسالو ملا لینے اور حسب غرض  
نماز ہو جانے کے بعد اسکو حلدی سے ڈھکنے کے دونوں  
ضامنوں کے درمیان میں بھر کر چھری سے اسکی سطح کو  
خوب صاف اور بالکل ضامنوں کے برابر کر دینا چاہئے  
اگر چھری موجود نہ ہو تو کسی لوطی وغیرہ کی پٹی سے بھی  
اس طرح صاف کیا جاسکتا ہے کہ پٹی کو دونوں ہاتھوں سے  
گھمرا کر دونوں ضامنوں پر دھک کر ایک طرف سے دوسرے

کھینچو۔ دو تین مرتبہ اس طرح کرنے سے سطح بالکل ہموار  
ہو جائیگی جب ڈھکنے میں مسالو بھر دیا جائے اور قابل  
اطمینان ہموار ہو جائے تو نیچے کے ٹائپ پر اچھی طرح  
نمبریں (BENZINE) چھڑک کر لیکار دیا جاتا اور  
اٹھکا جہیں مسالو بھر ہوا ہے مسالو کاغذ ٹائپ کی طرف  
کر کے چاروں سو راخوں کو چاروں کونوں کی کیلاؤں  
چھا کر تاروں پر رکھ دو اور اسکو تہہ سے گر حلدی  
پس میں رکھ کر داب دینی شروع کرو۔ داب اس قدر ہونی  
چاہئے کہ مسالو میں ٹائپ کے حروف وغیرہ اچھی طرح بیٹھ  
جائیں۔ پھر پتھر یا کوئیکہ لکڑی چاروں ٹنگ اسکو چھوڑ  
دینا چاہئے اور نکودہ بالا طریقہ سے اسکو دوبارہ اسی طرح  
پس میں رکھ کر داب دینی چاہئے۔ اس مرتبہ داب پہلے سے  
ذرا زیادہ دینی چاہئے۔ یہ اندازہ کہ بعد کی داب پہلی کی  
نسبت زیادہ یا کم ہے تجربہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یا پتھر یا  
نشان کر لینے سے بھی ہو سکتی ہے۔

رہائش امپ کے معلق تمام سامان ایسی دو کاس  
خرید جائے جہاں اس کا سامان فروخت ہوتا ہے تمام  
سامان اعداد و را چھا اور صحیح چلنے والا ہونا چاہئے۔ پس  
بھی اپنی لوگوں کے ہاں سے مل سکتا ہے معمولی انگریزی چھڑک  
کا پس بھی یہ کام سیکتا ہے سب سے زیادہ ضروری امر چھڑک  
وہ صحیح چلنے والا نینچے اور کچھ آپس میں پیر مل

(PARALLEL) ہونا چاہئے اور اگر چھڑک کام کی غرض ہے

تو تمام سامان بھی اچھا ہونا چاہئے بہر حال پس کیسا بھی ہو لیکن ایسا  
ضرور ہونا چاہئے کہ وہ ۲۵۹۹ فٹ کی گرمی کو ہار سکے۔

## مقالات اقباسات



ایک چیز کی دو گنی اور تین گنی قیمت لے لیجئے، اور وہ  
خوفی سے اس کی خریداری کے لئے تیار ہو جائینگے۔ کیونکہ  
اگر وہ بازار سے بھی ان اشیاء کو خرید لے رہے ہیں تو  
دکان دار ان سے دو گنی ہی نہیں بلکہ چار گنی قیمت  
وصول کھینچتے ہیں ان میں سے چند اشیاء یہ ہیں  
کی جوتیاں جن کو انگریز عورتیں ٹائٹ ڈریس کیا تھ  
استعمال کرتی تھیں،

اگر وہ کھلونے جو سنگ مرمر سے تیار کئے جاتے ہیں  
مراد آباد کے برتن کار چوبی کام کی اشیاء وغیرہ

عزم نہ وہ تمام چیزیں جو ولایت میں تیار نہیں ہوتی  
اور ہندوستان میں بکثرت بنتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ  
ان میں ولایتی اشیاء کی کسی نفاست بھی موجود ہے  
یورپین یا یورپین مذاق کے لوگ پسند کرتے ہیں  
(دین دنیا)

وقت خط و کتابت چٹ منہ کا حوالہ  
ضرور دیجئے

## انگریزوں کی جیتے روپیہ اصل کا

ہر ملک کی مصنوعات جدا جدا ہیں ہر ملک کی  
مصنوعات مختلف ہیں۔ غیر معروف سے غیر معروف خطہ  
بھی اگر آپ جائینگے تو وہاں بھی چند ایسی اشیاء فرو  
ہونگی۔ جن کو آپ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور پسند  
کرینگے۔ ہندوستان صفت و حرمت کے معاملہ پر پہنچے  
ہے۔ مگر بھر بھی یہاں کی بعض چیزیں ایسی ہیں کہ غیر ولایت  
والے انہیں بہت پسند کرتے ہیں جب انگریز یا امریکن  
سیاح ہندوستان میں آتے ہیں تو یہاں سے بڑی بڑی  
برتن تک بطور تحفہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

اگر آپ ہندوستان کی مصنوعات اشیاء کو اپنی کوٹیں  
پھا کر فروخت کرنا چاہیں تو معمول نفع ہو سکتا ہے

شہر دریائے گنار سے آباد ہیں جہاں سے کشتیوں کے ذریعہ ہمیشہ آمد و رفت رہتی ہے اور تجارت کا سلسلہ دیگر شہروں سے برابر جاری رہتا ہے فقط

## معاشیات و رہنمائی

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ نمائش جلد (۴) نمبر (۱۳۸ و ۱۳۹)

مغرض ناظرین۔ معاشیات کے گزشتہ دو مضامین میں اس امر کے واضح کر چکے ہیں کہ انسان کو خوش گلیں یعنی کہ زمانہ موجودہ میں معاشیات کا انسان سے کس قدر قریبی تعلق ہے اور جس کے اصول پر کار بند ہو کر انسان کس طرح ترقی کر سکتا ہے ذیل کے مضامین میں یہ بتلایا جائیگا کہ ہندوستان میں معاشیات کی کیا حالت ہے اور اس کا اطلاق یہاں پر کس حد تک ہو سکتا ہے۔

یوں تو ہندوستانیوں نے یورپ والوں سے بہت سا علوم و فنون سیکھے لیکن حقیقی معنوں میں ان علوم و فنون سے بہت کم فائدہ اٹھایا ہے ایک ملک و قوم کی تاریخ پر اچھے لیکن بجائے اس کے گزشتہ واقعات کا زمانہ موجودہ مقابلہ کرتے اور عبرت کی جگہ جگہ فائدہ حاصل کرتے صرف واقعات کا ازبر کر لینا ضروری سمجھا علم سائنس کی طرف توجہ کی اور ملک والوں کو کامیابی میں رکھنا کہ اپنی دماغی قوت سے نئے نئے ایجادات و اختراعات کی طرف صرف کرینگے لیکن انوس کے علم سائنس کو صرف چند تجربات ہی تک محدود کر دیا یہی حال معاشیات کا ہے معاشی اصول و قوانین سے واقف نہیں لیکن انکو عملی بنا

## زمین

از محمد ظیل اللہ خاں متسلم فی اے بی ایچ حیدر آباد دکن

چنانچہ بڑے بڑے کارخانے جو قائم ہیں وہ ایسے ہی مقامات پر ہیں جہاں کا موقع اور محل اچھا ہے اور دیگر ضروری سہولتوں کے علاوہ ذریعہ آمد و رفت بھی ہو گیا یہی وجہ ہے کہ شہروں میں زمین نہایت گراں قیمت پر فروخت ہوتی ہے۔ اول تو شہروں میں زمین کا رقبہ محدود ہوتا ہے۔ دوسرے زمین کے موقع پر واقع ہونے کی وجہ سے دستکار یا کوئی اور پیشہ ور زیادہ سے زیادہ قیمت دینے پر مجبور رہتا ہے۔ چنانچہ یہ سہارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کاروباری لوگ شہروں میں زمین کیلئے آپس میں کس طرح کش مکش کرتے رہتے ہیں امر کہ میں صرف زمین کے موقع پر ہونے کی وجہ سے انہر اردو یہ فی گز تک زمین فروخت ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس دیہات میں جائے تو روپیہ گز زمین بھی بہ آسانی مل سکتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ زمین کے مفید اور کارآمد ہونے کے لئے دو باتیں نہایت ضروری ہیں اول تو اس کا موقع اور محل دوسرے اس کے گرد و نواح میں ذریعہ آمد و رفت کی آسانی تاکہ دستکار اپنے مصنوعات بہ آسانی فروخت کر سکیں چنانچہ جتنے بڑے بڑے شہر اس وقت ہندوستان میں موجود ہیں وہ یا تو ریلوے اسٹیشن پر واقع ہیں یا سمندر کے کنارے جہاں سے دفائی جہازوں کے ذریعہ مال بہت آسانی سے ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاسکتا ہے لیکن

دولت مند ترقی کے خواہاں اور اپنا معیار زندگی اعلیٰ کرنا چاہتے ہیں یہی حال ملکِ غریبِ مزدور و کمزور کا بھی ہے۔

کسی ملک کی ترقی اور مرزا کمالی کا پتہ اس کے باشندوں کی طرزِ بود و باش اور تہذیبِ تمدن چلتا ہے۔ آیا ان کا معیارِ زندگی اعلیٰ ہے یا دنیوی۔ امر کی زندگی تو عموماً اعلیٰ معیار رکھتی ہے اس لحاظ سے اگر کسی ملک میں چند امرا ہوں اور ان کا معیارِ زندگی نہایت ہی اعلیٰ ہو لیکن اس کے برخلاف دہاں کے غریب باشندوں کو دال دیا بھی میہ نہ چوتا ہو تو ہم کو ہرگز حق نہیں کہ اس ملک کو دولت مند اور ہنگی رعایا کو خوش حال کہہ سکیں۔ بلکہ جیسے جیسے غریب کی حالت بہت ہی جاہلی ملک میں ایک نیا دور شروع ہو گا۔ یہ یاد رہے کہ غریب رعایا کی مفلسی اور مصیبت کے باعث امرا ہوا کرتے ہیں۔ غریبوں کی دولت سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ بات کسی ایک خاص ملک کو کہلئے مخصوص نہیں بلکہ ہر جگہ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔

پچھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ مقررین کا کچھ یہ اعتراف کہ علم نیا ہو چکی وجہ سے کافی ترقی نہیں ہو سکا بالکل غلط ہے کیا ہم دیکھتے نہیں کہ یورپ و امریکہ والے اپنی جنابشی کو اصولِ معاشیات کے تابع کر کے کس طرح ترقی کرتے ہیں اور ان کی حیرت انگیز ایجادات نہ صرف ہم کو متحیر کرتی ہیں بلکہ ہماری دولت کا ایک معقول حصہ تپہ ملکوں کو گھسیٹ لیا ہوا ہے۔ وہاں علمِ معاشیات کو ضرر کا لچ کے احاطہ میں بند نہیں کیا جاتا بلکہ دنیا کے ایشیج پر اس سے بڑے بڑے کام لے جاتے ہیں۔ صرف اصول و قوانین کو رٹ کر امتحان نہیں پاس کیا جاتا بلکہ ”رکارڈو“ کے جیسے طالب علم پید ہو کر غریب کاشتکاروں کے مصائب سے متاثر ہوتے ہیں اور ”سٹالٹھان“ کی تحقیق کرتے ہیں۔ ”مالٹھس“ اپنے ہم جنوں کے تکالیف کو محسوس کرنا ہے اور مسئلہ آبادی کی تحقیق کر کے تکالیف کو دور کرنے کی تدبیریں سمجھ رہے ہیں۔ یورپ و امریکہ کی تجارت و صنعت و حرفت غرضیکہ دہاں کا ہر ایک کام اصولِ معاشیات کا پابند ہے جس طرح امری

۱۔ علمِ معاشیات کی عمر تقریباً دس سو سال کی ہے اور اس علم کا بانی آدم اسمتھ (Adam Smith) آئر لینڈ کا ائمہ  
۲۔ رکارڈو (Ricardo) یہ انگلستان کا ایک مشہور معارفی تھا جو ۱۸۲۳ء میں انتقال کیا  
۳۔ مالٹھس۔ یہ بھی ایک مشہور معاشی گزرا ہے اس نے مسئلہ آبادی کو تحقیق کیا وہ یہ کہ ہر ملک میں آبادی میں سرعت اور علی الاصلہ بڑھتی رہتی ہے اگر وہاں جنگ وغیرہ آبادی میں کمی نہ کرے تو آبادی اس قدر بڑھ جائے گی کہ دنیا کی پیداوار لوگوں کیلئے کافی نہ ہوگی۔ لیکن ذرائعِ خل و فضل میں زمانہ موجودہ سہولت پیدا کر دینے سے مالٹھس کا مسئلہ آبادی غلط ثابت ہوا۔

ہنری ششم (HENRY VI) کے عہد حکومت میں  
 انگلستان کے غریب باشندوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی  
 امر غریبوں سے زیادہ کمس وصول کرتے اور زمیندار  
 کاشت کاروں سے اگان مگوا لیتے تھے۔ غریب رعایا  
 صبر کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن کہاں تک صبر کرتے انوش  
 انہوں نے شکستہ میں بغاوت کر دی جو تاریخ میں  
 بغاوت جبیک کیڈ (REBELLIO OF JACK KADE)  
 کے نام سے مشہور ہے۔ چارلس اول (CHALIS I)  
 بھی اپنی طبع و حرص اور باکی دل آزاری کی وجہ سے  
 کنگڈم کا تاراج کیا۔

فرانس میں بھی یہی ہوا لوئیس بائزدہم (LOUIS XVI)  
 کے زمانہ حکومت میں غریب کاشتکار  
 پر قہر تھا۔ ان سے بڑے بھاری بھاری ٹیکس  
 وصول کئے جاتے تھے لیکن امرا ان ٹیکسوں سے بری  
 تھے۔ مظلوم و بیگس رعایا نے بڑی جواہر دی سے ان  
 سے رعب کا مظاہرہ کیا۔ لیکن جب مظالم کی انتہا ہو گئی  
 تو انہوں نے ۱۷۸۹ء میں بغاوت کر دی۔ بادشاہ  
 اور اس کا قتل کیا اور ملک میں جمہوری حکومت قائم کر لی  
 جو تاریخ میں انقلاب فرانس کے نام سے موسوم ہے۔  
 لیکن جب نلسن (NELSON) کے جیسے ملک

فرانس پر جان قربان کر نیوالے اور نیپولین (NEPOLEON)  
 کے جیسے ایک کیلئے اپنی زندگی تلخ کر نیوالے پیدا ہونے  
 گئے تو یہ انگلستان نہیں رہا جو ۱۶۴۳ء میں مختا  
 فرانس کی وہ حالت نہیں رہی جو ۱۷۹۳ء میں تھی

بلکہ وہاں کے غریب کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو ہمارے  
 کو میسر ہیں۔ سیاہ و سفید کے مالک زیادہ تر غریب  
 ہیں اور ملک کی ترقی کا انحصار انہی پر ہے۔

عاجزوں کے ظلم سے بچنے کیلئے اور زمینداروں کے  
 متکندوں سے محفوظ رہنے کیلئے انجمن ہائے اتحاد  
 مزدوران قائم ہیں۔ جن کے نمائندے غریب مزدوروں  
 کیلئے اور زمینداروں سے غریب کاشت کاروں کیلئے  
 لاتے ہیں۔ اور ان کے جائز حقوق کی حفاظت کرنے  
 میں۔ مارکٹ میں اشیا کی قیمت دریافت کرنا مزدوروں  
 کی جرات بڑھانے کے لئے عاجزوں سے لڑنا اور ہڑتال  
 کیوقت آن کو روپیہ سے مدد دینا انہی انجمنوں کا کام  
 انجمن ہائے امداد باہمی بھی کثرت سے قائم ہیں  
 جو غریب کو نہایت ہی کم شرح سود پر رقم قرض دیتے ہیں  
 اور اس طرح ان کو اصل داروں کے جال سے بچاتے  
 ہیں۔ اس قسم کی انجمنیں نہ صرف ان کی ضروریات کو  
 رفع کرتی ہیں بلکہ کثرت سے ایسی انجمنوں کا قیام ملک  
 باشندوں کے عمدہ اخلاق کی دلیل ہے۔

یہاں تک تو بتلایا گیا کہ پورپ والے کس طرح تعزیت  
 سے نکل کر ادراج رفت پر پہونچے اب دیکھنا یہ ہے کہ  
 ہندوستان معاشیات میں کیا حصہ لے رہا ہے۔ (باقی تینہ)

غیاث الدین احمد

مستقل کلیہ جامعہ عثمانیہ





## مخبر آتشزدگی

یہ آتش زدگی کے خبر سانی کا ایک خود کار طریقہ ہے جو کشتش ارض کی طاقت سے کام کرتا ہے۔

اس نے خود کار الارم کے طریقوں کیلئے ایک نیا میدان کھول دیا ہے۔ کیونکہ اول قیادس کا طریقہ عمل نہایت سیدھا سادہ اور یقینی ہے اور دوسرے ابتدائی اختراعات بہت کم ہوتے ہیں مثیلرے اور نیگے لگانے سے کچھ زیادہ خرچ کا بار بھی نہیں پڑتا اور بڑی سہولت تو یہ ہے اگر کوئی ایک علیحدہ لائن قائم کر کے اپنے گھر میں یہ آلہ لگا لینا چاہے تو نہایت آسانی اور بہت کم خرچ کے ساتھ لے سکتا ہے۔

علامہ فول میں یہ آلہ نصب کرنے کے کیلئے ایک نہایت لمکا فوسفور برنز (PHOSPHOR-BRONZE) کا بنا ہوا تار جسے کہتے ہیں "TENSION CORD" کہتے ہیں کھینچ کر چھت میں لگا دیتے ہیں اس کا ایک

جاکر تار کو اس طرف سے لے جاتے ہیں جہاں حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور آخر میں دوسرے سرے کو ایک مرکزی موقع پر لاکر ایک ایسا وزن اس میں لگا دیتے ہیں کہ تمام تار کھینچا رہتا ہے۔ عموماً یہ وزن پھر سیر کا ہوتا ہے اور تار ۱۲۹ سیر کا وزن سنبھال سکتا ہے اگر وزن ۱۳۵ سیر ہو جائے تو پھر تار نہیں سہا رہتا ٹوٹ جاتا ہے۔ لہذا کئے ہوئے کچھ آؤ تار گیس ہر فٹ کے فاصلہ پر "مخبر حلقے" ڈالے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک حلقے کے اطراف دو دفعہ لپٹا جاتا ہے۔

"مخبر حلقہ" کئی دھات کے حلقوں کو ایک ایسے مادہ سے ملونی کرنے سے تیار ہوتا ہے جو عموماً ۶۰ انچ فاصلہ پر ہینچ کر گھلتا ہے جب طرف میں حرارت بڑھتی ہے تو "مخبر حلقہ" پگھل جاتا ہے پس دھڑاچہ لہتا رہا جو اس کے اطراف لپٹا ہوتا ہے کھلتا ہے اور وہ وزن جو اس کے سرے سے لگا ہوتا ہے گر پڑتا ہے

ہر منزل یا حصہ مکان کیلئے ایک علیحدہ گھنٹاؤنار لگایا جاتا ہے جسکی وجہ سے شناخت کیلئے علیحدہ نشانی رکھنی پڑتی ہے اس لئے گھنٹاؤناروں کے وزن علیحدہ علیحدہ کے ایک خاص صندوق میں برابر لگا دیئے جائیں۔ صندوق کے سولہوں میں سے ہر ایک وزن کے ساتھ عام حالت میں سفید پٹی دکھائی دیتی ہے مگر کسی حصہ مکان میں آگ لگ جانے کی صورت میں اس حصہ کے وزن کے سامنے سرخ پٹی آجاتی ہے۔

وزن صندوق کا عام طور پر عمارت کے عام داخلہ کے مقام پر لگایا جاتا ہے اسکے قریب وزن کے اثر سے بچنے والی ایک بڑی گھڑی لگائی جاتی ہے جو یہی صندوق میں وزن کرتا ہے اور سیوقت یہ گھنٹی زور سے بجنی شروع ہو جاتی ہے۔

اس مقامی اطلاع کے ہمراہ ٹیلیفون اسپینج کو مطلع کرنے کا بھی خود کار آلہ اس سے متعلق ہوتا ہے ٹیلیفون اوپر میٹر آتش انجن خانہ کو مطلع کر دیتا ہے یہ تمام کام نہایت تیزی کے ساتھ جوتا ہے اور فوراً مدد پہنچ جاتی ہے۔

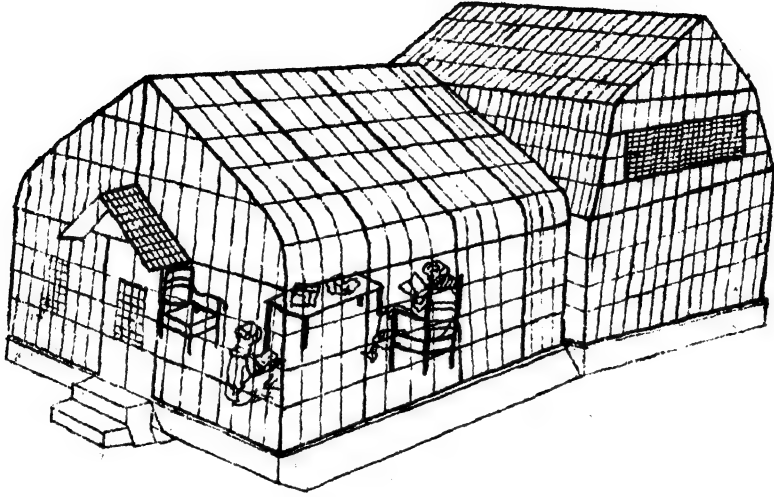
## سائنس میں فک مکانات

پروفیسر کیمبرلین۔ این ٹول اور ڈاکٹر ڈبلیو۔ لی بووی۔ ایک عرصہ سے اس امر کے متعلق تجویز کر رہے تھے کہ وہ کون ذریعہ ہو سکتا ہے جسے کام میں لانے سے آفتاب کی وہ شعاعیں جو صحت افزا ہیں مکانوں میں داخل کر دیں۔

اور کمپنوں کو ایک بڑی حد تک امراض سے نجات دیدی جائے ان دونوں اشخاص نے بالآخر ایک ایسا شیشہ ایجاد کر لیا ہے جس میں عام شیشوں کے برخلاف صحت افزا شعاعوں کو روکنے کی قوت نہیں ہوتی۔ معمولی شیشوں میں سے آفتاب کی شعاعیں جب گذر نکلتی ہیں تو ۲۵ فیصدی شعاعیں باہر رہ جاتی ہیں اور یہ شعاعیں اکثر ذہنی ہوتی ہیں جو صحت افزا ہیں اب جو شیشہ ایجاد کیا گیا ہے اس میں صرف ۵ فیصدی شعاعوں کا نقصان ہوگا اور صحت افزا شعاعیں تقریباً سب کی سب پار ہو جاتی ہیں۔ ان شعاعوں کے ذریعہ سے صحت افزائی کے متعلق بھی تجربہ کیا گیا ہے۔ اور اس میں بھی کامیابی حاصل ہوئی ہے اس لئے یہ توقع ہے کہ آئندہ جو مکانات۔ دفاتر۔ دکانیں بنائی جائیں گی۔ وہ بجائے خود دنیا و مہری کے جگہ لگاتے ہوئے قلعہ ہونگے۔

سورج کی صحت افزا شعاعیں سیدھی ہمارے خوابگاہوں ہماری طعام گاہوں۔ ہماری نشست گاہوں پر پڑیں گی اور ہر وقت ہماری بیماریوں کی مدافعت کرتی رہے گی جس کا ایک سب سے بڑا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری عمروں میں اضافہ ہو جائیگا۔

ہمارے قوا کی نشوونما میں زیادتی ہوگی اور ہم ہر حقیت سے نہایت طاقتور انسان کہلا سکیں گے ذیل میں جو تصویروں دی جاتی ہیں وہ آئندہ بنائے جانے والے مکانات کا خیال ہے۔



## صنف پیا

• ڈائمنڈز آف انڈیا نے صنف پیا کی نسبت ایک خبر شائع کی تھی اور لکھا تھا کہ یہ ایک جڑی کی ایجاد ہے جس سے بلا دیکھے نہایت آسانی کیساتھ یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کوئی تحریر یا تصویر حوالہ کر رکھدی گئی ہو مرد کی ہے یا عورت کی اس خبر نے ہر طرف ایک سنسنی پھیلادی اور ایک منٹا کا خط اس کے متعلق پہنچا کہ یہ کوئی نئی ایجاد نہیں ہے بلکہ ایک پرانا طریقہ ہے کہ ایک ایسی تحریر یا تصویر جسکو عالمانہ جانتا ہوں الٹ کر میز پر رکھدی جائے اور ایک شادی کے پھلے کو (WEDDING RING) ایک عمدہ مانگے میں بند کر کے سیدھے باغ کی کھلے کی انگلی میں لٹکالیا جائے انگلی کا رخ

شمال کی طرف ہونا چاہئے۔ پھل پختہ تحریر یا تصویر کے قریب مگر لگا ہوا نہ ہو۔ پھل ڈیڑھ گھنٹہ کی انگلی کو یا انگلی کے حرکت رکھا جائے۔ اب پھل گول یا بیضوی شکل میں چکر کھائیگا۔ اول لہذا کہ حالت سے مردانہ تحریر یا تصویر کا پتہ چلتا ہے اور آخر الذکر سے زنانہ تحریر یا تصویر کا۔

## پروانو کو ماری کی نئی ترکیب

نیو مارک ڈائمنڈ نے یہ ایک خبر مدج ہے کہ جو جرم، جس بجلی کے (۱۲۵۱) گولوں کو زمین سے (۴) فٹ بلندی پر نصب کئے گئے اور بالکل اوس کے نیچے ایک بڑے برتن میں بیٹرول بھر کر رکھ دیا گیا۔ اب پروانو کی بہت سی تعداد اوس روشنی پر آتی تھی اور بیٹرول میں گر کر

مر جاتی تھی۔ ہمیں علاوہ مجھ و غیرہ کے کسی قسم کے چھانٹنے

## سورج کی شمعانیت کا بابو

سین فرانسسکو میں امریکا کی کوشش کی گئی ہے کہ سورج کی شعاعوں سے کچھ کام لیا جائے اور ایک تجربہ بھی کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ایک آلہ کے ذریعہ سورج کی شعاعوں کو ایک معمولی اینٹ کے ٹکڑے پر ڈالی گئیں تو صرف تین سکند کے عرصہ میں وہ اینٹ پگھل گئی اتنا یہیں (۱۲۲) آئینے اور (۲۳) آتشیں شیشے لگے ہوئے تھے جب سورج کی طرف اس کا رخ کر کے کسی چیز پر کرن ڈالی جاتی ہے تو آتشیں شیشوں کی وجہ سے ہمیں اس قدر قوت گرمی پیدا ہو جاتی ہے کہ اینٹ تک اس نے پگھلا دیا۔

## دلوں کا تبادلہ

جرمنی کے ڈاکٹر اسٹوپر نے اس امر کو ممکن الوقوع بنادیا ہے کہ ایک انسان کا قلب دوسرے انسان میں منتقل کیا جائے۔ ابھی تک انسان پر اس کا تجربہ تو نہیں ہوا لیکن جانوروں پر جو تجربہ ہوا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں انسان بھی اس تجربہ کے احاطہ میں آجائے گا۔

## قدرت کے حیرتناک مناظر

آٹا و فطرت کی فراوانی ان کی سادہ حالت سے لکھ بچیدہ ساخت تک اس قدر حیرتناک ہے کہ اگر

انسان غور کرے تو اس کا کوئی لمحہ اس سے خارج نہیں گزر سکتا۔ مگرین کا ریسٹ کے قریب حال ہی میں ایک ایسا عجیب و غریب غار دریافت ہوا ہے کہ اس کی مثال تمام طبقات الارض کی تاریخ تغیش میں نہیں ملتی۔

ہر چند اس کے وجود کا حال تو سنہ ۱۹۰۹ء ہی سے معلوم تھا۔ کیونکہ چمکا ڈول کا جھنڈ ایک سوراخ سے نکلا ہوا نظر آتا تھا۔ لیکن اب اس کے اندرونی حالات بھی معلوم ہو گئے ہیں جو عجیب و غریب ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ غار دنیا کا سب سے بڑا غار ہے اس کے اندر جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سلسلہ مکانات کے اندر سوچ گئے ہیں جس کے ایک ایک مکہ کا طول و پیرہ ڈیرہ میل اور عرض پانچ میل ہے یہاں قدرتی ستونوں کی قطاریں کثرت سے پائی جاتی ہیں جن میں سے بعض ٹپ ٹپ میں اس غار کی چھت ۳۰۰ فٹ سے زیادہ اونچی ہے۔

معلوم نہیں فطرت کب سے پانی کا ایک ایک قطرہ پگھلا کر اس کی تعمیر میں مصروف ہے اور کتنے زمانہ میں مکانات موجود ہو چکے ہیں۔

مصری تفسیر فرانس کے دو ڈاکٹروں نے حال ہی میں کیا ہے

بہت زیادہ کارآمد ہے اس کا تجربہ کرنے کیلئے متعدد جملات لائے گئے اور انکو مگھوٹے الی گیس متاثر کر کے جیوان بنادیا گیا اس کے جیوت پر لگا دیا گیا تو بدستور انکی سائنس نے جان لیگی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ ان پر کوئی اثر بھی نہیں ہوا ہے۔

اسرار میں نمایاں گی ہوئی ہیں درجہ جوت خلق میں اگر

# ہم مل نقطہ - حکایت

## کوٹ شاتر

اس نام کا ایک رسالہ نئی کوٹ لیکچر اکثر حضرات چونک پڑ چکے ہمارے ہاں تبصرہ اور تنقید کی غرض سے وصول ہوا ہے۔ خود ہمیں بھی اس کا اعتراف ہے کہ اس کا نام دیکھتے ہی ہم بھی چونک سے گئے تھے۔ اس رسالہ کے اندرونی ٹائٹل پر حسب ذیل مقولہ درج ہے۔

”خدا نے تعالیٰ نے اپنی محبت اور رحمتی سے جو کچھ پیدا کیا کسی مرد یا عورت کو اس کے متعلق علم اور واقفیت حاصل کرنے جاننے اور گفتگو کرنے میں شرم محسوس نہ کرنی چاہئے کیونکہ اس کی مرضی نہیں کہ حضرت انسان کی بہتری کے لئے جو علم اس قدر ضروری تھا اس سے اخلاقی حس اور پاکیزگی کی بیج لگنی ہو“

یہ قول ڈاکٹر ”کوٹن“ کا ہے اگرچہ کہ ترجمہ عمدہ نہیں ہے اور صاحب مقولہ کا نام کوٹن کہے تاہم اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس قول میں جس الحقیقت اور صداقت پر زور دیا گیا ہے۔ وہ سوچنے کے قابل ہے۔

انسان اور انسانی سماج کی بنیاد و جہان

میں ایک پیٹ کا بھڑا اور دوسرے نسل کا پھلانا لیکن عجیب بات ہے کہ متہذہ اور ترقی پذیر ممالک

میں بھی جو تعلیمی نظام میں ان میں پیٹ کے دھندے کیلئے نوجوانوں کو خوب ایسا کیا جاتا ہے۔ لیکن توفیر نفع کے بارے میں ذرا سی معلومات انسان کے دماغ میں نہیں ڈالی جاتی۔ ترقی یافتہ ممالک کا انصاف ابتدائی تعلیم سے لیکر انتہائی مدارج تک دیکھ جائے کہیں کچھ ایسا ملے نہ ہوں لیکن جس سے اس اہم مسئلہ پر روشنی خاک واقفیت طلبہ کو دی جاتی ہو۔ لطف یہ ہے کہ ایک ملک کی ترقی کا تاثر دار و مدار اس پر ہے کہ تندرست جسم اور تندرست دماغ کے بچے پیدا ہوں اور نظام تعلیمی میں اس اہم مذہب کا مطلقاً سماں نہیں دیا کہ توفیر نفس کے اسباب و ذرائع کے متعلق مطلقاً کوئی بات علمی پیرایہ میں نہیں بتلائی جاتی۔

اس حیرت انگیز فرد گذشت اور غفلت کا ثمرہ یہ ہے کہ جوانی کے جوش میں اور ان باتوں سے محض ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے ایسے کرتوتوں میں پڑ جاتے ہیں جس سے ایک طرف اپنی تندرستی برباد اور دماغ کا ستیاناس کر لیتے ہیں تو دوسری طرف ولاد کے دماغ اور جسم کی تباہی کے بیج بولتے ہیں جہالت اور ناواقفیت دنیا کے تمام گناہوں کی جڑ ہے اور نہایت حیرت کی بات ہے کہ ایسی قومیں بھی جو ترقی کی سڑک پر پہنچ چکی ہیں اس زبردست معاملہ میں ایسی ہونہار ہوئے کہ جہالت کی تاریکی ہی میں کھتی ہیں غفلت کے

کہ جھوٹی شرم اور احمقانہ سماجی خیالات ان باتوں کو گنڈا اور غریب مذاق قرار دیتے ہیں۔ اس حماقت اور فروگزاشت کا یورپ جیسے دنیا کے بددشمن خیال حصہ کو یہ پھیل ل رہا ہے کہ وہاں کی سوسائٹی میں امراض خبیثہ کا زہر اس قدر پھیل چکا ہے کہ اب سین اور اس کے پیروں نے اس مسئلہ کو ایسی گھانا ضروری سمجھا۔ ہندوستان کی بھی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے اور ہمارے مدارس میں ایسے شرمناک رجحانات اڑکوں میں آپس کی صحبت اور جہالت سے پیدا ہو چکے ہیں کہ جن کا روکنا اور دور کرنا ہندوستانی نسل کے ٹھیک کرنے کیلئے نہایت ضروری ہے۔

اس کھلی حماقت کو ملاحظہ فرمائے کہ جب دولہا دلہن کا انتخاب کیا جاتا ہے تو اس پر تو بہت زور دیا جاتا ہے کہ وہ لہا کماؤ پوت قابل ہے یا نہیں لیکن توجہ نہیں کی جاتی کہ لہا کا نصفی خصوصیات بھی جوڑا موزوں کا آمداد اور اولاد کا اہل ہے یا نہیں نہ اس کم از کم پچاس فیصدی میاں بیوی کے جھگڑے و جھکی بنیاد صنفی ناموافقت ہوئی ہے اور نوع انسان کی کج بردی (PERVERSITY) کی اصل جو صنفی ناموزونیت ہی کی نفسیات کی نادانیت اور متعلقہ اعضا اور حصص بہ فنی کی بیماریاں ہوتی ہیں سماج کی جہالت اور نادانیت نے جھوٹ موٹ کی افلاقیات کی بجائے کھڑی کر دی اور کیا اجمال ہے کہ کوئی ان مصلحت پر زبان ہلا سکے۔

ان خیالات کے مد نظر میں خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر دہرم دلو صاحب نے اعلیٰ مقامات سے کام لیکر ایک نہایت سماجی خرابی کے دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے کہ کوشاں ہندو مذہب سے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے تقریباً دھندلے عین جن میں دو علمی و کجی کے سواط سے قابل ذکر ہیں۔ ایک پردہ بکارت کا اور دوسرا اندام نہانی کے بال یہ مضامین بیولاک ایس کی مشہور تصانیف سے ماخوذ ہیں لیکن نا کافی اور تشدد میں اور عمدہ زبان اور بیاریہ میں نہیں لکھے گئے ہیں۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو ان کی سمجھ اور ضرورت کے مطابق صنفی اعضا کی حقیقت ساخت مقصد اور حفظان صحت کی علمی معلومات بہم پہنچانی چاہئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلومات سائنسی فک پاک اور بے لاگ طریقہ سے ان کے سامنے پیش کی جائے جس کا اثر ان کے نفوس پر ایسا جس سے وہ دماغ اور جسم نفس اور روح کی صحت کو برقرار رکھ سکیں اور ان کا تخیل بھڑک نہ اٹھے اور فحش اور کج بردی کی جانب مائل نہ ہوں۔

علم صحیح اور کافی کج بردی کی طرف نہیں لیجاتا۔ بڑھانے والے کی پاک نیت اور اس کی تعلیم کی صداقت کج بردی سے بچانے کیلئے کافی ضمانت ہے اگر رسالہ کوشاں میں ان امور کا مخفا ذکر کھایا گیا تو ہم یقین ہے کہ یہ نوجوانوں اور علامتہ الناس کیلئے معین ہوگا۔ نہایت تفتہ مذہب میں لذت النساء ایک فارسی کتاب کا ترجمہ مواصل چھاپا گیا ہے اس میں ہم کی

ابھارے رکھے اور عاشق مزاج ہو ایسی عورت پرشہوت ہوتی ہے اور غیر مرد کی طلبگار رہتی ہے اس پر بھروسہ نہ رکھنا چاہئے؛

”محس کے ہونٹ متحرک رہتے ہوں اس کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا آنکھیں ناچتی ہوں یہ ایک اور بعد الفہم صفت ہے۔ اپنی ناف کو برہنہ رکھے یہ اور ایک احتمالہ صفت ہے۔ بعض مقامات کا لباس ایسا ہوتا ہے کہ عورت اگر چاہے بھی نوناف کو برہنہ نہیں کر سکتی سنیہ ابھارے رکھے، ایک نوجوان لڑکی جبکہ اخصی جوانی ہو اور زور کی جوانی ہو اگر کوشش بھی کرے تو بڑھیا یاد مری عورتوں کی طرح کپڑی نہیں بن سکتی بلکہ عجیب غریب صفات پر طرہ یہ ہے کہ عاشق مزاج بھی ہوتا۔“

جس عورت میں یہ تمام صفات نہ ہوں لیکن صرف وہ عاشق مزاج ہو تو یہ اس کے بے راہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ بیسیوں جو بن دھلی عورتیں عاشق مزاج

ہوتی ہیں۔ خیر جس عورت میں یہ تمام صفات ہوں وہ پرشہوت ہوتی ہے۔ کیا عجیب نتیجہ نکلا۔“

اور اس سے عجیب تر نتیجہ یہ ہے کہ وہ غیر مرد کی طلبگار ہو سکی سوال یہ ہے کہ ایک عورت میں یہ سب باتیں لائق محال موجود ہیں۔ لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ وہ غیر مرد ہی طلبگار ہو کیوں اپنے خاوند یا عاشق کی ہی طلبگار نہ ہو ایسی صورت ہو کہ اس کا شوہر یا آشنا اس کے پرشہوت

ہو نہ ہو کافی علاج کر سکتا ہو بہر حال اس قسم کی لغو بات

کو کک شاستر کو سائنسی خاک نہیں بنا سیکو، بلکہ مذہب کو

مشرقی کتابیں انسانوں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ علیٰ تحقیق اور نہ فیق سے بہت دور ہوتی ہیں اور نہایت روزِ شہور سے محسوس طور پر ایسے کچھ پیش کرتی ہیں جن کی بنیاد کافی استعز ہوتی ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو عورت کی خاصیت کے بارے میں:-

”جو عورت کہ سونے کے وقت سوئے اور جاگنے کے وقت جاگے ایسی عورت پارسا اور نیک فطرت ہوتی“  
اول تو یہ قرار دینا مشکل ہے کہ سونے کا وقت اور جاگنے کا وقت ہر عورت کیلئے یکساں طور پر کوئی ہو سکتا ہے یا نہیں مختلف ملکوں اور پھر ہر ملک کے مختلف طبقوں اور پیشوں کی عورتوں کا سونے اور جاگنے کا وقت جدا گانہ ہو گا۔ فرض کیجئے بعد مغرب سونا اور نماز صبح کے وقت جاگنا اگر صحیح اوقات قرار دیئے جائیں تو پھر ایک میرزاوی جو نہستی بولتی رات کے بارہ بجے سوئی ہے اور صبح کو سات آٹھ بجے بیدار ہوتی ہے وہ اور اسی کی یوروپین سوسائٹی والی بہن جو صبح ہوتے تلچ پاؤڑیا۔ (تھی لے ٹریٹری (THEATRE)

سے لوٹتی ہے اور صبح دس بجے تک سوتی رہتی ہے۔“  
دو دنوں کی دونوں غیر بارسا اور بد پرشرت ہوں کی غرض اس قسم کے غیر سائنسی خاک غیر منطقی بیانات کیلئے سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ یہ محض پوچھ اور لہجہ ہیں ایک اور لطیفہ سنئے۔

”جس عورت کے ہونٹ متحرک رہتے ہوں اسکی آنکھیں ناچتی ہوں۔ اپنی ناف کو برہنہ اور اپنے سینہ کو

کرائیگی۔ ہمیں لائق ادیب ٹیڑ سے توقع ہے کہ جس نہایت  
کارتا مد میلان میں انہوں نے قدم رکھا ہے اس کو اس  
قسم کے لغو مضامین اور خیالات سے محفوظ اور مامون  
رکھینگے۔ اوس بات کا خیال رکھینگے کہ کوک شاستر میں جو  
بات لکھی جائے وہ صاف ستھرے سائنٹی فک طریقے  
سے ہو اور مشاہدات اور صحیح استدلال پر مبنی ہو۔

رسالہ لاہور سے شایع ہوتا ہے۔ بقیع چھوٹی  
۴ صفحے، لکھائی چھپائی کا غنہ معمولی چندہ سالانہ (۱۰ روپے)  
اس تہ سے مل سکتا ہے۔

مینجر رسالہ کوک شاستر گوانڈھی لاہور

## تبلیغ نامہ وحدت محبت

ہمارے پاس ایک چھوٹا سا ۲۲ صفحات کا رسالہ  
تبلیغ نامہ وحدت محبت، بغیر من ریرور و وصول ہوا ہے  
یہ ایک نئے مذہب کا ابتدائی نوٹس ہے۔ اس مذہب  
(یا بقول مولف "اوراؤن کے" بانی "حضرت صوفی")  
صوفی غایت خالص صاحب مہاجر یورپ ہیں اس  
آرڈر کی تعلیم کا لب لباب یہ ہے کہ محبت سے حسن کا  
ظہور ہوا۔ اور حسن سے محبت کا اور حسن کی محبت سے  
مذہب کا حضرت صوت الحق فرانس میں مقیم ہیں  
حسن و محبت کے آرڈر کا بنیادی پتھر رکھا جا سکتا تھا  
چھٹے یا ایک تھوڑے میں گانے پر ملازم ہو کر گئے ان کا  
تبلیغ پروردہ کے گویوں کے مشہور خاندان سے ہے،

وہاں طبیعت نے ایسا رنگ بدلا کہ گوشت سے بانی  
مذہب ہو گئے۔ سچ ہے "خدا کی بن کا موسیٰ سے پوچھو  
احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیہمیری مل جائے کتاب  
موجودہ کے متعلق اس آرڈر کا وہی طریقہ علمی ہے  
جو برصغور سماج والوں کا ہے کہا جاتا ہے کہ ہر شخص  
اپنے مذہب پر قائم رہ کر اس آرڈر میں شریک  
ہو سکتا ہے۔ تشریف نفس پر بہت زور دیا گیا ہے  
مگر ابھی اس کے طریقوں کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اسی  
کتاب میں ایک آرڈر "وحدت محبت کے عقیدے  
جاری ہونے کا بھی اعلان ہے شاید اس میں ترکیب  
نفس کے طریقہ بتائیں جائیں اس کے دیکھنے کے  
بعد ہم کوئی صحیح رائے اس جدید آرڈر کے متعلق  
قائم کر سکیں گے۔ تبلیغ نامہ احسان الحق صاحب  
ناظم حلقہ وحدت بازار چیمپلی والا متصل سنگم تعمیراتی  
در پر مل سکتا ہے۔ اخبار "وحدت و محبت" بھی اسی  
پتہ سے جاری ہوگا اور اسکی قیمت چار روپے سالانہ  
مہہ محصول مقرر کی گئی ہے۔

اس نام کا ایک رسالہ دہلی سے زیر ایڈیٹری  
معین احمد صاحب

کچھ عرصہ کا طریقہ علمی رہی کیلئے مخصوص ہوتا ہے مضامین عام طور پر  
خطان محبت سے متعلق ہوتے ہیں اور پندہ ہو ہیں کہ خطان  
محبت یا جو نیا ہے جو ہیں سلاوا و جوابات کا بھی خاص انتظام رکھا  
جائے ہر نوع انسان کیلئے مفید ہو۔ چھوٹی محبتی۔ لکھائی چھپائی  
کا غذا و سطر و جب کا ہر قیمت صرف دو روپے سالانہ ہے۔







# ساکمان تفسیر

دوسرے دو روئیں زمین پر بوجہ لیکر چڑھنے کے متعلق بحث ہو رہی تھی۔ ایک نے کہا ”اچی میں تمکو پیٹھ پر لا کر تیسری منزل تک چڑھ سکتا ہوں۔ دوسرا اچھا شرط رہی۔

پہلا منظور

آخر پانچ پانچ روپیہ شرط ٹھیکہ گئی۔ پہلے نے دوسرے کو کمر پر لاوا اور سیرھی پر چڑھنا شروع کیا اور چڑھ گیا اور اس طرح اسکو لا دے ہوئے نیچے اتر آیا۔

دوسرے نے نہایت خندہ پیشانی سے پانچ روپیہ حوالہ کیے اور کہا یار۔ ذرا سی کسر رگھی تیسری منزل پر جب تمہارا پاؤں پھسلا تھا تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ شرط میں جیتوں گا۔ مگر میری بدقسمتی تھی کہ تم سنبھل گئے۔

ایک لڑکے پاس کے ناباپ ایک دن بہت خفا ہوئے بات گئی گزشتہ رات کوں بھوکے قریب لیا ہوئی بیٹھے تھے کہ رہے تھے کہ ماخذہ خاں شریف لاؤ کہا ”اما آج آپ پیشہ فرمایا کرنی ہیں کہ سونا ادھار برابر چر اسلے مکر سے پہلے اپنے شمنوں سے صلح کر لینی چاہئے۔

ہاں ہاں

بیٹا۔ میں اب اور آپ دونوں کو آج دن کے واقعے کے متعلق معاف کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور معاف کرتا ہوں۔

حیدرآباد کے مدرسہ میں ایک طالب علم نے ماسٹر کے ”جناب میری بہن کو تیلانگلی ہے۔

ماسٹر۔ جاؤ! بھی مدرسہ سے جاؤ اور آٹھ روز تک مدرسہ نہ آنا۔

لڑکا سلام کر کے خوش خوش چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرے لڑکے نے ماسٹر صاحب سے کہا جناب جس لڑکے کو اپنے اجازت دی ہے اس کی بہن کو سیتلا ضرور نکلی ہے لیکن وہ لڑکی اور رنگ آباد میں رہتی ہے۔

ایک ہٹل میں دو دوست رہتے تھے دونوں کے کمرے ایک ہی وضع کے تھے اور دونوں کمروں کے قفل بھی ایک ہی نمونے کے تھے۔ ایک رات کو ان میں سے ایک صاحب آئے اور غلطی سے دوسرے کمرے میں جا کر سو رہے۔ تھوڑے دیر کے بعد دوسرے صاحب نے دروازہ کھول کر کمرے میں گہسے دیکھا کہ کوئی صاحب ان کے بلنگ پر آرام کر رہے ہیں۔ باہر نکل کر دربان سے کہا ”کیا تم نے مجھے ابھی کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا دربان جی ہاں۔ یہ نہایت خفا ہوئے اور نہ پایا بیوقوف جب تم کو معلوم تھا کہ میں دو گھنٹہ پہلے سے اپنے کمرے میں ہوں تو اذرحالے وقت مجھے اطلاع کیوں نہ دی کہ میں پہلے سے وہاں سو رہا ہوں۔

## تراشہ سر

از خانباشی فاضل مولوی محمد شمس الدین صاحب صفحہ عقدہ ہونہ

یا الہی کوئی صورت کبھی الہی بھی تو ہو  
ترجی محبوب کے برابر میں پہونچوں میں جو

سامنے جا کے ادب سے ہنسی لاکے سلام  
 عرض سرجاں کروں ونسے تصدق ہو ہو  
 گر کے قدمو نیپڑ لیوں گا دامن رو کر  
 بعد پھر ساقی کوثر سے یہیں عرض کروں  
 پھر کہوتی ف سے عھیاں پریشان ہو نہیں  
 یا محمد مجھے کب ہو گا میسر وہ دن  
 اعطی خوف قبر سے ڈراؤ مجھ کو  
 قبر میں میں نہ کرین سے یہ کہہ دو گنا  
 لے نہ کرین نہیں ڈرتا ڈرانے سے میں  
 رب ہے اللہ میرا اور محمد ہے نبی  
 قبر میں جس سین کے نہ کرین کہے  
 عرض سرجاں کروں ونسے تصدق ہو ہو  
 بعد تقدیر میں میرے جو کچھ ہوتا ہے سو ہو  
 تشنہ لب میں بھی کٹھن ہوں مجھ آقا کچھ دو  
 ہو گی بخش مری یا کہ نہیں مولا کہہ دو  
 دیکھ کر آپ یہ فرمائیں کہ آہا تم ہو  
 ہو سکے تم سے تو تم قبر میں آ کے دیکھو  
 امتی میں ہوں محمد کا یہاں سے چل دو  
 جو میں کہتا ہوں را کان لگا کر سن لو  
 دین اسلام ہے قرآن سنا تا ہوں سنو  
 آفرین بدریں بہمت مردانہ تو

پر تم لوگ وجد کرتے ہو اور اس بات نے شہرِ مجسم میں  
مضحک و خیر بنا دیا ہے۔ اسکی تقریر مجذوب کی بڑبستی  
ہے۔ کتنی بھی مغز پاشی کرو۔ خدا نے چاہا تو خاکِ طلب  
سمجھ میں نہ آئے اور میرا اپنا خیال تو یہ ہے کہ اس کا ذرا  
دل چل گیا ہے۔

فلا۔ یا آلہی سو فیانہ پن کی کوئی مدد بھی ہے اور  
زبان کس قدر سو قیاز ہے۔

بل۔ ایک نینے سے پیچ میں کس قدر کوڑا مغزی  
اکھٹی ہو گئی ہے۔ یا اس سے زیادہ معمولی ٹٹی کا داغ باغ  
ہو سکتا ہے! اور پھر یہ خیال غصہ ہے کہ میری رگوں میں  
بھی یہی خون ہے! تمہارے خاندان سے ہوں اسلئے  
میں اپنے آپ سے سخت نفرت کرتی ہوں اور غیرت کے  
مارے میں اس گھر سے ہی اپنا کالا منہ کرتی ہوں۔

## سین اٹھواں

فلا۔ ایک آدھ تیر باقی ہو تو وہ بھی خالی کر دو۔  
کری۔ تیر نہیں۔ بس لڑائی ہو چکی اب اور کام کی  
باتیں ہوتی ہیں تمہاری بڑی لڑکی تو شادی کے بھیل  
سے کچھ بنیرا سی ہے۔ یعنی ملا سفر ہے مجھے اس میں کوئی  
اعراض نہیں اسکی تربیت محقول طور پر اور اچھے ہاتھوں  
میں ہو رہی ہے اور تینے واقعی خوب ٹھکانا ہے۔ لیکن اسکی  
چھوٹی بہن اور مزاج کی ہے اور میری رائے میں وقت  
آگیا ہے کہ ازیت کیلئے کوئی دولہا انتخاب کیا جائے۔  
فلا۔ مجھے بھی یہی سوچ آتی۔ میں تم سے بھی بھلا دینی خواہ

تم لوگوں کو چاندِ قلب مارے۔ زہرہ۔ نعل اور میخ کی  
حوکتوں کی خبر ہے اور اس سے میری زندگی کو مطلق ہموکا  
ہنیں اور اس خالی حولی دور دراز کی علمی واقفیت میں  
کھانے پکانے کے طریقوں اور اصولوں کو دخل نہیں اور  
اس بے خبری کا پہل مجھے یہ ملتا ہے کہ بعض اوقات میں  
بھوکا کا بھوکا رہتا ہوں تو کروں کا یہ حال ہے کہ کہیں  
خوش کرنے لگو وہ بھی علمی ذوق و شوق جتلانے لگے ہیں  
اور اس بہانے اپنے کام کو تن دہی سے نہیں کرتے۔ میرے  
گھر میں استدلال ہر ایک کا مشغلہ ہے حتیٰ کہ فرطِ اندال  
سے عقل نے چکر اکر اپنا رستہ لیا پکانے والی نایچ کے مطامع  
میں ایسی ڈوبتی ہیں کہ کباب جھلک کو لکھ ہو جاتے ہیں۔ ماما  
بانی مانگو تو فکھ سخن کے ایسے خواب خرگوش میں  
ہوتی ہے کہ اسکے کان پر جوں کاٹ نہیں رنگیتی۔

فقہ مخقر یہ ہے کہ تمہاری وہ بھی رہیں کرتے ہیں اور  
حالانکہ اتنے آدمی ہیں مگر کوئی میری خدمت نہیں بجالاتا  
لے دیکھ ایک یہ لڑکی میرے کام کی کبھی نہیں اور اس  
بگڑی آب و ہوا میں بھی اس کا داغ صبح سلامت تھا  
اچھا اس کا یہ حشر ہوا کہ اس کو بے تکلفیال باہر کر دیا اسلئے  
کہ وہ اہل زبان کے محاورہ اور روزمرہ کے مطالبات اور  
نہیں کرتی بہن میں صاف کھدیتا ہوں اور یہ میں پہلے  
کہہ چکا ہوں کہ یہ باتیں میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ بھوکے  
مجھے تکلیف دیتی ہیں اور طبع کبھارتے لوگ میرے ہاں  
آتے ہیں اور یہ سمجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ خصوصاً  
موسو تر سوتین سے مجھے بعض لڑکی ہے اس کے اشار

کہ میرے دل میں کیا بات تھی۔ موسو ترسوتین جو اتنا  
لوگوں کی آنکھوں میں کہنکشا ہے اور جسے تم بھی اچھا نہیں سمجھتے  
اس نے پوچھ لیا ہے اور موسو ترسوتین کی خوبیاں تم  
بہتر میں جانتی ہوں۔ اس بارے میں حثیت بھٹ بے سود  
میں ہر پہلو پر غور کر کے اپنے دل میں یہ بات ٹھان چکی ہو  
دیکھو یا درکشا کہ ابھی یہ بات زبان سے نہ نکلے تمہاری  
لوہکی سے میں چاہتی ہوں کہ پہلے میں خود ذکر کر دوں تم بعد  
کو اگر چاہو تو ذکر کرنا بعض مصلحتیں ایسی ہیں کہ یہ دیتیرہ  
بھی مناسب ہوگا۔ اگر تم نے اشارے یا کنا سے اس بات کو  
آزیت تک پہنچایا تو مجھ سے یہ بات چھپی تو نہ ہے کی نہیں

## سین نوال

### ۲۶ اریست کریال

اریس۔ کہتے بھائی کیا ہوا؟ بھابی ابھی باہر گئی ہیں۔  
تمہاری صورت معلوم ہو جائے کہ ان سے بات چیت  
ضرور ہوئی ہے۔

کری۔ ہاں

اریس۔ اچھا تو بھراس کا نتیجہ تو سنیں؟ کیا آزیت  
کہا یا وہ ہماری مرضی کے مطابق ہوگا؟ بھابی رضی گئیں؟  
مسئلہ طے پا گیا؟

کری۔ نہیں ابھی کچھ طے تو نہیں ہو۔

اریس۔ کیا انہوں نے انکار کر دیا؟

کری۔ نہیں۔

اریس۔ کیا کچھ نال ہے۔

کری۔ مطلق نہیں۔  
اریس۔ تو آخر پھر بات کیا ہے؟  
کری۔ تمہاری بھابی نے ایک اونٹن پیش کیا ہے  
اریس۔ کوئی اور داماد پیش کیا ہے؟  
کری۔ ہاں ایک اور آدمی  
اریس۔ اس کا نام تو سنوں  
کری۔ موسو ترسوتین  
اریس۔ ہائیں وہی موسو ترسوتین  
کری۔ ہاں ہاں وہی جو ہمیشہ شاعری اور لاطینی  
گہکارا کرتا ہے۔

اریس۔ کیا تم بھی رضامند ہو گئے؟

کری۔ خدا بچائے۔ میں اور رضی ہو جاتا؟

اریس۔ تم نے کیا جواب دیا؟

کری۔ کچھ نہیں اور خوش ہونکہ میں نے کچھ کہا نہیں۔  
یہ معلوم میرے منہ سے کچھ نکل جاتا اور میری بات پکڑ لی  
جاتی۔

اریس۔ چپ رہنے کے وجہ تو نہ بات معقول ہے خبر یہ  
پہلا قدم برا نہیں رہا یہ بھی ایک طرح کی کامیابی ہے  
تم نے کھانا اندر کے پیام کا ذکر تو کر ہی دیا ہوگا؟

کری۔ نہیں کہاں سے ذکر کرتا؟ جب میں نے دیکھا کہ  
وہ اور ہی داماد کی دہن میں ہیں تو میں نے ذکر کرنا مناسب  
نہ جانا۔

اریس۔ آپ کی یہ حزم و احتیاط یقیناً غیر معمولی ہے؟  
تمہیں اپنی کمزوری پر شرم نہیں آتی؟ لیکن یہ ممکن ہے کہ

ایک مرد اور اتنا کمزور ہو کر بیوی طلاق الغان ہو جائے  
اور اس کی مرضی کے خلاف کسی بات کے کہنے یا کرنے کی  
جرات نہ ہو؟

کری۔ لگتا بھائی یہ نہ کہو تمہارا کیا ہے۔ کہہ دینا بہت  
آسان ہے۔ تمکو خبر نہیں کہ ذرا سی گڑبڑ ہوئی اور بس سیر  
ہوش و حواس ٹھہکا نے نہیں رہتے۔ میں تو امن چین کا  
دلدادہ ہوں اور چپ چاپ زندگی پسند کرتا ہوں میری  
بیوی کا عرصہ ابھی تو بہ وہ فلاسفہ نہ صفات کا بڑی شدت  
سے ذکر کرتی ہے لیکن یہ نرمی باتیں ہی ہوا کرتی ہیں عرصہ  
اس کا جوں کا توں ہے۔ اخلاق کی باتیں کرتے پڑتے تو  
روپیہ پیہ جیسی چیز اسکی آنکھوں میں نہیں جمی مگر ان  
اخلاقیاتی مسائل کا شمع برابر بھی اسکی تیز مزاجی پر نہیں  
جس بات کے کرنے کی دل میں بس گئی اسکی ذرا بھی کسی نے  
مخالفت کی اور بس ایک ایک ہفتہ گھر ہے کہ قیامت کا  
نمونہ جب وہ اپنا خاص عرصہ کا لہجہ اختیار کرتی ہے تو میری  
کانپ اٹھتا ہوں۔ بس یہ جی چاہتا ہے کہ کہیں گپ  
جاووں جب اس پر عرصہ کا بھوت سوار ہوتا ہے تو وہ اپنے  
آپے میں نہیں رہتی۔ اژدہ ہے کے سے پہنکارے مارتی ہے  
اس کا ڈانٹنے کے سے مزاج کے باوجود مجھے گزارہ کرنا ہے  
یہی کہنا پڑتا ہے۔ میری۔ دلبر میری پیاری۔

ارلس۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے آپ مذاق کر رہے ہیں  
یہ بات بس اپنے تاک ہی رکھ لیا کہ تمہاری بیوی اسلئے  
تم پر حکومت چلاتی ہیں کہ تم بزدل ہو ان کے زور کی  
بنیاد تمہاری کمزوری ہے سارے فساد کی جڑ تم خود ہو

تمہیں نے یہ لگت ڈالی ہے کہ وہ تمہاری سرکار بن گئی  
میں تم ان کی چیرہ دستی کے آگے بچکت جاتے ہو اور  
اپنے آپ کو موم کی ناک بنالیا ہے مرد خدا تم کو کھلاتے  
ہو تو ایک دفعہ تو مرد بن کر دکھا دو۔ ایک عورت ذات  
کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے اور یہ کہنے کی ہمت نہیں  
کر سکتے کہ گیس میں یوں چاہتا ہوں اور یوں ہی ہوگا  
تم کو شرم نہیں آتی کہ تمہاری بیٹی کو ان مجنونا نہ خیالات  
کے بھیٹ چڑھایا جائے جو تمہارے گھر پر چھا گئے ہیں  
اور ایک محقق گدھے کو مساری دولت دیدیجائے محض  
اس لئے کہ وہ لاطینی میں کچھ شند رکھتا ہے کچھ گنتی  
کے لفظ یاد کر لئے ہیں اور انکو ہر جگہ کہتا پھرتا ہے

اور محض جھوٹ موٹ کا عالم ہے اور تمہاری بیوی پلا ۲۷  
کہ اسے بڑے بدلہ سچ اور حاضر جواب کی طرح خطاب  
کرتی ہیں اسی کے کلام کو پاکیزہ سمجھتیں اور اسکو بے نظیر  
شاعر قرار دیتی ہیں حالانکہ یہ سب جانتے ہیں کہ اسکو وہ  
لفظیں سخن سنجی کو کیا نسبت؟ بس بھائی مذاق کی بھی  
حد ہوئی ہے۔ تمہارا جملن مضحکہ کے قابل ہے۔

کری۔ ہاں تم مضحک کہتے ہو۔ بیشک میں ہی غلطی  
پر ہوں۔ اچھا اب میں بھی دکھا دو کچھ کہ میرا دل گستا  
مصنوب ہے۔

ارلس۔ یہ بات کہی ہے نہ شاباش  
کری۔ یہ واقعی ایک وبال جان ہے کہ عہدت کو اسلئے  
سر پر چڑھایا جائے۔  
ارلس۔ بسجی کہا۔





# حصہ نفل

(مولوی عزادار صاحب دیکھو مٹا جنت)

رات دن یہ عاشق! شاہ اہم جگر میں ہے  
دل میں عشق خج ہے سودا گیسوں کا سر میں ہے  
عکس رخسار محمد میری چشم تر میں ہے  
آنسوؤں میں جو ضیا ہے وہ کہاں گوہر میں ہے  
شمع دین مصطفیٰ سے جگمگا اٹھا جہاں  
آج اوسکی روشنی ہر دہس ہے ہر گھر میں ہے  
سورہ ولیل کیو، سورہ والشمس خج  
اور شان والضحیٰ پیشانی اونی ہے  
آیت رحمت ہے ذات پاک احمد کا ظہور  
مود رحمت ہے وہ جوامت سرور میں ہے  
اے صبا تو ہی اڑا لے مل مدینے کی طرف  
میں وہ مشت خاک ہوں منزل کے جو چاکریں  
اٹھ گئے آنکھوں سے اپنے سارے پردا اٹھ گئے  
خامہ عجز تو صیف منبر میں ہے  
ہے کلیم آسا ہر اک واعظ جو معروف بیاں  
اس لئے ایک شان کوہ طور ہر مبر میں ہے  
پر شش اعمال کا دل میں ہو کیا رحمت کے فو  
روز پیدائش سے وہ تو امت سرور میں  
رنگ شکر سہا صاحب جو ہر گلہ امی۔ بی۔ لے۔ یل۔ لی۔ بی۔  
گروش چشم جدا گدش چلا نہ جدا  
سستی بارہ جدا عالم ستانہ جدا

لطف نفل نہیں ساتی کے چلے جانے سے  
مے سے ہے شیشہ جدا شیشہ پیا نہ جدا  
نقش ہے روئے منور کا تصور دل میں  
شمع سے ہو نہیں سکتا کبھی پر دانہ جدا  
ایک ہی نور سے مہور ہے سارا عالم  
نہ تو کعبہ ہے جدا اور نہ بتخانہ جدا  
اللہ اللہ سے آرائش کا کل کام مذاق  
آپ کی زلف سے ہوتا ہی نہیں شانہ جدا  
دل ترے نذر تو سر ہے تیری شمشیر کے نذر  
تیرا نذرانہ جدا تین کا نذرانہ جدا  
زاہد اجوہر یکیش سے تجھے کیا نسبت  
اس کا پیا نہ جدا ہے۔ ترا پیا نہ جدا  
مولوی سید کاظم علی صاحب (شوکت) گلگامی  
موج مئے نشا اطو جو کر وٹ بدل گئی  
سمجھائیے میں کہ بزم میں تلوہ جیل گئی  
پھر کہہ گیا تبسم بھان یا رکچہ  
کچھ دیر کو پھر اپنی طبیعت بہل گئی  
کس منہ سے جو بیاں دم واپس کا لطف  
اک بھانسن بھی کہ دل سے ہمارے نکل گئی  
آگے تمہارے شمع کو جلا منور ورمعا  
پوچھے کوئی یہ بزم میں کیوں بے محل گئی  
مانا کہ کچھ نہ طور پر دیکھ کر کلیم نے

لیکن وہ دیکھنے کی ہوس تو نکل گئی  
 کچھ ہوش اگیا تیرے بیمار عشق کو  
 آکر شب فراق جو کروٹ بدل گئی  
 کراپو چھتے ہو حال لب خشک و چشم تر  
 صورت بہاری موج عادت بدل گئی  
 پونچھے کسی نے اشک ز شمع مزار کے  
 وہ بے نصیب آگ میں اپنے ہی جیل گئی  
 بھروسہ ستم ظریف نے کچھ مست کھدیا  
 بھر دامن اسد پر حسرت چسل گئی  
 پر دانے شکل شمع کی پہنچاتے نہیں  
 اللہ ایک شب میں یہ ایسی بدل گئی  
 حسرت فراق ہی باسوس کے عالم میں سیر گل  
 نازہ رخ بہار یہ امید مل گئی  
 شوکت فقط زبان بہت اب الکاثریہ  
 مدت ہوئی کہ حسرت شعر و نثر مل گئی  
 روضہ سلیم حسن معانی لائیل یل بی  
 پورا سوال یہ دل امیدوار کا  
 بھانج التقات کا بھوکا ہے پیار کا  
 رنگت یہ رخ کی اور یہ نقشہ بہار کا  
 موند فتن ہے خم کو دیکھ عسروس بہار کا  
 واجب ہے احترام دل داغدار کا  
 ہے اک بھی خزاں میں ٹھکانہ بہار کا  
 ادیب حسن تری تلون مزا جیاں  
 بجلی ہے نام ان کے سکون و ستار کا

عاشق کو زیر تیغ ہی معراج ہو گئی۔  
 رنگیں ہمارے خون سے دامن ہے یار کا  
 بنت عنب سے لیتا ہے راتوں کو درس عشق  
 اچھا عمل ہے زاہد شب زندہ دار کا  
 وہ شام ہی سے زینت بزم قیاس ہیں  
 آج امتحاں ہے دیدہ خونابہ بار... کا  
 آوارہ وطن کا وطن آسماں نہ پوچھو  
 شرب دیار تھا کبھی اسلج دیا رکا  
 بالائے بام کس نے یہ کھولی ہیں کا کلیں۔  
 سامان ہوتا ہے یہ کس کے شکار کا  
 بے جا ہے شیخ سا غرور مینا سے احتراز  
 شہزاد آدمی ہے بہت اعتبار کا

مولوی سید احتشام احمد صاحب آمد

یہ مانا جانتے ہیں ہم تجھے پا ہی نہیں سکتے  
 ترے لئے کی دھن سے بھی تو باز آ ہی نہیں  
 نہیں آئیں سمجھ میں کچھ ہماری یار کی باتیں  
 یا ایسی گتھیاں ہیں جنکو سلجھا ہی نہیں سکتے  
 جبینائی کی عزت ہم کو حاصل ہونو کیونکر ہو  
 ترے درمیک سر تسلیم پہنچا ہی نہیں سکتے  
 کہیں اب درد دل ان سے کہ درد و فراق نہیں  
 گذرتی ہے جو ہم پر کچھ بھی سمجھا ہی نہیں  
 نظر آئے نہ کیوں بھولا بھلا گل امید اپنا  
 اللہ باغ اہل کے بھول مر جھا ہی نہیں سکتے

# خونک خون

بیوستہ

## نوال باب

ارنالد کو لندن چھوڑے تین ہفتے گزر چکے تھے اس لئے اس نے اپنی والدین کے اپنے تیار کردہ اسکیم کی رفتار پر توجہ کی جدت یہ لندن پہنچا ہے رات خاصی میڈیکل مانی گریجویٹ کے ہوکا تھا اپنے بول میں پہنچنے ہی کافی روم کی طرف متوجہ ہو گیا اور ایک خالی میز کے آگے بیٹھ کر ملازم بول سے کہا انا کفاحس میز پر ارنالد بیٹھا تھا اس کی مقفل روٹری میز پر چھ سات آدمی اور بیٹھے آہیں میں غیب شب اڑا رہے تھے۔

ایک شخص وہ اتنی خدائی شان ہے اس قدر دقت نہ شخص تو سنگ مرمر کا محل تیار کر سکتا ہے اور طوائف طر و فانی اپنا کھانا کھا سکتا ہے بلکہ وہ اگر چاہے تو اپنے بار چرخانہ کی کڑیاؤں میں جواہرات ڈال سکتا ہے یہی دانش ور و جواہر تو اس کی تھوکروں سے لگے ہوئے ہیں۔

اس گفتگو نے ارنالد پر خاص اثر کیا کہ نہایت اہم بنا ہوا بیٹے کے درمیان طرف کے ہوئے میٹھا ہوا کانٹا لگو کر یہ گمان بھی نہ ہونے پائے کہ ایک غیر شخص بھی یہاں گفتگو کر رہا ہے۔

دوسرے دن میں یہ توضیح ہے خدا کی قسم مجھے پسند

بڑی غلط ہے کہ اسناٹا دو تین ایک بیوقوف بڑا ہے مگر میں ہمارا کیا اجارہ اللہ میاں چاہیں تو اپنے گدے کو ملیدے کہلائیں۔ غور طلب چیز یہ ہے کہ وہ اپنی دولت کو آج تک چھپا کیسے رکھا۔ یہی میں تو جانتا ہوں اگر ہمیں اسے اس ملاقات نہ ہو جاتی تو غالباً دنیا اس وقت بھی اسکی بیٹیاں دولت سے لاعلم ہی رہتی۔

تیسرا جی ہاں اور کیا۔ مگر ذرا محنت کی یادری کو دیکھئے اسکا نام محنت ہے۔ بیچارہ ہمیں ایک غریب بڑھیا کا کھانا لٹا کا ہے جو بیگناہ کی شرک کے کنارے ایک جھوٹے سے مکان میں رہتی ہے اور ابھی تک سر جارج مارے کی بیٹی نے اسکی دست گیری میں حصہ لے رکھا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ وہی غریب ہمیں اب اس بڑھیکے ملازمال دولت کا وارث ہوگا۔

چوتھا۔ اہل جی۔ پتا چاہے سو سہاگن خدا کی دین گاہ سے پوچھئے احوال۔

پانچواں۔ مگر پارسیسی دولت بھی کجنت کس کام کی جواہر کام نہ آئے اور سنا اپنے یہ بڑھیا ہمارے کس طرح ہے یہی مجھے تو واقعہ معلوم ہے نہایت بخیل بڑھیا ہے نہ اس کے پاس کوئی سواری ہے۔ نہ خانگی ملازم بالکل تنہا ہے اور سنا اپنے دھرم پر دھج کو جب بول کی بل پیش ہوتی ہے تو اس کا ایک ایک نقطہ غور سے دیکھتا ہے اور ہر چیز کی قیمت کی جانچ کر کے میزان کی صحت کر لینے کے بعد اسے ادا کرتا ہے مگر یہی سادھی سادھی یہ ضروری ہے کہ اکثر خیرانی اور مہذبی کے کاموں میں بہت حصہ لیتا ہے کل ہی کا دنا

روز ڈوبے گی ضرور خواہ جلد ہی یا بدیر میں ہر حالتیں  
گزارہ پر ہی رہیں گے۔

غرض یہ دوسرے روز صبح کو نہایت ہشاش  
ہشاش اپنے بستر سے اٹھا ضروریات سے فارغ ہو کر گریٹ  
کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سرکاری محبس ہے ہم جیل میں  
یہ محبس میں کس کام سے جا رہا ہے مگر جیسے ہی محبس کے  
ایک کمرے میں داخل ہوا تو پہنچے دیکھا کہ حضرت پروفیسر  
ریونگٹن صاحب یہاں قید ہیں اس وقت ہلکے جسم میں آیا  
کہ سو تو بیٹن سے جس خط نے ارنالڈ کو حالت اضطراب میں  
رخصت کیا تھا وہ ذات شریف ہی کا تھا۔ آئیے نہیں اور  
کیا حالات کہتے ہیں۔

ریونگٹن۔ (نہایت اطمینان اور خوش مزاجی کے انداز سے)  
ارنالڈ دیکھو آخر میں پاداش کو پہنچ گیا۔

ارنالڈ۔ (ایک کروہ سی کرسی پر بیٹھ کر واقعی دھت مہت  
براہوا۔ میں نے اجازت میں یہ ضرور پڑھنا تھا کہ کپتان اسٹوٹ  
پر پھر حکم کیا گیا اور حملہ آور گرفتار بھی ہو گیا ہے مگر تمہارا مجھے  
شک نہ ہوا تھا البتہ جب میں نے وہ خط سوتھن میں دیکھا جو  
تم نے لکھا تھا تو زمین میرے پیروں تلے سے نکل گئی۔

ریونگٹن۔ اچھا وہ تو ہو چکا جو کچھ ہوا اب یہ بتاؤ کہ مجھے  
اس پاداش میں سزا کیا ہوگی میں تو جانتا ہوں بغیر چھائی  
کے میں سزا دینے سے نہیں سکتا۔ کیونکہ یہاں کی عدالت بہت  
شاذ و نادر غلطی کہانی ہے تو گویا اب موت ہی میرا آخری نتیجہ ہے  
ارنالڈ۔ اللہ رحم کرے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے مگر بھر حال  
تم کو بالکل مایوس نہ ہونا چاہیے۔ مرانگی تو اسکو کہتے ہیں

ہے کہ چٹنہم میں ایک غریب شخص کے مکان پر سو پونڈ کی  
ڈگری کی ٹینل میں قرتی آئی بڈ ہے کو جب معلوم ہوا تو اس  
کے وقت پہونچا کہ اس غریب کو سو پونڈ یونہی دیدیے اور چپکے  
سے واپس آگیا جیسے کوئی چوری کا کام کرنا ہے۔

چھٹا۔ ارے میاں رہنے بھی دو ان جھگڑوں کو تو جانتا  
ہوں کہ جس شخص کو ایک بھگا ہوا مرغ اور ایک اعلیٰ وجہ کی  
شراب کی بوتل مل جائے وہی سب کچھ ہستی لاالعداد  
دولت لیکر اور کیا کرنا ہے۔

ساتواں۔ بھئی واہ اور سنا ہمارے پامی صاحب نے  
کیا اچھا فیض کیا ہے۔ خیر سے آپ بھی داخل صحنہ اعلیٰ ملو  
ہوتے ہیں۔ کہنے لگے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

اس عرصہ میں ارنالڈ سارے باتیں سنایا دل ہی  
دل میں خوش ہوتا رہا اور اپنا کہا نا کہا تار با جب اسے  
فرغت ہو گئی تو اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور خوشیوں کے  
خواب دیکھتا ہوا سو تار با۔ اسے بڑی خوشی اس امر کی تھی کہ  
یہ خبر لندن میں بہت جلد پہونچ گئی ہے اور امید ہے کہ تھوڑے  
میں تمام ادنیٰ و اعلیٰ اس خبر کو لے اڑینگے جس میں زیادہ  
قابل ذکر مہاجنوں اور بیوادیوں اور بڑی بڑی شاپ  
والوں کے احساس ہونگے۔ جو ایسے مالدار شہر کے پوشیدہ دولت  
ڈھننے کے آرزو مند رہتے ہیں۔ اور بے غل و غش قرن  
دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ سب پر طرہ یہ کہ اس نے اپنی جگہ بوجھا  
کہ میں ہر طرح ہر چیز سے محفوظ رہوں گا حالانکہ سارے مبالغہ  
جو کچھ حاصل ہونگے وہ میرے قبضہ میں رہینگے مگر کوئی  
باز پرس نہ ہو سکی کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ کاغذ کی نا اہل اور ایک

ہر شکل کو اطمینان حالی برداشت کیا جائے۔

ریونگٹن۔ تم اس سے اطمینان کہو میں اپنے ہر تجربہ کو بگھٹنے میں نہایت ثابت قدم ہوں گا۔ مگر چونکہ ایک حد تک ہی گمان ہے کہ منزائے موت ہی میرے حق میں صادر ہوگی۔ میں اس خاص خیال کی مدد کیلئے تمہاری موجودگی ضروری سمجھتا تھا۔ مہینے رائے ہوں کہ کیا سر جارج مارن نے جیمس کو اپنا وارث بنایا نہ بنانے کے متعلق کوئی خاص دلچسپی رکھتا ہے اسلئے کہ یہ تو مجھے خوب معلوم ہے کہ وہاں محض نام ہی نام اور خطاب ہی خطاب کا ظہور ہے اور ملک و املاک کے نام تو کھنڈیا ہی ہے آرنالڈ۔ خوب یہ مرتے وقت آپ کو یہ خط کیوں سوار ہوا آخر اس کا مطلب۔

ریونگٹن۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیمس کو اس کا وارث بنانا اور نہ بنانے کی کبھی میرے پاس ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ باب اس کو زیادہ پوشیدہ رکھنے کا موقع باقی نہیں ہے کیونکہ اگر میں مر گیا تو گویا یہ یونہی سربے پر تباہ ہو گیا۔ اگر نہ بھی مرا تو کم سے کم اپنی بقیہ زندگی مجھے دوسرے ممالک میں گزرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

آرنالڈ۔ تم مجھے کیوں مل کر اتنے ہو جب کسی بات کا اظہار ہی مقصود ہے تو وضاحت سے کیوں نہیں بیان کرتے ریونگٹن۔ وضاحت سے سنو اسکی وضاحت صرف ان دو لفظوں میں ہے کہ میں وہی ولیکٹ ہوں جس کا نام تم اس سے قبل سن چکے ہو۔

آرنالڈ۔ اللہ کیا تم ہی وہ شخص ہو جس نے گرجا کے جھکے وہ ورق چاک کر ڈالا تھا جس کی بدولت جیمس۔۔۔۔۔

ریونگٹن۔ ہاں ہاں وہی۔ وہی۔ واقعہ یہ ہے کہ جس صفحہ پر سر کرافرڈ کی شادی کی سند تھی اسکے دوسرے پہلو پر دوسرے شخص کی سند تھی اور اسی کو کالعدم کرنا مقصود تھا مجھے اہل غرض نے رشوت دی اور میں نے وہ ورق چاک کر لیا گویا اس طرح سے بچاؤ مشر اور سر کرافرڈ ناقص پریشان ہو گا اب میرے ہاتھ میں کیا رکھا تھا اور ادھر طرہ یہ تھا کہ میں گرفتار بھی ہو گیا اور قید خانہ میں پہنچا دیا گیا۔

آرنالڈ۔ مجھے تم قید سے کس طرح نکلے۔ کیا تم فرار ہو گئے تھے ریونگٹن۔ اوہ اس جھگڑے کو اس وقت رہنے دو یہ ایک بڑا دکھڑا ہے۔ کبھی وقت دیکھا جائیگا۔

آرنالڈ۔ اچھا خیر جانے دو اب یہ بتاؤ کہ کیا وہ کاغذ تھا کہ پاس موجود ہے ریونگٹن۔ اہں وہ ہمیشہ میرے پاس رہا اور اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ بھی ایک قدرتی ولایت ہے کہ میں نے آج تک اسے محفوظ رکھا اور اب یہ موقع ہے کہ وہ میرے کام آئے کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ سر جارج مارن کو اس کاغذ سے ضرور دلچسپی ہوگی اور اگر وہ یہ چاہتا ہو کہ جیمس اسکی وراثت سے محروم رہے تب بھی اور اگر وہ اسے وارث کرنا چاہتا ہے تب بھی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ میرے کسی نہ اپارائی کی گرفت میں محض اس کاغذ کی وجہ سے کر لیا گیا اور میں وعدہ کرنا ہو گا اس نے میرے لئے کوشش کی تو میں یہ کاغذ اس کے حاکم کر دے گا آرنالڈ۔ واقعی سوچھی تو خوب بند کی۔ میں کبھی سیر وٹ کے پاس جاتا ہوں اور اگر وہ مکان پہنچا دے تو آج ہی اس مسئلہ کا تصفیہ کر لیتا ہوں کیونکہ تمہارا مقصد یہ ہے کہ

میرا جہانناک خیال ہے وہ ضرور اس میں حصہ لے گا۔

ریونگٹن۔ بس تو اب تم دیر نہ کرو مجھے تمہاری واپسی کا سخت انتظار رہ گیا تاکہ نتیجہ آخر معلوم کر دوں۔ ہاں یہ بھی جانتی ہوں کہ میری طرف سے ایک شریف آدمی کی طرح تہمتی وعدہ میری مدد کا کر لیا گیا کہ تم کسی معتبر آدمی کے ذریعہ کوئی ایسی تحریر میرے پاس پہنچا دو گے تو میں فوراً وہ کاغذ اس کے حوالہ کر دوں گا۔ ارنالڈ۔ اچھا تم میری واپسی کے منتظر رہو میں جہانناک ممکن ہو گا بہت جلد واپس آؤں گا۔

ارنالڈ یہاں سے نکل کر بجائے اس کے کہ پورٹ لینڈ کی طرف جاتا ایک قریب کے مکانے ہو وہ خانہ میں گھس گیا اور کوئی گھنٹے اجازت خوانی میں مصروف رہا اس طرز عمل سے میں سخت تعجب ہے کہ آخر یہ عہد کیا ہے مگر پھر یہ اندازہ لگتا ہے کہ شاید ارنالڈ خود ہی اس کاغذ کو جو ریونگٹن کے پاس ہے حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس معاملہ سے کوئی خاص پسپی نہیں رکھتا اور ریونگٹن کو سمجھانے کے طور پر ایک چھوٹے وعدہ سے مالتہا ہے۔

گو ریونگٹن بہت قتل مزاج آدمی تھا اگر اس وعدہ وہ بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا البتہ اس خیال نے اسکی ذہن میں ضرور ماندہ دی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اسکی آنکھیں ارنالڈ کے سامنے پرگی ہوئی تھیں اور انتظار کی گھڑیاں تیری گھل سے کلش مارتا تھا کہ سامنے سے ارنالڈ آتا ہوا نظر آجائے گا۔ دیکھ کر ریونگٹن اپنے خیالات کے جوہر کی برداشت کر سکے گی۔ وجہ سے اس مختہ کو ٹھہری میں بھی ٹپل رہے گا۔

ارنالڈ۔ ریونگٹن میں سید الپیدٹ لینڈ الیس سے آ رہا ہے

سر جارج سے ملاقات ہوئی اور واقعہ من و عن میں اسے بیان کر دیا۔ واقعی وہ نہایت عجیبی کیٹھا اس قصہ نامہ کو حاصل کر لینا شایق ہے مگر اس کا بیان ہے کہ وہ کسی حالت میں خود محبس میں آکر تم سے نہیں مل سکتا اور حقیقت میں اگر غور کرو تو یہ صحیح بھی ہے کہ کس طرح ایک اعلیٰ اعظم شخص اپنے مرتبہ اور عزت کو اس طرح وہمہ لگا سکتا ہے مگر ہاں وہ یہ وعدہ ضرور کرتا ہے کہ میں جتنی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ ارنالڈ۔ اچھا تم مجھے مل جائے تو میں بحیثیت ایک شرف آدمی ہو نیلے ویکٹ کی ہر منزل میں ممکنہ کوشش کرے گا تاکہ کی کرانے کا ذمہ دار ہو۔ بلکہ وہ اپنے اس قول پر حلف اٹھاتا ہے ریونگٹن۔ پھر تمہاری ابارہ میں کیا رہا ہے کیا میں اس کے قول کا اعتبار کر لوں۔

ارنالڈ۔ میری رائے میں تمہیں ایک شریف آدمی اور فیاض آدمی کے قول کا بھروسہ کرنا چاہئے اگر فرض کرو کہ تم نے ایسا بھی کیا تو تمہارا فائدہ کونسا ہوگا۔

ریونگٹن۔ ہاں سچہ تہ ہے میں بھی ہی سوچ رہا ہوں۔ اچھا پھر فوراً کاغذ لے جا کر اسے پہنچا دو اب چاہے وہ کچھ کرے یا نہ کرے ارنالڈ۔ اچھا تمہارا وعدہ میں لیکر فوراً اپنے جیب میں رکھتے ہوئے نہیں نہیں کر لیا کیسے نہیں تم مطلقاً رہو وہ بہت شریف اور قول کا بچا آدمی ہے۔ اچھا خدا حافظ میں تھیں

اس کا جواب بھی پہنچا دو گنا اطمینان رکھو۔ ارنالڈ۔ یہ کہہ کر اپنی فطرت اور کامیابی پر نہایت خوش بہانہ سے روانہ ہو گیا اور کچھ کسی وقت جا کر ریونگٹن کو تسلی دیدی کہ سر جارج نے تمہارا شکریہ ادا کیا ہے

روز ہرگز کوئٹہ کا وعدہ کیا ہے اصل یوں ہے کہ ارنالڈ نے وہ کاغذ خود اپنے قبضہ میں کر لیا اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا چنانچہ اسی روز شام کو وہ ٹہلے ہوا ہانڈا سٹریٹ کی ایک بڑی سی شاپ میں پہنچا اور وہاں کوئی فرمائش کی دوکاندار نے نمونے دکھانے شروع کئے۔ دستانے دیکھتے دیکھتے ارنالڈ نے دوکاندار سے ایک تذکرہ کے طور پر لاپرواہی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا ”کیوں جی تھا یہ ایک بڑے دولتمند کی طبی شہرت ہو رہی ہے کہ وہ ہم میں کہیں سے آیا ہے اسکی کیا اصلیت ہے کچھ آپ کو بھی معلوم ہوگا؟“ دوکاندار ہاں صاحب سنا ہے کہ وہ ڈاکٹر آرمی ہے یہاں تو یہ بھی افواہ اڑ رہی ہے کہ شاید وہ قریب میں لندن آئیو الہ ہے۔ خدا کرے کہ سچ ہو۔ سوداگروں کا بھی کوئی بیلا ہو جائیگا ہمارا تو ایسے ایسے لوگوں کی آرزو میں خوشگوار ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اس جواز کو دیکھتے یہ دستانے بہت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔

ارنالڈ ہاں میں تو اعلیٰ درجہ کے کیا ہیں بس اچھے ہیں مگر کیا حقیقت میں مٹر۔۔۔۔۔ مٹر۔۔۔۔۔ کیا نام ہے اس بڈھے کا۔

دوکاندار۔۔۔۔۔ جی مٹر فٹنر جرنل اور اس نوجوان کا نام جیمس کرافرڈ ہے جو سر جارج مارنے کا رشتہ دار بھی ہیں نے سنا ہے بہت ہو بہا نوجوان ہے۔

ارنالڈ۔۔۔۔۔ (دستانوں کی الٹ پھیر کرتے ہوئے) اچھا تو فی الحقیقت یہ فٹنر جرنل اتنا ہی دولتمند ہے جتنا کہ عام طور پر لوگ بیان کرتے ہیں۔

دوکاندار۔۔۔۔۔ میں تو پہلے معلوم ہوا تھا۔۔۔۔۔ یہ کیسے کہنے اعلیٰ درجہ کی جوڑی۔۔۔۔۔ ہاں مجھے سنا تھا کہ اس کے پاس کوئی دس لاکھ پونڈ کی جائیداد ہے۔

ارنالڈ۔۔۔۔۔ اُف اوہ۔ دس لاکھ پونڈ نقد

دوکاندار جی نہیں غیر ملکی جائیداد ہے اور سنا ہے کہ شہر لندن کے بڑے بڑے کارخانوں میں اس کے محلے ہیں غرض مختلف روایات ہیں مگر میرے خیال میں تو اسکی دولت کوئی دو پونے دو کروڑ پونڈ سے کم نہیں ہے۔

ارنالڈ (آنکھیں بڑی بڑی نکالکر) ہاں یہ شخص دیکھنے کے قابل ہوگا۔ کیوں صاحب بیلا وہ کب تک یہاں آئیو الہ دوکاندار۔ غالباً وہ کل ہی پرسونیں آئیو الہ اور میں سنا ہے کہ وہ بخوبی جیمس کرافرڈ جس نے اسکی جان بچائی ہے وہ بھی ساتھ ہی آ رہا ہے۔

ارنالڈ لاپرواہی سے اخیر۔ ان دستانوں کی کیا قیمت ہے دوکاندار کہتے جوڑ ہیں صاحب چہرہ جوڑ اسکی قیمت اٹھارہ سو پیسہ ہوئی۔ (ارنالڈ نے قیمت ادا کی) بڑی عنایت ہوئی غریبوں پر مہربانی رکھنے دوکاندار کی ہے۔

ارنالڈ یہاں سے رخصت ہو کر اس طرح مختلف دکانوں گشت لگاتا ہوا اور تقریباً ہر جگہ اسی فٹنر جرنل کے تذکرے چہرے پر کر خیالات کا اندازہ کرتا ہوا چلا۔

جتنے مذاہنی باتیں جسکی زبان سے سنو ایک نیا

شکوہ ہر شخص اپنے آپ کو اس قصہ کا بکاڑا ہی سمجھے

ہوئے تھا۔ اور گویا دوسرے کے معلومات سے بڑھے

چرخے معلومات کا اپنی طرف سے اظہار خیر سمجھتا ہے

تھی اور کسی ایک کا خیال دوسرے سے نہ ملتا تھا۔  
 ارنالڈ ان ساری باتوں کو سن کر دل ہی دہیں  
 خوش تھا کہ ہمارے دھوکے کا جادو سر چڑ گیا ہے اور جتنا  
 ہمیں امید تھی اس سے زیادہ بول رہا ہے اس کا عقیر ب  
 نتیجہ یہ ہو گا کہ عیش ہی عیش میں بسر ہوگی۔

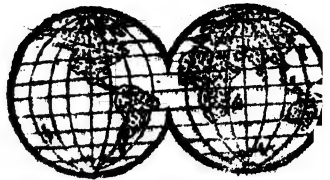
## دسواں باب

خبر لاشوق کی حلدی کو بر سر ترے صفے  
 زبان کے چومنے کے بر سر کے لبون کے بال کے پرکے  
 دوسری صبح کو ارنالڈ اپنے ضروریات سے خارج ہو کر  
 اپنے قہر کے کمرے میں پہنچا تو اسے مختلف خطوط مایہ پر کیے  
 ہوئے ملے جن کے منجملہ پہلا خط جو اس نے اٹھا لیا وہ اعلیٰ کا تھا  
 جس کا مضمون درج ذیل ہے جو ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہیں۔  
 میرے پیادے اس وقت مجھے دو چیزوں نے خط لکھنے پر مجبور کیا  
 ایک تو یہ کہ تم سے کم پوری نہیں تو نصف ہی ملاقات سہی۔  
 وہ اگر سامنے نہیں تو خط ہی کے ذریعہ اس کو مخاطب کر لیا  
 جس پر اپنا دل قربان کر چکی ہوں اور یوں اپنے بچپن کی  
 تسلی ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ یہاں آجکل ایک حیرت ناک  
 جزائر ہی ہے کہ جس میں سے کسی بڑے دولت مند شخص سے  
 جس کا نام فخر جلال ہے اور چہنچہ میں کسی ہٹل میں مقیم ہے  
 ٹی بی گہری ملاقات ہو گئی ہے اور اسکی وجہ یہ بیان کی جاتی  
 ہے کہ جس نے اس کی جان کسی خطرناک موقع پر بچا لی  
 اگر فی الحقیقت اس واقعہ کی کوئی اصلیت ہے اور جس ہی  
 ہمارا کر فز ہے تو یہاں تک کہ اسے فخر جلال کی فخر جلال ہی ہے

اور اس عام جو قونی نے معاملہ کو اور زیادہ واضح بنا  
 دیا تھا۔ اور خواہ خواہ اس دعا بازی کا رنگ جتنا ہی  
 چلا جاتا تھا۔ جہاں دو چار اکھٹے ہوئے پس میں ذکر چہنچہ  
 ان میں سے ایک کہتا ہے کہ مجھے نہایت معتبر ذرائع سے  
 یہ خبر ملی ہے دوسرا کہتا ہے تو عرصہ سے معلوم تھا کہ شخص  
 نہایت دولت مند ہے کوئی کہتا جناب وہ اس کا لڑکا  
 رہنے والا ہے مگر ایدن برگ میں اس نے سوداگری کر لی  
 تھی۔ جسکی بدولت یہ اس قدر مالدار ہو گیا ہے کوئی کہتا کہ  
 چالیس برس پہلے شہر دہن میں آلو بیچا کرتا تھا۔ کوئی کہتا  
 وہ نواح سیفرن ہل میں پچاس برس پہلے کھیلو تھا پوچھ  
 کیا کرتا تھا بھر حال نتیجہ پر اگر سب متفق ہو جاتے تھے کہ  
 اس شخص نے مختلف ممالک میں رہ کر ایک بڑے عرصہ میں یہ  
 جتنا دولت پیدا کی ہے۔ اخبار فروش تک سڑکوں پر  
 ہانک لگانے لگے تھے کہ ہمارے اخبار میں سٹر فٹنر جرائڈ  
 کے حالات زندگی چھپے ہیں لوگ بڑے اشتیاق سے  
 انھوں ہاتھ اخبار خرید لیتے۔

بعض جا لاک لوگ ایسے تھے۔ جب کا خیال تھا کہ  
 ایسی لازوال دولت کسی ایسا نداری کے ساتھ حاصل  
 نہیں کی جا سکتی نہ معلوم کہاں لگاؤ کو ہے۔ نیچے طبقہ کے  
 جہلا میں یہ سنک سوار تھی کہ وہ ایک مدت سے جرمین کے  
 جنگلوں میں شیطان کی تسخیر کیلئے سفلی علیات کیا کرتا تھا  
 اسکو ہمیں یہ دولت ہاتھ آگئی ہے حتیٰ کہ ہمیں قسمیں کہا  
 کہا کہ ایک دوسرے کی تو زمین کرنا عرض ایک عالم ٹرو





۲۹۵	ایم۔ ایم۔ بیگ صاحب	۱	تجارت ہند
۳۰۰	دفتر رسالہ نمائش	۲	جوابات
۳۰۱	"	۳	ربہ کی مہر بنانا
۳۰۳	جناب محمد عیاض الدین احمد صاحب	۴	سینا
۳۰۵	جناب نواب سید محمد علی خان صاحب	۵	معاشیات اور ہندوستان
۳۰۸	(ماخوذ)	۶	قلعہ ہوشنگ آباد کی سیر
۳۱۲	دفتر رسالہ نمائش	۷	ولایتی بیگن
۳۱۵	جناب سید حمید الدین احمد صاحب	۸	ہمارا نقطہ نظر
۳۱۷	جناب مرزا ساجد بیگ صاحب	۹	نیا انکشاف
۳۲۳		۱۰	مرغیوں کی پرورش
<b>ادبیات</b>			
۳۲۷	دفتر رسالہ نمائش	۱۱	سامان تفریح
۳۲۹	جناب محمد عفت الدین خان صاحب بی۔ اے۔	۱۲	حکمد و سیاست خواتین
۳۳۳	مختلف	۱۳	غزلیات
۳۳۵	جناب ابوالفضل محمد عبدالواحد صاحب ایم۔ اے۔	۱۴	سراب مغرب
۳۳۹	جناب مرزا محی الدین بیگ صاحب	۱۵	ربہ
۳۵۲	جناب نذیر حسین صاحب مدد القی جنوب	۱۶	غزل

## مُصَوِّی

پوٹریٹ آئیل پیننگ۔ سینک پیننگ۔ وار پیننگ  
 ویمیل ورک۔ رشین ورک۔ ڈکسٹو لیم ورک۔ لیکرین ورک  
 کرسے آن ورک۔ لیمپوگرافک پیننگ اورک۔ سائن بورڈ  
 پیننگ۔ گولڈن ورک۔ گلاس ایچنگ ورک وغیرہ وغیرہ  
 سے کوئی کام آپ کو کرنا مقصود ہو تو مشترکہ کو طلب فرمائیے

(محمد عبید القیوم آرٹسٹ)

گول بچلہ افضل گنج حیدر آباد دکن

## التجسیر

میرے نواب شوق فیکٹری ہر دوئی لکھتے ہیں۔ اتفاق سے  
 سفیر التجار کا ایک پرچہ میری نظر سے گزرا واقعی اس سے  
 مفید رسالہ آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ میری  
 دعا ہے کہ خداوند کریم اسکو دن دوئی رات چوگنی ترقی عطا  
 کرے۔ چنانچہ میں اس کا خریدار ہو گیا ہوں اور انشاء اللہ  
 دوسرے بھائیوں کیلئے کوشش کروں گا کہ اس کے خریدار  
 بنکر فائدہ اٹھائیں۔ نمونہ ہر کٹ پر روانہ ہوتا ہے سالانہ لاگو

دفتر سفیر التجار صدر بازار دہلی

## الرفقا

جب کہ اس نے نیا لباس زیب تن کیا ہے۔ اس کے مٹانے  
 میں بھی اعلیٰ ترقی کی گئی ہے۔ اگر آپ نے اب تک اسکو ملاحظہ  
 نہیں فرمایا ہے تو آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر نمونہ طلب  
 فرمائیے۔ یہ اردو ادب کا ماہو لہر رسالہ علمی و ادبی، اخلاقی  
 و تاریخی، معاشرتی و تجارتی مضامین کا گلدستہ ہے شوقین  
 گلچین کی ضرورت ہے۔ شندہ سٹے بود ماخذ دیدہ آرزو  
 چند سالانہ (اللہ)

مینجر رسالہ ارتقا دیوبند ملی سکند آباد دکن

## جب کبھی آپ کو

عینک یا اس کے متعلق سامان کی ضرورت ہو تو صرف ایک خط  
 ہمارے ہاں بھی تشریف لائے اگر قیمت زیادہ معلوم ہو یا سامان  
 ناقص ہو تو نہ لکھیے۔ بلکہ لیا ہوا ایس کر دیجئے اس زیادہ کیا  
 اطمینان ہو سکتا ہے آزمائش فرمائیے۔

ایچ ایف علی نید پتھر کی صابن

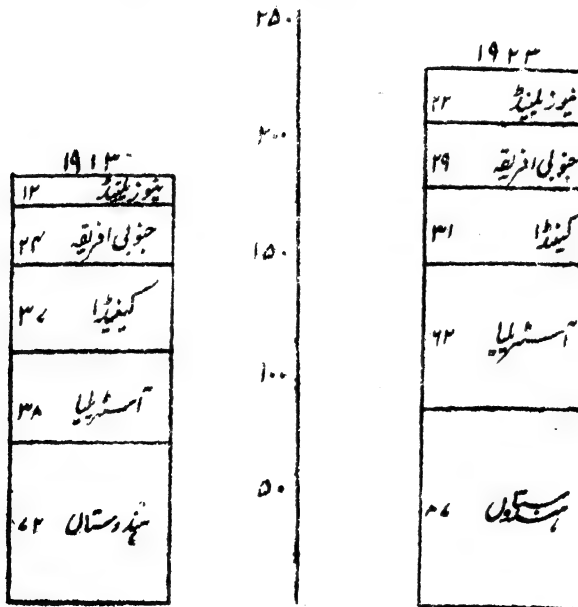


# تجارت عالم

دنیا کی بارہ مخصوص ممالک اسکی خاکہ میں درآمد برآمد وغیرہ کے لیے تجارت ۱۹۱۱ء کی ۱۹۲۳ء کی مبادی تجارت سے مطابقت کی گئی ہے۔ بعض حالتوں میں جہاں ۲۳ء کے نشانات دیے گئے ہیں وہ ۱۹۲۳ء کے نشانات درج کئے گئے ہیں۔ تمام قیمتیں اسٹرلنگ پونڈ میں دی گئی ہیں اور خاکہ کے خانے صحیح پیمانہ پر بنائے گئے ہیں۔

۱۹۱۳ء میں دنیا کے تین عظیم الشان تجارتی ممالک برطانیہ جرمنی اور ممالک متحدہ امریکہ تھے اور چوتھا نہایت دبا ہوا امریکا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں فرانس تیسرے درجہ پر پہنچ گیا اسوقت دنیا میں عظیم الشان تجارتی ممالک برطانیہ، ممالک متحدہ امریکہ اور فرانس ہیں اور دبا ہوا چوتھا جرمنی بلجیئم ہے اور پانچواں جرمنی کا ۱۹۱۳ء میں ہندوستان کا نمبر چھٹا تھا اور ۱۹۲۳ء میں بھی چھٹا ہی کیڑا، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کا نمبر ۱۹۱۳ء میں علی التوا تر فواں دسواں اور بارہواں تھا اور اب آسٹریلیا، روسواں اور ہندوستان عموماً ہندوستان کی نسبت یہ احساس نہیں کیا جاتا ہے کہ اسکا دنیا کی تجارت میں اتنا پایہ ہے کہ وہ چھٹے نمبر پر رکھا جاتا ہے۔

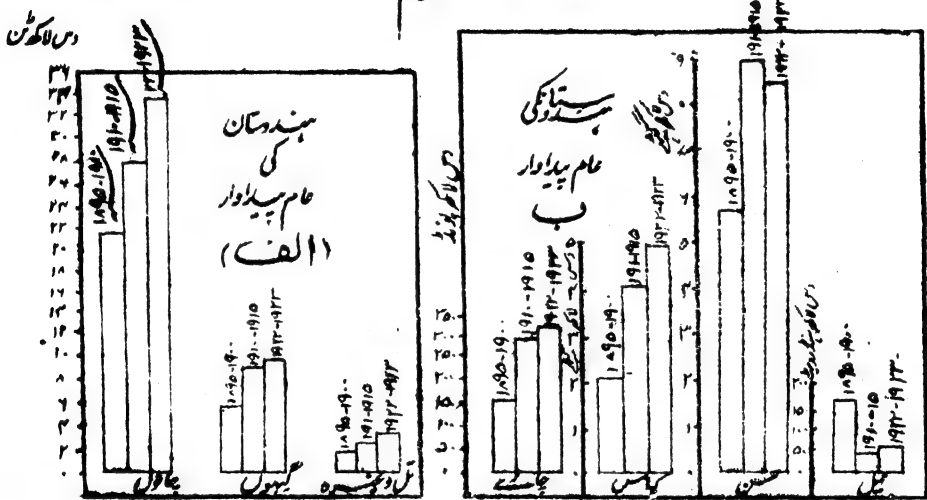
## برطانیہ برآمد برائے ہندو دیگر مقبوضات برطانیہ



اس خاکہ میں جزائر برطانیہ کی ۱۹۱۳ء کی اس برآمد کی مطابقت ۱۹۲۳ء کی درآمد سے لگائی ہے جو ہندوستان اور دیگر مقبوضات

برطانیہ کو روانہ کیجاتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندی بازار میں برطانوی مال کی وسعت اور قدر کتنی بڑھتی جاتی ہے اگر آپ ہندوستانی مارکیٹ کا نیوز سیلنڈ، جنوبی افریقہ، کینیڈا اور آسٹریلیا کے بازاروں سے مطالقت کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ برطانوی مال کی خریداری ہندوستانی مندرجہ بالا چار ممالک سے کتنی بڑھی ہوئی ہے مثلاً ۱۹۲۲ء کی خریداری ۱۹۲۲ء میں ۲۰۰۰۰۰ پونڈ سے ۷۰۰۰۰۰ پونڈ ہو گئی و دراصل قابل محاذ مارکیٹ جہاں برطانوی مال کی خریداری میں بہت زیادتی ہوئی، آسٹریلیا ہے اسلئے ۱۹۲۳ء میں ۳۸۰۰۰۰ پونڈ کا مال خرید اٹھا اور ۱۹۲۲ء میں ۶۲۰۰۰۰ پونڈ کا لیکن پھر بھی اس نے ۱۹۲۳ء میں خزانہ برطانیہ سے اس سے کم مال خریدیا جو ہندوستان نے دس سال قبل خرید اٹھا۔

## ہندوستانی عام پیداوار



درآمد میں خاص درجہ حامل ہے انسانی مہر و دی اور عادت بد کے کم کرنے کی خاطر انیم کی پیداوار اور برآمد بہت گھٹا دی گئی ہے۔ پچاس سال قبل ہندوستانی برآمد میں نیل اور لاکھ نہایت ضروری اشیاء تھیں مصنوعی رنگوں کے مقابلہ میں ان دونوں قدرتی رنگوں پر نہایت برا اثر ڈالا۔

مندرجہ بالا خاکہ انیسویں صدی کے بعد کی ہندوستانی عام پیداوار کی برآمد کی ترقی کا اظہار کرتا ہے جن ملکوں سے

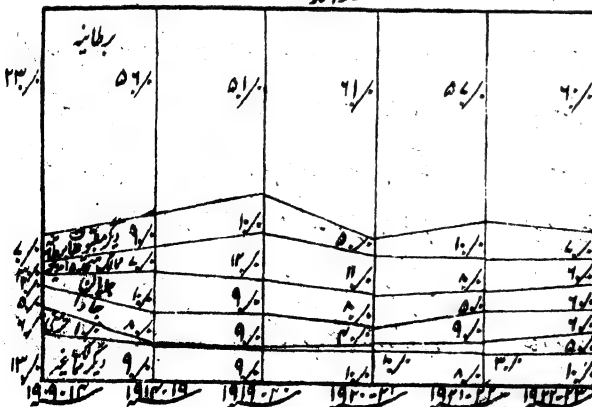
اب ہم چند عام اشیاء کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو ہندوستان میں پیدا ہوتی ہیں اور ممالک غیر کو بھیجی جاتی ہیں۔ جہاں یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ گزشتہ پچاس سالوں میں ہندوستان کی عام برآمد میں بہت کچھ فرق ہو گیا ہے اگر شہرہ قبل کے ہندی برآمد کے کاغذات اٹھا کر دیکھے جائیں تو ظاہر ہو گا کہ اس زمانہ میں روٹی اور انیم اول درجہ حامل کرنے کیلئے لڑ رہے تھے۔ کپاس کو اب بھی ہندوستانی

۱۹۰۵ء (وسط) ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۵ء (وسط) اور  
۱۹۲۳ء کی ہر ایک پیداوار کی مطابقت ظاہر کرتے ہیں  
ہندوستان میں جانور بہت بڑے پیمانے پر پیدا ہوتا ہے  
لیکن عموماً مقامی خوراک کے کھانے کی زیادتی کی وجہ سے  
اسکی پیداوار بھی آہستہ آہستہ بڑھ گئی ہے۔ گھوٹوں کی زیادہ  
شمالی ہند میں بڑھ جاتا ہے جہاں اسکی غذائیت دوسرے  
اناجوں سے زیادہ تقویت بخش قرار دی جاتی ہے۔ جنگ  
سے پیشہ سر پنجاب اور دیگر شمالی صوبوں میں گھوٹوں کا صرف  
..... ٹن سالانہ تھا اور اب تقریباً ..... ٹن ہے  
گھوٹوں کی اتنی عام پسندی ایک حد تک اسوجہ سے  
ہے کہ دوران جنگ میں شمالی ہند سے فوج میں بھرتی  
زیادہ ہوئی اور فوجی خوراک میں گھوٹوں کا آنا پانا ہونے لگا  
دیا جاتا تھا۔ تل اور دیگر تیل دار اشیاء بڑے پیمانے پر  
بونی جاتی ہیں۔ جبکہ کچھ حصہ برآمد کیلئے ہوتا ہے لیکن بہت  
بڑا حصہ مقامی ضروریں لایا جاتا ہے۔  
چائے کی حالت ۱۹۲۳ء میں بہت اتر ہو گئی تھی

مگر اب اس کا کاروبار بھی طرح چل رہا ہے ۱۹۲۳ء  
کی ..... ۳۱۱ ٹن چائے کی برآمد اتنی نہیں ہے  
جبھی کہ جنگ کے زمانے میں تھی۔ لیکن اب پتیاں توڑنے  
میں دراز زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اور اسوجہ  
کی چائے پہلے سے بہتر ہوتی ہے جنگ کے زمانے سے  
قیمتیں بڑھ جانکی وجہ سے کپاس کی پیدائش میں یاتی  
ہو گئی ہے۔ اس موسم کی پیداوار ..... ہ گھنٹوں  
سے زیادہ ہے جس میں تقریباً نصف باہر جاتی ہے  
اور نصف ہندوستانی گرنیوں کے صرف میں آتی ہے  
سن نہایت ضروری پیداوار ہے اور عموماً محکمے  
بنانے کے کام آتا ہے۔ گذشتہ موسم کے سرکاری تخمینہ  
پر اسکی پیداوار صرف ..... ہ گھنٹے تھی۔ لیکن  
سن کے کارخانے والے اس تخمینہ کو کہ سمجھتے ہیں اسکا اندازہ  
..... ہ گھنٹے سے نیل کی برآمد میں کمی کی وجہ سے پریاں  
ہو چکی ہے کہ جدید طریقے سے تیار کئے ہوئے نیل کے مقابلے  
نے اس پر اثر ڈالا قدرتی تیل اب ہندوستان کے صرف علاقے عرب  
ایران، مصر اور جاپان جاتا ہے۔

## ہندوستانی تجارت کا رخ

اس نقشہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان  
کی تجارت کس طرح پھیلی ہوئی ہے اور قبل جنگ  
دوران جنگ اور بعد از جنگ کے زمانوں میں  
کیا کیا رخ بدلے ہیں درآمد پہلے لیجئے۔ جنگ سے  
پیشہ تر کل درآمد کا ۶۳ فیصدی حصہ برطانیہ  
کا تھا اور اب بھی ۶۰ فیصد تقریباً





# جواہر

(۱) ۱۰ ک۔ ج۔ ڈنڈ پگل جس پتہ کی آپ کو خواہش ہے  
وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(۵) س۔ ب۔ س۔ نلو۔ الف۔ پنچک بنائیکل مشین کو واسطے  
حسب ذیل پتہ سے خط و کتابت کیجئے۔

THE ORIENTAL MACHINERY SUPPLYING  
AGENCY, LTD., 20-1, LAL BAZAR,

CALCUTTA.

بہت کم لوگ مرغیوں کے بڑے بیو پار میں کامیاب ہوتے  
نظر آ رہے ہیں اور کسی وجہ غالباً یہ ہے کہ اپنا ذاتی تجربہ نہیں کھینچتے  
اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے کسی ماہرین سے اسکے متعلق مشورہ  
کر لیا جائے تو پھر نقصان کا بہت کم اندیشہ رہتا ہے یہ بالکل  
سچ ہے کہ اس بیو پار میں فائدہ بیکہ ہے بشرطیکہ اصول سے کیا جا  
ہم ایک ماہرین کا پتہ ذیل میں لکھتے ہیں۔

MR. P.C. SIKHAR, 31, ELGIN ROAD,  
BHAWANIPUR, CALCUTTA.

(ج) آپ اپنے نمونہ کیمیاوی اجزاء (ANALYSIS)  
دریافت کرنے کے واسطے ذیل کے پتہ پر بھیج سکتے ہیں۔

THE SCHOOL OF CHEMICAL TECHNOLOGY,  
127-A, BOW BAZAR, CALCUTTA.

(۶) ک۔ م۔ ب۔ کراچی شہر آپ کو پہلے خط کا جواب طلب ہے  
دیالیا گیا ہے دوسرے کا جواب یہ ہے کہ ہر قسم کے شہید ہ بازار کا  
سالانہ بنانے والے کا پتہ یہ ہے۔

MR. P.R. JANAKHANAM NAIDU,  
R.O. DARGO, GUNTUR. S. INDIA.

THE CRYSTAL WORKS.,

67, BURGEE CHARAN MITTER STREET,

CALCUTTA.

(۲) م۔ ج۔ ع۔ کو پیر۔ کیم لکڑی لینے تنگ کی لکڑی  
اسکو انگریزی میں (Logwood) کہتے ہیں۔  
(۳) خریدار نمبر (۶۱۰) مارچ واپریل کا پرچہ آپ کو آپ کی  
اطلاع پر دوبارہ بھیجا گیا ہے۔ کارڈ نمبر ۲۵۵۲۵ کے  
جواب میں عرض ہے کہ براہ کرم یا تو آپ اپنا پتہ درست فرمائیں  
یا کہ ایسا انتظام کریں کہ جس سے رسالہ آپ کو براہ پہنچ جایا کر  
براہ مہربانی کار پر واز ان رسالہ سے استفادہ نہیں ہو۔  
(۴) اس۔ س۔ ن۔ گ۔ گیا۔ جنوبی ہند میں حسب ذیل تجارتی  
اور زرعی کالج ہیں۔

1. THE AMERICAN ARCO T MISION INDUS-  
TRIAL SCHOOL, KUTRADE, MADRAS.
2. THE GOVT. AGRICULTURAL COLLEGE,  
PONA.
3. MASTER'S COLLEGE OF COMM-  
ERCE, BOMBAY.
4. THE GOVT. COLLEGE OF COMMERCE, BOMBAY.
5. THE AGRICULTURAL COLLEGE, COIMBATORE.
6. THE AGRICULTURAL COLLEGE, NAGPUR.





ارزاں صنعتِ معرفت

# ربر کی مہر بنانا

گزشتہ سے پیوستہ

گزشتہ سے پیوستہ

جائے تو اسکی مہی

اون سوراخوں میں

جذب ہوتی جائے۔

اب ڈھلنے کو جس

سائچے ہے کسی چوٹھے

کے اندر رکھ کر گھنٹہ

ڈیر گھنٹہ تک پکایا

جائے۔ پکائے میں

بعض وقت سالو کے

سائچے میں درزین

پڑ جاتی اور برمالی

بعض مقامات سے

بچٹ جاتا ہے اس کے دو سبب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ یا تو چوٹھے

## اطلاع

آئندہ ماہ سے ایک نئی ڈائری کے

شروع ہوں گے۔ ہم اسکی بچپی۔ نفاق اور لوہیت کی بابت کچھ نیا اس دور سے غیر فری

نیال کرتے ہیں کہ قلم میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ جو اسکی خوبیاں اور کمبھوں کو کما حقہ ادا

کر سکے۔ اس لئے معاونین اور سکوتر حکم خود ہی اندازہ فرمائیں اور مغلطہ ہوں۔

البتہ اس کا ضرر دوسرے کیا جاسکتا ہے کہ زبان اردو میں غالباً اس رنگ کا

یہ پہلا مضمون ہے اور چونکہ جلد دوسرے امر کے اس میں زیادہ تر قانونی کچپ

بحث ہے۔ اس لئے قانون پیشہ اصحاب کیلئے یقیناً بہت ہی زیادہ دلچسپی کا سامان ہوگا

ناظرین محترمے اشتہار کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

ط ط  
ایڈیٹر

جب اچھی طرح دوبار

دب دیا جلی ہو تو سٹا

کے سائچے کو الگ نکال کر

کسی کپڑے وغیرہ سے

اوس کو تھوڑا گھس کر ذرا

چٹان کر لیا جائے اور

ایک نوکدار اور زار سے

الفاظ کو بالکل صاف

کر لیا جائے۔ سائچے

میں جہاں الفاظ وغیرہ

کھد گئے ہیں ایک تھوڑے

فاصلہ پر چھوٹے چھوٹے

سوراخ اس لئے کر دینے چاہیں کہ جب ربر بڑھا

میں گرمی بہت زیادہ دیدی گئی یا سالحو بنانے میں اجزاء کے اوزان میں فرق پڑ گیا ہو۔ جب سانچہ اچھی طرح خشک ہو جائے تو نہایت باریک ریگمال کے کاغذ (SAND-PAPER) سے اسکی سطح کو ہلکے ہاتھ سے گھسا جائے اور پھر تنک مار کر اسکی گھسی ہوئی خاک کو اڑا دیا جائے۔

ربر کی مہر بنانے کیلئے جو ربر استعمال کیا جاتا ہے وہ خاص طور پر اسی کے لئے مخصوص ہوتا ہے خصوصیت اسکی یہ ہوتی ہے کہ وہ (UNVULCANIZED) ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو یہ جب خواہش گرم نہیں ہوتا اور نہ مخصوص شکل اختیار کرتا ہے۔ اس لئے ربر جو خریداجائے وہ اچھی طرح اطمینان کر کے کہ یہ اشامپ بنانے کا ہے خریداجائے۔ اس کے بڑے بڑے تھتے ہوتے ہیں وہیں سے حسب ضرورت کاٹ لیا جاتا ہے۔

جب سانچے پر ربر رکھ کر گرمی دیدی جاتی ہے اور ربر گھلتا ہے تو ربر سانچے میں چپک جاتا ہے جس کے لئے بہترین ترکیب یہ ہے کہ سوپ اسٹون کو نہایت باریک پس کر اور لہر چھان کر کے الگ رکھ لیا جائے۔ اور ایسی ضرورت کے وقت اس میں سے تھوڑا سا لیکر سانچے پر اچھی طرح چھڑک دیا جائے لیکن اگر کہیں ضرورت سے زیادہ چھڑک دیا گیا تو اسکو کسی چیز سے نکال دیا جائے۔

ربر کو سلچے پر اور ایک ٹین کا ٹکڑا اور پر رکھ کر گرم پریس میں رکھا جائے اس پریس میں تھرواٹنگ ہوا ہوتا ہے جو فارن ہیٹ تیا ہے۔ یہ زیادہ رکھو گند (1) سے (۲۲۲) فارن ہیٹ سے زیادہ نہ ہونی چاہئے

اور پریس کو دیا یا جائے۔ پھر جب یہ معلوم ہو جائے کہ تھوڑا ربر کچھل چکا ہے تو پریس دوبارہ پھر ذرا نکس دینا چاہئے تاکہ اگر کہیں کا حصہ نہ دبا ہو تو وہ دوسرے بار داب سے دب جائے۔ اگر پریس اچھی طرح گرم ہے تو صرف تین سے چار پانچ منٹ میں ربر کچھل کر مہر بنائی لیکن اگر پریس گرم نہیں ہے تو ذرا زیادہ عرصہ درکار ہو گا اور اگر پریس بہت زیادہ گرم ہے تو ربر جل جائیگا۔ اور مہر تیار نہ ہو سکیگی۔ اس لئے یہ تمام چیزیں صرف تجربہ پر منحصر ہیں چند دفعہ کی الٹ پھیر میں اچھا تجربہ ہو جاتا ہے۔

ربر اچھی طرح کچھل گیا ہے اور (VULCANIZED) ہو گیا ہے یا نہیں اس کے دیکھنے کیلئے ایک ترکیب یہ ہے کہ کپتے میں ایک سوئی ربر میں جھپکے جائے اور نکالی جائے اگر ربر اچھی طرح پک گیا ہے تو بریں سوئی کا کوئی نشان نہیں رہیگا اور اگر کچا ہے تو سوئی کا سوراخ ربر میں رہ جائیگا۔ دوسرے ربر جب پکنے کے قریب آتا ہے تنگ ہکا آسانی ہو جاتا ہے۔

جب ربر اشامپ اچھی طرح پک جائے تو تمام سانچے وغیرہ کو پریس میں سے نکال کر آہستہ سے ربر کو اٹھالیا جائے اور فوراً وہی باریک سوپ اسٹون ایک برش سے اس پر لگا دیا جائے۔ اگر اس میں کوئی گئی مہر ایک وقت میں بنائی گئی ہیں تو قلعہ سے کاٹ کر علیحدہ علیحدہ کر لئے جائیں اور لاکھ کے وارنش سے پتیل پر چا دیئے جائیں۔

ربر اسٹامپ کی یہی اس معنوں کے ساتھ  
سیاہی بنانے کی بھی ترکیب یہاں لکھ دی جائے  
اس کے دو اجزا ہوتے ہیں۔ ایک رنگ دوسرے  
گلیسرین۔ اس کے اجزا حسب ذیل وزن سے  
لائے جائیں۔ الکول اس غرض سے دی جاتی  
ہے کہ جب چھاپا جائے تو چھپا ہوا جلد خشک  
ہو جانا چاہئے۔

(۱) کوئی رنگ (Aniline Colour) نصف پونڈ  
(۲) گلیسرین (Pure Glycerine) ۴ پونڈ  
(۳) الکول (Alcohol) ۸ اونس  
اول گلیسرین میں رنگ گھولاجائے۔ اور آخر میں الکول  
ملا کر شیشوں میں بھر لیا جائے۔ سیاہی تیار ہے اور یہ تیار  
سیاہی ہوگی۔

## سینما

آج کل سینما کا شوق روز بروز بڑھتا جا رہا ہے  
اسکی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ وقت زیادہ صرف نہیں  
ہوتا زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ کی تفریح ہے۔ دوم  
مالک غیر کے ایکٹر کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سوم دوسرے  
مالک کے تمدن و معاشرت سے آگہی ہوتی ہے چہارم  
دنیا کے مشہور مشہور اور خوبصورت سے خوبصورت عقائد  
گھر بیٹھے دیکھ لیتے ہیں اور سب سے زیادہ یہ کہ اخراجات بھی  
پرست تھی ایٹر کے کم ہوتے ہیں۔

بڑے بڑے شہر و محلوں تو اس کام کے  
کرنے کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے لیکن اس  
کام کو دیہات میں کیا جائے تو بہت کم سرمایہ سے  
ہو سکتا ہے اور آمدنی وافر ہو سکتی ہے اس کے لئے  
البتہ سفر کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جوشین کہ ہم یہاں بتائیں

وہ اتنی ہلکی ہوتی ہے کہ اس کا لیجانا کچھ مشکل نہیں ہے  
پھر اس کے ساتھ یہ بھی خوبی ہے کہ کوئی چیز اس میں  
خطرناک وغیرہ نہیں ہے۔ بالکل سادی ہے اور  
فراسی مشین میں اس کا چلانا آ جاتا ہے اور کام بچاوی  
ہو جاتا ہے۔ اس مشین میں میگ نے ٹو (Manero)  
لگا ہوا ہوتا ہے اور کوئی ضرورت خشک یا تر نہ ٹری  
وغیرہ کی نہیں ہوتی بلکہ جیسی ہی مشین فلم دکھانے کیلئے  
چلائی جاتی ہے۔ خود ہی اس میں کبھی پیدا ہو کر روشنی  
دیتی ہے جو بالکل بے ضرر اور کافی ہوتی ہے۔

اس مشین کا نام "کاک سینما" ہے ٹوگراف  
(Kok Cinematograph)  
ہے اور ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہے۔





## مقالات اقباسات

اٹھاتے ہیں اور اس کی صفت و حرفت تباہ و برباد ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں مزدوروں کو کم اجرت ملتی ہے اور ان کا معیار زندگی مقابلہ یورپ کے مزدوروں کے نہایت ہی ادنیٰ ہے۔

ہر معاشیات کے طالب علم کا فرض ہے کہ ان اسباب کو دریافت کر لے جو ہندوستان کی ترقی کے مانع ہیں۔ ان کے رفع کرنے کی جدوجہد کو شش کرے اور اپنے ملک والوں کو بھی ترغیب دے میرے ناچیز خیال میں ملک کے چند اسباب ایسے ہیں جو ہندوستان کو نقصان پہنچانے میں بہت زیادہ حصہ لے رہے ہیں اگر ان کے مٹانے کے اسباب پائے جائیں تو بہت ممکن ہے کہ ہندوستان بھی دوسرے ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ کرنے لگے وہ اسباب یہ ہیں۔ خود غرضی۔ تعلیم کی کمی۔ بچپن کی ناشی۔ عدم امت پسندی اور حکومت۔

خود غرضی | کو ان ایسا ہے جو ہندوستان کی گذشتہ صفت و حرفت کی عظمت کا اعتراف نہ کرے۔ لیکن اگر

## معاشیات

### ہندستان

پہلے

یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ کسی ملک کی معاشی ترقی کا نڈا وہاں کے کثرت کار و بار۔ غربا کا معیار زندگی اور ان کا مزدوران و امداد باہمی وغیرہ سے ہوتا ہے۔ اپنی چیز کو مد نظر رکھ کر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یورپی دولت زیادہ ہے کام کاج کی کثرت ہے اور مزدوروں کو زیادہ اجرت ملتی ہے اسی لئے وہاں کے مزدور کو معیار زندگی اعلیٰ ہے۔ برخلاف اس کے ہندوستان اُن موجودہ میں تلاش ہے اس کی دولت سے غیر فائدہ

دریافت کرے کہ کیا ہوی وہ صنعت و حرفت جسکی بدولت ہندوستان میں ہمیشہ قتل و خون کا بازار گرم رہا کرتا تھا۔ کہاں گئے وہ کاریگر اور صنایع جن کے اشتیاق میں یاجن کے درشن کیلئے دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ آیا کرتے تھے۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہوں گا کہ ہندو کی تباہی کے باعث خود اسی کے باشندے ہیں۔

خود غرضی کی یہ انتہا کہ اب بیٹے کو اپنا بستر بچانے میں کوتاہی کرتا ہے اور اپنے بزرگوں کے ساتھ خاک کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس طرح ایک ایک کر کے یہاں کی صنعت کے اعلیٰ اعلیٰ نمونہ معقولہ ہستی سے نیت و نابود ہو گئے۔

تعلیم کی کمی | ہند میں غریب تو غریب کبھی دولت مند کو بھی اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت کم خیال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں غریب کا طبقہ عموماً جاہل اور احمق کا طبقہ نیم تعلیم یافتہ ہے اس جہالت کی وجہ سے غریب تو مصیبت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کی دولت میں تخفیف ہوتی جاتی ہے۔ البتہ ہند کے متوسط طبقہ کے لوگ تعلیم میں جھہ لیتے ہیں۔ انہی پر ملک کی ترقی کا دار و مدار اور یہی آئینہ ہند کی سیاسی بل چل کے باعث ہیں۔ آگے یہ بتلایا گیا کہ ہندوستان کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اسی لئے یہاں کی آبادی کا زیادہ تر حصہ کاشت کے ذریعہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ لازمی ہے کہ جب زمین کی مقدار محدود ہو اور اس کی طلب زیادہ ہو تو زمین معمولی سی معمولی زمین کیلئے بھی زیادہ لگان اصول رکھا بعض اوقات کل حاصل کار بڑھ جاتی ہے اور

غریب کاشتکار کو اس کی محنت کا بالکل ٹھوڑا بلکہ حقیر حصہ ملتا ہے۔ حکومت ہند نے لگان پر چند قانونی بندشیں عاید کر کے غریب کاشتکاروں پر بڑا احسان کیا۔ ورنہ ان بکسیوں کی تباہی کوئی غیر ممکن بات نہ تھی۔ اس کے علاوہ اگر کسی کاشت کار کی ذاتی زمین ہو تو اسکو جہالت کے باعث بہت ٹھوڑا معاشی لگان ملتا ہے کیوں کہ وہ اپنے اخراجات کا پورا پورا حساب نہیں رکھتا مثلاً اس اصل داری کی قیمت جو کاشت کی وقت اپنے اپنے گھر سے مثال کی تھی۔ خود کی اور اپنے گھر والوں کی محنت کا صلہ نہیں لیتا اور نہ معاوضہ تنظیم۔ وہ جانتا ہے کہ اس کا اصل کام مثلاً بیلان کر وغیرہ کچھ عرصہ کے بعد بیکار ہو جائیگا لیکن کچھ بھی کچھ رقم بطور مطالبات غیر موجودگی کے اپنی آمدنی کاشت سے منہا نہیں کرتا۔ اس حیثیت کی مثال سے یہ امر ایک حد تک واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان میں معاشی ترقی کی کیا رفتار ہے اور کس حد تک یہاں اصول معاشیات کے تحت کام ہوتا ہے تعلیم کی قلت نے نجر کے لڑکے کو سنا بنا دیا۔ اگر تعلیم عام ہوتی تو

۱۔ وہ اصل خایہ جو زمیندار لگان۔ اجرت۔ معاوضہ تنظیم وغیرہ منہا کر چکے بعد بچ رہتا ہے۔

۲۔ وہ اصل جو ایک ہی وقت کے استعمال کے بعد نفوذ ہو جاتا ہے مثلاً وہ رقم جو درودن کو بطور اجرت دی جاتی ہے کو یہ جو اجن وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ اصل قائم۔ زیادہ دیر پا ہوتا ہے مثلاً کسی کارخانے کی عمارتیں ہیں وغیرہ

ممکن تھا کہ سار کا بچہ تعلیم پاکر ذلیل پیشہ اختیار نہ کرتا بلکہ وکیل بنایا ڈاکٹر اور ملک کی خدمت کرتا۔

بچپن کی شادی | یہ رسم بھی جہالت کی وجہ سے  
میں عروج پر پہنچی۔ غریبوں میں اب بھی یہ رسم علی آتی ہے  
یہی سبب ہے کہ غریبوں کی کثرت سے اولاد ہوتی ہے کیونکہ  
اولاد پیدا کرنے کا جو وقت ملتا ہے وہ مقابلہ تعلیم یافتہ  
لوگوں کے بہت زیادہ ہوتا ہے اس کے علاوہ ہر  
تعلیم یافتہ شخص کو اس وقت شادی کا خیال ہوتا ہے  
جب کہ وہ اپنے کو اس قابل سمجھتا ہے کہ اپنی اولاد کو  
آپ سے اچھی حالت میں رکھ سکے گا۔ اس طرح کے  
خیالات سے لوگوں کا معیار زندگی اعلیٰ ہوتا ہے۔

قدامت پسندی کی بدولت کوئی کاشتکار  
زیادہ سے زیادہ اجرت ملنے پر بھی اس بات کو گوارا  
نہ کرے گا کہ وطن ترک کرے یا سبزار۔ لوہار وغیرہ کا پیشہ  
اختیار کر لے۔ کیوں کہ کاشت کار اس قسم کے پیشہ اختیار  
کرنے کو اپنی ذلت خیال کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جدید  
ایجادات سے کاروبار میں سہولت پیدا کرنا اور ان سے  
فائدہ اٹھانا یہاں پر عین جہالت کی علامت ہے۔  
حکومت ملک کی ترقی اور اس کی فلاح و بہبود

کیلئے عمدہ حکومت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس وقت  
جبکہ امریکہ و یورپ معاشی ترقی میں سرعت کے ساتھ  
آگے بڑھ رہے تھے ہندوستان میں طوائف الملوکی کے  
مسموم جراثیم پھیلے ہوئے تھے قتل و خون کا بازار گرم تھا  
کارگیر اور صنعتی جان بچا کر بھاگنے کی فکر میں تھے

لیکن جب ہند میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا ورود ہوا تو  
ممبران کمپنی کو سوائے ہند کی دولت لوٹ لیجانے کے  
اور کسی چیز سے سروکار نہ تھا۔ ایسی صورت میں غریب  
ہندوستانیوں کے لئے کیوں کر ترقی کے ذرائع ہم پہنچ  
جائے۔ رفتہ رفتہ جب ہند میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی  
حکومت جڑ کھاتی گئی تو اہل انگلستان کو اپنے ملک کی  
صنعت و حرفت کی ترقی کا خیال پیدا ہوا۔ غریبوں کے  
اور صناعتوں سے بہاری بہاری نکس و مصل کے چلنے  
ساکہ وہ اپنی صنعت و حرفت کو یک لخت بند کر دیں  
اس پر بھی اکتفا کیا گیا بلکہ ملک میں سخت قوانین نافذ  
کیئے اور اہل ہند کو اس بات کی دھمکی دی گئی کہ اگر وہ  
اپنے منہ کے ذریعہ دولت کمائیں گے تو ان کے ہاتھ کاٹ  
ڈالے جائیں گے۔ غرض اس طرح کے ناجائز ذرائع سے  
ہند کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن بفضل خدا  
جب ہند میں چاروں طرف تعلیم کی لہر دوڑنے لگی  
تو ہندوستانیوں کی آنکھ کھلیں اور اسی حکومت کے  
تحت جس نے ان کی بربادی کا تہیہ کر لیا تھا ترقی  
کر رہے ہیں فقط

غیاث الدین احمد معلم کلیہ جامعہ عثمانیہ

**خوشخبری**  
ہمارے ایک معاون نے ازراہ مہرودی  
ملک رقوم۔ رانچی سے اطلاع دی ہے کہ  
ادکوچر روپے من صاحب اور جوتے کا یہاں اور براؤن پاش  
چار آنے پونڈ بنانا آئے ہیں اگر کوئی صاحب دیکھنا چاہیں وہ دفتر  
رسالہ نالش کو ہرگز نہ بھجکے مفت سکے سکتے ہیں

# قلعہ نوشنگ آباد کی سیر

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ نمبر ۱۳۲)

حکومت مالوہ پر غوریوں کے بعد غلجی خاندان کا تسلط ہوا۔ اون بادشاہوں کو بھی عمارتیں بنوانے کا شوق غوریوں سے کم نہ تھا۔ ہم نچھڑا اس موقع پر ناصر الدین باندو کی عمارت کا لیا اور دو تین مقبروں کا ذکر کرینگے۔ کالیاندی کا نام ہے یہ ندی اوجین کے قریب بہ رہی ہے ندی کے بیچ میں ایک ٹیکری ہے جس کے دونوں طرف مضبوط بلند پستہ باندھکر زمین بیل جزیرہ کے نکالی اور اس زمین پر خوشامصل بنوایا جسکی تیاری اور خوبصورتی قابل دید تھی اس محل کے اطراف باغ بہت ہوں۔ فارے۔ چکاپو اور آبشار مناسب جھول پر بنائے گئے تھے جسکی نزہت و فضا سے بہشت کا گمان ہوتا تھا۔ ندی کے پانی کو مذہب باندھکر روکا گیا تھا جس پانی باغ میں آنے کے واسطے ایک نہر بکشل آبشار بنوائی گئی تھی اور جس کے ذریعہ سے پانی بڑے حوض میں جمع ہوکر نالیوں کے راستہ سے دوسرے حوضوں اور نہروں میں گھومتا ہوا اور باغ کو سیراب کرتا ہوا پھر ندی میں گر جاتا تھا ایسی عمارت حیدر آباد میں بھی بن سکتی ہے کیونکہ ندرتی طور پر افضل گنج کے چل مشرقی جانب ندی میں اسی طرح کی ٹیکری موجود ہے جو اس تعمیر میں لائی جاسکتی ہے عمارت مذکور پر یہ عبارت کندہ ہے۔

”سلسلہ طہس موافق سنہ ۱۰۱۱ء رایات طغفرات عازم تسخیر دکن بود با یحیٰ عیور افادہ رباعی  
نہی زنگ دوش و دم کرد سول کز رفتہ و آئینہ بیاں کس جل  
گفتا چہ خبر ز زنگان نیست آئینہ چو زنگان چہ میری کا  
”سلسلہ طہس موافق سنہ ۱۰۱۱ء ہجری خلافت پناہی  
محل الشہ محمد اکبر بادشاہ ملک دکن و خاندان رافع کردہ  
مرحبت فرمودند۔ اشعار

فتح دکن و خاندان چوں کردشا عازم زہمت گم معورش  
یک عد نہای فردا نکا گفت شاہ والا عازم لاہورش  
یہ مقام ایسا دلچسپ و پر فضا تھا کہ شاہ جہاں  
بادشاہ دہلی آئے زمانہ ولیمہ دی و مسکان عالیشان  
بنوئے اس مقام کے حسن کو دہلا کر دیا جسکی تاریخ یہ  
ناظرین کیجانی ہے۔

بکرم شاہ جہاں خاں نے نو گاہ حسن بعد جاکر ابن اکبر شاہ  
بہشت کے در زمین عقیل بخش کہ سیر دان چہار آتش کوخا  
ندہ کے کنارے مدرسہ مسجد شاہان غلجی کی  
تجوائی ہوئی ہے۔ انوس کہ اس مدرسہ میں اب بیل  
باندھے جاتے تھے میں اور مسجد میں گھاس کا ذخیرہ  
جمع کیا جاتا ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)  
یہ مقامات ہمارا جگہ گوالیا دی علی اری میں ہیں (۱۱) (۱۲) (۱۳)  
کار پر دازان ریاست توجہ فرمائینگے صفائی اور فروجا  
مرمت اگر ہو جائیگی تو دیکھنے والوں کی زبانیں سیتا کے  
حسن انتظام اور امور خیر کے شکر گزار ہونگے۔ ۵  
نام نیک و نکال و نیک کن ناما باند نام نیکت برقرار



خاتہ خوانی کو جایا کرتے ہیں۔ شیخ راج محمد کی قبر پر  
یہ دو شعر کندہ ہیں۔

شیخ راجہ از محمد آنکہ بود شاید و شہر و روضہ شہر  
رفت از کوئے ہوا در ملک ہو در شمارہ حد و ہشتاد و دو  
غیر مناسب نہ ہوگا جو ہم اس سلسلہ میں پیران ہا  
کے اسلامی آثار بیان کریں۔ اجین سے کچھ فاصلہ پر  
ایک ریاست ہے جسکے راج دہانی دہاراگری ہے  
یہاں بھی شاہان مانڈو کے مکانات میں جو زمانے کے  
دست و برد سے نیست و نابود ہو گئے ہیں اب صرف  
نشان اکندہ اور عرض مثل چشم بے نوک کے باقی ہیں  
جامع مسجد داؤد شاہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے  
جس پر یہ قصیدہ کندہ ہے۔

خدا یگانہ از میں سپر مہر جلال  
مدار اہل زباں آفتاب برج کمال  
حمیدہ سیرت و عالی نسب ستودہ تبار  
فلک جناب و ملک قدر و سیج مثال  
بعدل و نذل و قار و نرم و نرم شکوہ  
نذیرہ دیدہ گرہ دل و رائدہ پہل  
پناہ پست شریعت عبیدت داؤد  
بلکہ فخر کند قوم زان حمیدہ خصال  
معین و ناصر دین ہنی و لایستہ حال  
کہ برگزیدہ و حیدر انداز و متعال  
مرید پیر طریقت نصیر دین محمود  
کہ بود لمحاتے اوتاد و مرجع ابدال

اس مدد کے قریب مختار خاں کا باغ اور اسکی مٹی کا  
مقبورہ ہے جسکی شان و شوکت اشعار ذیل سے ثابت ہے۔

معدن فضل و کرم محبت رخاں  
سبز واری حسینی بالیعتیں  
زور ہیمہا شہر ہنوار یکہ تراز  
حامی دیں مالک تیغ و نگین  
آہن سہی سرور و ان مر قضا  
آں محل بستان خستہ لکھیں  
آسمان قدرے کہ ہر دولتیں  
کہ در روشن سر بسر روئے زمین  
ریخت چوں فردوس رنگ روئی  
گلشن بے مثل چوں گلزار چیں  
ہر روشن رشک بہار جنت است  
بلبلانش در ترنم بے تریں  
در طراوت رشک گلزار ارم  
از صفا آرا نگاہ حور عین  
می تراود از زبان ہر گیسہ  
ذکر طینم فادخلو احسان الدین  
شدر قم تار بخش از ملک سخن  
بلورق نغمہ بازینب و زین  
آہر و از روئے رضواں در ربود  
گلشن بے مثل در دنیا و دین

اس باغ کے قریب ہی قبرستان ہے جس میں اکثر  
مشاہیر علماء و فقہاء دفن ہیں۔ چٹنبہ و مجھ کو مسلمان

بیشہر دار بنا کر مسجد جامع  
بوقت سعد و خجستہ بروز پنج خال  
پہ مسجد کے کجہاں راست کعبہ ثانی  
فزون ز وصف دو عالم بردن ز نقال  
مثال مسجد اقصیٰ و بیت معمور است  
کہ یافت عرصہ گیتی از و بنائے چال  
گزشتہ بود ز تاریخ سال ہشت ہشت (۱۰۰۰)  
کہ شد تمام ز اقبال عقبہ آمال  
حق احمد مل کہ طاعت و حشا  
خداش قبت کند در جوبیدہ اعمال

اس مسجد میں بھی اکبر شاہ کھنڈہ و دو کندہ ہے  
”زمانیکہ علی حضرت خاقانی ظل سبحانی مظہ حق شناس  
شاہ اکبر اعلیٰ شانہ عازم دکن بود بتاریخ ہشتم  
اسفند ارماہ اسکے جلوس مطابق ششہ ہجری  
جائز دل فرمودند عمل داؤد کندہ کار اور اس مسجد کے  
جانب غرب عبداللہ شاہ چنگال کی درگاہ ہے چنگال  
کے معنی پتلی کمر والے کے ہیں۔ مقبرہ سلطان محمود غلجی  
نے بنوایا ہے۔ زیادہ حالات اس بزرگوار کے چار  
ماخذوں میں درج نہیں ہیں۔ ثمنوی ذیل سے جو  
اس مقبرہ پر کندہ کچھ کچھ پتہ ملتا ہے ارباب بصیرت  
خود معنی سمجھ لینگے زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت  
نہیں ہے۔

نقائی رہنا اس قبضہ نور  
بریں قبر از صفا چون بیت معمور

ویا شکوہ مصباح زجاج است  
قرا ز کوب نور اعلیٰ نور  
ویا خود واسے دس کلیم است  
کہ بردے تجھے میکند بطور  
لبے ایں استان شاہ باز میت  
کہ در چنگالش آمد دیو ماسور  
سر ابدال عباد اللہ چنگال  
چہ چنگالیکہ شب جنبش سحر سور  
ساعش بانگ ترجیع عشا دل  
شنیدش صوت سخن نخل و عصفور  
ہم از حلوائی وحدت طشت نکس  
ہم از سمجوں وجدش قرص کافور  
شراب شوق اندر جام و ساغر  
کباب عشق اندر دیگ و تذور  
طوافش میکند ہر دم ملائکہ  
و در دوش می دہد ہر صجد م حور  
تحت از وے شد ایں مرکز ملک  
ہمہ اعلام دین ز گوشت منشور  
شنید ستم کہ پیش از وے تنہ چند  
رسیدہ اندر دین ویرانہ عور  
خود شے خاستہ ہر سوز کفار  
دو چہ ہر تنہ با تیغ و سا طور  
بکشتہ آخراں مرداں دین را  
بس از کشتن بجائے کر دہ سوز

کنوں آن شہید گنج شہداں  
نشاں ماندہ از ان پاکان مسرور  
چو وقت آمد کہ خورشید حقیقت  
شود طالع دریں یلدائے دیگور  
رسد این شیر مرد از مرکز دین  
دریں دیر کہن با جمع جمہور  
بز دہر ہم تماثل بستان را  
مصلے ساختہ آن معبد زور  
چو رائے محبوب دیدش از فراست  
مسلمان گشتہ باہل ہمہ سور  
نور شش شمع روشن گشت این فخر  
رسوم شرک شد مجدوم و مدحور  
کنوں ایں روضہ زان دیر نیلایم  
مطاف علے بودست مشہور  
فتواز کنگلی مہوار گشتہ  
ماندہ پشتہ بر ایچ مقبور  
مقامے ہم بنود از بہر خلوت  
کہ آساید در و در ویش رنجور  
از ان شاہچاہاں فرماں چنیں داد  
کہ از سر تازہ سازند این سر طور  
مرید و رکیش خاقان و غنصور  
علی الاعدا منفر اللہ مفسور  
شہنشاہ خلج محمود شاہ آن کہ  
شد از عدلش جہاں چوں خلدو

ز سر نوکر دایں کہنہ وطن را  
بوئے از سر گرفت این ہر دو مجدو  
سر قریش چو دعوت بود حاضر  
شد آں قبہ از آں مقبوض و مقصود  
قبائے در شمال حجرہ چند  
پے ششیل و نماز و ذکر و مذکور  
صف لنگر گزیاں سمت مبتد  
کہ آساید در وزاہ راندہ دود  
مگر صاحب دے روزے در اینجا  
قدم آرد و دو یک لحظہ مسرور  
نشیند ساعتے با خاطر جمیع  
دے فارغ ز عجم باد و ست معمور  
خور و جامے زدست ساتی غیب  
شود زان ساعتے سرست و مخمور  
کند یاد ہم از تشنہ دلاں نیز  
بریز و جرعه در کام مجبور  
دعائے ہم برائے بانی خیر  
بقا بادا بجاننش تا دم صور  
حیات و ملک او باید بقائے  
ہمہ خیرات و سعیش گشتہ ملکہ  
حذایا تا جہاں باشد بیادار  
بناد حیرت تا نفع نہ ناقد  
صائے ظل او بہ سرق عالم  
ہاگترہ بال از فائق نور

# ولایتی یگین یا یل یگین

ترتیبی۔ سولی نے سی ٹی (NATURAL ORDER)  
(SOLENAE)

نام۔ اردو میں اس کو بیل یگین یا ولایتی یگین، انگریزی میں ٹائٹل کورنٹ میں بیل وانگ، ہنگری میں بیلر وانگ، کائی سے موسوم ہے اس کا اسم بناماتی لاکھو پریم اسکو لانٹم ہے پودہ۔ بیل یگین یا ٹائٹل کا پودہ تقریباً ۳ فٹ اونچا ہوتا ہے اور ولایتی کی جھاڑ سے شباهت رکھتا ہے۔ پتہ جوڑا ہوتا ہے ان میں سے جذبات میں جیسے دوڑتے ہیں اور غالباً یہی وجہ اس کے بیل یگین کہلائے جانے کی ہوگی۔ پھول۔ پھول چھوٹا اور رنگ میں پتلا ہوتا ہے۔ پھل۔ پھل کی شکل میں یا ۴ طرح کی ہوتی ہے۔ گول چپا چکن، دھار والا وغیرہ اور رنگ بھی ۳ یا ۴ طرح کا ہوتا ہے بالکل سرخ۔ پتلا۔ پیاز سی رنگ والا وغیرہ ڈالٹ میں ذوق معلوم ہوتا ہے کوئی قسم کا پھل میٹھا ہوتا ہے کوئی کھٹ میٹھا اور کوئی کھٹا ہوتا ہے۔

اقسام۔ بھل لال اور بڑا ہوتا ہے (میکا ڈو۔ اقسام بھل یگین پر سن البرٹ یہ بیج کی شباهت والا۔ کنگ بمرٹ وغیرہ۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ان تمام اقسام میں سے ٹائٹل میکا ڈو کی زیادہ تر کاشت ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ بھل بڑے اور سرخ ہوتے ہیں جن کو لوگ عام طور پر پسند کرتے ہیں۔

زمین پر سفید و پتلا و نہ بود  
کہ تار کشش مجد و گشت مسطور

گدای در گشاہ و در شینخ  
نبطم اندر کشید این درمنشور

مگر در زمرہ و ریوزہ خواہاں  
شود محمود رکن خستہ مذکور

شہر دہلی میں مقابل اسلام پورہ دنگ بستہ  
بکثرت میں درگاہ کمال الدین بن بایزید و خواجہ فیروز الدین  
کی مشہور جہیز شکار ذیل کندہ ہیں۔

ایں روزہ رضواں بچین زیب جمال  
دیں بستہ پر نور بایں حسن و کمال

داں صفہ نفیر و خانقاہ و دہلیز  
باکوشک با کنگرہ ہمو ہلال

ہم از پے آسایش ہر اہل دلے  
ہم از پے مشغولے ہر صاحب حل

در عہد ہمایوں خود ان شاہ جہاں  
محمود جلجلی خورشید مثال

در ہفتہ و صحت و یک آراستہ و طہیز  
آراستہ باد قصر عرش ہر سال

بر در گہاں دوشاہ دیں دینا  
محمود گدافا و در حقیقت حال

چوں منیت حلاک عام دریں وجہ  
باشد کہ شود و کس گویند لعل

(سید محمد علی خاں)

شست یورومین اور پارسى لوگ اس کو بہت پسند  
اغراض کا کرتے ہیں اسکی ترکاری جینی وغیرہ اچھی بنتی  
ہے۔ اس کو گشت کے ساتھ پکا یا جاتا ہے۔ چند لوگ اس کو  
نمک کے ساتھ کھاتے ہیں ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ یہ  
ایک طاقت ور اور زود دھم چیز ہے اور ناتوانوں کیلئے  
ایک اچھی غذا ہے۔

لریہ باغانی کاشت  
رقبہ زیر کاشت ممالک دوسرے سرکاری علاقوں میں سب سے  
رکھتا ہے یہ پھل سب سے پہلے امریکہ میں پایا گیا۔ اس کے بعد  
اسکی کاشت انگلستان وغیرہ میں ہوئی جہاں سے اس کو  
مندوستان میں درآمد کیا گیا۔ عام طور پر اگر دیکھا جائے تو  
اسکی کاشت بہ نسبت دیگر غیر ملکی ترکاریوں کے مثلاً گوبی  
آلود غیرہ کے کم ہوتی ہے۔ لیکن خصوصاً ملبدہ کے اطراف کے  
مواضعات اور دیگر خانہ باغجات میں اس کی کاشت دن بدن  
بڑھتی جا رہی ہے اور امید ہے کہ غفریب میں ہی اسکی  
کاشت بھی مثلاً گوبی وغیرہ کے عام طور پر ممالک میں بڑھ کر کا  
میں ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ کاشت کار لوگ اس کی کاشت سے  
بہ نسبت دوسرے ایسی ترکاریوں مثلاً بھینڈی۔ گوار۔  
بگن وغیرہ کی کاشت سے زیادہ نفع اٹھا سکتے ہیں۔

اس کی کاشت کسی زمین میں لینے پر گریٹ نیم ریگڑ  
ریٹلی۔ لال وغیرہ ہو سکتی ہے۔ لیکن نیم ریگڑ زمین  
جس میں پانی اچھی طرح جذب ہوتا ہو اس کی کاشت کیلئے  
بہایت موزوں ہے وجہ یہ ہے کہ ایسی زمین میں کڑی پانی اور  
مرض ہو پھانڈا لیشہ کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے پودہ اور

پھل خراب نہیں ہوتے۔

کثرت کی سردی اور بارش اس کے لئے ضروری  
آب ہوا اس کو روشنی کی سخت ضرورت ہے۔ ورنہ  
پودہ کی نمو ٹھٹھی ہے۔ پس ایسی جگہ جہاں پر دھوپ و  
روشنی اچھی طرح نہ پہنچتی ہو اس کی کاشت کے لئے  
موزوں نہیں ہے۔

ہر موسم میں اس کی کاشت ہو سکتی ہے اس کو بیج  
موسم ماہ امرداد کے آغاز سے بہمن مہینے کے اختتام  
تک بویا جاسکتا ہے۔ لیکن جو لوگ اس کو بازار میں فرو  
کر کے نفع اٹھانا چاہتے ہیں وہ لوگ اس کو بیج ماہ امرداد  
یا بہمن کے آغاز میں بوتے ہیں۔ بیج اگر امرداد مہینے کے  
شروع میں ڈالا جائے تو آباں مہینے کے اختتام تک  
پھل بیجے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت پھل موٹے  
اور خوب لگتے ہیں۔ اور اگر بیج بہمن مہینے میں بویا جائے  
تو پھل خورداد میں تیار ہوتے ہیں اس وقت پھل کم  
اور چھوٹے ہوتے ہیں مگر زرخ بڑھا ہوا ہونکی و نفع  
خوب ہوتا ہے۔

جہاں دوسرے فصول باغات کے اسکو بھی کھاد  
کھاد کی ضرورت ہے۔ ورنہ پیداوار میں کمی ہوتی ہے  
عام طور پر کھاد مویشی کا استعمال ممالک محدود سرکاری  
میں ہوتا ہے۔ کچرہ کوڑہ جس میں راکھ وغیرہ ہوتی ہے  
بطور کھاد کے استعمال میں لایا جاتا ہے فی کرا ۱۵ یا ۲۰  
بندی کھاد دیا جاتا ہے۔ کاشت کاروں کو اس امر کا  
ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ کھاد جہاں تک ہوڑا اور

مڑا ہوا ہو ورنہ مرض اور کڑے پیدا ہو جاتے ہیں  
سبز کھا دھبی اس کے لئے مفید ہے۔ اس کا طریقہ عام  
طور پر ہندوستان میں یہ ہے کہ موسیٰ راں کے آغاز میں  
ٹراسن یا ناگ بویا جاتا ہے۔ اور ماہ آفریں جبکہ کو  
بھول لگتا ہے کاٹ کر بذریعہ زمین میں ملایا جاتا ہے  
یہ ۱۵ ماہ کی مدت زمین میں مڑ جاتا ہے۔ پھر اس زمین پر  
کاشت کی جاتی ہے۔ مھنوی کھا داکا اس کے لئے استعمال  
کیا جائے تو بہ نسبت پوٹاش و فاسفیٹ کے نائٹروجن  
کم دینا چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ نائٹروجن سے پھل کے  
مقابلہ میں پتہ کی افزائش میں زیادتی ہوتی ہے اور  
پھل چھوٹے اور کم گتے ہیں

تخم و تخم ریزی بگین کا بیج بگین کے بیج سے شبہاً  
تخم و تخم ریزی اگر کھانگرواں دار ہوتا ہے جسکی وجہ  
اس کی تشخیص ہو سکتی ہے۔ پیداوار عمدہ ہونے کے  
لئے عمدہ تخم کی ضرورت ہے۔ یہاں پر اکثر لوگ بازار  
سے کچے ٹماٹے خرید لاتے ہیں اور اس کا بیج تخم ریزی  
کے لئے استعمال کراتے ہیں۔ بیج پختہ نہ ہونے کی وجہ  
سے نار اچھے نہیں آگتے۔ چند لوگ چھوٹے اور بڑے  
پھل کے بیج ملا دیتے ہیں اور تخم ریزی کے وقت اس کا  
استعمال کرتے ہیں مگر اس کی وجہ سے پیداوار کی صفت  
اور مقدار گھٹ جاتی ہے لہذا کاشتکاروں کو چاہئے کہ  
تخم چھنے ہوئے سے مکھن یا مکھیت میں ہی کچے ہو  
ایک چھلکے تخم جمع کر کے تخم ریزی کریں۔ اکثر تخم  
ریزی کے لئے چھوٹے چھوٹے کیاریاں بنوائے

جاتے ہیں۔ جس میں تخم پتلا پتلا ڈالا جاتا ہے تخم زیادہ  
جانے سے نار زور دار اور تندرست نہیں ہو سکتے  
تخم ریزی کے لئے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ کیاریوں میں لکیریں  
بذریعہ چھوٹی لکڑی کے بنائے جائیں اور اس میں بیج  
پتلا پتلا بویا جائے جس کی وجہ سے نگہداشت اچھی اور  
آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ جس کی فراحت آگے چلکر  
نار کی نگہداشت کی جائے گی۔

نار کی نگہداشت آسانی و دلچسپی وقت پر انجام دینی  
نار کی نگہداشت چاہئے نار کی درمیانی زمین بذریعہ  
کھربا پھل پھلی کرنی چاہئے جس میں نار کی جڑیں اچھی  
طرح پھیل سکیں۔ نار اگر کیاریوں میں لکیر بنوا کر ڈالا  
گیا ہو تو یہ کام اور دلچسپی بہت آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے  
زمین ہل یا کھجھڑا جا کر نرم کھاتی  
زمین کی تیاری ہے کھا دھیلایا جاتا ہے اور بذریعہ  
کھجھڑ زمین اچھی طرح ملایا جاتا ہے بعد از کیاریاں ۱ فٹ  
x ۸ فٹ یا ۱ فٹ x ۸ فٹ کے سوتے کے سوتے  
جاتے ہیں جس میں نار منتقل کیا جاتا ہے اگر کیاریوں کے  
بجائے مینڈیا مال (RIDGES)  
تھریا ۱ فٹ یا ۲ فٹ بنوائی جائے تو بہتر ہے جسکی وجہ  
نگہداشت اچھی ہوتی ہے اور پانی کی بچت ہوتی ہے مینڈیاں  
بذریعہ پھاڑ یا اھچال پر غیر کلی کاشت کاری کے  
اور زارات استعمال میں لائے جاتے ہیں مثلاً پونہ اگر کلچر  
کلچر ویاں پر ربرج (RIDGES) کے سوتے جاتے ہیں  
ربرج کے ذریعہ اخراجات اور وقت میں بچت ہوتی ہے۔  
(باقی آئندہ)

# ہما نقطہ نظر

## تین اخلاقی کتابیں

۱۔ شعری فیاض کی ایک منظوم تصنیف ہے جس میں حمد و نعت  
انتشار کے نفسی اور اسی قسم کے اخلاقی مضامین علیحدہ علیحدہ  
عنوان قائم کر کے انکی خوبیاں بیان کی گئی ہیں اور ہر ایک  
عنوان کے ساتھ بزرگان سلف کے واقعات بھی مثال  
کے طور پر نظم کر کے درج کئے گئے ہیں۔

شاعری کے موجودہ دور کی یہ ایک امتیازی خصوصیت  
ہے کہ لوگ گل و بلبل اور جن عشق کے افانوں کو بھلائی  
کو شش میں منہمک نظر آتے ہیں۔ ہم نظم نگاری کے خلاف  
نہیں ہیں۔ لیکن معدودہ سے چند ایسے صاحب فہم و فرا  
بزرگوں کے علاوہ جنہوں نے حالات حاضرہ کے کافی مطالعہ  
اور غور و خوض کے بعد یہ دریافت کر لیا ہے کہ ملک اور  
قوم کو کس قسم کا سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور  
اس ضرورت کے لحاظ سے ملک کے نظم نگاروں اور  
شاعروں کا کیا فرض ہے اکثر و بیشتر افراد اپنی باتوں کو  
ترک کرنے کی انتہائی کوشش کے باوجود اب تک انہیں  
کامنوں میں سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کی جتنی نظمیں ہوتی  
ہیں ان سے سوائے اس کے اور کچھ فائدہ نہیں کہہ سکتے  
والوں پر یا پڑھنے والوں کے جذبات میں ایک عارضی  
ہیجان پیدا ہو جائے اور جو پہلے غزل اور ریختی کے

عنوان سے جس قسم کے خیالات دل و دماغ میں پیدا  
ہوئے تھے وہی خیالات اور وہی محسوسات اب ان  
نظموں کے ذریعہ سے انہیں پیدا کر دیئے جائیں۔

گزشتہ زمانہ کی تاریخ شاعری پر نظر ڈالنے  
سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حسب طرح ہر ملک و قوم کے اصولی  
مہم و رواج اور تہذیب میں تغیر پیدا ہوتا رہتا ہے  
اسی طرح شاعری میں بھی انقلاب ہوتے رہتے ہیں۔  
فردوسی۔ عسکری وغیرہ کے زمانہ میں مسلمانوں میں عام  
طور پر جنگی جوش موجود تھا جس کا یہ اثر تھا کہ ادب کی  
شاعری میں جنگی عنصر غالب تھا۔ معشوق کو ترک بہنکر  
غارتگر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا۔ یخچل سین باندھتے  
وقت بھی یہ خصوصیت نظر انداز نہیں ہوتی تھی چنانچہ  
سرور کی فطرت کو صف بستہ فوج سے عام طور پر تشبیہ و بیانی  
تھی اس دور کے بعد جب مسلمان عیش و نشاط میں مڑ گئے  
تو اگرچہ خود شاعری کی نوعیت اور حیثیت میں کوئی نہایت  
فرق نہیں پڑا لیکن جو سبق عہد اول میں دیا جاتا تھا  
اس کی نوعیت کے ساتھ ساتھ تشبیہات و استعارات  
میں بھی انقلاب پیدا ہو گیا۔ ترک اور غارتگر کی جگہ ”گل  
لالہ اور اسی قسم کے اباب تیش نے لی۔“ تیرنگہ کی جگہ  
”سمک گھاہ“ باندھا جانے لگا۔ جب یہ عہد بھی گزر گیا اور  
تاریخی سیلاب نے عیش و عشرت کے تمام شیرازے کبھیر کر دیے  
تو سعدی وغیرہ جیسے فلاسفر پیدا ہوئے جو اپنے

ملکہ اور قوم کی حالت کو اچھی طرح سمجھ کر اسکی فلاح و بہبود کے  
سامی ہو گئے۔ ”سجہی“ چونکہ دونوں دور دیکھ چکے تھے  
اسلئے ”رایت پروردہ“ کے پردہ میں اوہنوں نے کہیں  
کہیں دونوں عہدوں کا تقابل بھی کیا ہے۔ غرض یہ کہ  
شاعری بھی ان اثرات سے بچ نہیں سکتی مگر دیکھنا یہ کہ  
ایسے کون کون سے شعرا ہیں جو ضرورت کے مطابق ملک  
کو سبق دیتے ہیں یا گوشش کرتے ہیں۔

مہندوستان کی تمام تر شاعری فارسی شاعری  
پر مبنی ہے اور اس لئے اس میں لازمی طور پر وہ تمام باتیں  
جو فارسی شاعری کی خصوصیتوں میں شامل ہیں موجود ہیں  
جو کہ دربار شاہان مغلیہ کے امرا کو نرم نرم دونوں  
لیکن ان اہلیت تھی اس لئے مہندوستان کی شاعری میں  
”فرزدوسی“ اور اس کے بعد کے زمانہ کی دونوں خصوصیتیں  
باقی رہیں اور رشتہ میں اردو شاعری کو ملیں اور شعرا نے  
ان پر زمین و آسمان کے قلابے ملائے شروع کر دیئے لیکن  
اب تیسرا دور شروع ہوا یعنی جب ادوار و افلاس کی انتہا  
ہو گئی تو قدرت نے ”حالی“، ”آقبال“ اور ”اکبر الہ آبادی“  
جیسے مجاہدان وطن و قوم کی تخلیق کی۔ گویا اردو شاعری میں  
اخلاقی شاعری کی ابتدا حالی کے وقت سے ہوئی اور یہ کہنا  
بیجا نہ ہوگا کہ حسب خاص خاص مثالوں کے علاوہ حالی  
پر ہی ختم بھی ہو گئی۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کیلئے جتنا  
مطلوبہ نظر قوم کی فلاح و بہبودی ہو کسی ایسی نظم کا  
تصنیف کیا جاتا جسکی غرض و غایت ملک کے نوجوانوں کو سلف  
کے قدم بہ قدم چلانا ہو ایک بہترین چیز ہے۔

مصنف ثنوی فیاض نے ملک کی اپنی ضرورتوں کو پیش  
نظر رکھ کر یہ ثنوی تصنیف کی ہے اور یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ  
اپنی ان کوششوں میں اچھی طرح کامیاب ہوئے ہیں۔ گو  
بعض جگہ محاوروں کی غلطیاں ہیں لیکن اسکی خوبیوں کے  
آگے یہ سب بچ ہیں۔

۲۔ اہل کا: آق دیکھتے ہوئے یا مینہ ہوتی کا اسکو  
شوق سے پڑھا جائیگا۔ لیکن اگر ملک کے نوجوان تفریحاً  
ہی اس ثنوی کو پڑھنا پسند کریں گے تو انکی تبدیلی  
اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ وہ بزرگان سلف کے  
اکثر کارناموں سے واقف ہو جائینگے ثنوی کی اسی  
خصوصیت کی بنا پر حکومت حیدرآباد نے اسکی خریداری  
سے سرپرستی فرمائی ہے۔

اس ثنوی کی ضخامت (۱۱۰۲) صفحے ہے جو  
چھپی ہوئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ دفترا سالہ واعظ  
شاہ علی بندہ حیدرآباد دکن۔ سے مل سکتی ہے۔

۲۔ حمایت الاخلاص | یہ ثنوی مولوی عبدالوہاب صاحب  
عزلیب ایڈیٹر سالہ واعظ کی تصنیف  
ہے۔ اسم بھسمی ہے صاحب ثنوی فیاض کے آپ فرزند  
ارجمند ہیں وہی خصوصیات اس میں بھی موجود ہیں جو ہم  
اوپر بیان کر چکے ہیں اس کے لئے پھر علیحدہ علیحدہ اپنی  
خیالات کو دوسرے الفاظ میں دہرانا سوائے طوالت کے  
کچھ نہیں ہے اس کے صلہ میں سرکار عالی نے مصنف  
صاحب کی خاطر خواہ ہمت افزائی کی گئی ہے جو حجم (۱۲۲) صفحے  
قیمت ایک روپیہ مندرجہ بالا پتہ سے طلب کیجئے۔  
(نمبر ۳۳۵)





## نیا انکیشا بالیدگی بذریعہ قوت بستی

ایک فرانسیسی شخص مسمیٰ۔ سنزیک پر حال میں قتل کا ایک مقدمہ چلایا گیا تھا اور جائے وقوع ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو نارتھ منڈی کے ضلع میں واقع ہے جہاں مسٹر جسٹن کرسٹوفلیو ایک اسراری اور طلسماتی طاقت پر اپنے باغ کی پرورش کرتے ہیں۔ وہ بتانیوں کی ادھام پرستی کے مظاہرہ کا بہترین موقعہ ہی تھا جبکہ سنزیک کے خلاف قتل کے مقدمہ کی تحقیقات کی جا رہی تھی۔ چنانچہ اس گاؤں کے رہنے والوں نے عدالت کے نام خطوں کا پل توڑ دیا اور ہر خط میں اس امر پر زور دیا کہ سنزیک بالکل بے گناہ ہے۔ لیکن اگر پولیس خود تکلیف گوارا کر کے ایم کرسٹوفلیو کے باغ کا انکیشا

اور باغ کو کھود کر دیکھنے کی زحمت گوارا کرے گی تو یقیناً مقتول کی لاش یہاں سے برآمد ہو جائیگی۔ ان بے درپے خطوں پر پولیس نے اول اول کوئی اعتنا نہیں کیا لیکن دو تین مہینوں کے بعد بھی جب انکا سلسلہ منقطع نہیں ہوا تو بالآخر اسے بھی کچھ شبہ ہوا اور ایک روز ساز و سامان سے لیس ہو کر باغ میں جا ہی پہنچی اور لاش کا مطالبہ کیا۔ حیرت زدہ مالک باغ پولیس کے اچانک حملے سے سہکا بکا ہو کر رہ گیا اور ذرا حواس درست ہونے پر پولیس کے استفسارات کا یہ جواب دیا کہ ”میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ نہ میرے باغ میں کوئی لاش دفن ہے۔ نیز تم کرسٹوفلیو ہے۔ اور میں الکٹرڈ میکینک ایکسپریٹس کا موجد ہوں جس کے ذریعہ سے میں زمیں کی اور کرہ بادی کی برقی رد کو کنٹرول کرتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں“ پولیس نے اس نڈبالی پر ایجاب کی کوئی پروا نہ کی اور باغ کو

کھو کر چھوڑا۔ لاش کو کوئی برآمد نہیں ہوئی البتہ بعض ایسی ایسی نئی چیز دیکھا انکشاف ہوا جو دنیا کیلئے اپنی نوعیت میں بالکل نئی تھیں۔ اس انکشاف کی خبریں تو وہ دور دور پھیل گئیں اخباری نمائندوں نے فوراً حقیقت حال کی تحقیقات شروع کر دی اور زیادہ عرصہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ خاموش اور گوشہ نشین موجد کی خبر کا ایجاد کی اطلاع تمام کرہ ارض پھیل گئی۔

ادھر تمام راز پشت از بام ہو جانے پر ایم کرٹو فلیو نے بھی دنیا کے تمام ان لوگوں کو جو کیمیاوی یا دوسرے مصنوعی ذرائع سے بہترین زراعت حاصل کرنے کے دعویدار تھے۔ مقابلہ چلیج دیدیا اور اس کو ثابت کر دیا کہ زمین اور ہوا کی برقی لہروں کو جذب کر لینے کے بعد وہ تمام چیزیں خود بخود مہیا ہو جاتی ہیں جن کے حصول کے لئے دنیا کے ماہرین زراعت سالہا سال سے سرگرمیاں نظر میں۔

کرٹو فلیو کا دعویٰ ہے کہ پودوں کی پرورش زمین نہیں کرتی ہے۔ اس کا صرف یہ کام ہے کہ ہمیں جو لطیف اجرام موجود ہیں ان کو جذب کر کے پودوں تک پہنچا دے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس وہ کون قاصر جزو ایسا موجد ہیں جو خصوصیت کیلئے پودوں کی نشوونما کے لئے مفید ہے یہ جزو موجد کا دعویٰ ہے کہ صرف برقی ہے۔ جس کا ثبوت وہ اس طرح دیتا ہے کہ زندگی کی نوعیت اور خصوصیات پر غور کرے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی اعلیٰ سے اعلیٰ اور تمام تازہ ترین

ساز و سامان سے آراستہ معامل میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے بلکہ زندگی جس شے کا نام ہے اسکو کیمیاوی یا کسی دوسرے طریقہ پر پیدا کیا جاسکے زندگی دراصل اس خارجی ارتقا کا نتیجہ ہے جو قدرت کے زبردست عناصر میں ہر وقت موجود ہے۔ بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز آسمان سے اترتی ہے اور بعض وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں اسکی تکوین و پرورش ہوتی ہے۔ لہذا زندگی نام ہے اس ایک سیال شے کا جسے ہم قدرتی بقا کہتے ہیں اس قدرتی بجلی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جو آسمان سے اترتی ہے اور یہ برقی مثبت ہے۔ دوسری وہ ہے جو زمین سے نکلتی ہے اور گھاس کے ہر ایک پتی اور پتہ کے ہر ایک ریشے سے نکل کر عالم لامحدود کی راہ لیتی ہے۔ یہ برقی منفی ہے۔ ان دونوں مثبت و منفی قوتوں کا اتصال ایک عالمگیر حیات پیدا کرتا ہے۔ مخرج و منبع حیات کے متعلق اپنا اطمینان کر لینے کے بعد۔ ایم کرٹو فلیو نے اس امر کی کوشش کی کہ اس مخرج اور اس منبع سے بالیدگی کی معمولی رفتار میں تیزی

نمبر ۱۔ POSITIVE ELECTRICITY

نمبر ۲۔ NEGATIVE ELECTRICITY

نمبر ۳ یعنی ایک ایسا ڈنڈا جس میں کیرے پکڑنے والا

آلہ نصب ہو ”آلہ گرم گیر“

نمبر ۴۔ BASE

مستفاد طور پر نہایت حیرت انگیز طریقہ پر مفید ثابت ہوئے  
کاشت کے متعلق اس فرانسیسی سائنس دان  
نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ سب سے پہلے جس کھیت کی  
کاشت مقصود ہے اس کی شمالی اور جنوبی سمتیں دریافت  
کی جانی چاہئیں اس کے بعد شمالاً جنوباً متوازن زمینیں  
میں تین گز کے فاصلہ سے ڈالنی چاہیں اور ہر مینڈ  
میں اس کے طول کے برابر قطعی دار لوبہ کے ایک تار بچھا  
دینا چاہئے جس کا شمالی سمت والا مرکز زمین میں دفن  
کیا جائیگا اور ہر مینڈ کے جنوبی سمت میں اس تار کو ایک  
آلہ سے ملا دیا جائیگا جو زمین سے اسے یکسر تین فٹ تک باہر  
کھینچے گا (ANTENNAE CAR- RYING POLE) اور عموماً قائم کیا جائیگا

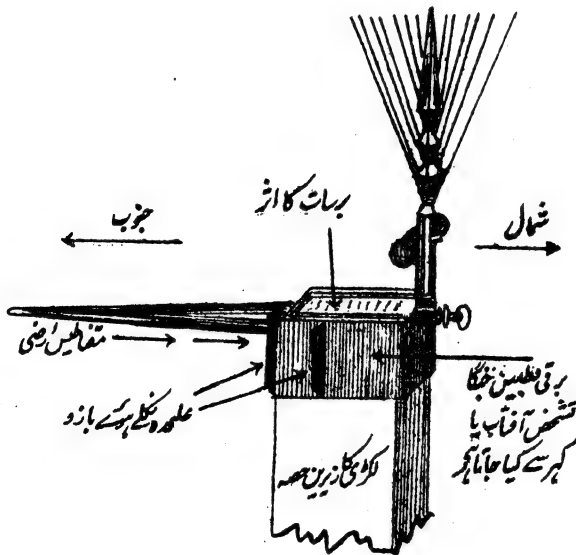
قاعدہ کا کام دیکھا

آفتاب ہوا

اور

کھتر کا عمل

آلہ گرم گیر اس مقعر  
بجائے کہ پڑے کوٹنے  
کے برائی بجلی کو کھینچ  
لیتا ہے اور مینڈوں  
میں جو قطعی دار لوبہ  
تار نصب کئے گئے  
ہیں ان کے ذریعہ



زمین میں داخل کر دیتا ہے زمین کے اندر جو تاروں کا  
جال بھیلایا تھا وہ برقی موجوں کو جذب کر لیتا ہے  
جو زمین کی مقناطیسی لہروں میں جن کی روشنائی اور  
جنوباً ہوتی ہے۔ موجود ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے  
اس امر کی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ کاشت کئے جانے  
والے کھیت کی شمالی اور جنوبی سمتیں نہایت ہوتی ہیں  
اور صحت کے ساتھ دریافت کی جائیں اور پھر متوازی  
مینڈوں میں تار نصب کئے جائیں اس طریقہ پر  
یہ منفی امکانی رو ہوا کی برقی لہروں سے ملکر پودوں کی  
جڑوں کی شست و شو کرتی رہتی ہے۔ آفتاب ہوا  
اور کہہ کر اعمال ان مکانات میں اختلاف پیدا کرتے  
رہتے ہیں اس نقص کو رفع کرنے اور ان اعمال سے  
مفید مطلب نتیجہ حاصل

کرنے کی یہ تدبیر  
ہے کہ آلہ گرم گیر  
کے قاعدہ پر تانبہ  
اور حست کی ٹنگیا  
اور پرت لگا دیئے  
جاتے ہیں جن کی  
وجہ سے ایک  
قدرتی بے ٹری  
(BATTERY)  
کا ذخیرہ ہر وقت  
موجود رہتا ہے

شمالاً اور جنوباً جو تار میڈھوں میں نصب کیا جاتا ہے اس کی تعصیب کی یہ صورت ہے کہ پہلے کچھ حصہ زمین کے اندر ہوتا ہے۔ اور پھر کچھ باہر پھر کچھ حصہ زیر زمین ہوتا ہے اور کچھ بالائے زمین جیسی کہ ذیل میں تصویر دیکھائی ہے۔

شمال 

بالائے زمین	زیر زمین	بالائے زمین	زیر زمین	بالائے زمین	زیر زمین
تار	تار	تار	تار	تار	تار

 جنوب

یہ وہ طریقہ ہے جس پر کار بند ہو کر دنیا کا موجودہ پیغمبر برقی، اپنے زبردست اتحادی یعنی قدرتی بجلی کو اپنی زراعت کا مدد و معین بناتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

اگر سٹوفلیو کا دعویٰ حیکم ہے کہ معمولی طریقہ سے جو پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ اسکی بہ نسبت اس کے ایجاد کردہ طریقہ سے کام لینے پر اسی رقبہ ارض کی پیداوار دوگنی ہو جاتی ہے ترقی اثر سے اشیاء میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ان کے اعمال و افعال خواہ و منفعت میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ جو لوگ ان چیزوں کو کھاتے ہیں ان کی دماغی اور جسمانی قوتیں بڑھ جاتی ہیں زمین میں طلعی دار لوہے کے تاروں سے جو ایک میدانی مقاطعیں تیار ہو جاتا ہے وہ تمام قسم کے گیہوں کو بھی ہلاک کر دیتا ہے جو زراعت کے سخت دشمن ہیں۔ مردہ درختوں میں اس برقی دروسے ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور ان میں پل جلدی آنے لگتے ہیں جو جسامت اور ذائقہ کے لحاظ سے معمولی

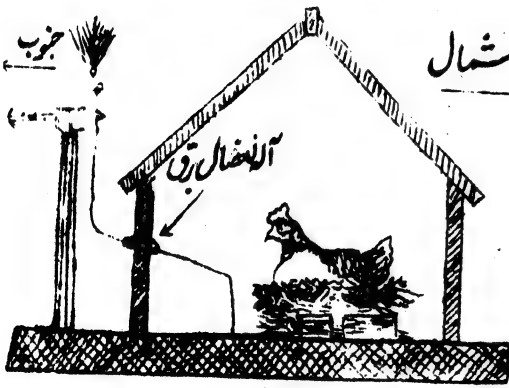
بھلوں سے کہیں بہتر ہوتے ہیں۔ اس تمام انکشان و ایجاد کا سب سے زیادہ اہم واقعہ یہ ہے کہ اس نشوونما برقی کی وجہ سے بالعموم تمام وہ ماہرین فن زراعت جو زمین کو طرح طرح زرخیز بناتے ہیں اور بالخصوص وہ لوگ جو کیمیاوی طریقہ پر زرخیز، پیدا کر دینے کے مدعی ہیں بالکل بیکار ہو جاتے ہیں اور ان میں شک و ہنس کہ نار مندی کے اس کا شکار کے انکشافات و ایجادات کا اہم نتیجہ یہی واقعہ ہے اس لئے کہ کیمیاوی طریقہ پر زرخیزی پیدا کرنے میں کثیر اخراجات کے علاوہ اس امر کا بھی بہت کچھ شعبہ باقی رہتا ہے کہ کیمیاوی اصول سے جو چیزیں حاصل کی جاتی ہیں ان کا استعمال خصوصیت سے مضر صحت ہے۔

مرض سرطان کے اسباب و علل دریافت کرنے کیلئے اسٹر اسبرگ میں جو کٹی منقذ ہوئی تھی اس نے اس امر پر بہت زیادہ زور دیا ہے کہ ان تمام مضر مائے میں جلی کاشت بازاروں میں فروخت ہوتی ہے کھاد ہرگز نہیں ڈالنا چاہئے اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی غلامت کے استعمال سے کھیت ایک تنگ زرخیز ہو جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی لازمی ہے کہ ایک نہ ایک دن لوگ سرطان کے شکار بن جاتے ہیں موجودہ زمانے میں عام طور پر لوگوں میں یہ عقیدہ پھیل رہا ہے کہ کیمیاوی زرخیزی اور اشیاء سنبری اور غلہ کے ریشوں میں ایک خاص قسم کا مادہ پیدا کر دیتی ہیں جو انسان کے جسم میں جذب ہو جاسکے کے بعد طرح طرح کی

اور اساک باران میں بھی اس طریقہ سے ان کو اس طرح سرسبز و شاداب رکھا۔

ایم کرسٹو نے اپنے برقی تجربات کو صرف نباتات تک ہی محدود نہیں رکھا ہے بلکہ حیوانات پر بھی انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے مرنے والے غائے کے کنارہ پر ایک تار نصب کر کے جو (ANTENNAE POLE)

سے لایا گیا تھا ڈربہ کے قریب اسکو زمین میں دفن کر دیا اور ایسی ترکیب کر دی کہ کوئی برقی لہر ضائع نہ ہو انڈوں میں سے بجائے اکس کے صرف اٹھارہ روز میں بچے نکل آئے جو معمولی طریقہ پر پیدا ہونے والے بچوں سے ہر طرح تندرست تھے اس طرح خرگوش خانہ پر بھی انہوں نے یہی عمل کیا اور جو بچہ پیدا ہوا وہ زیادہ طاقتور تھے۔ متعدد تجربوں کے بعد ایم کرسٹو فلیو نے بالآخر یہ کلیہ قائم کر دیا کہ قدرتی برقی کائنات کی طرح حیوانات پر بھی نباتات مفید اثر پڑتا ہے



کرسٹو فلیو کے! یاد کرو کہ طریقہ پر مرنے والے بچے لے جاتا ہے مرنے والے بچے اکس کے مرنے والے غائے کے قریب ہے اور تمام معدن میں اور جگہ برقی کڑی پڑتی ہے

بیماریوں کا نسب بن سکتا ہے۔ اگرچہ سرطان کا قطعی سبب اب تک دریافت نہیں کیا جاسکا ہے لیکن بالعموم یہ ضرور تسلیم کیا جاتا ہے کہ زرخیزی اور کیمیائی اشیاء مثلاً کھاد وغیرہ اس کے مدد و معاون ضرور ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں کیا تعجب ہے کہ ایم کرسٹو فلیو نے اپنی حیرت انگیز ایجاد سے دنیا کو اس موزی مرنے سے بھی نجات دلا دی ہو اور اس طرح نادانستہ ایک ایسا کام کیا ہو جس میں تمام عالم کی منفعت مضمر ہے۔

ایم کرسٹو فلیو کا برقی نشوونما عالم اصول سے گزر کر دنیا سے عمل میں ایک عرصہ ہوا کہ اچھا ہے۔ خود ان کے باغ میں جھکا میاب نتائج حاصل ہوئے ہیں اس کے علاوہ بلجیئم اور نارمنڈی کے دوسرے کسان بھی جو ایک عرصہ سے چکے چکے ان کے زیر ہدایت عمل کر رہے تھے اسکی تصدیق کر لی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایم کرسٹو فلیو کی ہدایت پر کاربند ہونے سے ان کی کاشت میں معتد بہ اضافہ ہوا ہے جو ان جدید آلات کے استعمال کا نتیجہ ہے ٹاٹو کے وہ پودے جن پر برقی نشوونما کا اثر ڈالا گیا تھا سب سے مدت کے بجائے صرف دو ہفتہ وقت میں پک کر تیار ہو گئے سب کے ان درختوں میں جن پر برقی نشوونما کا عمل جاری کیا گیا تھا اتنے بڑے بڑے پھل لگتے ہیں جتنا دور پانچ پانچ انچ کا ہے آلو کے پودے تین تین دن زمین سے لمبے ہو گئے ہیں اور ہر طرف سے یہ اطمینان آرہی ہیں کہ پرمردہ اور کھلا ہونے والے تمام درخت اس طریقہ سے از سر نو سرسبز و شاداب ہو گئے اور خشک سالی

اور درمیان میں صرف ایک منٹ کے لئے باہر جائیگے  
چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ لیکن جب وقت ختم ہوا تو  
دونوں بیویوں میں ہلکا کر پیسے رکھیں کہ اس طرح وہ  
تیس میل کے مسافت طے کر چکے تھے۔

## عجیب غریب

حال ہی میں امریکہ کا ایک ہوٹل آگ سے تباہ  
ہوا ہے جو بالکل باغی کی صورت کا تیار کیا گیا تھا اس  
آنے جانے کا دروازہ اس مصنوعی باغی کے پیڑ میں  
بنایا گیا تھا۔

یہیں بعض ہوٹل ایسے ہیں جو بالکل پھیلی کے  
صورت گئے ہیں اور پھیلی کے منہ سے آمد و رفت لوگوں کی  
ہوتی ہے۔ اس ہوٹل کے چاروں طرف پانی بھی ہے  
جس سے ہوٹل حقیقاً ایک بڑی پھیلی نظر آتی ہے۔  
کالیفورنیا میں ایک ہوٹل شیر کی صورت کا ہے  
اور کھانا اس کے سر پر بیٹھ کر کھایا جاتا ہے، جہاں ۵۰  
آدمی سما سکتے ہیں۔

کینا ڈا میں بر فاری کے یام میں برف کے ہوٹل  
طیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک رات سے زیادہ قیام  
ممکن نہیں ہوتا۔

فرانس کے ایک شہر میں ہوٹل بنایا گیا تھا جس کا نام ”  
متوسط کا ہوٹل“ رکھا گیا تھا، اس میں جدید تہذیب تمدن کی کوئی  
چیز نہ تھی، حتیٰ کہ ٹیلی فون اور برقی روشنی بھی نہ تھی، لہذا کھانا بھی  
اسی زمانہ کا پیش کیا جاتا تھا اور تمام ایسا اسی عہد کا تھا جیسا کہ  
(نکاح)

انسانی جسم کی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے اگر کٹوفو  
نہایت زور کے ساتھ اس امر کی سفارش کرتے ہیں کہ  
زمین کی مقناطیسی موجوں کو استعمال کیا جائے تمام  
مکانات یا تو شمال روپہ موجوں سے چاہئیں یا جنوب روپہ  
تاکہ طولاً جو لوہے کی سلاخیں لگی ہوں وہ ارضی موجوں  
برق کو مکینوں تک پہنچا سکیں اور اس طرح وہ ہمیشہ  
ان حیات آور لہروں میں مصروف رہیں۔

رات کو سوتے وقت تمام لیٹنگ شمالاً اور جنوباً  
بچھانے چاہئیں تاکہ سہالت خواب موجیں سوتے والوں کے  
جسموں پر اچھی طرح کھیل سکیں چنانچہ دن میں جب کہ لوگ  
آمد و رفت میں مصروف ہیں اس وقت بھی جوتوں کے اندر  
جو لوہے کی کیلیں وغیرہ لگی ہوتی ہیں وہ ان موجوں کو  
اپنی واسطت سے دیکھ لیکر چلنے پھرنے والوں کے  
جسم میں منتقل کرتی رہتی ہیں فقط

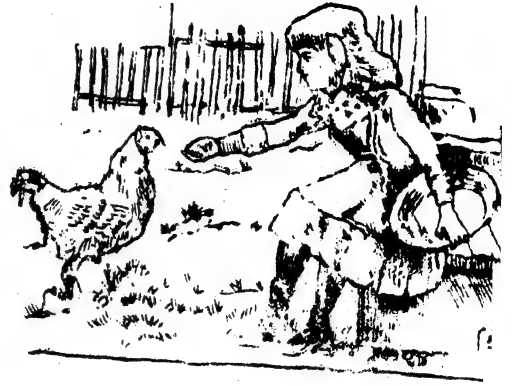
(ماخذ)

سید حمید الدین احمد (رعنا)

## کیا آپ کو معلوم ہے کہ

برف بنانا اس طرح بھی ممکن ہے کہ کسی باریک کانچ  
کے شیشے میں پانی بھر کر اس پر دلی پیسٹ دیا جائے  
اور دلی متواتر اس پر سے تر کھا جائے۔

فرانس کے آدمیوں نے عہد کیا کہ وہ ۴۴ گھنٹہ تک  
میں بلیا ڈھکیں گے



## مرغوبی پرورش

پوستہ

اور مرغوبی مرغیوں کے ساتھ ہم ایک مرغ کا جوڑا لگانا چاہتے ہیں۔ بسہولت لگا سکتے ہیں۔ اس طرح وقت اور جگہ دونوں کا صرف بھی کم ہوگا۔ ایک مرغ کا ایک ہی مرغی سے جوڑا لگانا پس لینے کا علم بھی کے مطابق صحیح طریقہ ہے۔ کیوں کہ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس کے ہکو ہر چوزے کے اصلی ماں باپ کے اصلی قومیت اور ان کے حقیقی فطرتی خاصیت کا یقین ہوتا ہے اور چوزہ کی خاصیت اور علامات پر غور کرتے رہنے سے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ اس امر کے کہنے پر قادر ہو جائینگے کہ والدین میں سے بچوں میں کس کے اثرات بچوں کی فطرتی خاصیتوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ متعلقہ جانوروں کے ذخیرہ میں بھی یہ عمل جوڑے لگا کر رکھا جاسکتا ہے اور جو اون کے تشخیص ولایت میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی ہے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ انڈوں پر ہر مرغی کا لفظ

کیا جاوے۔ اور انکو اس طرح بٹھایا جائے کہ جب بچہ نکلے تو اوس پر ایک نشان کیا جائے جس سے اوس ماں باپ کا تشخیص یقین ہو سکے۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے کہ بچے کی ولایت کا یقین تشخیص پر یہ یقین کے ساتھ کوئی شخص کر سکتا ہے۔ بعض خوبصورتی پسند لوگوں کی خیال میں یہ عمل بالکل غیر ضروری تھا اور بچہ نکالنا پیدا کرنا بھلا نہ ہو نہایت ہی خدشہ کا معلوم ہوتا ہے لیکن جو شخص کہ واقعی خوشنمائی پسند ہیں اور اپنے دماغ کی اور اپنے ہاتھوں کو کام لانا چاہتے ہیں یہ کام ادب کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ وہ خوب سمجھتا ہے کہ یہی راہ ہمواری طرح سے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں یہ امور پر ورش کی پرانے طرز عمل کے ذریعہ سے حاصل کرنا ناممکن ہے بعض اوسیدہ رخشی میں گرفتار ہیں جو کچھ جانور و گی خوشنمائی سے اون کو محال ہو جاتے ہے اور صاحب فہم میں وہ علم طبع کے مطابق طرز عمل کو یہ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں کہ اس میں حسب مرضی فرحت و امتیاز کی حالت موجود ہے اور نیز اعضا جسمانی زرخش کا تحریکات و مائع کا عمدہ ذریعہ ہے یہ پرانی بڑھاپا دینا اپنے راز و نکو بہ آسانی ظاہر نہیں کرتی ہے اور جبکہ ہم ایسے مختلف اور متعدد اثرات کی حد تک پہنچتے ہیں جو ہماری خوبصورت مرغوبی کو شش پر ورش کے نتائج کو زور و شعل و صورت سے آراستہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جہاں تک ممکن ہو ہم اس قابل ہونا چاہئے کہ ہم ان اثرات کو محدود کر لیں اور اوس میں اپنے قبضہ و اختیار میں رکھیں اور انکو اپنے اختیار

میں رکھنے کا طریقہ یا تدبیر بھی حکم ایک بڑی حد تک بجا رہت ہے  
بڑی ترقی کا کامل یقین دلانی والی ہوگی۔

نرجانور کی حیثیت سی اپنے بچوں کی خاصیت کو اپنے  
اثرات سے اسلئے متاثر کرنا چاہئے کہ اس کا خون ہر نہی کی  
رگ جان میں پیدا ہوئے متاثر کرنا اس لئے اہم اور ضروری  
ہے کہ جس مضمک کی خاصیت ہم اپنے جانور میں پیدا کرنیکی کوشش  
کرتے ہیں اس نرجانور میں بالذات اور نیز اس کے باپ  
دادا کی خون کے ذریعہ سے موجود ہیں مختلف جانور و انکی  
مختلف تولیدی قوتیں اس قدر ہیں کہ کسی شخص کے واسطے  
اگر کوئی معقولہ طریقہ ہو سکتا ہے تو یہی ہے کہ اپنے ہی جانور کی  
نسب کو ترقی دے اور نیا خون نہایت خوشناری سے  
ایسے جانور کا جس سے مثل اپنے جانوروں کے پرورش  
پائی ہو اپنے جانوروں میں شریک کرے اس طرح  
اثرات منفیہ کا خوف گہٹ کر بہت ہی کم درجہ پر آجائیکا  
جو شخص جس وضع اور رنگ کے جانور پہلے انتخاب کر لیا  
جائے اور اوپر مستقل ہونا چاہئے۔ اس وقت بلاشبہ  
یقین کیا جاسکتا ہے کہ اپنے انتخاب کے ٹیسل مداح کے  
مطالب کو بخوبی کر سکتا ہے اور تا حد امکان اپنی خواہش  
جز صفات سے منصف جانور پیدا کر سکتا ہے بہت سے  
خوشناری پسندوں کے احاطہ مرغمانہ میں مختلف وضع  
اور مختلف رنگ کے جانور بغیر کسی انتظام کے نظر آتے ہیں  
مگر یہ طریق مقررہ طریق کے موافق جیسا کہ ہونا چاہئے  
نہیں ہے جسکی طرف ہم کوشش و تکیہ دیتے ہیں۔

خوشنما مرغیوں کی پرورش روز بروز ہمارے بہترین

پرورش کنندوں کے زیر توجہ ہونی چاہی ہے اونکی  
کوشش ایسے جملہ امور کے علم حاصل کرنے کی طرف ہو رہی ہے  
جو اس سوال کے مفید اثرات سے متعلق ہیں کہ ہم پرورش  
کے کاموں سے بہترین نتائج کیوں کر حاصل کر سکتے ہیں  
اگر یہ اثرات پورے اختیار میں نہ آئیں تو ایک معینہ حد  
کا میاہی ناممکن ہے اور محدود خاصیت سے زیادہ ہم اپنے  
جانوروں کو پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن ادن اثرات کے  
ساتھ جو پورے اختیار میں آگئے ہیں گوصاحبوں کا  
خوشنما پسند کے ذاتی کوشش اور اس کی توجہ پر منحصر ہے  
چو ادن اثرات کی طرف مبدول کی گئی ہے اگر کوئی شخص  
سمجھتا ہے کہ یہ علم طبعیات (سائنس) ہے اور خیال کرتا ہے  
کہ کوئی جزا اس کے کوشش کے باہر نہیں ہے تو یقیناً وہ  
اس درجہ تک کامیابی ہوگی کہ جو کچھ وقت اور توجہ  
اس نے مقصود اصلی کی طرف کی ہے کامل معاونہ مل جائیگا  
کوئی شخص بیکار ادن سے کچھ نفع حاصل نہیں کر سکتا اور  
جو چیز قیمتی ہے اسکی حفاظت کے واسطے کوشش بھی ضروری  
ہے اور یہ اصول مرغیوں کی تجارت کے واسطے اس طرح  
صحیح ہے جس طرح دوسرے امور کے واسطے ہے جو شخص  
اعلیٰ خاصیت اور صفت کے جانور پیدا کرنا چاہتا ہے  
اسکو علم طبعیات (سائنس) بھی حاصل کرنے کی خواہش  
کرنی چاہئے کیونکہ علم ہیات اونکو وہ علم دیتا ہے  
جس کے ذریعہ سے اسے حسب خواہش جانور پیدا کر سکی  
قابلیت حاصل ہو جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)





# ادبیات

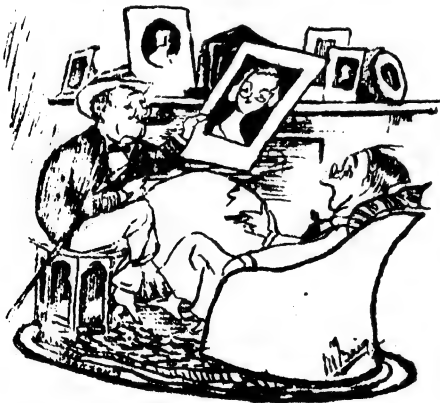


# سماں تفریح

مارے مارے پھرے کسی کنارہ کی شکل نہ نظر آئی۔  
ایک دن ایک صاحب نے غل جپایا۔ ”وہ کنارہ سا مٹھے“  
سب اس طرف دیکھنے لگے کنارہ کا کہیں نام و نشان نہ آیا  
ایک ملاح نے ان صاحب سے پوچھا۔ حضرت آپ کنارہ  
کس کو کہہ رہے ہیں؟

”یہ صاحب دیکھو سامنے کیا نظر آ رہا ہے“  
ملاح وہ توافق ہے“

یہ صاحب اچھا افتخار ہی سہی۔ چلو وہیں اتر جائیگے  
اس طرح سمندر میں مارے مارے پھرنے سے تو بہتر ہوگا۔  
ماسٹر۔ لڑکوں کی بات سن سکتے ہو کہ سلطنت برطانیہ پر سورج  
غروب کیوں نہیں ہوتا۔ ایک لڑکا۔ جی ہاں اسلئے غروب نہیں  
ہوتا کہ معلوم نہیں یہ لوگ اندھیر میں کچھ اور اندھیر نہ کر سکتے



یہ بہت ہی بیوی کی تصویر ہے؟  
”ہاں“  
تو پھر انہیں بہت مالدار ہونا چاہئے“

انگلستان کے ایک مشہور گول کیپر کو ایک شخص رسر  
میں ملا۔ اور کہا۔ ”کہو یار۔ اچھی طرح تو ہو بہت دن میں  
لہنا ہوا۔ بچا را گول کیپر بہت پریشان ہوا۔ مان نہ مان  
میں تیرا جہان۔ کبھی ان صاحب کی شکل نہ دیکھی تھی اس پر  
یہ بے تکلفی دیکھ کر اس نے کہا۔

”خواب والا کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔  
”اجنبی۔ ہرگز نہیں تمہارا نام براؤن ہی ہے نا۔

گول کیپر جی ہاں  
اجنبی۔ گزشتہ سال تم ہی ائر لنڈز کے فٹ بال  
میچ میں انگلستان والوں کی طرف سے گول کیپر تھے  
گول کیپر جی ہاں۔

اجنبی۔ تم کو یاد ہے کہ جان نے گول کے قریب آکر  
بہت زور سے شوٹ کیا تھا اور تمہاری لگ سے  
گیند پوسٹ سے ٹکرا کر جال کے چھپے آڑی تھی  
گول کیپر جی ہاں۔

اجنبی یار اب بھی مجھ کو نہیں پہچانا۔  
گول کیپر جی نہیں۔  
اجنبی جی میں نے ہی تو گیند اڑھا کر میدان میں  
واپس بھینکی تھی۔ کہو اب تو پہچان گئے نا۔

بیچ سمندر میں جہاز ڈوبا۔ کچھ بچارے آفت کے مارے  
ایک کشتی میں سوار ہو کر اس دریا کے کنارے کی روڈ

ایک شرابی نشے کی تزنگ میں فرمانے لگے۔ اگر آپ کو واقعی افسوس ہے تو ہم آپ کو معاف کرتے ہیں۔

ایک ہوٹل کا ڈریسٹ سٹ تھا۔ ایک صاحب کھانا کھاتے کھاتے تنگ گئے۔ لیکن کھانا نہ آنا تھا نہ لایا جا رہا تھا۔

دیکھو جی ہمارے لئے ہتھوڑا لاؤ۔ اور کبھی کبھی بڑے خطاط اطلاع دیتے رہو۔ کہ اسکے تیار ہونے میں کتنی دیر ہے۔ ایک صاحب فخریہ بیان کر رہے تھے کہ ترقی اسکو کہتے ہیں جوینے کی ہے۔ جب میں اس شہر میں آیا تو میری جیب میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اب دیکھو کہ میں لکھتی ہو گیا ہوں دوسرے صاحب نے بل کر کہا جیب میں ایک ہی روپیہ تھا تو کیا ہوا۔ خدا دوسرے کی جیبوں اور جیبوں کے ہاتھوں کھلا مت رکھے۔

موقعہ امتحان لمبا بت کا مکرمہ محقق ڈاکٹر اگر ایسا مفید کے علاج کیلئے نکلوا لایا جائے تو مریض کے پاس جا کر سب سے پہلے تم کیا کر دو گے۔

طالب علم (سوچ کر) سب سے پہلے سب سے پہلے میں ڈاکٹر گھبراؤ نہیں بگھبراؤ نہیں۔ ہاں۔ ہاں۔ کہو کہو سب سے پہلے میں۔

طالب علم سب سے پہلے میں ہاں مشورہ کے لئے جناب کو طلب کر دوں گا۔

نتیجہ امتحان۔ کامیاب بدرجہ اعلیٰ

چادر گھاٹ کے پل سے جب میں گزرتا۔ ایک بڑھے فقیر کو ایک پیسہ دیا کرتا۔ اس راستہ حرم القیام روز ہی گزرتا ہوتا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مہینہ سوا مہینہ مرا اور صبر جانا نہیں ہوا ایک روز جو پھر او دھڑ سے نکلا تو فقیر نے آواز لگائی۔ میں نے اس خیال سے کہ بہت دنوں سے اسکو کچھ نہیں دیا ہے ایک کتنی اسکے حوالہ کی فقیر نے لیکر کہا

سرکار ابھی میرے ساڑھے چھ آنے آپ کے ذمہ اور میں وہ کب دیکھنے لگا۔



ایک لڑکا (دوسرے سے) اس کباب میں بہت کم گوشت معلوم ہوتا ہے کیوں؟

ایک پادری صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ انکے عقیدے شراب میں دھت چلتے ہیں۔ انکو سخت سچ ہوا کہنے لگے مجھے افسوس ہے۔ مجھے سخت افسوس ہے۔ ایکن سے

آن۔ میں شعر شاعری کی خوبیاں بھی نہیں جانتی۔ بہنی  
مشاغل میں کوسوں دور ہوں۔

فلا۔ تو کیا ہرج ہے۔ مجھے تم سے ابھی ایک ضروری راز کی  
بات بھی کہنی ہے۔

ستر۔ علوم میں کوئی بات نہیں کہ تمہارا دل لگے نہیں تو  
یہ جاننے کی دہن ہے کہ کس طرح دلوں کو لہجایا جاوے۔  
آن۔ نہ مجھے اس کی فکر ہے۔ میری خواہش  
ہی ہے۔

بل۔ اے ہے! اس وقت تو نوزائیدہ بچے کا خیال پچا  
فلا۔ چھو کرے حلدی سے کریاں لا۔ (چھو کر کرے)  
سمیت گر پڑا ہے! یہ لونڈا کیسا بے ڈھنگا۔ جب  
ایک دفعہ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ مرکز ثقل کے لحاظ سے  
اپنا چھو کر کیونکر سنبھال چاہے تو میسر گر پڑا کیا منہ!  
بل۔ ارے بیوقوف۔ ایسے گرنے کی وجہ بھی تجھے سمجھی  
تو اس لئے زمین پر آ رہا ہے کہ تو اس اٹل نقطے سے  
جیسے ہم مرکز ثقل کہتے ہیں ہٹ گیا تھا۔

لے پین۔ ہاں میم صاحب جب زمین پر آ رہا تو مجھے  
بکھایا دیا۔  
فلا۔ بے ڈھنگا کہیں کا۔

ستر۔ کیا ہی اچھا ہوا کہ یہ شیشہ کا نہ تھا۔  
ار۔ ہائے۔ وہی حاضر جوابی۔

بل۔ کبھی چوکتی ہی نہیں خزانہ میں کمی ہی نہیں۔  
فلا۔ اب اپنی صفات کا دسترخوان چنئے۔

ستر۔ بھلا ایک رکابی صرف آٹھ مصرعہ والی ہے۔

ایسی کہاں کہ آپ لوگوں کی اس زبردست اشتہاک  
آگ بجھا سکے۔ میں سوچتا ہوں کہ اس قطعہ کیا ایک  
نظم (مہنت بیٹی) کی چاٹ بھی مل جائے تو کچھ تو آپ  
لوگوں کا حلقہ بھینگا۔ ہاں اس نظم کو ایک شہزادی  
نے۔ میں نام نہ لوں گا۔ نفیس فرمایا اس میں شروع  
سے آخر تک آپ ظرافت کا تنک مرعہ پائیگی۔ ار۔  
اس کو ابھی خاصی نظم بصورت فرمائیں گی  
ار۔ مجھے اس میں شک نہیں۔

فلا۔ بس اب نا ڈالئے  
بل (وہ پڑھنا چاہتا ہے یہ بیچ میں ٹپک پڑتی ہے)  
میرا دل سننے سے پہلے ہی خوشی کے مارے شعر بھر رہا ہے  
مجھے شاعری سے عشق ہے۔ خصوصاً ایسے کلام پر رومتی  
ہوں جس میں عاشقانہ رنگ اور معاملہ مندی ہو۔  
فلا۔ اگر تم یونہی بولتی رہیں تو پھر یہ اشعار پڑھ چکے  
ستر۔ نظم۔  
بل۔ اے ہے۔ میری پیاری بھتیجی۔ خاموش۔

ستر۔ نظم شہزادی یورانی کے بخار پر۔  
گن فید میں تھی تمہاری وہ بیدار مغزی  
لیا جو ستر تکھوں پہ اسکو لہذا شان شوکت  
رکھا ہماں پٹن میں بھیدیش و عتر  
جو دشمن تمہارا ستم یہ کہ دشمن بھی جانی  
بل۔ ہائے! کیا ہی نفیس آغاز ہے۔

ار۔ کیا ہی حسین طرز ہے۔  
فلا۔ ایک انہیں کے اشعار میں سہل مستنح کا کلام

پانی ہوں۔ اور میرا آمد تو دیکھو۔

ار۔ نگن نیند میں تھی وہ بیدار مغزی دار کے قابل ہے  
بل۔ رکھا مہمان اپنے تن میں۔ کیا کہوں مجھے کیا لطف  
دے رہا ہے۔

فلا۔ لہبدا نشان و شوکت۔ لہبدا عیش و عشرت میں تو  
ان الفاظ پر لوش ہو یہ آپس میں کس خوبی سے گہل مل  
سگئے ہیں۔

بل۔ آگے تو سنئے۔ کان مشتاق ہیں۔

تر۔ نگن نیند میں تھی تمہاری وہ بیدار مغزی  
لیا جو سزا کہوں پہ اسکو لہبدا نشان و شوکت  
رکھا مہمان اپنے تن میں لہبدا عیش و عشرت  
جو دشمن تمہارا ستم یہ کہ دشمن بھی جانی  
ار۔ نگن نیند میں تھی وہ بیدار مغزی

بل۔ رکھا مہمان اپنے تن میں۔  
فلا۔ لہبدا نشان و شوکت۔ لہبدا عیش و عشرت

تر۔ کوئی کچھ کہے میں کہوں گا کھا لو اس افنی  
کو انمول پاکیزہ نازک بدن سے بھلت  
ہے محسن کشی بے وفائی۔ اسکی بھلت  
نہ چڑ جائیں اسے ہیں جان کے ہی تمہاری

بل۔ خدا کے لئے غم نہ کر مجھے ذرا سانس لے لینے دیجئے  
ار۔ براہ کرم لطف اٹھانے کی مہلت تو دیجئے۔

فلا۔ ان اشعار کو سنکر ایسا معلوم دیتا ہے کہ روح  
کی شریک ہیں۔ ایک حقیر حقیر آقا احساس ہے کہ وہ گریا  
ہیں وہی کیفیت سمجھو جو غشی سے کچھ پہلے چھا  
جاتی ہے۔

ار۔ کوئی کچھ کہے میں کہوں گا کھا لو اس افنی۔

کو انمول پاکیزہ نازک بدن سے بھلت

انمول پاکیزہ نازک بدن کس حسن سے ادا کیا گیا ہے

ایک ایک لفظ سے طباعی اور قادر الکلامی ٹپکی پڑتی ہے

فلا۔ کوئی کچھ کہے میں کہوں گا۔ کس قدر قابل تعریف

ذوق کا پتہ دیتا ہے۔ میری رائے میں یہ فقرہ انمول

ار۔ میں بھی اسی کوئی کچھ کہے پر غش ہوں

بل۔ مجھے بھی آپ سے اتفاق ہے۔ کوئی کچھ کہے کیا چھا

تلا بیٹھا ہے۔

ار۔ کاش یہ فقرہ میری قلم سے نکلتا۔

بل۔ یہ فقرہ ایک پوری نظم ہے۔

فلا۔ مگر کیا تم لوگوں کو اسکی نفیس مطالب کی وہ پرچھایا

بھی سمجھائی دے رہی ہیں جو میرے پیش نظر ہیں اور

جن کی میں داد دے رہی ہوں؟

بل۔ ار۔ ہائے کیا چیز کہی ہے۔

فلا۔ کوئی کچھ کہے میں کہوں گا۔

کہتے ہیں اگر لوگ بخار کے جانب دار بھی ہو جائیں

تو انکی یہودہ کو اس پر نہ جانا۔

کوئی کچھ کہے میں کہوں گا۔

ہائے۔ کوئی کچھ کہے۔ ہاں کوئی کچھ کہے۔

ہاں کوئی کچھ کہے میں بہت سے معنی ہیں جو پہلی نظر میں

سمجھ میں نہیں آئے کسی کو مجھ سے اتفاق ہو یا نہ ہو

مجھے تو ان الفاظ میں لاکھوں ہی معنی دکھائی دیتے ہیں

جو بادی النظر میں ظاہر نہیں ہوتے۔

فلا۔ مگر تم نے موسو جب یہ الفاظ لکھنے کوئی کچھ کہے تو کیا تم نے بھی اس کے پورے زور اور وسعت کو محسوس کیا تھا تمہارے ذہن میں وہ تمام باتیں مستحضر تھیں جو ہمارے دماغ میں اس فقرے سے پیدا ہوتی ہیں اور کیا یہ تمہارا ارادی فعل تھا کہ اس فقرہ میں مننے کوٹ کوٹ کر بھر دیے جائیں؟

تر۔ ہاں۔ ہاں۔

آر۔ میرے دل میں تو یہ الفاظ محسوس کشتی بے وفائی سدا اسکی خصلت چھانکے ہیں۔ احسان فراموش قابل نفرت بخاران کے ساتھ ہی برا سلوک کرتا ہے جو اسے پناہ دیتے ہیں۔

فلا۔ مختصر یہ چار چار مصعوں والے ٹکڑے دو ٹوکے دونوں خوب ہیں۔ خدا کے لئے دونوں مثلث جلد لپکتا اور براہ کرم، کوئی کچھ کہے، کو ذرا دوبارہ ارشاد فرما تر۔ کوئی کچھ کہے میں کہوں گا سنا لو اس انھی۔

فلا۔ آر۔ بل۔ ہائے کوئی کچھ کہے۔

تر۔ کو انمول پاکیزہ نازک بدن سے بے عجلت۔

فلا۔ آر۔ بل۔ انمول پاکیزہ نازک بدن۔۔۔۔۔

تر۔ ہے محسوس کشتی بے وفائی سدا اسکی خصلت۔

فلا۔ آر اور بل۔ بخارا کی محسوس کشتی، خوب۔

تر۔ نہ پڑ جائیں لالے کہیں جان کے بھی تمہاری۔

فلا۔ نہ پڑ جائیں لالے واہ۔

آر اور بل۔ سبحان اللہ۔

تر۔ تمہارے نہ رتہ کا اسکو ذرا دھیان آ گیا پایا خون اس نے تمہارے لہو کا تھا پایا فلا اور بل۔ واہ قلم توڑے۔

تر۔ یہ ڈر ہے کہیں جان پر داؤ چل جائے اس کا نہانے کو حمام میں اپ کے تم پیسے کھو کہاں کی مروت جھپٹ اس کی گردن پکڑ لو۔ اور اپنے ہی ہاتھوں اسے حوض میں مٹی بورد

فلا۔ ہائے۔ غضب کر دیا۔ تڑپا دیا۔

بل۔ ہم پر غشی سی طاری ہو گئی ہے۔

آر۔ جان ہے کہ وجد کر رہی ہے اعجاز ہے اعجاز۔

فلا۔ میرے تو سر سے لیکر پیر تک طرح طرح کی سناں سی دوڑ رہی ہیں۔

آر۔ نہانے کو حمام میں اکے تم پیر کھو۔

بل۔ کہاں کی مروت؟ جھپٹ اس کی گردن پکڑ لو۔

فلا۔ اور اپنے ہی ہاتھوں اسے حوض میں یوں ڈبو دو

اپنے ہی ہاتھوں سے واہ۔ واہ۔

آر۔ تمہارے کلام کا ہر مصرع بڑھا چڑھا ہوتا ہے

اور اس میں نئی نئی دلفریبیاں ہوتی ہیں۔

بل۔ ہر لفظ کہیں سے لے لو وہ جس لالے کو کانی ہے

فلا۔ ہر لفظ ہر بات سے لطافت ہے کہ ٹپکی پڑتی ہے

آر۔ جو اشارہ جو کنایہ ہے پھولوں کی طرح خوش رنگ

تر۔ تو آپ کے جمال میں یہ ساٹ (ہفت بیٹی)

فلا۔ لاجواب۔ جدت بھری۔ نئی چیز ہے کلام کا

اس قدر نفیس بات تک میری نظر سے نہیں گزرا۔

فلا۔ سوائے ان کے اور کس کے کلام میں یہ نفاست اور  
ذوق صحیح ہو سکتا ہے۔

بل۔ کہو نہ رنگ کو سدا بہار  
روپہ کے خون کی سب بہار

بہار زخمی ہے۔ بھیڑیہ داکہ کیا بات پیدا کی ہے  
سدا بہار کا شوخ سرخ رنگ ہوتا ہے اور روپہ کے خون  
کی ہے سب بہار کیا کہنے۔

فلا۔ کچھ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جان پہچان  
پیلے ہی میرا دل مہار کی سحر بانی کا قائل تھا۔ مہار  
طرفدار تھی۔ میں مہار کی نظم اور نثر دونوں کی دلدادہ  
تھی۔ اگر آپ اپنی بھی کوئی چیز کہو سنائیں تو یقیناً  
ہیں بھی داد دینے کا موقع ملے گا۔

فلا۔ میں نے شاعری میں تو قدم نہیں رکھا ہے البتہ  
مجھے امید ہے کہ غنقریب آپ کو محرم راز بنا کر اپنی  
اکاڈمی والی اسکیم کے آٹھ باب سناوانگی لفظوں  
اپنی کتاب جمہوریت میں اس مضمون کے نفاذ حاشیہ  
کو چھرا اور چھڑ دیا۔

لیکن میں اس خیال کو پوری طرح پھیلاری ہو  
میں نے کاغذ پر اور نثر میں اس کا پورا خاکا تو بنایا  
لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے لوگوں کی اس بے انصافی  
پرچہ ہمارے عقل اور ذہانت کے ساتھ برتی جاتی ہے  
بہت ہی غصہ آتا ہے میں اپنی صنف پر سے یہ تہان  
اڑھاکر ہی جھوڑ لگی۔

(باقی آئندہ)

بل۔ ہائیں۔ آرت اہم ہمارے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا  
مہار کی چپ پیاری مہر بھی کس قدر بد نما ہے۔

آن۔ اس دنیا میں ہر ایک کی طبیعت اور اس کو کام  
جدید ہے جس میں طباعتی اور ذوق شاعری نہ ہو وہ  
کہان سے پیدا کر لے۔

تر۔ شاید میرے کلام سے تم آکا جانی ہو۔

آن۔ ہرگز نہیں۔ میں سنی ہی نہیں۔

فلا۔ اے ہے۔ اب اپنا قلعہ بند ہے۔

تر۔ ایک گاڑی پر جس کو رنگ سدا بہار کا تھا اور معجب  
کی ایک شناسا خانوں کو دی گئی تھی۔

فلا۔ ان کے عنوان تو فاسطہ ہوں یہ بھی جدت سے نکالی  
ار۔ ان کا انوکھا پن پہلے ہی سے پتہ دیتا ہے کہ نظم میں  
۳۲ کیا کیا طباعتی بھیلیاں بھری ہوں گی

تر۔ نہ عشق کو فقط تھی دل سے لاگ۔

بل۔ ار۔ اور فلا۔ واہ۔ واہ۔

تر۔ گائی جاؤ گاؤ بھی آگے

وہ خوش نامن وہ نظم نام

نصیر قہری طبعانی تمام

وہ میری نورانی صبح و نام

نظمی ہے۔ ہے دو روز نام

فلا۔ کیا خوب ذور بانی۔ معلومات کی وقعت تو دیکھئے۔

بل۔ کیا نصیر کا یہ ہے۔ جواب نہیں رکھتا۔

تر۔ کہو نہ رنگ کو سدا بہار

روپہ کے خون کی ہے سب بہار

ار۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ کقدر نے خیال ہے کس کو

وقع تھی کہ یہ بات نکالی ہوگی۔



# حصہ نظر

مولوی عیدیم اکمن حبیب علیہم لکھنوی  
وہ لاغریوں جو ہوسوئے گیسوئے بیاں بھگو  
انچہ کرنا درامن خود چھائیں بیڑیاں بھگو  
میری یاد اور دیکھیں یہ بار کہاں بھگو  
دیا کرتی ہیں دھوکا اکے پیہم چکیاں بھگو  
دفا کی داد چاہو نکھا خدا سے میں سرخسہ  
نہ ہونا پیش دور دیکھ کر تم بدگساں بھگو  
کھد میں بھی نہ دیکھی کوئی اطمینان کی صورت  
ہوا اس سرزمین پر بھی گمان آسمان بھگو  
لئے جانا ہے پھر جوش جنوں زنداں صحر کو  
کریں کچھ دستگیری کولیں اب بیڑیاں بھگو  
یہ ہی تسکین دیتی ہے اسی سے دل بندتا ہر  
بہت مرغوب جن و عشق کی ہے داتا بھگو  
کیا ہے کس جو انگریز سے طے میدان ہستی کو  
وہ دیکھیں جو ابھی تک کد رہے تھے ناتواں بھگو  
علیہم اگر سیر جسکو لوگ کہتے ہیں مانیں  
وہی درکار ہے تھوڑی سی لاکھ کتاں بھگو

جناب سلطان احمد صاحب واقف شاگرد خاں ہیں  
کدھر جاتی ہے کشی کس طرف ہے راہ سال کی  
مسافر ہیں حقیقت کچھ نہیں معلوم منزل کی  
بھی دل تھا خوشی سے کہتے بار غم اٹھاتا تھا  
نظر کا عیلاج دلیکا طاقت مرے دل کی

محبت کا ہے جادو شیشے دل اس طرح ٹٹا  
ٹی میں نہیں تصویریں پر اک انداز قاتل کی  
ازل سے شادی و غم ساتھ آئے نرم عالم کی  
رہینگے ساتھ آزادی کے فنا میں سلال کی  
یہ تربت ہے کہ جنت شمع ہے بھولوں کی چادر  
بہاریں لوشنہ والے ہیں کوئے قاتل کی

کیسے نام سے دل بقتاری میں تھپتا  
جوانی اور لگی صحبت یا راگین واقف  
مولوی سید کاظم علیہ صاحب شوکت بلگرامی مرحوم  
کئے وقت کو تاج کیا دروہا ہے  
گزرنی ہے کیا غنچہ گل شبنم  
زمانے کے ہاتھوں وہ بال ہوگا  
نہ سہو در جس دیکھیں وہ کیا  
محبت کا انجام کیا پوچھتے ہو  
خدا جانے یہ آگ پہنچے کہاں تک  
لگے ل دیکھوں سے تیغ قاتل

نہیں جب اوہنیں پاس الفت کا شوکت  
محبت میں تو جان کیوں کھو رہا ہے

جناب سید نبی اکمن صاحب خیف لکھنوی  
دور پردہ اگر ہو غفلت کا  
داغ دل کام آگیا آخر  
تیری زبا پر غرض ہے البتہ  
منکشف راز ہر حقیقت کا  
بنگیا یہ حبسِ رعب تربت کا  
تو ہے طالب خدا سے جنت کا

وہ مجھے قتل کیوں نہیں کرتے کیا مقرر ہے دن شہادت کا  
ہم تو تالے بھی کر نہیں سکتے پاس ہے یار کی نزاکت کا  
نالہ دل سے خوف ہے مجھ کو ہونہا بستر نظام قدرت کا  
دن لکھنا کتنا خفیف مشکل سے

رات بھٹا سامنا قیامت کا

مولوی سید امیر علی صاحب سلیم ملگاری بی اے پیر طریقا  
صحبتیں اب وہ لگی یار کہاں وہ خزاں اور فہار کہاں  
ہم میں انکلا سا حال ہی زبا طاق سیر لالہ زار کہاں  
اب کسی روز ابر کی پروا اب شب مرہ کا انتظار کہاں  
دوق منیا لالہ نام کسے ہنگو اب طاق شمار کہاں  
وہ تو گھال تری مٹر کا ہوا اب میں دل پہ اختیار کہاں  
کھو کے انسان کس طرح سیکھے اب میں تیرا اعتبار کہاں  
پوچھتے کیا ہو راہ چلتو تیرے شیدا کا ہے مزار کہاں  
بعد میرے وہ پوچھتے ہیں مجھے

اب سلیم جگر ونگار کہاں

جناب موتی نعل سین صاحب فیض

یہ بتاؤں کیا تجھے ہمیشہ کد فراق یار کیل نہیں  
مجھے اپنی خودی خبر نہیں وہ نکلت لگی حد نہیں  
تری ذات ہے وہ سچ دم کہ ہزاروں مرد جلاؤں  
جو فنا ہوا ترے عشق میں وہ کھلا رہا بنگا نہیں  
مجھے برباد جو چھوڑی ہے تو آئندہ خزاں تو کیوں  
ابھی دھڑکی بھی کچھ نہیں کہیں میں اکھلا نہیں  
ترسے دھڑکیں کیوں جیوں غم عمر میرے شریک ہے  
جو قصا ہی مجھے میری کھینچے تو قصا ہے اپنی خفا نہیں

ہو حبیب ظالمی دوسرے تمہیں یا محمد مصطفیٰ  
مجھے کم شرف ہے یہ کیا بھلا کہ ہتھار کا لگا لکھ نہیں  
مرد کی پوچھو نہ کیفیت جو گدڑ رہی بتاؤں  
کشیخ ناز کی بزم ہے ہو میں مدین کہ حد نہیں  
نہ بدن میں وح کو میں ہے نہ سکون قید نہیں  
جو یہی ہے جوش جنوں مروت و فتنے چاہے نہیں  
مجھے ہلے کوئی رولا کیوں میرے لکھ کوئی اکھا نہیں  
خود ہی دفع گر لپو فتن میں کہ اسیر رام لا نہیں

میں

(جناب محمد فضل الرحمن صاحب بی اے آرز)

میں ساغر دوران ہوں، میں بادۂ عرفان ہوں  
در پردہ ہوں، بھریاں ہوں، میں جم ہو چلا ہوں  
میں قطرۂ عافیت ہوں، میں بحر ہوں بے پایاں  
میں ذرۂ لے ماہ میں مہر درخشاں ہوں  
میں ادج ہوں، میں لہنی، میں تہی، میں ہستی  
میں دور شب خلعت، میں نور چراغاں ہوں  
میں جلوہ، میں آئینہ میں شاہ میر سیمیا  
اور اپنے نظامے کو میں دیدہ حیران ہوں  
بد باطن و بد طینت میرے نیک سرشت آیا  
میں آتش آسہر میں، میں پر تو تیز داں ہوں  
میں آپ سزا اپنی میں آپ جزا اپنی  
میں آتش سوزان ہوں میں روضہ رضوان ہوں  
منی میں ملا دے تو برباد رہے چرخ  
جھکتے تھے فلک آگے جس کے میں وہ انسان ہوں  
آدرا یہ رحمت آ، ایسا نہ ہو مل جاؤں  
یہ بزم چراغان ہے، میں کو دک ناداں ہوں

## سراب مغرب

امرداد و شہر ۱۳۳۵

مخفیہ کہ خیالات کی حد تک تو میں آلودہ دامن  
ہو گیا تھا۔ میں اس کلام تباہ ہو رہا تھا۔ مگر ابھی تک دست درازی  
کا جوش اتنا متلاطم ہوا تھا کہ اپنے ساتھ کسی اور ہی کو لے  
ڈوبوں۔

ابھی تذبذب کے زمانے میں میرے بھائی کے  
ایک دوست نے، جو طالع علم اور نگینے لوجوان جسے عام  
اصطلاح میں زندہ دل (یعنی اپنا بد معاش کہتے ہیں)  
اور جن بزرگ نے ہمیں شراب اور جوئے کا چکھ بھی لگایا  
تھا، ایک رات مے نوشی کے بعد وہاں بھی چلنے کی سمجھائی  
اور ہم پہنچے پشتونک میر بھائی بھی معصوم تھا، اور اسی  
رات کو وہ بھی سنگسار ہوا۔ میں سولہ سال نو خیز الو بھی  
اسی طرح گرفتار ہو گیا۔ یہ بھی نہ سمجھا کہ میں نے کیا حرکت کی  
میرے بزرگوں نے پھوٹے منہ سے بھی کبھی یہ  
نہ کہا کہ میں جو کچھ کر رہا تھا وہ بید رہا تھا اور تو دلطف  
تو یہ ہے کہ اس زمانے کے لڑکوں کو ان باتوں سے اب بھی  
باخبر نہیں کیا جاتا یہ سچ ہے کہ انجیل میں ”وہ احکام شریعت“  
کے ضمن میں اسکی تعلیم ہے لیکن وہ احکام شریعت کا وجود  
اسی حد تک ہے کہ مدارس اور یونیورسٹی کے امتحانوں میں  
لڑکے روٹو طوطوں کی طرح انکو دھڑائیں اس سے زیادہ  
اسکی وقعت نہیں۔ یعنی ماننے کے بعض صرف دعوے کے قواعد  
پر بھی انکو ترجیح نہیں دی جاتی بہر حال میرے بزرگوں نے  
بھی جن جن اس احرام کرتا تھا جھکومتنبہ نہیں کیا کہ میری حرکت  
گناہ صریح پر مبنی تھی اس کے برخلاف ان لوگوں کی زبانی  
جنگلی میرے دل میں تو قریب تھی، میں نہ کرنا کہ میری حرکت حق

بجائے تھی۔ مجھے سمجھا یا گیا کہ ایک مرتبہ اس کا مرتکب  
ہونے کے بعد میری تمام بے قرار یوں اور بے چینوں کا  
خاتمہ ہو جائیگا۔ میں نے یہ سب سنا بھی تھا۔ پڑھا بھی تھا  
میرے بزرگوں نے کبھی بھی یہ نہ کہا کہ میں غلطی کر رہا تھا  
ان لوگوں نے اس قسم کے دتیرے کو نشان مر داگنی  
قرار دے رکھا تھا پس اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کے  
نتائج اچھے ہی ہوں گے کیا مجھے بے نتائج کا کوئی  
اندیشہ تھا؟ معذرتاً! یہ دُری بھی دل سے بالکل  
کھال دیا گیا تھا۔ اس لئے کہ سلیقہ شعار والدین نے  
اس کا بھی سامان مہیا کر رکھا تھا۔ ڈاکٹروں کو تو بخیر  
دیجاتی ہیں تو اسی دن کے لئے کہ ان معالجات کی دیکھ  
بھال کریں۔ جناب آج کل ڈاکٹر ہی تو ہیں جو قیام  
صحت کے اصول وضع کرتے ہیں ڈاکٹروں ہی کی نظروں  
کے بعد آداب و اخلاق کے سکے چلتے ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ  
ہے کہ ان میں ان معاملات میں ڈاکٹروں کی ہدایات  
کے خلاف یکسر مو بھی نہیں محبتیں۔ صاحب۔ یہ سب  
سائنس کی روشنی ہے اس سائنس اسکی ذمہ دار ہے  
میں ”کیوں؟ سائنس کیوں ہے؟“

ڈاکٹر لوگ کون ہیں؟ ہی تو سائنس کے مشرک ہیں  
ہمارے نوجوانوں کے سامنے قیام صحت کے اصول پیش کیے  
انکے اخلاق کون بگاڑتا ہے؟ اور بڑے تپاک اندیشہ خیز  
کیسا تھہر شیطان امراض کا علاج کرنے بیٹھتے ہیں؟  
میں ”تو کیا وہ ان امراض کا علاج نہ کریں؟“  
”اس لئے کہ سو حصوں میں ایک حصہ بھی اوس وقت کا جو

اور پھر اغیار کے لعین دلانے کے بموجب اقتضا ضرورت بھی کچھ بھی تھی۔ ایسی ہی ضرورت جیسا کہ شراب کا پینا اور تمباکو کا استعمال۔ لیکن اس پہلے جرم کے بعد میرے دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی ایسی کیفیت جسے سنسوس و انفعال کہیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس احلاقی جرم کے بعد میرا جی بے اختیار بھڑک اٹا اور یہی فکر دامگیر ہوئی کہ کسی گوشہ میں بھوٹ بھوٹ کر روؤں، ہاں! اپنی معصومیت کے خوں پر اس غلطی پر جس کی ملوثی برسوں کی انگلیاری بھی نہ کر سکتی تھی، میرا دماغ بجا بجا تھا۔

”اب تو عورت کو پاک سنا اور صاف باطن لوگوں کی طرح کمال سادگی اور خلوص سے دیکھنے کی توقع میرے دل سے جاتی رہی۔ جس طرح انیونی شرابی یا تمباکو کا لشی اعتدال پر قائم نہیں رہ سکتا اس حرمان لصب کا بھی یہی حشر ہوا کرتا ہے جو میری طرح تباہ ہو۔ ایسا آدمی عمر بھر کیلئے کسی مصروف کا نہیں بن سکتا۔ ہمیشہ کیلئے قسمت کو روتا ہے۔ جس طرح انیونی اور شرابی کا چہرہ، اسکی وضع چال ڈھال، کبھی ہنسنا، کبھی رونا، ایسا آدمی بھی جس کی قسمت میری طرح بھولے نذر ہو جائے بلکہ لاکھوں میں پہنچا جاسکتا ہے وہ خود پر قابو پانے اپنی ظاہر حرکات و سکنات وضع قطع کو درست کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے مختصر یہ ہے کہ وہ لاکھ اپنے نفس اور عادتوں کے خلاف مقفل برسرِ مہیکار رہے لیکن ایسا آدمی صنفِ انسانی سے کبھی اگلے سے

و فیدہ امراض میں صرف ہوتا ہے، اگر تعیش کے استیصال میں کام لایا جاتا تو آج ان امراض کا کوئی نام بھی نہ لیتا مگر ہمیں یہ دماغی قوت تو ان برائیوں کی تصحیح کرنی کر نہیں نہیں۔ بلکہ اسکو نشوونما دیتے اور ان امراض میں گرفتار ہو غیروالوں کو مزید جرات دلانے میں صرف ہوتی ہے بہر حال میرا دوسرے سخی اس طرف نہیں۔ میرا زور تو اس امر پر ہے کہ جو کچھ مجھ پر مبتی وہ اگر زیادہ نہیں تو وہ ہیں تو حصہ ہمارے خاص طبقے کیا ملکہ ہماری سوسائٹی کے تمام افراد پر پیش آتی ہے یہاں تک کہ اس سے کساؤں کا گردہ بھی مستثنیٰ نہیں۔ الغرض میں کچھ ایسا بھٹایا گیا تھا کہ میں نے اپنی اس حرکت کو عشق کے لباس میں بھی چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ نہیں ”عشق“ میری خانہ بربادی کا ہرگز باعث نہیں ہوا۔ میں نے اپنے ہاتھوں پیر پر کھلایا ہی ماری۔ اور دیدہ و دانستہ خود کو تباہ کیا اس لئے کہ میرے ساتھ کے رہنے بٹنے والوں نے اس چیز کو جو میری تباہی و بربادی کا موجب ہوئی، بالکل جائز اور فائدہ مند قرار دیا۔ بعضوں نے تو اسکو بالکل فطری اور قابلِ عذر ہی نہیں بلکہ نوجوان آدمی کیلئے ایک معصومانہ اور غیر مضرت رسالہ مشعلہ اور تقریج کا ذریعہ سمجھا۔

رہا میں مجھے خود بھی کبھی ذرہ برابر گمان نہ ہوا کہ مجھ میں نے کیا وہ تباہی کا موجب بھی ہو سکتا ہے مختصر یہ کہ میں نے اب اور بھی ڈوری ڈھیلی چھوڑنی شروع کی اس لئے کہ ادلاؤ اس کام میں کچھ لذت ملنے لگی

سادے کپڑے، اور خالص تعلقات پیدا نہیں کر سکتے  
ایسے بے لاگ تعلقات جو سکے بجائی اور بہن میں نہیں  
خلاصہ یہ ہو کہ میں بچا ہوں پیشہ بن گیا، اور ایسا  
ہی رہا۔ اور اس ہوس پیشگی نے مجھے دنیا کا رکھنا  
دین کا،

۵  
اس کے بعد میں دن بدن گزنگی کے دلدل میں  
اترتا ہی گیا۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس  
وقت جو کچھ میں دھرا رہا ہوں۔ بعینہ وہی ہے جو بننے  
کے ہیں۔ جو اس سے قبل اپنی معصومیت کے باعث  
اپنے ہم عمر و ملکی بنگا ہو نہیں سکتا تھا اور ان کے حقائق  
آزمینہ جیلے باز یوں کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ شوقین نوجوانوں  
فوجی عہدہ داروں، اور رنگین فرائض کے  
کارناموں کو ہزار کوئی سراہے مگر کیا؟ وہی مثل کہ دور کے  
ڈھول سہانے یہ سب کے سب جن میں میں بھی شامل ہوں  
زندگی کے بہترین مدارج عیش رانی اور ہوس ناک میں  
طے کرنے اور بے شمار جرائم کے باعث اپنی رعوں  
کو آلودہ کرنے کے بعد کتنی مرتبہ ہماری شبستانوں  
یا طرب خانوں میں بنے ٹھنڈے ہوئے اور بیدار  
لباس زیب بدن کئے شرم و حیا کا سراپا لٹوئے بکرواں  
نہیں ہوئے!! سبحان انشراح! یہ منظر بھی کیا ہی  
فرحت بخش ہوتا ہے!!  
تھوڑی دیر کیلئے ذرا غور کیجئے کہ ایسی حالت  
میں ہونا کیا چاہئے، پھر اس کا مقابلہ اصلی صورت

حالت سے کیجئے۔ ہونا دراصل یہ چاہئے اس نمائش  
کا آدمی جب کبھی ہماری بہن بیٹیوں کے پاس تے  
ہمارا فرض اولیں یہ ہونا چاہئے کہ اس کا ہاتھ تمام  
لیں اور کسی گوشہ میں لیجا کر آہستہ سے کہیں۔

”بھئی مہاری زندگی کی جو دہیرہ ہے وہ ہم  
پوشیدہ ہیں ہم ابھی طرح سے جانتے ہیں کہ دن  
رات تمہارا کیا مشغلہ ہا کہ تہہ کہ پا کیجئے! یہاں  
آپ کے قدم جانے کی ضرورت نہیں۔ ان پا کے امن  
اور معصوم لڑکیوں سے ہم نہ بانی کا تمہارا منہ نہیں  
لہذا فوراً یہاں سے چلتے ہو کیجئے، غرض اس طرح کا  
برتاؤ ہونا چاہئے لیکن دراصل ہوتا کیا ہے جب  
کبھی ایسا آدمی ہمارے گھروں میں قدم رکھتا ہے  
اور ہماری بہن بیٹیوں کے ساتھ رقص و سماع میں  
شریک ہوتا ہے اور نہایت بے حجابی اور بے جھجکی کے  
ساتھ ان کی گردنوں میں باہیں ڈال دیتا ہے تو ہم  
بشرطیکہ وہ والدین اور بااثر ہوں اس کی تمام باتوں کو  
مہنی میں ڈال دیتے ہیں۔ نف ہے ایسے جیسے پر اخذ  
جانے وہ زمانہ کب آئیگا کہ ان بے شرمیوں اور ظاہر  
داریوں سے نجات ملے گی؟“

اس نے پھر کئی بار وہی عجیب آواز نکالی  
اور پھر چار کی بجائی چڑھائی حق تو یہ ہے کہ چا، عجب  
تیز تھی اور قریب میں کہیں پانی نہ تھا کہ اسکی تیزی کو  
کہ کیا جاسکتا۔ دو پیا لیاں جو میں نے پی لیں خدا جانتا  
ہے کہ برا حال ہو گیا۔ چار کی تیزی کا اثر میرے سامنے

پر بھی ہوا اسلئے کہ جتنی چادر زیادہ وہ تیار جاتا اتنا ہی اور پر جوش ہوتا جاتا تھا۔ اس کی آواز اور بھی بجلی اور صاف ہونے لگی۔ اپنی جگہ پر بچکانہ بیٹھا تھا۔ کبھی تو ٹوپی پہن لیتا پھر انار کر الگ کر دیتا۔ حتیٰ کہ اندھیرے میں بھی اس کے چہرے سے ایک غیر معمولی سرخی اور تابندگی محسوس ہوتی تھی۔

آخر کار اس نے اپنا قصہ پھر اس طرح شروع کیا۔  
 ”عمر تیس سال کی عمر تک میں نے بھی اس طرح زندگی بسر کی اور گھڑی بھر کیلئے بھی اپنے ذہن سے شادی کرنے، گھر بنانے اور عزت آبرو سے رہنے کا دھیان جانے نہ دیا اس مضبوط نظر رکھتے ہوئے مجھے اب ایک سلیقہ شعار، نوجوان لڑکی کی تلاش کا خیال پیدا ہوا۔ اب میری نگاہیں ایسی لڑکی کی تلاش میں جو اپنی عفت اور پاکدامنی کی باعث میری بیوی بننے کا شرف حاصل کر سکے، چاروں طرف پڑنے لگیں۔ میں بہتوں کو خاطر میں نہ لاتا تھا اس لئے کہ بلاشبہ وہ میرے نزدیک بے ادب نہ تھیں۔ لیکن وہی مثل جو ”یہ باندہ“ میری محنت رائیگاں نہ گئی اور ایسا مال میرے ہاتھ لگا جسکو میں اپنے قابل کہہ سکتا تھا۔

”وہ چن کر کے ایک زمیندار کی لڑکی تھی اس کا باپ ابھی بہت مالدار تھا۔ لیکن زمانہ کی زیرنگیوں نے اب مفلوک الحال کر دیا تھا۔ ایک وقت کا ذکر ہے کہ جب شام میں وہ لڑکی اور میں دونوں کشتی دریا میں الے مشغول تھے، اور اسی محویت میں جب رات ہونی لگی

آئی اور ہم چاند کی ہلکی ہلکی روشنی میں گھر کا رخ کر رہے تھے۔ اور.... اور.... میں اس کے پاس بیٹھا ہوا اس کے بالوں کے خوبصورت بل، اس کے حسن خداداد کے (میں پر پوشاک نہ بیا لٹاں متناہی) مرنے لے رہا تھا اسوقت مگر یہ خیال گذرا کہ اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی میں نے دل ہی دل میں یہ خیال کر لیا کہ وہ میرا مطلب میرے خیالات اور جذبات کو اچھی طرح سمجھ گئی۔ نیز یہ کہ جو کچھ میں نے سوچا اور احساس کیا تھا اب اس سے بڑھ کر کوئی چیز ممکن بھی نہ تھی۔ لیکن حقیقت تو یہ کہ میرے خیال کے گھر انہوں میں بس وہی بل کھائے ہوئے بال وہی خوشنما پوشاک اور سچ دھج اور اس سے تقرب حاصل کرنے کا دھیان بیا لٹا تھا۔

یہ خیال کرتا کہ حسن عین خوبی ہے، کتنا درست مغالطہ ہے! ایک حسین عورت ہے کہ داسیات و خرافات بک رہی ہے۔ لیکن ہم میں کہ بت کی طرح بیٹھے سنتے ہیں اور یہ گمان ہوتا ہے گویا اس کے منہ سے مہول جھڑپیں ہیں۔ وہ صاف لفظوں میں گالیوں کی بوچھاڑ کرتی ہے، اس سے قابل نفرت حرکتیں سرزد ہوتی ہیں ہم اس پر بھی خوش رہتے ہیں اور ہاتھ پر بل نہیں آتا لیکن خوش قسمتی سے کہیں ایسا ہوا کہ وہ برے افعال و اقوال سے بظاہر پرہیز کرتی ہے اور صورت شکل کی بھی اچھی ہے تو ہم اسکو شرم و حیا کی دیوی سمجھنے لگتے ہیں! (باقی آئندہ)



## پری

جس دن اوس نے مجھے جواب دیا، میں نے گھبراہٹ  
دوست واقربا کو خیر باد کہا اور شہر شہر کی سرگرمی منہج کی  
خیال تھا کہ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے گی کہ میں اسے  
بھلا دوں گا لیکن..... صبح اور چہ خیالیم فلک در چہ خیال  
میرا دل، خدائے تعالیٰ کی اوس حسین تریں، دلبر، جوٹی دلی  
صفت کی یاد سے معمور تھا، جس نے میری جائز درخواست کو  
نامنظور کیا میری امیدوں پر پانی پھیرا، اور مجھے کہیں کا نہ چھوڑا  
اطمینان قلب مفقود تھا، ہر وقت اس کوشش میں رہتا کہ  
کہیں اوس کے خیال سے سچا چھوٹے راحت آرام اور چین  
لغیب ہو مگر قسمت کا پکر سنا لے نہ نکلتا تھا میں پریشان تھا کہ  
کیا کروں؟

بھلائی لاکھ ہوں، لیکن وہ اکثر یاد آتے ہیں  
آہی تکرار لغت پردہ کو کیونکر یاد آتے ہیں!

گزشتہ زمانے کی یاد زخم دل کیلئے نمک کا اثر رکھتی تھی۔  
”کیا یہ ممکن ہے کہ وہ محبت کی دیوی جس نے اپنی باجیت  
بودا بش، میل جول، خط و کتابت، عزیمت کہ ہر قسم کے اندازے  
کنا سے اپنی سچی محبت کا اظہار کیا ہو، میری ہوسٹن کا ایک  
دفعہ نہیں ہزاروں دفعہ اقرار کیا ہے، کیا وہ اتنی بدل سکتی ہے  
کہ مجھے دل سے نکال کر تنہا دے پھیلانے نہ بھول جائے،  
اپنے وعدوں کو فراموش کر دے؟ نہیں، کچھ غلط نہیں ہوئی ہے  
وہ ہرگز..... نہیں نہیں آہ! بالکل سچ ہے..... سچ،  
وہ میری نہیں ہو سکتی..... آہ!“

میں ایک خوشحال غلخان کا فرد ہوں، کروڑ پتی پیسے کی  
مجھے فکر نہیں، ہر بڑے شہر کی منڈی میں میرا کچھ نہ کچھ فروزہ ہے  
اس روح فرسا حادثہ کے پیشتر میرے درشتہ دار دوست  
آشنا سب مجھ سے محبت کا سا بارناؤ کرتے تھے، اب المندی میری  
رہبر کامیابی اور برکت میرے ہمراہ رکاب معلوم ہوتے تھے  
میں کامرانی کے گنگے میں بائیں ڈالے، زندگی کے دن سہی خوشی  
کیسا گھر گرا رہا تھا، کبھی ایک مرتبہ بھی میں نے خود کو سمجھنا نہ

اپنی محزوریات اور حواشیات کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔  
 بس وقت کو گزرنے دیا، منکر تھا تو ٹکڑا، دل کا اور وہ  
 میرے پیچ و رخت کی ٹھیک ٹھاکہ ہوتی تھی غرض کہ محبت کا  
 ہر طرف سے گلہ تھا اور شراب عشق نے مجھے مجبور کر رکھا تھا۔

جمع بخود دئے، غش تھے، محو تھے، دنیا کا غم تھا۔  
 روشن دن کے بعد اندھیرا لگایا، آجائیں، اسر دیاں گزرتیں  
 تو گویا کمال، نمل ہو جاتا۔ میں نے کہیں پڑھا جو کہ یہ تبدیلیاں  
 اس کیلئے تعجب خیز اور خوش کن ہو کرتی ہیں مگر میرے سامنے تو  
 یہ بدلیوں کی طرح آن واحد ہیں اور سیر طرغ گز جاتی صطرح  
 عام طور پر ان باتوں کی نظر نہ کے سامنے سے غائب ہو جاتی ہیں  
 غرض کہ جب تک اس مہ خوبی نے میرے جذبات کا پاس نہ لگا  
 کیا مجھے دنیا اور دنیا والوں کی کچھ خبر نہ تھی۔ اہمالیہ کے نامور شاعر  
 ڈنٹے کے الفاظ میرے حوالے تھے وہ کہتا ہے مجھے ہر طرف  
 غایت درجہ کی مسرت معلوم ہوتی تھی۔ موجودا کا چہرہ کلیتہً خدا  
 معلوم ہوتا تھا۔ لامانی خوشی، نامکن البیان، فیض امان اور محبت  
 کی دائمی زندگی، لازوال دولت اور لانا تہا بکت ہر طرف نظر  
 آتی تھی ۷

لیکن جب انکار کا نایا نہ پڑا تو آنکھیں کھلیں اور ہر طرف  
 مایوسی کی تاریکی ہی تاریکی نظر آئی، کیسے طرح چین کی صورت  
 نظر آئی، مال و دولت کی ملکیت جلا اس شخص کو کیا راحت  
 پہنچا سکتی ہے جو خود اپنے دل کا مالک نہ ہو۔ غرض میں شہر شہر  
 سرگرداں کوشش کرتا، مگر آہ! امارد عاشق کی ایسی ہمت  
 کہاں کہاں سے کہیں! زبان قلب نصیب ہو؟  
 اس شہر شہر کی حالت میں سبھی آیا اور کچھ نہ

میں پہنچا۔ دارالعیقاسم کے رجسٹر میں نے اپنا نام لکھ دیا  
 مینجھ نے ایک کمرے کی کچی میرے حوالہ کی اور اپنے ملازم کو  
 میرا سامان بالا خانہ پر پہنچانے کا حکم دے دیا۔ میں سوچنے  
 لگا کہ کیا کروں اس عظیم الشان شہر کو آنے میں میرے  
 کوئی کاروباری غرض یہاں نہ تھی میں خلاف امید اس آج  
 چلا آیا تھا کہ شاید اس شہر کی چل پھل وہ موہنی صورت  
 صفحہ اول سے مٹا دے اور کچھ فحش نصیب ہو، کبھی خیال  
 آتا تھا کہ چلو ہندوستانی سیاسیات میں گم ہو جاؤ اور اپنی  
 بیکار زندگی سے ملک ہی کا کچھ فائدہ نہ کر چوگر بھر دی پیدا  
 چہر انظروں کے سامنے آجاتا اور میں کسی کام نہ کرتا۔

بھئی کے نمائشی مقامات، آنار قدیم وغیرہ دیکھنے  
 یا شہر کے معمولی زندگی پر ہی نظر ڈالنے کی کوشش کرنے سے  
 کیا فائدہ جبکہ منظور نظر چہرہ کہیں اور نورنگن ہو؟ وہ آواز  
 جھکوسنے کا میں ہمیشہ مشتاق رہتا ہوں، اب بھی موٹر کے  
 ہارن، ٹریسم کی گھینٹوں، گھوڑوں کی ٹپ ٹپ اور کوچوں  
 کی تھپ تھپ آوازوں سے گزرتی ہوئی صاف صاف آ رہی ہے  
 میں اس قسم کے خیالات میں منہمک، ہوٹل کے بڑے  
 ہال میں کھڑا تھا کہ دفعتاً کوئی مجھ سے چند گز کے فاصلہ پر گزرا۔  
 وہ ابھی سڑک سے ہوٹل میں داخل ہوئی تھی اور  
 زینہ کی طرف جارہی تھی۔

”آہ! بدی جیسے میں اپنی جان و مال نثار کرنے کیلئے  
 تیار ہوں؟..... وہی؟..... وہی؟..... وہی؟  
 شاید ہی ایک منٹ گزرا ہوگا طرح طرح کے خیالات  
 دماغ میں آئے اور گئے۔“





ایں حسن اور سن اور بویہ)..... بڑھے میجر کی بھی کیا نظر میں  
جوانی میں بویہ ۹ اس پردہ راز میں کیا شے پہنا  
بس یہی کہ یہ عورت دراصل پرتی نہیں۔ پرتی کتنی جال  
نے مجھے اس قدر سحر کر رکھا ہے کہ میں اسے اتنا غیر معمولی  
سمجھتا ہوں کہ اس جیسا کسی اور عورت کا ہونا ممکن نہیں  
معلوم ہوتا۔ یہ ان لینا آسان ہے کہ اس کی ہم شبیہ عورت ہونا  
مکن ہے مگر یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ بیانا نام اختیار کئے بیوہ  
بنی پھر رہی ہے۔

میں وہاں بہت دیر تک منتظر رہا کہ شاید وہ پھر واپس  
آئے اور مجھے نقدیہ کا موقع ملے مگر قسمت میں یہاں بھی  
نکاح بیاہی ہی لکھی تھی۔ اس کے گمراہ کا میز میجر سے دریافت  
کرنے مصلحت کے خلاف تھا ناچار اپنے کہہ چلا گیا۔

+

دوسرے دن صبح میں یہاں پہنچے آیا کہ کہیں جاؤں  
وہ راز سے کہے قریب پہنچا ہی تھا کہ وہی بیوہ کھڑک سے  
آتی ہوئی نظر آئی۔ میں ذرا آڑ میں ہو گیا۔ وہ سر جھکا  
خالات میں سنبھٹ داخل ہوئی۔ اور سیدھی نہ سینہ  
کی طرف جاتی ہوئی میرے قریب سے گزری۔  
"وہی بویہ برقی مقناطیسی کشش..... دہی لگو  
لیکن چہرہ..... دہی بڑی بڑی محو آنکھیں دہی  
غیر ذہن..... دہی کلابی بھی چہرے خفے کان.....  
دہی چادر زخموں..... دہی حصار اپنی ہل کر ایک چیز  
دہی ہے..... دہی سیاہ گلو گلو والے بال چہرے کے  
اطراف فریم بنار ہے ہیں..... ہاں۔ یہ پری ہی ہے

پری..... دیکھیں تو یہ کون سے کمرے میں مقیم ہیں؟  
میں آہستہ آہستہ اس کے پیچھے ہوا وہ میرے  
کمرے سے کوئی چند گز کے فاصلہ پر ٹھہری ایک ننھے سے  
گنگ میں سے کنجی نکالی اور قفل کھول کر کمرے میں داخل ہوئی  
داخل ہوتے وقت پلٹ کر تک نہ دیکھا۔

"اچھا تو آپ اس کمرے میں مقیم ہیں..... خوب ہر  
میں جلد ہول سے بھل گیا۔ ورنہ اتنا قریب ہونے پر بھی گل  
سے خبر ملتی..... مگر یہ سوالنگ کیا اٹھایا ہے  
آخر اسکی ضرورت کچھ بھی مقصد ہی مگر اس کا راز افشا کرنا  
میرا کام نہیں اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ یہ نہ شہر ملاؤں بھی  
اور نہ بیوہ تو بڑی مصیبت آئیگی۔ اس خطرہ سے اس کو  
ہر طرح بچانا میرا فرض ہے۔

..... اس نے مجھ سے بے وفائی کی تو ہر کارا، اذہ!

مجھے کہیں کا نہ چھوڑا..... میری پاک اور سچی محبت  
کا یہ بدلہ دیا کہ تار اور تڑپ جواب دیدیا میری آنکھوں کو  
خاک میں ملایا۔ مجھے تباہ اور برباد کیا۔ گھر چھوٹا مگر چھوٹے  
اس چھری ہوئی دنیا میں اکیللا رہ گیا..... آج وہ میرے  
..... نہیں اس نے جو کچھ کیا کیا مگر یہ مردانگی کے  
خلاف ہو کر ہیں اسے آہنی بخور میں پھنساؤں۔ ایک  
ضعیف عورت سے انتقام لوں وہ بھی اس عورت سے  
جسے میں چاہتا تھا، نہیں چاہتا ہوں جس کا نیال جکی  
صورت ہمیشہ میرے ساتھ ہے جسکی محبت میرے دل  
کھانی نا ممکن ہے نہیں مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے  
دل کی لگد کو غیر ذہنی ملامت کا نشانہ بنائوں میرے غم کو



اس نظارہ نے مجھے کچھ اپنا مرعوب کیا کہ میں کھڑا کا  
کھڑا رہ گیا۔ خدّم آگے بڑھانے کی ہمت نہ ہوئی ارادے  
اور جرات نے جواب دیدیا۔ بس یہی خواہش رہ گئی کہ وہ  
میری نظروں کے سامنے رہے۔ کہیں کوئی ایسی حرکت نہ ہو جائے  
کہ وہ چونک اٹھے اور اس دلچسپ نظارہ کا لطف زائل  
ہو جائے۔ بس میں ذرا راستے سے ہٹ کر اداس سے کوئی چاہ  
پانگاز کے فاصلہ پر ایک پتھر کی آڑ میں جا بیٹھا۔  
مجھ پر ایک عجیب حالت طاری تھی نہ معلوم کتنی  
دیر تک میں ایک سکتے کی سی حالت میں بیٹھا رہا، مجھے  
اس وقت ہوش آیا۔ جب پری اس طرح چونک اٹھی  
حس طرح کوئی اچھا خواب دیکھ کر اٹھ بیٹھا ہے اس کے  
چہرے پر مسکراہٹ آرہی تھی۔ آہ! دنیا میں مجھے کوئی چیز  
اتنی عزیز نہیں جو میں اس مسکراہٹ کو دوبارہ دیکھنے  
کے لیے نہ لا دوں۔

میں بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا وہ اٹھی اور اوس طرح اپنے  
خیالات کا لطف اٹھاتی ہوئی کی طرف چلی گئی مسکراہٹ نے  
اوس کے چہرہ پر اتنی غضب کی سرخی پھیلادی تھی کہ اوس کے  
ہمعصران ادا میں اور چار چاند لگ گئے تھے میں نے کسی اور  
میں تو کیا، اوس میں بھی کبھی حسن نسوانی کی وہ لطافتیں  
نہ دیکھیں جو اس وقت مجھے مسحور کر رہی تھی۔

دن بھر جو مجھ پر گزری کچھ ہی اندازہ کریں چہرہ  
اپنی زندگی عشق صادق کی تذکرہ دی ہے فلمیں طاقت  
نہیں کرادے۔ تو کر سکے۔

رات کو کھانا کھانے کیلئے میز پر گیا کہ شاید

نہیں کچھ رحمت سے نجات ملے اشتہا نام کو بھی نہ تھی طبیعت  
پر خبر کر کے بمشکل ایک دو نوالے کھائے ہونگے کہ ہاتھ کھینچ  
لیا پڑا معلوم نہیں میرے ماتھے پر کیا لگا ہوا تھا کہ جتنے  
میز پر بیٹھے تھے سب کے سب مجھے دیکھنے لگے۔ ان تجسس  
نظروں نے مجھے اور بے چین کر دیا۔ میں اٹھا اور بڑے  
ہال میں چلا آیا۔ میز پر سے ایک عشیقہ ناول اودھنا کر  
سوئے پر جا بیٹھا اور پڑھنے لگا۔ مجھے یاد نہیں کہ وہ  
کوئی کتاب تھی۔ البتہ اتنا ضرور خیال ہے کہ اوس میں کچھ  
ہی سے عشق و محبت کی رنگینوں کا ذکر چھڑا دیا گیا تھا  
میں پڑھ رہی رہا تھا کہ خیالات کا اتنا ہجوم ہوا کہ آنکھوں کے  
سامنے اندھیری چھا گئی کتاب سامنے تھی لیکن ایک حرف  
بھی سمجھ میں نہ آتا تھا، آخر کلام تنگ آکر میں نے کتاب بازو  
میں رکھی اور خود کو خیالات کے حوالہ کر دیا۔

ایک عرصہ تک محویت کے عالم میں وہاں بیٹھا رہا۔  
جب وہاں سے اودھ کر کمرے میں آیا تو گیارہ بج چکے تھے  
طبیعت میں حد درجہ کا اشتہا تھا کسی آن چین نہ آتا تھا  
سونے کی کوشش کی لیکن نیند نے آنے کی قسم کھالی تھی۔  
کمرے میں ٹپلنے لگا۔ طرح طرح کے منوبے باندھے کہ  
کسی طرح اطمینان قلب حاصل ہو مگر نتیجہ یہی نکلا کہ سب  
بے سود ہے۔ اس بے کلمی کی حالت میں کوئی دو گھنٹے  
گزر گئے اب خیال آیا کہ کوئی کتاب پڑھنی چاہئے۔ میں  
کوٹ پہن کر کمرے سے باہر نکلا اور ہال کی طرف روانہ  
ہوا کہ وہ کتاب جو کھانا کھانے کے بعد پڑھ رہا تھا اودھنا  
لاؤں۔ ہوٹل سنان پڑا ہوا تھا، ہر طرف اندھیرا تھا۔

زمین سے اتر کر نیچے آیا تو یہاں بھی کہیں روشنی کا پتہ نہ تھا۔ یہ ہٹول اپنی آرائش و زیبائش فرتش فیروز صفا اور انتظام کے سمنا سے بھی کا ایک بہترین ہٹول ہے تاہم مینبر صاحب کی خبر ساری کی وجہ سے عام جگہ پر بھی کسی شخص کے موجود نہ ہونے پر روشنی کا جتنا غفلت مچا جاتا ہے دروازہ پر کئی بجلی کے مہڈے رات بھر روشن رہتے ہیں مگر بارہ بجے کے بعد سے اندر اندر حیرانہاں میں ہال میں گیا اور روشنی جلا کر کتاب اٹھا لایا واپس ہونے وقت چراغ گل کر کے ہال سے دو چار قدم بڑھا تھا کہ کسی کی زمین پر سے اترنے کی آواز آئی معلوم کیوں میں فوڑا رک گیا۔ کوئی اس طرح نیچے آ رہا تھا جیسے کوئی چور دے پاؤ آتا ہے۔ آنے والا تو نظر نہ آتا تھا البتہ آواز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ میری طرف ہی آ رہا ہے میرے قریب میں ایک قد آدم اسٹیجو کھڑا ہوا تھا۔ میں اسکی آواز میں مہو گیا کہ دیکھوں تو یہ رات کا پرندہ کون ہے اور کیسا چاہتا ہے۔

جوں جوں لمحہ گزرتے گئے آواز بڑھتی گئی اور ایسا پیموس کرنے لگا کہ آئینہ الامیر سے چند گز کے فاصلہ پر پہنچ گیا میں نے آنکھوں پر زور ڈالنا شروع کیا تو سوائے ایک متحرک سفید سے دھبے کے اور کچھ نہ دکھائی دیا جب ذرا دینی فضل کم ہوا تو میں نے دیکھا کہ آئینہ الامیر پوش ہے لیکن اس نقشہ بالکل سمجھ میں نہ آیا وہ اسٹیجو سے کوئی دو فٹ کے فاصلے پر ٹھہرا اور غائب معلوم کرنے کے لئے کوئی اسکے مشتبہ حرکات کا دیکھنے والا تو نہیں اور اور دھرم کر

دیکھتے لگا۔ میں خاموش اسٹیجو کی آڑ میں کھڑا اوس کے ہاتھوں کے بیچ میں سے اس مشتبہ شخص کے حرکات و سکنات کو بغور دیکھ رہا تھا کہ اوسکی نظر میری طرف پڑی اور مجھے اوس کا چہرہ ..... یا الہی کون؟

پری؟ ..... نہیں ..... ہاں ہاں ..... ہری میں ششدر اور حیران، پتھر کی صورت بنا کھڑا کھڑا رہ گیا، غالباً اوس نے مجھے نہ دیکھا کیونکہ وہ میدان کو غالی سمجھ کر آگے بڑھی اور قریب کے ایک کمرے کے پاس پہنچ کر ٹھہری اور دھڑ دھڑ دیکھ کر دروازے کے سامنے جھکی اور پھر سیدھی ہو کر آہستگی سے دروازہ کھول کر کچھ اندر کی طرف دیکھا اور داخل ہو گئی۔ دروازہ بند کیا میں اپنی جگہ سے ہل نہ سکا طرح طرح کے خیالات دماغ میں چکر لگا رہے تھے۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا سمجھ خواب ہے یا عالم بیداری؟ ..... یہ کیسے ممکن ہے کہ رات کے اس سنان وقت اپنا بستر استراحت چھوڑ اور چوری چھپو اس کسی اور کے کمرے میں داخل ہو؟ ..... ابھی دن کو کسی سے ملتے ملتے بھی نظر نہیں آئی ..... اسوقت یہاں کیوں آئی؟ ..... نہیں وہ نہیں آئی میری آنکھوں نے دھوکا دیا۔ میرے خیالات کا تصور ہے میں سو رہا ہوں۔

اسوقت ہٹول کی گھڑیاں نے ایک بجایا نہیں۔ میں نہیں سو رہا ہوں۔ میں نے اپنی کلائی پر جھکی لی۔ تکلیف نے گواہی دی کہ عالم خواب نہیں عالم بیداری ہے تو پھر میں نے کیا دیکھا؟ کچھ نہیں۔ نہیں نہیں پری ہی

اوس کرنے میں گئی ہے۔ آج صبح ہو جائے مگر میں یہاں  
نہاں گا۔ دیکھوں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

مجھ پر جو عجیب حالت طاری تھی بیان نہیں ہو سکتی  
خیالات کہیں سے کہیں لیجاتے تھے۔ گھڑیاں نے دو بجائے  
مگر اوس کا پتہ نہیں..... ڈھائی بجے..... تین  
ساڑھے تین بجے گزروا پس نہ ہوئی میری آنکھیں اوس  
دروازہ پر جمی ہوئی تھیں۔ جب اوس میں اتنے انتظار کے  
بعد بھی حرکت نہ معلوم ہوئی تو مجھے شبہ ہونے لگا کہ میری  
آنکھوں نے ضرور دھوکا دیا ہے بلا اوس سے رات کے چار بجے تک  
اپنے کمرے سے غائب رہنے کی کیا ضرورت؟

یہ کمرہ کس کا.....؟

اوس کمرے کے دروازہ میں ذرا حرکت ہوئی اور  
میں بغور دیکھنے لگا دروازہ آہستہ آہستہ کھلا اور  
ایک سر باہر نکلا۔ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد باقی دھڑکی  
باہر نکل آیا۔

آہ..... وہی..... وہی..... وہی.....

اوس نے دروازہ کھیر کر پھر چاروں طرف نظر ڈالی  
اور جب سمجھا کہ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ جس طرح دلے  
پاؤں آئی تھی اسی طرح زمین کی طرف چلی۔ وہ زمین پر  
چڑھ چکی ہوگی جب مجھے کچھ ہوش آیا اور میں غلبی جلدی  
دلے پاؤں اوپر آیا تو وہ اپنے کمرے میں داخل ہو رہی تھی  
میں وہیں کھڑا تھا کہ گھڑیاں نے چار بجائے میں  
اپنا سر بائیسوں میں سنبھال کر اپنے کمرے میں گیا اور پلنگ  
چوگرہ پڑا۔

— x —

صبح کو یہ فکر ہوئی کہ وہ کس کے کمرے کو گئی تھی۔ کیا  
وہ کمرہ خالی ہے۔ اگر نہیں تو اوس میں کون مقیم ہے؟ یہ معلوم  
کر لینا بہت آسان کام تھا۔ میں نے ایک ٹبلر سے باتوں باتوں  
دریافت کر لیا اوس کو یہ باتیں زبوان ٹھہر رہا ہے جسکا ذکر نہیں کیا  
”یا آلہبی یہ کیا ماجرا ہے پری اور اس نو وار دپارسی  
کمرے میں راتوں کو تو جاتے لیکن دن کو اداسکی طرف بھولے  
سے بھی نظر نہ ڈالے؟ اوس کا حیدر آباد چھوڑنا بھی جیسے  
شہر کو آنا تنہا ہوکل میں ٹھہرنا، نام و لباس بدلنا۔  
کسی سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھنا کچھ کم حل طلب مجھے  
نہ تھے کہ اوس میں ایک اور کا اضافہ ہوتا..... وہ تو

ابھی ولایت آیا ہے..... ہاں لیکن پری کی اوس سے  
خط و کتابت ہوگی؟ ہاں ہاں جیسی تو اسنے صاف جواب  
دے دیا۔ مگر نہیں۔ پری کی طبیعت تو ایسی نہ تھی کہ وہ  
مجھے اتنا زیادہ سوکھ دے۔ مجھ سے محبت کا وعدہ اقرار کر کر  
دوسرے سے درپردہ دل لگائے! نہیں اوس سے

مجھے یہ امید ہرگز نہیں ہو سکتی پھر اوس نے مجھے کیوں  
جواب دیدیا؟..... کیا وہ کل بھی جائیگی؟ روز  
وہاں جاتی ہے۔ ہاں نہیں ہاں کیا اللہ مجھ پر رحم کرے۔  
دن کاٹے نہ لگتا تھا۔ کمرے سے باہر نکلنے کو جی  
نہ چاہتا تھا۔ کبھی کبھی پر پیچھے جاتا۔ کبھی پلنگ پر لیٹ  
رہتا کبھی کمرے میں ٹھٹھنے لگتا۔ کبھی کسی سوچ میں کہیں  
کھڑا رہ جاتا غرض کہ عجیب اضطرار کی حالت تھی کسی آن  
چین نہ آتا تھا خدا خدا کر کے شام ہوئی تو اندھیری نے  
اور دم گھوٹنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دوسوں گرد گئے



نہایت فکر و تردد کے آثار نمایاں تھے میں اسکے چہرے پر  
سج کا اندازہ کر رہا تھا کہ ایک دم تمام چہرے پر سرخی  
چھا گئی۔ وہ ایک ٹھنڈا سا سن لیکر صند و قچہ کے اندر  
جہاں اس وقت روشنی پڑ رہی تھی دیکھنے لگی۔ پھر اور  
آگے بڑھ کر جھکی اور میرے صند و قچہ کے درمیان آگئی۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ پھر فعل میں کبھی ٹھکی  
آواز آئی اور جیسی قذیل کی روشنی غائب ہو گئی۔

میں سمجھ گیا کہ وہ واپس آتی ہوگی مگر نہ معلوم کیوں  
میں فوراً وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اسٹیج کے پیچھے جا چھا  
گرداں پیچ کر یہ خیال آیا کہ ابھی تو تین ہی نہیں بجے وہ  
اتنے جلد کیوں واپس ہونے لگی۔ میں پھر دروازہ کے  
قریب جا بیٹا وہاں ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور پری نہایت  
احتیاط کیساتھ باہر نکلی اور آہستہ سے دروازہ بند  
کر کے اپنے کمر کی طرف چلی۔ میں بھی چپکے چپکے پیچھے ہویا۔  
زین پر چڑھ جائیکے بعد وہ تیزی سے اپنے کمرے  
کی طرف بڑھی اور دروازہ کا ایک ہٹ کھول کر نیدھاپا  
اندر رکھ چکی تھی کہ میں نے آگے بڑھ کر کہا۔

”پری“

وہ فوراً پلٹی اور ایک لمحے کے بعد زار کہنے ہوئے  
اوس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کیوں؟۔۔۔ آخر۔۔۔ پید  
”آخر پیارے“؟ آہ بعد نصیب آخر اور تمہارا پیارا  
آہ، پرتی میں۔۔۔

کیوں پیارا آخر تم میرے پیار نہیں؟ کیا میں تم سے محبت  
نہیں کرتی؟ کیا تم سے میں نے اپنی محبت کا قرار نہیں کیا؟

طبیعت بے قابو ہو جاتی تھی مگر پری کا جواب بے مضروب  
پر پائی ڈال دیتا ہے۔ ”آہ کیا کروں“ کہنا اور کچھ جواب سمجھ  
میں نہ آتا؟

ادھر چار بجے اور ادھر دروازے کے کواڑ ملے  
اور پری پاؤں دبائے اپنے کمرے کو واپس چلی گئی۔

غرض کہ چار راتوں تک میں ہی تکلف وہ تماشہ دیکھتا  
رہا کہ وہ رات میں سوتے وقت اوس پاریسی کے کمرے کو  
جاتی اور صبح ہوتے ہوتے واپس ہو جاتی۔ پانچویں رات  
تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ وہ اندر راتھی میں چپکے سے دروازہ  
کے پاس پہنچا اور کان لگا کر سنے لگا لیکن کوئی آواز نہ  
نہ دی۔ دروازہ کے پٹ ملے ہوئے تھے میں نے آہستگی سے  
انہیں علیحدہ کیا اور اندر نظر ڈالی تو سوائے اندھیرے کے  
اور کچھ نظر نہ آیا۔ میں ہٹنے والا تھا کہ اندر ایک دم کچھ روشنی  
سی ہوئی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک کونے میں میز کے سائے  
صند و قچہ کے قریب پرتی کھڑی ہے۔ اوسکے سیدھے ہاتھیں  
کنجیوں کا گچھا اور بائیں ہاتھ میں ایک جیسی قذیل ہے  
وہ میری طرف پیٹھ کر کے صند و قچہ کی طرف جھکی۔

آہستہ سے فعل کھلنے کی آواز آئی اوس نے  
سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں کسی نے فعل کھلنے کی  
آواز تو نہیں سنی۔ جب نشانی ہو گئی تو صند و قچہ کی طرف متوجہ  
ہوئی۔ اب مجھ صند و قچہ صاف نظر آ رہا تھا اوس نے اسے  
کھولا اور کشتی اٹھا کر نچلے حصے میں جیسی قذیل کی روشنی ہر طرف  
دھرائی شروع کی کوئی دس منٹ تک وہ اسی طرح  
روشنی سے کام لیتی رہی اوس کے چہرے پر اس وقت



”کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آئی؟“  
”نہیں“

”نہیں؟ ذرا سوچو“

”دماغ نہیں“

”دماغ نہیں؟ تم اتنے کند ذہن تو کبھی نہ تھے۔ خیر سنو  
”جلد کہو“

”وہاں سنو سنو۔ تمہاری اور میری محبت کا راز کچھ عجیب  
ہوا تو نہ تھا؟“

”ہاں بالکل پوشیدہ تو نہ تھا۔ محبت چھپائے نہیں جیتی“

”بس تو سب کو ہم دونوں کے دلی جذبات کا اندازہ

ہو چکا تھا، اور میں تمہاری ہم مذہب نہ تھی۔“

”ہاں۔۔۔ مگر۔۔۔“

”اگر مگر، کو جانے دو۔ میں جو کہتی ہوں ذرا سنو تو سہی

ایک مذہب والے اپنی بیٹیاں دوسرے مذہب کے

مردوں سے نہیں بیاہتے۔ خدا جسے والدہ کہا کرتی

تھیں جو جس جسم میں پیدا ہوا اسی میں رہنا چاہئے!

خیر عجب میرے سر پرستوں نے دیکھا کہ میں تمہارا سوا کسی اور

سے شادی نہ کر دیتی تو وہ ہوں نے ایک عجیب و غریب

ترکیب سوچی“

”وہ کیا“

”بیارے گھبراؤ نہیں۔ ذرا تو صبر کرو۔ میں سب باتیں کہتی ہوں

ہاں تمہیں یاد ہے کہ چند سال پیشتر اپنے والدین کے ہمارے

میں ناگوار گئی تھی؟“

”ہاں“

”اچھا، تو پھر مجھے کھڑا تو جواب دینے کے کیا معنی؟“

”پیارے تم جانتے ہو کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔

میں نے تم کو جواب اس وجہ سے دیا کہ میں نہیں چاہتی تھی۔

کہ میرا خیر ایک ایسی لڑکی سے شادی کرے جسکی نسبت

یہ مشہور ہو گیا ہو کہ اسکی کسی اور سے شادی ہو چکی ہے

”کیا؟ کیا کہہ رہی ہو؟ میں تو کسی ایسی لڑکی سے

شادی کرنا لاتاقصا۔ میں نے تو تم سے درخواست کی تھی

اور میں خوب جانتا ہوں کہ تمہاری شادی نہیں ہوئی“

”ہاں۔ بالکل سچ کہتے ہو“

”پھر“

”پھر یہ کہ میری نسبت یہ مشہور ہو چکا تھا کہ میری شادی

ہو گئی ہے نہ“

”کیا؟ کیوں؟ کیا تم نے ابھی نہیں کہا تھا کہ تمہاری

شادی نہیں ہوئی؟“

”ہاں کہا تھا اور اب بھی وہی کہتی ہوں“

”تو پھر یہ شہرت کیا معنی؟“

”ہاں بالکل سچ کہہ رہی ہوں“

”خدا کے واسطے عجیب پرچم کرو۔ صاف صاف بتاؤ کہ یہ کیا

معاملہ ہے۔ لہذا اس وقت مذاق نہ کرو۔ میری۔۔۔“

”میں مذاق کب کہہ رہی ہوں صبح واقعہ بیان کری

ہوں کہ میری نسبت یہ مشہور ہو چکا تھا کہ میری شادی ہوئی

”اور تمہاری شادی نہیں ہوئی“

”نہیں“

”تو پھر اس غلط خبر کے اثر نیکی وجہ؟“

”ہاں اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس بولیں ایک نوجوان پارسی  
مقیم ہے۔“

”ہاں وہی جسکے کریمے آپ اب واپس ہو رہی ہیں“  
جی ہاں ..... وہی ..... وہی ..... کیا بیوقوف  
عورتوں کی طرح حسد بھری باتیں کرتے ہو خیر جب میں ناگپو  
گئی تھی تو انہیں کے گھر میں ٹھہری تھی۔“  
”سہوں“

”میرے رشتہ دار ہوتے ہیں اس زمانہ میں تعلیم کیلئے  
ولایت جانے والے تھے ہمیں یاد ہو گا میں نے ایک دفعہ  
ذکر کیا تھا کہ وہاں کتنی بیکاری اور بے لطفی کی زندگی  
برپا ہوتی تھی۔ خیر جب سب کو یہ یقین ہو گیا کہ مجھ سے تم کو  
عبارت آسان کام نہیں۔ تو انہوں نے آپس میں صلح مشورہ  
کیا۔ غرض کہ پورا پارسی سماج ہمارے خلاف پوشیدہ طور پر  
جوڑ توڑ کرنے لگا۔ مجھے اس راز کی اسوقت خبر ہوئی جب  
ولایت سے کاؤس جی کا ایک عجیب خط آیا جس میں  
اس نے مجھے اس طرح خطاب کیا تھا جیسے میں اس کی  
خدا خواستہ ..... بیوی ہوں۔ میں نے غصہ میں آ کر  
اس خط کے دو ٹکڑے کر دیئے مگر پھر خیال آیا کہ والدہ  
کو خط دکھا دیتا چاہئے۔ مجھے کم بخت کو کیا معلوم کہ اس میں  
کس کس کا ہاتھ ہے۔ پس جب میں نے اوان کو خط دیا تو  
ادہوں نے پڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا کیوں بیٹی اس کی لہنی  
برائی ہے کچھ کہتی ہوں اس وقت میرے قن بدل میں  
آگ لگ گئی۔ میں نے غصہ سے کہا اس میں کوئی برائی نہیں ہے  
آپ نے دیکھا کیا؟ اس نے اس بے غیرتی سے خط لکھا ہے

گویا میں اس کی کوئی بیوی ہوں۔ غضب خدا کا والدہ  
کہنے لگیں۔ ہاں بیٹی تو کاؤس جی کی بیوی نہیں تو پھر  
کس کی ہے۔ ان کے ولایت جانے کے بعد پشتہ تر ناگپو  
میں ہتھدی شادی ہوئی تھی۔ میں نے کہا ہاں جان  
آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ جواب ملا ہے۔ ”بیٹی کیا کہہ رہی ہو؟  
کیا تمہیں یاد نہیں؟ خوب بیٹی خوب کیس نے آج تک یہ  
بہنیں سنا تھا کہ کوئی لڑکی اپنی شادی اور اپنے خاوند  
کو کسی اور خیال میں محو ہو کر بھول جائے۔“ میں نے پھر  
کوشش کی کہ انکی غلط فہمی دور کروں اور کہا، ہاں جان  
اما جان۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے میری شادی ہرگز نہیں  
ہوئی۔ کہیں کوئی لڑکی اپنی شادی کو بھول سکتی ہے  
والدہ نے ذرا غصہ کی صورت بنا کر جواب دیا۔ ”بیٹی ہوش  
کی خبر لے۔ یہی تو میں کہتی ہوں کہ کوئی لڑکی نہیں بھول سکتی  
آج تجھے کیا ہو گیا ہے کہ بیکار بحث کئے جاتی ہے یہ بھی  
کوئی مذاق کی بات ہے۔ میرے پاس تیرا اصلاح نامہ موجود ہے  
تیرے خاوند کا خط گواہی دے رہا ہے شادی میں جو  
شریک تھے بہت سے ابھی زندہ ہیں میں غم و غصہ سے  
بھری ان کی صورت دیکھ رہی تھی کہ وہ اٹھکر چلی گئیں  
اب جو میں نے سوچا تو سمجھ میں آیا کہ مجھ سے تم سے خدا  
کرنے کی بڑی گہری تجویز سوچنی گئی ہے میں اس مصیبت سے  
بیچھا چھڑانے کی فکر میں غلطان و بیچان تھی کہ تم آئے  
تمہیں شاید یاد ہو کہ تم نے مجھے دیکھتے ہی یہ سوال کیا تھا  
کیوں پیاری، خیریت۔ تمہارا چہرہ اترا ہوا کیوں ہے  
اسی وقت میں نے چاہا کہ تمہارے سامنے اپنا دکھڑا

وؤں۔ مگر نہ معلوم کیوں یہ بھی قسمت کا چکر تھا۔۔۔۔۔  
ہت نہ ہوئی اور تم میری مصیبت سے بے خبر رہے ہی و  
نے مجھ سے درخواست کی اور خدا معلوم میں نے کیا کیا  
ہے دیا۔ اس وقت میں میں نہ تھی۔

آہ! سچ کہتی ہوں تمہارے نگین جو کہ چلے جائیکے بعد  
میں بہت پشیمان ہوئی کہ میں نے تم سے یہ راز کیوں چھپایا  
ات تڑپتے، تڑپتے، جوں، توں کرتے گزری علی الصبح  
میں نے تم کو بلوایا تو معلوم ہوا کہ تم رات کی گاڑی سے  
چلاؤ کہ نہ معلوم کہاں چلے گئے۔ یقین جانو، اس وقت اپنی  
حالت کی وجہ سے جو مجھے بچ و قلع ہوا بیان نہیں کر سکتی  
خدا بہتر جانتا ہے کہ میں نے کوئی ذریعہ ایسا اٹھانہ رکھا  
جس سے تمہارا پتہ چل سکے مگر ہر نگینا کا میا بی ہی ناگہانی  
ہوئی۔ سچ ہے جب مصیبت آتی ہے تو اکیلی نہیں آتی  
صبر و شکر کے سوائے چارہ نہ تھا۔ تم سے صلح مشورے،  
دلا سے کسی امید تھی تم بھی نہ تھے۔ میں اکیلی تھی اور وہ  
مصیبت کی گھڑیاں۔۔۔۔۔ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے  
چند جیسے ہوئے کہ والدہ کا انتقال ہو گیا اور مجھے  
کسی قدر آزادی حاصل ہوئی مگر میں عورت ذات کیا کر سکتی  
تھی کاؤں جی کے خط و خطا چلے آتے تھے دو تین ہفتہ پہلے  
ایک خط میں نے کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ۔ ہندوستان  
آ رہا ہے میں نے سوچا کہ کہیں بھاگ جاؤں یا خودکشی  
کروں۔ اسی فکر میں تھی کہ ایک عجیب ترکیب سمجھ  
میں آئی اوس نے لکھا تھا کہ وہ جہاز سے اتر کر ایک  
ہفتہ تک ٹھہریگا۔ خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ

اوس کے پاس وہ خطوط ضرور ہونگے جو میرے رشتہ داروں  
نے لکھے ہوں گے کہ وہ اس طرح بزدلی اور بے غوثی  
سے مجھے خط لکھے۔ پس میں اس بہت کڈائی سے  
یہاں اوس سے دور فرقت پہنچ گئی۔ ہرات اوسکے  
کمرے میں جاتی تھی کہ کسی طرح وہ خطوط مل جائیں  
مگر کل تک میں نا کامیاب رہی۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر  
ہے کہ آج مجھے وہ خط بھی ملے اور تم بھی۔۔۔۔۔  
دیکھو یہ تمام کاغذات وہی ہیں۔ اب میں آزار ہوں میرا  
کوئی کچھ نہیں کر سکتا! اب وہ سب میرے قبضے میں  
اور میں تمہارے۔“

”تو تم میری ہو“

”ہاں پیارے تمہاری نوٹھی“

”نہیں، نہیں، میری ملکہ، میری جان، میری پیاری  
کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی دم بھر میں  
یہ خوشن سماں۔ دھوئیں کی طرح نظروں سے غائب  
ہو جائیگا اور میں وہی مصیبت زدہ بد اختر آخرتہ جاؤں گا“  
”نہیں خواب نہیں۔ پیارے لویہ کاغذات لو  
اپنے ہی پاس رکھو تم ان کی مجھ سے زیادہ حفاظت  
کر سکتے ہو۔ یہ تم کو یاد دلاؤ گے کہ مصیبت کا زمانہ گزر گیا  
اور راحت کی گھڑیاں“

”ہاں تو پیاری پری میری ہے“

”ہاں تمہاری، ہوتیہ کیلئے تمہاری“

”میرے خوش قسمت ہوں۔“

”اور میں بھی!“

”تو بھرا ب کیا ارادہ ہے؟“

”جو بہتری مرصی ہو“

”تو پھر صبح کی نماز کی وقت مسجد کو جلسیں اور تمام فرائض ادا کر لیں“

”جیسے آپ کی خوشی“

”تو منظور ہے“

”بھلا میں انکار کر سکتی ہوں؟“

”اچھا تو خدا حافظ، پیاری جاؤ آرام کرو صبح سویرے“

”اتھنا ہے“

”خدا حافظ“

”ہاں پیاری ایک نہایت ضروری بات تو میں بھول ہی گیا“

اب ہمیں اس وعدہ اور اقرار کی رجسٹری کروا دینی چاہیے  
”یعنی“

”یعنی حکومت عشق کی مہر ہو جانی چاہیے“

”معلوم نہیں کیا چیتاں کہہ رہے ہو“

”چیتاں؟ غالب کا وہ شعر یاد ہے جس کا مصرع ادا ہے“

”یہ ہے“

”غنچہ ناگھنٹہ کو دور سے مت دکھا کیوں“

”حُسنِ حافظ“

مرزا محی الدین بیگ

مولوی نذیر حسین صدیقی

جنوں

نالہ غم مر گلخندہ عشرت ہو جائے

تو جو بلجائے تو دنیا مجھے جنت ہو جائے

کچھ بھی مشکل نہیں لیکن طبیعت کا حصول

آرزوؤں کو گھٹا دے ابھی راحت ہو جائے

جس کو منظور ہو اندر وہ جہاں سمجھنا

مجھ سے سادہ رفتہ دیوانہ طبیعت ہو جائے

جاننا ہوں کہ چھپانے کی ہے یہ بات مگر

کیا کروں نظروں سے ظاہر ہو محبت ہو جائے

اس سے آگاہ نہیں میں نہ ہی نے داغ

کیا یہ کچھ کم ہے مجھے اپنے سے عطف ہو جائے

بادہ حسن ترا اور سرور اسنہرا ہو

اس میں پیدا کجس رنگ محبت ہو جائے

حال سہی جہاں کچھ بھی نہیں ہے نہ سہی

ختم کیوں کشمکش فکر معشیت ہو جائے

اپنی محرومی قسمت اکلے کس سے کریں

تو ہی حب دشمن ار باب محبت ہو جائے

اب بھی کچھ دل میں رعونت کی جھلکنا

لے خدا پھر کسی بدخو سے محبت ہو جائے

کچھ لے یا نہ لے پر یہ دعا ہے کہ مجھے

بائتد ساقی کا لے جذب کی جا ہو جائے

سکندر لے اگر تو مصیبت میں کہیں خوش نہا

قابلِ رشک جنوں تیری طبیعت ہو جائے



جلد ۳۳۴ ہر سالہ فی اگست ۱۹۲۵ء مجب

## فہرست

۳۵۵	دفتر سالہ	۱ فن طباعت
۳۵۶	"	۲ سہائیات
۳۶۳	ماخوذ	۳ ولایتی بگین
۳۶۵	دفتر سالہ	۴ ہمارا نقطہ نظر
۳۶۶	"	۵ خوش مذاقی
۳۶۷	مرزا الم نشرح صاحب	۶ ایک نواب صاحب کی ڈائری کے چند پراگندہ صفحے
۳۷۳	دفتر سالہ	۷ سامان تفریح
۳۷۵	مولوی غلط اللہ خاں صاحب بی اے	۸ عملدوست خواتین
۳۸۱	مختلف اصحاب	۹ غزلیات
۳۸۳	مولوی ابو ظفر عبد الواحد صاحب ایم اے	۱۰ سراب مغرب
۳۸۴	مولوی مرزا نجم الدین بیگ صاحب	۱۱ ادب جدید و کچنبشی

# مصوبی

پوٹ ریٹ آئیل پٹنگ - سینک پٹنگ  
پیشل ورک - رشین ورک - کرٹولیر ورک - لیکرین ورک  
کرے آن ورک - لیتھوگرافک پرنٹنگ ورک - لٹو پوڈ  
پٹنگ - گولڈن ورک - گلاس ایکنگ ورک - غیرہ وغیرہ  
سے کوئی کام آپ کو کرنا مقصود ہو تو مشہور کو طلب فرمائے

محرم العیوم آرٹسٹ گنگل  
نفل نجی آباد دکن



## جب کبھی آپ کو

عینک یا اسکے متعلق سامان کی ضرورت ہو تو صرف  
ایک مرتبہ ہمارے پاس بھی تشریف لائے اگر قیمت زیادہ معلوم ہو یا  
ناقص ہو تو نہ لیجئے بلکہ لیا ہو واپس کر دیجئے اس سے زیادہ کیا اطمینان

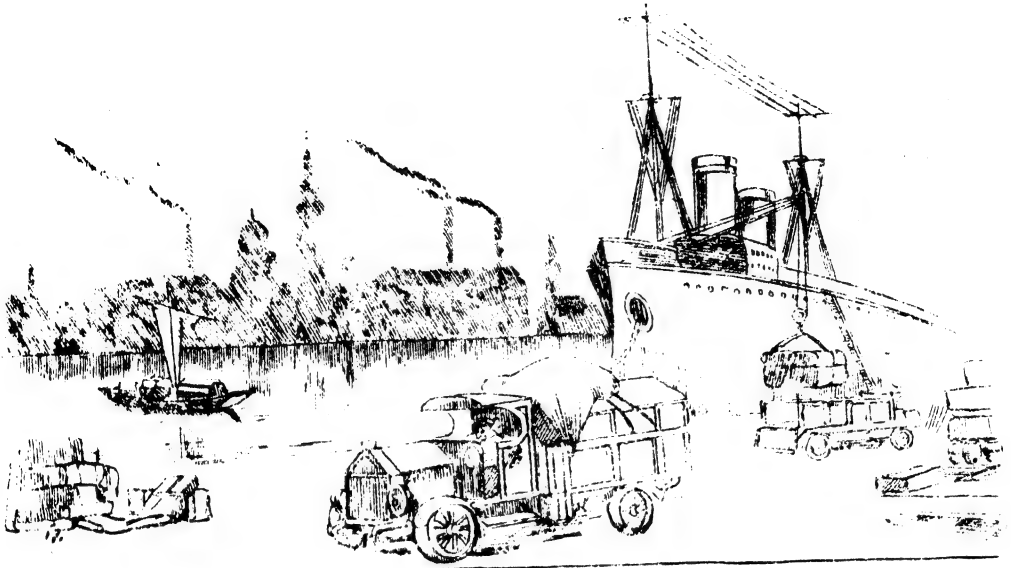
ہو سکتا ہے آزمائش شرط ہے نہ کن  
ایچ ایف اعلیٰ اینڈ کوٹ پتھر کی نفل صاحب آباد دکن

## دی ندیریل اینڈ میکیکل کمپنی لمیٹڈ واقعہ اولفنا جی آباد دکن

جسٹشہ بموجب قانون سرکار عالی نشان (۴۱) باب۱۲۳۳  
شریک مجوزہ ایک لاکھ روپیہ کے غنائیمہ جلد فرم حصص میں شریک ہونے کے لئے  
اوارڈ کی پیشکش باوقاف کمپنی موسومہ اولفنا جی آباد دکن کے تمام حصص  
تین منافع پہلا بوجہ چودہ روپیہ و دو سو روپیہ حساب بندہ کرنا سالانہ عینک کی فراہم  
نیز آدکے مفاد و اصل ملک کو نہ مال کے مجازہ اشغال میں مشاق بنائیکے غرض سے  
تاکہ کمپنی کے کوئی دلی دال برابر کی قدر میں کے بحال سے انکا وطن نے اس وقت تک  
اس غائلہ کی کمپنی کی طرف متعلقہ کمپنی کے مالک غیر بہت کم نو مہ کی ہے دھالیکہ اس  
کمپنی میں آپ خود اپنے قوت بازو سے آسماں کے نیچے اور پانی زمین کے اوپر پانی کے ہاتھ  
کمپنی کے معتمد کمپنی کے مشیر اور کمپنی کے ممبر قوت تفتیح کنندہ جن کے میں اور وقت تک  
جس قدر بہت تجارت بلکہ میں قائم ہوئے وہ سب مفروضہ ملکیت اور نقصان  
و مفاد کی بنا پر قائم ہوئے میں جن سے اصل ملک کو صرف شخصی فائدہ ہو چکا ہے  
اور نہ شریک مفاد حاصل نہیں ہوا کمپنی کے پاس نقص کی جس اوجہ اصلاح کرتی ہیں و پیش  
دیکھتے تھکی دال کو تو فرم سمجھنا اور مال کی ترقی کا چاند بیکر آسمان شہرت پر تابیماں اور خال  
پیشہ کمپنی کے حصص میں ندیریل میں کمپنی میں شریک اختیار کئے معتمد ایچ  
فرقہ کر کے و مواصل کر سکتے ہیں کی کارسرو اول عند الطلب ہر وقت روز خدمت کیا جاسکتا ہے  
اور جو کچھ حالات آشنا طلب ہیں تحریر یا ملاقات سے حاصل فرما سکتے ہیں  
المشترک علی اینڈ برادر س میا بھنگا کھنڈس

## ارتقا

حجے کلاس نے دنیا باس زینب تن کیا ہے اسکے مضامین میں  
بہم اعلیٰ ترقی لگتی ہے اگر آپ اسکوا تیک ملاحظہ نہیں فرمایا ہو تو  
آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر نمونہ طلب فرمائیے یہ اردو کا  
ماہوار رسالہ علمی و ادبی، اخلاقی و تاریخی، معاشرتی  
و تجارتی مضامین کا گلدستہ ہے شوقین نگین کی ضرورت  
ہے سہیدہ کے بود ماند دیدہ آرائے خند ٹالانہ العیا  
مینجر رسالہ ارتقا دیوبند ملی سکندر آباد دکن



HALF TONE BLOCK

(۷) ہاف ٹون بلاک

اب تک صفدر بلاک وغیرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے وہ نصف لکیروں کے بلاک کے متعلق تھا۔ اصول سب کا ایک ہی ہے لیکن ذرا ذرا فرق ہونے کی وجہ سے اس کے نام بھی بدل دیئے گئے ہیں۔

ہاف ٹون بلاک جب سے کہ ایجاد ہو چکا ہے چھاپے میں ایک حدت اور آسانی ہو گئی جب تک کہ یہ ایجاد نہیں ہو تھا اور سوخت تک تمام تقاضا کا کام ہاتھ سے کیا جاتا تھا لیکن اسکی ایجاد نے ان تمام مشکلات کو یک آن محنت دور کر دیا اب کسی محو کی ضرورت رہی اور نہ کسی اہل فن کی حاجت جس کو ذرا سی فوٹو گرافی سے واقفیت ہے وہ یہ کام آسانی کر سکتا ادا بیان کر دیا گیا ہے کہ اگر کسی تصویر میں جو چھاپی جائے۔ کوئی سایہ وغیرہ دکھانا ہے یا

اور (SHADE) ہیں تو وہ بغیر اسکرین کے نہیں

## فن طباعت

(مسئلہ کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ نمبر ۴۳۲)

اوسکو پیٹ پر لگا کر چھاپا جائے۔ اندھیرے میں لجا کر اسکو پانی میں اور سوخت تک کیلئے ڈال دیا جائے۔ جب تک کہ جلیشن خوب اچھی طرح پھول کر نہ نکل جائے اور صرف وہی حصہ رہ جائے جو تصویر کے متعلق ہے اس پر ال وغیرہ (Asphalt) ڈال دو اور وارنش کا ایک کوٹ تختی کی پشت اور کناروں پر کرو و نا کر تیز اب ان مقامات پر اثر نہ کرے اس طرح یہ تمام چیزیں تیار ہو جائیں گے بعد اسکو تیز اب میں ڈال دو تیز اب اولن تمام مقامات کو کھالیا جن پر روشنی نہیں پڑی تھی اور صرف تصویر رہ جائیگی اب بلاک تیار ہو گیا اسکو لکرونا پر لگا کر چھاپا جاسکتا ہے۔

چھپ سکتی۔

رہتی ہے۔ پلیٹ سے اسکو جھد رہی قریب ہوا چھاپے  
لیکن بالکل لانا چاہئے تصویر لینے کا وہی معمولی اصول ہے  
البتہ اس میں جو پلیٹ استعمال کی جائے یا ڈیولپنگ (DEVELOPING)  
کا جو نسخہ برتا جائے وہ ایسا ہونا چاہئے  
جس سے پلیٹ وصل جانے کے بعد نہایت گہری سیاہ اور  
بالکل سفید جو عام طریقہ تو یہ ہے کہ کولوڈین (COLLODION)  
(WET PLATE) کی گیلی پلیٹیں استعمال کی جاتی ہیں پلیٹیں  
فوری تیار کر کے اوس وقت استعمال ہوتی ہیں۔ بہتر ہوگا اگر  
ہم بیان اسکے بنانے کا بھی طریقہ لکھ دیں۔

کولوڈین گیلی پلیٹ (COLLODION WET PLATE)  
معمولی شیشے کی پلیٹ اول خوب دھوکر صاف کیا جائے  
پھر اسکو سپرٹ جس میں کھو امونیا (AMONIA)  
ملا ہوا ہو اس سے صاف کیا جائے بعدہ ریشمی رہ مال  
یا سانبر کے چمڑے سے چکنا کر دیا جائے۔  
ذیل کا نسخہ کولوڈین پلیٹ کیلئے بہترین ہے ان  
برد کو علیحدہ علیحدہ بنایا جائے۔

(الف) (۱) پیروکس لین (PYROXYLIN) (۱۱) گرین  
الکول (ALCHONOL) (۱۰) اونس  
ایٹر (ETHER) (۱۰) اونس  
پیلے ان کو ملایا جائے مل جانے کے بعد اس میں حبیل  
ادویات شامل کی جائیں۔

(۲) امونیم ایوڈائیڈ (AMONIUM IODIDE) ۵ گرین  
کیڈیم ایوڈائیڈ (CADIUM IODIDE) ۴ گرین  
کیڈیم برومائیڈ (CADIUM BROMIDE) ۴ گرین

اسکرین (SCREEN) اسکے متعلق ہم اور بھی  
تفصیل بیان کرتے ہیں یہ صاف شیشے کی ایک پلیٹ ہوتی  
ہے۔ اس پر ایک معمولی معیار کا پوم کی ترچھا کر ایک ایسی تین  
میرنگ لگادی جاتی ہے جو خاص اسی کام کی ہوتی ہے اور اس پر  
لکیریں کرتی ہے یہ لکیریں ایک انچ میں (۲۰۰) سے (۳۰۰)  
تک ہو سکتی ہیں اس میں ان کی سوئی کی نوک جو لکیریں کھینچتی  
ہے ہیرے کی ہوتی ہے۔ زمین میں لکیریں کھینچ جائیکے بعد اسکو  
بائیڈر و فلور کا البسٹین ڈالکر اور زیادہ گہری کر دیتے ہیں  
یہ بالکل اسی طرح سے ہوتا ہے جس طرح کہ آئینہ پر موم کا کرتیڑاب  
سے کچھ کھینچا جاتا ہے۔ جب لکیریں ڈرا گہری ہو جاتی ہیں تو ان  
لکیروں میں کوئی ایسا گہرا رنگ بھرتیے ہیں جس سے آریا  
نہ دکھائی دیتا ہو اس پر سطح کی دو پلیٹیں آپس میں ملا دی جاتی  
ہیں ان دو میں سے ایک کی لکیریں اوپر سے نیچے کی طرف اور  
دوسرے کی سیدھی طرف سے الٹی طرف ہوتی ہیں ان کو ملائے  
سے نہایت چھوٹے چھوٹے مربع بن جاتے ہیں۔ یا اسکرین تیار  
ہوگئی لیکن یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان اسکرینوں کی لکیر  
کا فضل اس کاغذ کی مناسبت سے ہوتا ہے جس پر کہ یہ تصویر  
طبع کی جاتی ہے۔ یعنی اگر کاغذ معمولی اور تپلا ہے تو اسکرین کی  
لکیریں ذرا دور در دور ہونی چاہئیں۔ لیکن اگر آرٹ پیپر ہے تو  
حقہ رہی قریب لکیریں ہونگی ادنی ہی خوبصورت تصویر  
طبع ہوگی

ان اسکرینوں سے تصویر لینے کا کیمہ علیحدہ آٹا ہے  
جس میں اسکرین پلیٹ سے بہت ہی قریب سامنے کی طرف



ان سب کے مل ہو جانے کے بعد جس وقت کو نوڈین کی شکل  
ڈرا لینی سہی ہو جائے تو پلٹ کر اسیں ڈالکر اسپر اس  
مصلحہ کو بڑھایا جائے اور نسخہ (ب) جو ذیل میں دیا جاتا  
اوس میں پلٹ کر ڈال دیا جائے۔

ب۔ سلور نائٹ ریٹ (SILVER NITRAT)۔ یہ گہرا

پانی (WATER) ۲۰ اونس

اب یہاں ہوشیاری ماسٹر کی صفائی دیکھا ہے کہ پلٹ

پرید اور بات ایسی طبعی اور یکساں چھین کر کسی جگہ بال پر

بھی خالی نہ رہے اسکی دوش اوہ رکابی جس میں پلٹ دیا

جاتی ہے بعض لوگ ڈبر نما کھڑی استعمال کرتے ہیں اور بعض

لینی ہوئی ہر حال جو کچھ بھی ہو عرض یہ بھیکہ مصالحہ سب جگہ

کیاں چڑھے جبکہ ان ادویات میں پلٹ کو ڈالے رکھا

جائے۔ متواتر ہاتھ رہنے چاہئے تاکہ جیلے وغیرہ سید نہ ہوں

جب یہ کام ختم ہو جائے تو دو تین منٹ کیلئے اسکو علیحدہ رکھ

پھر ڈارک سلائیڈ (DARK SLIDE) میں لگا کر فوراً

کام میں لانی جائے۔ یہ پلٹ رکھی نہیں جا سکتی یعنی اگر آپ

چاہیں کہ اس پلٹ کو کل کام میں لائیں تو ناممکن ہے۔ بہت

جلد خراب ہو جاتی ہے۔

ایکس پوز (EXPOSE) ذرا زیادہ

دینا چاہئے۔ کیوں کہ اول تو اس نسخہ کی خاصیت ہے دو نمک

کی وجہ سے بھی اسیں زمانہ زیادتی ضروری ہوتی ہے جب ان

چیزوں سے فراغت ہو جائے تو اسکو ڈارک روم

DARK ROOM میں سرخ روشنی کے سامنے رکھ

صاف ذیل نسخے سے ڈیولپ (DEVELOPE) کیا

پیرو گلیک ایسڈ (PYROGALLIC ACID) ۲۰ گرین

ایسٹک ایسڈ (GLACIAL ACETIC ACID) ۹۱ ڈرام

پانی (WATER) ۱۹ اونس

معمولی پلٹوں کی نسبت بڑا درمیں دھوئی جاتی ہے

اسکو دوش میں مذکورہ بالا نسخے کے ساتھ ڈال کر پلٹے پلٹے

ہلاتے رہنا چاہئے۔ بہت آہستہ آہستہ تقویر بھاہر

ہونی شروع ہوگی اگر سیاہی میں کچھ کمی معلوم ہو ایسٹ

کی سیاہی میں) تو چند قطرے سلور نائٹ ریٹ اور

ڈالے نسخے میں ملا کر دھونا چاہئے۔ جس سے سیاہی

میں معتد باضافہ ہو جائیگا۔ اب یہ پلٹ ہلاک کے واسطے

خواہ نہ نکول کیلئے ہو یا ناف ٹون کیلئے تیار ہوگئی۔

شروع میں صرف حبث ہی ایک ایسی دھاتی

جو ہلاک بنانے میں استعمال کی جاتی تھی لیکن نرم

ہونے سے ہلاک کچھ زیادہ پائدار نہیں ہوتے تھے اب

اب تا بنا زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے اگر اڑاں ہلاک کیلئے

ابھی حبث پر ہلاک تیار کئے جاتے ہیں خیر دھاتی کو بھی

ہر بہر حال اسکی سطح نہایت ہموار ہونی چاہئے اور

دھبی جلاٹین (GELATINE) اور بانی

کر دمیٹ آف پٹاش (BICHROMATE OF POTASH) ۱۹

نسخہ اس دھاتی کی پلٹ سے اوس دھاتی والی پلٹ کو

پرنٹنگ فریم (PRINTING FRAME) میں

لگا کر معمولی ڈیولپ کے قاعدہ سے چھاپ لیا جائے۔

اسکے بعد کی تمام باتیں وہی ہیں جو اول بیان

ہو چکی ہیں کہ چھاپنے کے بعد اسکو اس طرح دھو دیا جائے کہ

جگہ کو نیچے کی طرف کھانا شروع کر گیا جہاں جلاٹین نہیں ہے  
لیکن جب ذرا سی بھی گہرائی پہنچ جائیگی تو سطح پر وہ نیچے  
کی طرف کھائیگا یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اسی جگہ کے  
باروں کو بھی کھانا شروع کر گیا۔ اس کی ہموارگی یہ ہوگا کہ  
جو الفاظ یا تصویر کی لکیروں کی جڑیں اس کو تیزاب کے  
کھائے گی وجہ سے کمزور ہو جائیگی اور جب وہ پریس میں  
دکھ کر دبا جائیگا تو یقیناً کمزور ہونے کی وجہ سے بجائیگی  
اس طرح ہلاک بالکل بیکار ہو جائیگا

اس خرابی کو دور کرنا ضروری ہے اس کی ترکیب  
یہ ہے کہ جب دوبارہ کھونے کیلئے تیزاب میں پلیٹ کو  
ڈالا جائے تو اس سے پیشتر کوئی چکنی چیز کسی رو  
( Roller ) وغیرہ سے اس پر لگا کر آگ سے  
گرم کی جائے یہ چیز تھوڑی کچھل جائیگی اور بہ کر اوان  
حروف یا لکیر یا نقطہ کے چاروں طرف نیچے ملی جائیگی۔  
اس طرح اب جو تیزاب میں پلیٹ کو ڈالا جائیگا تو  
تیزاب اس چکنی جگہ پر اثر نہ کرے گا بلکہ صرف نیچے کی طرف  
کھانا ہوگا اور آپ کا مطلب پورا ہو جائیگا۔

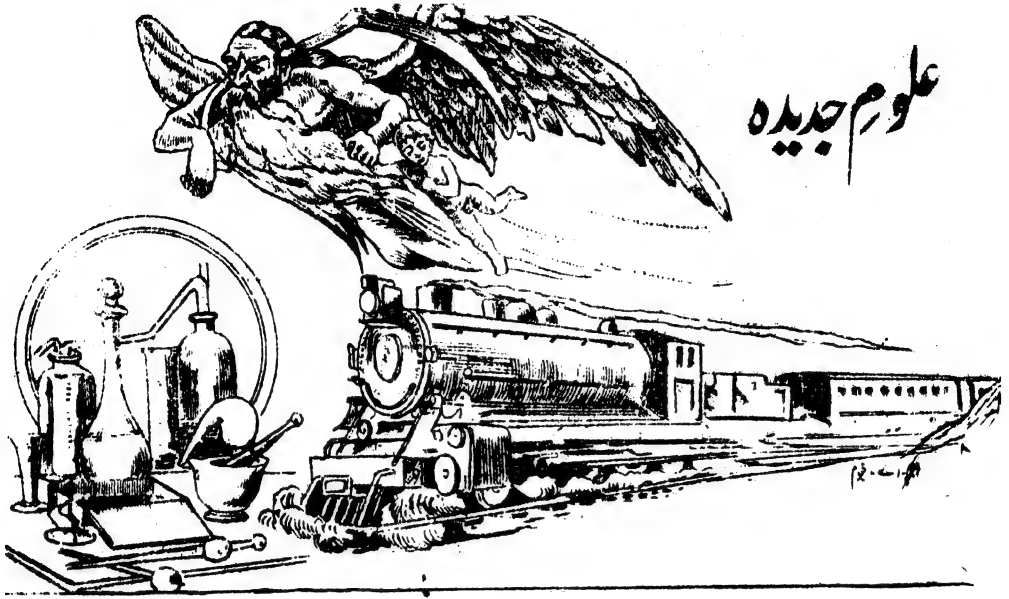
ہم اس معنوں کو اس قدر لکھنے کے بعد ختم کرتے ہیں  
ہندوستان میں ابھی اس قدر تر تری نہیں ہوئی ہے کہ  
اس سے زیادہ کی ضرورت ہو۔ یہاں ابھی معمولی  
چھاپی سوکھی کوئی واقف نہیں ہے جب جائیکہ مزید تفصیلاً  
دو جزہ دی جائیں ہوگا چاہئے کہ جس قدر بھی ہمارے  
پاس ہے اسی کو بہتر بنایا جائے۔ خدا کرے کہ ہمارے  
کارگیر دل سے کام کریں فقہ

جلاٹین کا وہ حصہ جس پر دستی ہنس پڑی ہے نکل جائے  
بقیہ حصہ جلاٹین کو آگ کے سامنے رکھ کر ذرا جلادیا جائے  
تا کہ اس حصہ جلاٹین پر تیزاب کچھ اثر نہ کرے اور تیزاب  
میں ڈال کر ملائے رہنا چاہئے۔ کہ جیلے نہ پیدا ہوں تھوڑی  
دیر کے بعد اس جگہ سے جہاں جلاٹین نہیں ہے۔ تیزاب  
کھا جائیگا۔ دوسرے الفاظ پر کھا جانے کا مطلب یہ ہے  
کہ پلیٹ کھ جائیگی۔ اب اس کو نکال کر دھو لو یہ ہلاک  
تیار ہو گیا لیکن یہ ابھی بالکل صاف اور عمدہ ہلاک نہیں ہوا  
اسلئے ضروری ہے کہ اس کو دوبارہ اس طرح کھو دیا جائے  
اور پھر وہی عمل نئے تیزاب کے ساتھ کرنا چاہئے دوبارہ کھونے  
میں ذرا ہوشیاری اور تجربہ کی ضرورت ہے جو تھوڑے  
الٹ پھیر کرنے کے بعد آسکتا ہے۔

انتباہ دیا جائے کہ بعد غالباً آپ کے ذہن میں ایک  
فکرا آگیا ہوگا کہ ہلاک کس طرح تیار ہوتے ہیں اول تو جب  
آپ اس کام کو کرینگے تو کام خود بھی بہت کچھ تیار لیگا۔ دم  
ذرا سی عقل کو بھی کام میں لایا جائے تو کچھ مشکل نہیں ہے  
ہر کام کیلئے نصف کاریگر سے بھی زیادہ کاریگر اوزار اور  
آلات میں حسب درجہ او زار اور آلات آپ کے پاس ہونگے  
انتباہی اچھا کام نکلیگا۔ آپ یہ چاہیں کہ معمولی سنگ سے  
اچھا نتیجہ حاصل کیا جائے تو یہ ایک حد تک مشکل بلکہ ناممکن  
ہو جاتا ہے البتہ اگر غیر معمولی فراست سے کام لیا گیا تو کوئی  
بڑی بات نہیں ہے۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ  
جب پلیٹ کو تیزاب میں ڈالا گیا تو اول اولیٰ تو وہ اس

# علوم جدیدہ



## ہوائیات

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ نمبر ۴۱)

ایسی صورت میں کہ موڈل میں عمودی پتھر قائم کیا گیا  
یہ بہتر ہوتا کہ اس پتھر کے متصل ایک عمودی فن استعمال  
کیا جائے۔ سب سے آسانی اور بہت سی صورتوں میں بہت  
قابل اطمینان طریقہ یہ ہے کہ اس غرض کیلئے فرزندہ

(ELEVATOR) سے کام لیا جائے جس میں ایک بڑی خوبی  
یہ ہے کہ کسی مزید وزن پیدا کرنے یا غیر معمولی نمونہ تیار کرنے کی  
ضرورت نہیں ہوتی۔ اس غرض کیلئے فرزندہ کو ایک  
یونیورسل جوائنٹ (UNIVERSAL JOINT)

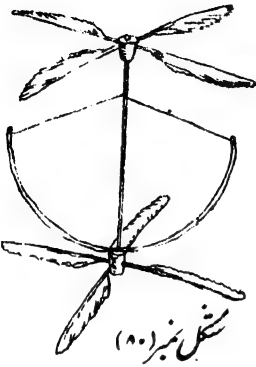
پر دانت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس میں صرف  
آگے یا پیچھے کی طرف کم و بیش زاویہ پر جھکنے کا رجحان  
ہی پیدا ہو جائے بلکہ یکساں دائرہ کی طرف جھک جائے  
تاکہ اس میں متوازی الاضلاع پر دائرہ کی صلاحیت پیدا ہو سکے

سابقہ باب میں دسلی ڈنڈے سے ربکیاتہ فرزندہ  
کو ملحق کر دینے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہی اس غرض کے  
حامل کر سکتا ہے ایک نہایت آسان اور سیدھا سادہ فرزندہ  
ایک نافرزندہ کے کنارہ والے سرے سے نکال کر موت  
دادہ ہونے کے سرے پر لاسکتے ہیں اور یہاں اسکو اس طریقہ  
سے بانڈھا جاسکتا ہے کہ فرزندہ میں کناروں کی طرف جھکا  
پیدا ہو جائے اسی طرح اسپرنگ بھی جھونے جھونے توازن  
قائم کر کے پٹس یا الیڈانس کے ذریعہ سے جو اصل ایر  
فوائل کے انتہائی کناروں سے بانڈھے جائینگے کہ ایک کا  
جھکاؤ اور دوسرے کا نیچے کی طرف حامل  
کیجا سکتی ہے۔ یہ بہر حال نہایت عجیب چیز ہے کہ ایک ذرا  
زیادہ وزن سے قوت مدافعت میں کمی ہو جاتی ہے اور  
پر وزن میں کمی زیادہ فوائل کے پاس وزن پیدا کر دینے  
سے بھی یہ نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اور اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ

سے کام لایا گیا تھا۔

موڈل جھکاؤ کی پیروی کرتا ہے۔

یہ امر نہایت ہی ضروری ہے کہ ایک تنہا پر دیکھ کر  
(Torque) میں نہایت درستی اور صحت کی گنا  
توازن قائم کیا جائے جیسا کہ انٹروٹا ہے کہ پر رانہ دائرہ کی شکل  
میں حاصل ہوتی ہے۔



اگر پر دیکھ کر موڈل کے وسط سے وزا ہٹا ہوا  
قائم کیا جائے تو ذکر کردہ بالا طریقے سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ  
اصلاح ہو سکتی ہے اب رہا یہ سوال کہ صحیح مقام تنصیب کس طرح  
دریافت کیا جائے تو یہ صرف تجربہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے  
اگر ایک چوبی اصل پر اسکو تعمیر کیا جائیگا تو نسبتاً اس میں  
زیادہ دشواریاں لاحق ہوں گی جن کو حسب ذیل طریقے سے  
رفع کیا جاسکتا ہے۔ بریکٹ کو جو اسپرنگ کو سہارا ہوگا  
اور جس پر پیلیر کا تیر حرکت کرتا ہے وسطی ڈنڈے  
کے متوازن قائم کر دیئے۔

جن موڈل میں علیحدہ طور پر اسٹک کا استعمال  
کیا جاتا ہے اس میں نسبتاً یہ عمل زیادہ آسان ہوتا ہے۔

## باب دہم ہیلی کوپٹر نمونے

سب سے پہلے جو موڈل تیار کئے گئے تھے اور بعد میں  
نتیجہ کامیاب رہے تھے وہ ہیلی کوپٹر تھے ۱۹۶۷ء میں  
سر جارج نیپٹیک ایک ہیلی کوپٹر موڈل تیار کیا تھا جو ہر  
حقیقت سے کامیاب رہا مگر پیرا۔ دو کارکن ایک نیپٹیک  
ڈنڈے۔ وہیل مچھلی کی ہڈی کے ایک ٹکڑے اور ٹانگے

۱۹۶۷ء میں ایک اور کامیاب ہیلی کوپٹر موڈل تیار  
کیا گیا جو طاقت سے چلتا تھا۔ اس موڈل کا وزن ۲ پونڈ تھا  
اور آلات محرک بیکس مل کے اصول پر تیار کئے گئے تھے۔  
اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک کوئی فل سائبر  
کامیاب ہیلی کوپٹر نہیں تیار نہیں کیا جاسکتا ہے لیکن اس میں  
بھی کوئی شک نہیں کہ سب سے زیادہ آسانی کے ساتھ  
جو موڈل تیار کئے جاسکتے ہیں وہ ہیلی کوپٹر ہی ہیں جس سے  
نہایت دلچسپ تجربے حاصل کئے جاسکتے ہیں نہ صرف بڑے  
بڑے اور پیچیدہ ساخت والے موڈل ہی سے بلکہ حقیقت  
یہ ہے کہ اس قدر سادہ ساخت والے موڈل سے بھی عجیب  
غریب تجربے حاصل ہو سکتے ہیں جیسا کہ شکل نمبر (۱۱) کی صورت میں



شکل نمبر (۱۱)

شکل نمبر (۸۱) میں جو تصور دکھائی گئی ہے وہ بجاک  
خود ایک نہایت عمدہ چھوٹا سا کھلونا ہے جو ایک چوبی ڈنڈ  
سلولا میڈ (CELLULOID) پر وہیلر بلڈس  
کا بنا ہوا ہے اور جبکو محض کرنے کیلئے پمپ کی ایک ڈھیر سے  
کام لیا گیا ہے۔ اسکی قیمت زیادہ سے زیادہ ایک آنہ ہے  
اس سے پرواز حاصل کر لینا یہ طریقہ ہے کہ اسکو دونوں ہاتھوں  
کی ہتھیلیوں کے بیچ میں گھماتے ہیں۔ گھماتے گھماتے ایک دم  
ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور جس صورت سے بھی پرواز اختیار  
کرے اسی اڑنے دیتے ہیں اس شک نہیں کہ اس معمولی سے  
اور بالکل سادہ ساخت کے موڈل کو بھی محور پرواز کر نیکے  
لئے لازمی طور پر کسی قدر ہوشیاری اور مشق کی ضرورت ہے  
اس موڈل سے تجربہ حاصل کرنے کیلئے بہترین موڈل  
یہ ہے کہ وہیلر بلڈس کو بتاتے وقت ایک وسیع تر اور  
تنگ تر زاویہ دونوں میں قائم کیا جائے۔ یعنی دونوں  
بلڈ ایک دوسرے کے ساتھ ایک بالکل غیر مساوی زاویہ  
کی صورت میں ملحق کئے جائیں یہی صورت پرواز حاصل  
کرتے وقت بھی ہونی چاہئے کہ اسکو پہلے ہاتھوں میں خوب  
چکریا جائے اسکے بعد اسکو یہاں ہوا میں پھینک دیا جائے  
نیکی ہتھیلی کو پیٹر موڈل بھی نہایت کامیاب  
کھانوں کی حیثیت رکھتے ہیں انکو یا تو کاغذ سے بنایا  
جاتا ہے یا چھلی سے۔ چھلی سے بنانا زیادہ بہتر ہے اور پھر  
صرف کسی صورت میں آٹھ آنہ سے زیادہ نہیں ہوتا یہ  
موڈل دراصل ایک دھڑا ہلی کو پیٹر ہوتا ہے جس میں  
دو پرویلر ہوتے ہیں۔ جو دونوں مخالف سمتوں میں گردش

کرتے ہیں اس میں سب سے زیادہ قابل لحاظ حباب ہے  
وہ بڑے پرویلر کے کوزنگ کا ڈھیلپن ہے۔ یہ موڈل  
خاص طور پر کسی وسیع عمارت یا کثادہ کمرہ میں حصول پرواز  
کیلئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

ایک دوسرا اور سب سے قدیم ہلی کو پیٹر موڈل  
اور بھی ہے جس میں صرف پرویلر پر دنا کر رہا ہے۔



شکل نمبر (۸۲)

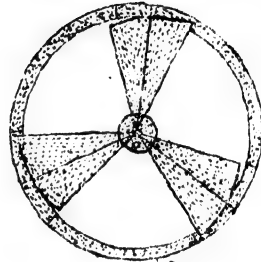
یہ نتیجہ ایک مخصوص قسم کے گھاؤ اور ریلیز ایپریٹس  
(RELEASE APPARATUS) کے ذریعہ سے حاصل  
ہو سکتا ہے جبکہ تذکرہ عنقریب کیا جائیگا۔

پرویلر یعنی ہلی کو پیٹر کو بہتر یہ ہے کہ اسے شاخ  
بنایا جائے تاکہ بہتر بلینس اور وسیع بلڈ ایریا

(BLADE AREA) حاصل ہو سکے بلڈس کے پش میں  
عام طور پر کسی دو حات کا ایک ہکا جھلا ہوتا ہے جو انکے  
گرد گھومتا رہتا ہے اور اس طرح انہیں خود بھی نقصان اور  
مضر سے بچاتا ہے اور زمین پر اترتے وقت اگر موڈل  
کسی پڑاؤ میں تو اس صورت میں بھی کسی شخص کو ان کی  
وجہ سے ضرب نہیں آسکتی اسی کے ساتھ اس چھلی سے  
ایک یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ اسکی وجہ سے بلڈس زیادہ  
دیر تک گردش کرتے رہتے ہیں بلڈس کو آسانی کی گستا

بالخصوص اسلئے کہ وہ آسانی سے مڑ سکتا ہے اور بہت چلانی  
وہ صورت باقی نہیں رہتی جو ابتدائی تار کا جھلانا کی  
ترکیب گزشتہ باب میں بیان کی جا چکی ہے اس کا ڈائمیٹر تقریباً  
۳/۱۶ انچ اور سہ شاخہ پر وہ پلے کر ڈائمیٹر سے چھوٹا ہونا چاہیے  
اسکو باندھنے کا یہ طریقہ ہے کہ بلڈس کے پش میں ایک چٹوڑا  
دندانہ بنا لیتے ہیں اور آدمے دندانہ لکھ چوٹی کے اوپر جھکاتے  
ہیں اور آدمے کو اس چھلکے کے نیچے باری باری سے جھکایا  
جاتا ہے۔ مگر اس میں نہایت صفائی اور ہوشیاری سے  
کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے شکل نمبر (۸۲) میں دستہ  
تخلہ اور ریل بتایا گیا ہے جس پر وہ ڈوری جس کے ذریعہ سے  
اسکو گھماتے ہیں لپیٹ دی جاتی ہے۔

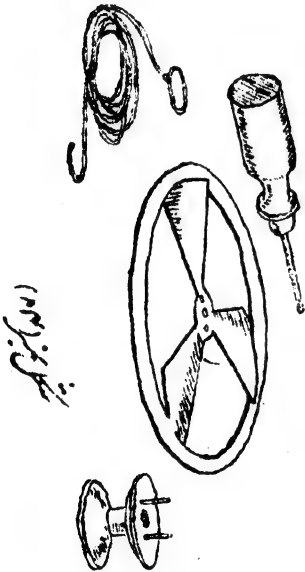
اس قدر وسیع بنایا جاسکتا ہے کہ اس کا ڈائمیٹر چھ انچ کا  
ہو اور ہوا میں نہایت آسانی کے ساتھ کسی سو فٹ کی  
اوپر چائی تک وہ پرواز کر سکتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس قسم کے  
موڈل نے ایک مرتبہ ایک ہزار فٹ کی بلندی تک ہوا میں پروا  
کی تھی۔ ایسی صورت میں کہ ہوا تیز چل رہی ہو اگر انھیں  
ہوا میں پرواز حاصل کر سکیں غرض سے چھوڑ دیا جائے گا تو  
وہ بہت دور تک اڑتے رہیں گے اور کئی چھوٹے چھوٹے  
میدان یا کھیت طے کر لیں گے۔



شکل نمبر (۸۳)

اس شکل میں یہ بتایا گیا ہے کہ سہ شاخہ پہلی کو ڈیڑھ  
دھات کی ایک ہی ٹکڑی سے کس طرح بنایا جاسکتا ہے  
بلڈس کے وسطی خطہ کا درمیانی زاویہ  
(۱۲۰) ڈگری کا ہے

اصلی اسکر وائیو منجم کا سب سے اچھا نمونہ ہے  
فولادی تار کا ایک جھلا بھی ہونا چاہیے جو زیادہ سے زیادہ  
اور کم سے کم اتنا موٹا ہو جتنی کہ عام طور پر سینے کی روسیا  
ہوتی ہیں۔ تاہم اگر لوہے کا تار بھی استعمال کیا جاسکتا ہے  
مگر وہ اس قدر عمدہ نہیں ہوتا جتنا کہ فولاد کا تار ہوتا ہے



شکل نمبر (۸۴)

موڈل پہلی کو پلے کر خوات اور تخلہ ڈوری اور چھلکے اسکر وچر فی  
معدان نوکوں کے جکی وجہ سے اسکر وچی اس کے تمام گوشوں کو

# مقالات اقباسات



ولایتی سگین یا

سگین

نار کی منتقلی قبل اس کے کہ نار آخری طور پر منتقل کیا جے  
تاریخ بویا جانے پر ہر ۱۲ (۱۰) روز کے  
فاصلے سے ایک دو وقت مختلف مقاموں پر کیا جائے تو بہتر ہے  
جس کی وجہ نار مضبوط بننا ہے بیج کے بوئے جانے پر ۳۰ یا ۴۰  
روز میں آخری طور پر منتقل کئے جانے کے قابل ہوتا ہے۔  
ہر دو پودوں کے درمیان ۳ فٹ کا فاصلہ چھوڑا  
فاصلہ لگایا جائے چند لوگوں کی رائے ہے کہ فاصلہ زیادہ  
چھوڑے جانے سے فی یکر پودوں کی کاشت گھٹ جاتی ہے  
جس کی وجہ سے پیداوار میں کمی ہوتی ہے مگر تجربہ سے یہ بات  
ثابت ہوئی ہے کہ پودوں کے درمیان فاصلہ گھٹانے سے ایک پودے

کے شایں دوسرے میں مل جاتی ہے جن کو پہل چھوٹے اور  
کم لگتے ہیں پس ہر پودوں کے درمیان فاصلہ چھوڑا جانا چاہئے  
ورنہ پودوں کی نمو پوری طور سے نہیں ہوتی۔

نیکم کاشت سانی نار کے زمین میں لگائے جاتے ہی  
ایک مرتبہ پانی دیا جاتا ہے پھر  
تیسرے روز بعد ازاں موسم کے لحاظ سے آبرسانی ہوتی ہے  
موسم سرما میں ہر چھپے یا اٹھویں روز موسم گرما میں ہر چھپے یا  
چوتھے روز اور موسم باراں میں جب کبھی زمین موٹی معلوم ہو

۲۱) مقدار آبرسانی مالک محروسہ سرکار عالی میں اس کی کاشت  
تقریباً ایک یا اٹھ انچ پانی دیا جاتا ہے۔ زیادہ پانی دینے  
سے جڑ بڑھ جاتی ہیں مقدار آبرسانی زمین اور موسم پر منحصر ہے  
وجہ یہ ہے کہ آبرسانی کی درمیانی مدت موسم باراں میں  
زیادہ ہوتی ہے لہذا مقدار آبرسانی بہ نسبت موسم سرما  
اور گرما کے کم ہوتی ہے۔ اسی طرح ریگڑ زمین میں بہت

پانی کے پانی کم مرتبہ دیا جاتا ہے چونکہ ریگڑ زمین میں پانی  
جذب کرنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے اس کے دوران فصل میں موسم  
سرساں ۵ یا ۳۰ مرتبہ موسم گرم ۳ یا ۲۵ مرتبہ پانی دیا  
جاتا ہے۔

جس پودہ تقریباً اچھے فٹ اونچا ہو جاتا ہے اس کو بائیں  
کاٹنے یا شاخوں کے ٹکڑوں کا ٹکڑا دیا جاتا ہے ورنہ پودہ  
اور پھل خراب ہو جاتا ہے۔

کھجانی پر بدلیہ کھری یا دندانے دار کبھر کے ہوتے ہیں جہاں  
پر اس کے اس کی کاشت منڈول پر (RIDGES)  
ہوتی ہو ورنہ دنانے دار کبھر ایک غیر ملکی اوزار کاشت میں ہے  
ہے اس کے استعمال سے دو کام ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ گھاس  
جڑ سے اکھڑا جاتا ہے جس کو چن کر پھینکا جاتا ہے اور دوسرا  
کام مٹی پٹائی جانے کا ہوتا ہے مٹی پٹائی جانے سے دوچار  
طرح کا فائدہ ہوتا ہے۔

(۱) کیرے جو زمین میں چھپ گئے ہیں ان کو باہر نکال  
دیا جاتا ہے

(۲) پینڈھ مضبوط بناتا ہے

(۳) پھل خراب نہیں ہوتے

(۴) در و آسانی کے ساتھ ہوتی ہے

در و فصل: سمجھوئے جانے پر ۴۰ روز میں نار آخری  
اور نار آخری طور پر منتقل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے  
اور نار آخری طور پر منتقل کرنے پر ۲۰ یا ۳۰ ماہ کے بعد پھل  
کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جس کی در و مسلسل دو ماہ تک جاری  
رہتی ہے اسی طرح دیکھا جائے تو کل مدت تقریباً ۶ ماہ کی ہوتی

پیداوار ہوتی ہے۔

ملاہ حیدر آباد میں یہ دو طریقہ پر کیا جاتا ہے ایک  
فروخت (۱) تریہ کرتا جڑ گیندوں کا بھادو ٹھرا دے کر  
بغیر تولنے کے لیے ہیں اور دوسرا تول کر ۱۰ یا ۲۰ سیر سے لیکر  
۲۰ سیر تک بکتا ہے بھادو کی کم و بیشی پیداوار کی خصوصیت  
پنچھتر ہے۔

من (۱) بلاکٹ (۲) پتھر سفید کنی نظر آتی ہے۔  
(۲) روٹ روٹ راٹ (جس میں پودے کے جڑ سر جاتے ہیں)  
(۳) فروٹ راٹ (جس میں پھل سر جاتے ہیں) روٹ  
(جس میں پودہ سر جاتا ہے) جڑ سرے ہوتے معلوم ہوتے  
ہیں ہندوستان میں ان تمام امراض میں سے روٹ کی فضا  
اکثر نظر آتی ہے جس کی رفع حسب ذیل طریقہ سے ہو سکتی ہے  
(۱) مریض پودہ کو اکھڑ کر پھینک دینا چاہئے۔  
(۲) فضولی متدایہ کا ابھی طرح خیال رکھنا چاہئے  
ایک ہی فصل سالہا سال ایک ہی زمین میں مسلسل کاشت  
نہ کرنی چاہئے پانی کم دینا چاہئے اس کے سوائے اور بھی طریقہ  
ہیں مثلاً زمین کو نار کی تنگی کے پھلے بذریعہ فارمیاں وغیرہ  
چھڑ کر ایک کرنا گریباں کے کاشت کار لوگ بوجہ مفلسی  
ایسے طریقوں کو اختیار نہیں کر سکتے۔

خشک شائے کی کاشت بہت آسانی کے ساتھ  
اخراجات کا ہوتی ہے اور اخراجات کاشت نفع کے  
حفاظ سے کچھ زیادہ نہیں ہوتے ایک ایک کی کاشت کیلئے  
تقریباً ۵ روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے

اخراجات کا



# نقطہ - مکتبہ - مکتبہ

منظوم ترجمہ قصیدہ کسی تعارف و غیرہ کی ضرورت ہو  
مولوی عبدالوہاب صاحب عند کرب نے اس کا ترجمہ اردو میں  
نظم کیا ہے اور خوب کیا ہے گو ترجمہ لفظ بلفظ نہیں ہے۔ لیکن  
پہ انتہا کوشش کی ہے کہ اس کا اصلی مطلب اور قوت نہ ہونے  
پائے اور حقیقت میں ترجمہ کی خوبی بھی یہی ہے ہم سب پر مولانا  
کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں  
حجم (۲۳۱) صفحہ چھپائی صاف اور اچھی قیمت ہر

مینجر صاحب اداشا علی بندہ حیدر علی گڑھی ہے

کے مندر اس نام کا ایک رسالہ دارالسلطنت دہلی سے شائع  
ہو رہا ہے جس میں تمام مضامین ریاستہائے ہند کے  
متعلق ہوتے ہیں جہاں تک ہم نے مطالعہ کیا ہے نہایت انصافاً  
رائے ہوتے ہیں اکثر رسالہ کے حالات اور عادات پر خاص  
روشنی ڈالی جاتی ہے بہر حال ایک اچھا رسالہ ہے لکھائی چھپائی  
کاغذ نفیس ٹائپل کئی رنگ میں خوبصورت چھپا ہوا ہوتا ہے  
تفصیل چھوٹی لیکن خور و حجم (۱۶۱) صفحہ قیمت سالانہ عوام  
سے (۸۰)

مینجر رسالہ ٹیس ہند دہلی سے طلب کیجئے۔

صلح جیب علمی - ادبی - اخلاقی - طبی - مضامین کا دعویٰ  
ہے ناظرین کو غالباً یاد ہوگا کہ سال گزشتہ  
ہم نے پیامِ محبت سے روشناس کیا تھا۔ صلح جیب راصل

پیامِ محبت کا قلم مقام ہے ہم نے پیامِ محبت پر اپنا خیال  
ظاہر کیا وہ بند ہو گیا کتاب معلوم ہوتا ہے کہ بیچارہ وصل  
جیب کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ مضامین وغیرہ کے متعلق ہر  
اسعد لکھنا کافی ہے کہ لاہور کا عام رسالہ ہے قیمت سالانہ  
چھوٹی تقطیع (۵۰) صفحہ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔

مینجر رسالہ صلح جیب ملی کابل ملی لاہور

کاشتگانہ ایک زراعتی رسالہ ہے ہندوستان  
حب قدر رسالے زراعت کے متعلق نکلتے ہیں وہ بہت کم ہیں  
زراعت کی طرف ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بہت کم متوجہ رہتا ہے  
جو لوگ زراعت سے دلچسپی لیتے ہیں وہ عام طور پر لکھے پڑے  
نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ ہم زراعت میں صدیوں پہلے چلا  
تھے وہیں ہیں کاشتکار ہند اپنی کسالت سے زیادہ کوشش کرنا چاہتے  
کہ وہ ایسے مضامین پیش کرے جو حقیقی معنوں میں مفید اور کار  
آمد ثابت ہوں۔ نسک کسی موسمی پر بھی چیدہ چیدہ مضمون  
ہوتے ہیں ہمارے خیال میں رسالہ کا حجم کم اور قیمت زیادہ ہو  
چھوٹی تقطیع اور (۳۲) صفحہ میں قیمت دس روپے تھے (۱۶) موزیم  
مینجر رسالہ کاشتکار ہند کوٹرا غلام علی لدین بیگہ لکھی ناظرین  
منفعہ شیخوپورہ (پنجاب) سے طلب فرمائیے۔

خط و کتاب کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دینے چاہئے

# خوش مذاقی

ادب اردو میں جہاں اور بہت سی باتیں ناپید ہیں اس قسم کی ظرافت بھی جسے انگریزی میں Humour کہتے ہیں جس کا ترجمہ ہم نے ”خوش مذاقی“ مناسب سمجھا ہے بالکل مفقود ہے۔

”خوش مذاقی“ کی تعریف بہت مشکل چیز ہے البتہ اس کے مفہوم کو اس طرح سمجھا سکتے ہیں کہ آپ ایک معمولی سا مضمون لکھیں اس سرخی سے ”ایک روپیہ کی سرگزشت“ اور اس کو اس طرح لکھیں کہ پڑھنے والے یہ بھی مانتے جائیں کہ آپ نے ٹھیک لکھا ہے اور ہنستے بھی جائیں یہی ہے کہ یہ معنی نہیں کہ آدمی فقیر کا بمب ہی اڑائے یا کھلکھلا کر بند و قول کی باڑی ہی داغ دے۔ یہی ایک ذہنی کیفیت ہے ایک طرح کی لاشاعت یا زیادہ صحت کے ساتھ یوں کہنے ایک لفظی انبساط ہے اگر دل و دماغ پر اک انبساط کی کیفیت چھا جائے اور کبھی کبھی لبوں پر ہلکی مسکراہٹ کھیل جائے اور ایک آدھ دفعہ قارئین بھول کی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑے تو ایسا مضمون ”خوش مذاقی“ کا بہترین نمونہ ہوگا ”خوش مذاقی“ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں رکاوٹ اور حقیقت پر بالکل نہ ہوا اور منطقی پتہ سے اور ادب و شیخ ذہن کیلئے پر لطف و درزش بھی ہو جائیں بہر حال اس نوٹ میں ”خوش مذاقی“ کے زیادہ تحریر کی گنجائش نہیں یہاں ہمیں نیچے مقرر قارئین کی خدمت میں اتنا عرض کرنا ہے کہ قارئین کرام کی خاطر اور اردو ادب میں ”خوش مذاقی“ کی کمی کے مد نظر ہم اس ٹوہ میں محسوس کر کوئی اس قسم کا نفیس اور گہرا لٹرائٹ والا صاحب قلم ہاتھ لگے چاری نظر ایک تصدیق لیکن کچھ طبعی کامل وجودی اور بہت کچھ حکیم الفرضی کی وجہ سے انکو لکھنے پر آمادہ کرنا خیر جوئے شیر کا لانا تو نہیں ہاں کسی نو دریافت مجبورہ سے لکھنے سے کم نہ تھا۔ انہیں کے قلم کی ستم ظریفی ہاں انہیں نے اس کو پسند فرمایا کہ ”مرزا الم نشرح“ کے نام کے پردہ میں اپنے ایک مختصر کہیں ہمیں امید ہے کہ قارئین اس الم نشرح“ اٹھا کا خیال نہ فرمائیں گے ایسی صورت میں کہ ”مرزا الم نشرح“ کی لطیف تحریر اور لطیف سنج طبیعت انکو مخلوق کرتی رہے ہماری نظرس انکا مضمون ”ایک نواب صاحب کی ڈائری کے چند پانچ صفحے“ جو قارئین کے لاطر میں پیش ہے اور اسی قیل کے مضامین جو آئندہ ہدیہ نظرس ہونگے ”موشن مذاقی“ کی ان حصہ صحت سے سچے و سچے ہونے پائے جائیں گے جن کا ہم نے یہی ذکر کیا ہے مطالعہ کے بعد یہ یقین ہوگا کہ یہ بات آپ پر جو ”الم نشرح“ ہو چکی (ایڈیٹر سیکٹر)

## ایک نواب صاحب کی ڈائری

چند پرگنہ صفحہ

کئی جناب ڈائری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ سے فکر میں تھا کہ رسالہ نائش کیلئے کوئی مضمون لکھوں مگر اس کے لئے فرصت چاہئے۔ مجھے دفتر سے جھٹکار نہیں۔ چند روز ہوسے پیارے کال پنا۔ ہمارے ہاں سے گھر میں کچھ سود آیا تھا میں دفتر سے آکر لیا تھا۔ بڑیوں پر نظر پڑی ادا تھا کہ دیکھنے لگا۔ معلوم ہوا کہ کسی کی سوانح عمری کے صفحات ہیں مضمون دلچسپ اور خطاطی کا۔ تمام پڑیاں کھول ڈالیں۔ دیکھیں تو عجیب پر لطف واقعات ہیں اس وقت پیارے لال کے ہاں بیچوا وہاں اور بھی چند کاغذات ملے۔ گرب متفرق پریشان۔

جو کچھ ملا ہے اسکی نقل رواد کرتا ہوں میں محنت سے سجا۔ اور آپ کو ایک اور مضمون مل گیا لیکن انوس اسکا ہے کہ ڈائری کا مکمل نسخہ ملا اور ناب ملے امید ہو سکتی ہے خیر حاضر

محبت نہیں والسلام

مززالم نشر

## ویناچہ ڈائری

ویناچہ خادوم ملک و ملت نواب سید یار خاں

ناظرین کرام کی خدمت عرض بردار ہے کہ اس مکتوب کو کتوں سے ہمیشہ نفرت رہی ہے اور روسنی بھی چاہئے تھی کیوں کہ جب باری تعالیٰ نے ان ناپاک ہستیوں کو بخش العین فرمایا ہے تو انسان ضعیف البینان کی کیا ہستی ہے کہ ان احکام کی خلاف ورزی کرے اور جب ہمارے ہادی برحق نے کتوں سے گزارہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے تو اب کس کی محال ہے کہ ان ہدایتوں پر عمل کرنے سے گریز کرے

اکثر اصحاب اس ناخیر سے دریافت فرماتے ہیں کہ آخر کتوں سے نفرت کرنے کی کیا دلیل ہے کہ اس نافرہ سے دیتا ہوں کہ جذبات انسانی طبیعت کے تابع ہیں طبیعت اپنی حسب و نحوہ ان جذبات کو نفرت یا رغبت جس طرف چاہے پھیر دیتی ہے اور سرے میں یہ غامہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال ناقص ہیں کتوں کا ہلاک کرنا کار نواب ہے۔ نواب ہی نہیں ملک جہاد اور جہاد بھی لیا کچھ داکٹر یہ تو سب جانتے ہیں کہ کافر نجس ہیں کس العین نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ کتے نجس العین ہیں۔ جب نجس کو ہلاک کرنا جہاد ہے تو نجس العین کو مارنا یقیناً جہاد

کئی پیٹھ میں مکان ملا۔ سامنے ہی ایک نواب صاحب رہتے تھے۔ ان کا بڑا کارخانہ تھا۔ میری شوئی قسمت (بخوش قسمتی) سے ایک بڑا بزدل دوست کا بھی ان کے ہاں بلا ہوا تھا۔ جب دیکھو دروازہ کے باہر بیٹھا ہے۔ اور ہر آنے جانے والے پر بھونکتا ہے۔ غلا بھگڑا اس کا مارنا مجھ پر فرض ہو گیا۔ آئے سامنے کے مقابلہ کی توہمت نہ پڑی۔ ہاں یہ ترکیب اختیار کی کہ جب اوپر سے گزرتا کوئی نہ کوئی چیز اس کے کھانے کو ڈال دیتا۔ اسکو بھی کھانے کا مزا ڈیٹھ گیا اور چند دنوں میں مجھ سے کسب قدر ہو گیا۔ آخر ایک دن وہی میں کچل دیکر اسکو جہنم وصال کر دیا۔

نواب صاحب کو خبر ہوئی۔ وہ میرے خطاب اور حال سے واقف تھے۔ مگر غیبت نہ مہونے کی وجہ سے میرا کچھ بگاڑ نہ سکتے تھے اسلئے خون کے گھونٹ بیکہ خاموش ہو گئے۔ چلو گئی گزری بات تھی۔

ایک روز میں باہر گیا ہوا تھا۔ کوئی دس گیارہ بجے جو دایس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دروازہ کے سامنے کتوں کا جگمگاہٹ اور میونسپلٹی کا ایک چراسی ایک ٹوکری ہلکی مار کتوں کو گوشت پھینک رہا ہے۔ مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ بچتا بچتا چراسی صاحب کے پاس تک پہنچا اور کہا ”بد معاش یہ تو نے کیا کر بڑ بچائی ہے۔ کیا اپنے ہوا کی فاسق کا کھانا قسٹ کرنے کو میرا ہی دروازہ ملا۔ اب یہاں سے جاتا ہے یا نہیں۔ یا پھر اور طرح خبر لوں“ چراسی ناک بہوں چڑھا کر بولا ”اجی ٹا ہم سرکاری حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ حکم ہوا ہے کہ روز دس ہر گوشت اس جگہ کتوں کو ڈالا جائے۔ سرکاری شرک ہے یہاں برا معلوم ہوتا ہے جو جا کر ہمارے نام کی ناش کرد“ گوشت

بھی کچھ افضل ہے۔ یہی خیالات تھے جبکی وجہ سے میں کتوں کا جانی دشمن ہو گیا۔ جہاں پاتا۔ مارتا۔ اور جتنی دیکھتا کم سے کم دو تین لاقین تو ضرور دیکھ دیتا۔ البتہ بعض کتے بڑے زبردست اور خوفناک ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں چونکہ اپنی جان کی حفاظت فرض ہے اسلئے ذرا احتیاط کو کام میں لاتا کبھی کچھ سے اور کبھی کسی اور طرح اذکو کھٹکانے لگا دیتا۔ غلا کولاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری محنت منکور ہوئی اور میری اس سرگرمی کی یہ داد ملی کہ سبک نے مجھے ”غازی“ کی سچا ”نوب“ کہتے مار خاں ”کا خطاب دیا۔ ان اللہ الفیض اجر الخیرین جو جو مشکلات اور مقابلے مجھے اس جہاد میں پیش آئے انکو میں نے اپنی ڈائری سے لیکر ایک جگہ جمع کیا اور اس کا نام ”دفتوح الکلاب“ رکھا ہے

نوشتہ ہاند سیاہ بر سفید  
نوبندہ رانیت فردا امید  
امید ہے کہ قارئین کرام ان حالات کو بڑھکے فائدہ اور چنگ اگر میری اس تحریر نے بعض اصحاب کے دل میں کتوں سے نفرت پیدا کر دی اور وہ میری طرح کتوں کو مارنے میں ہر مشکل کا سامنا کرنے کیلئے تیار ہو گئے تو میں یہ سمجھ بھگتا کہ میری محنت بھٹکانے لگی ہے

نفعیت کے سود مند آید شش  
گشتار سعدی پسند آید شش

والسلام علی من اتبع الهدی  
خاک نواب کہتے مار خاں

نوٹ۔ اسکے بعد کے چند صفحات غائب ہیں۔

کی بو پا کر ادھر ادھر کے کئے ٹوٹ پڑے اور تھوڑی دیر میں ہزاروں کا مجمع ہو گیا۔ راستہ بند۔ گھر میں جاؤں تو کھڑے جاؤں اتنی ہمت نہ ہوتی تھی کہ ایسی بڑی فوج کو چہرہ بہا کر گزر جاؤں۔ آخر سوچتے سوچتے یہ سوچ ہی کہ اس بارہ میں کسی وکیل سے مشورہ کرنا چاہئے۔ ان دنوں لالہ شیو سیوٹن ل کی وکالت زور وں پر تھی۔ سیدھا کئے پاس پہنچا تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ نواب بھول خاں پر میرے جابجہ استغاثہ دائر کر دیجئے۔ ادھوں نے کہا کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ کارروائی نواب صاحب نے کی ہے۔ میں نے کہا کہ ہو۔ نہ ہو یہ انہی کی کارستانی ہے وہ میونسپل کمیٹی کے ممبر ہیں ہی نے اس نامعقول چہرے کو اس ننگی لکیر پر مقرر کیا ہے۔ وکیل صاحب نے کہا کہ قیاسات پر کسی کو قطع نہیں بنایا سکتا میں نے کہا تو میونسپل کمیٹی کو لازم بنا دیجئے۔ انہوں نے اس سے بھی انکار کیا تو میں نے مل کر کہا تو اچھا کتوں ہی کو لڑن بنائے۔

وکیل صاحب..... معاف فرمائے میں کتوں کو لڑن بنا کر اپنی وقعت کہنا نہیں چاہتا۔

میں.... معلوم ہوتا ہے کہ کتوں میں اپنی بڑی قدر و منزلت ہے اور ان میں اپنی وقعت کم ہونے سے آپ گھبرائے ہیں۔ یا شاید پہلے جزم میں آپ کہتے تھے کہ اپنے سابقہ رشتہ داروں اور دوستوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہئے وکیل صاحب نے بہت نیلے پیلے ہو کر میری طرف دیکھا مگر سمجھ گیا کہ اٹھ پاؤں سے مجھ پر ورانا مسئلہ ہے اس لئے کہنے لگے ”جناب میں نے عدم تعاون کے اصول پر کلمہ مذکور دیا“

ترک کر دی ہے آپ کسی دوسرے وکیل کی تلاش کیجئے۔ یہاں سے گورا جواب مل گیا تو میں نے دل میں کہا کہ چلو خود ہی قانون دیکھ ڈالو۔ انہی وکیل صاحب میں کیا رعب کا پرچہ کہ یہی قانون سمجھتے ہیں دوسرے نہیں سمجھ سکتا بدتر آئے آئے تفریبات ہندو اعداء فوج دہلوی خود یا گھر پر پہنچ کر تمام رات میں ان دنوں کتا بوں کو دیکھ ڈالو معاملہ کوئی ایسا پیچیدہ نہ تھا۔ قانون صاف تھا۔ کتوں کے افعال سے حرم مزاحمت بجا پڑتا تھا۔ چنانچہ دفعہ ۳۳۹ تفریبات ہند کے تحت استغاثہ مرتب کیا ترتیب استغاثہ کے وقت یہ وقت پیش کی کہ آخر لڑن کن کو بنایا جائے قانون پر غور کرنے کے بعد میں نے استغاثہ کا عنوان اس طرح قائم کیا فو اب سیدار خاں الخاں طلبہ کہتے اٹھائے مستغنی

بنام لڑن  
جمعہ گاہ خور و کلاں بازار کی افکار العقل اولویت لکھنؤ کی علی

مزاحمت بجا زید دفعہ (۳۳۹) تفریبات ہند استغاثہ میں تمام واقعات مذکورہ بالا کی مزاحمت کر کے استدعا کی گئی تھی کہ چونکہ فائر العمل ہونے کی وجہ سے کتے مستحیات علمی و فنیہ میں داخل ہو جاتے ہیں اس لئے بعد تحقیقات میونسپل کمیٹی کو مندرجہ قانونی صادر فرمائی جائے۔

استغاثہ مرتب کر کے دوسرے دن ڈپٹی کمشنر علیا صاحب محوڑ ضلع کے اجلاس پر داخل کر دیا۔ میرے حلفی بیان کے بعد عدالت سے میونسپل کمیٹی کے نام

جاری ہوئے اور تاریخ میں یہ سلسلہ پیش ہوا۔ بیوں کی کئی  
کا جانب سے مشر کوئی میر سٹاٹ لا۔ لکھل تھے۔ اپنی طرف سے  
میں نے خود پیر دی کی۔

سب سے پہلے کونسل مزمین نے یہ بحث چھیڑی کہ بیوں کی  
کتوں کی ولایت نہیں ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ کونوں کے فائز العقل  
ہونے کی کوئی شہادت یا ثبوت نہیں ہے۔ محمدریٹ صاحب نے  
میرے طرف دیکھا۔ میں ان مباحث کے لئے پہلے ہی سے تیار تھا  
میں نے بحث کی کہ میرے فاضل دوست نے اپنی بحث کی ابتدا  
ہی غلط کی ہے کہ پہلے ولایت کا مسئلہ چھیڑا ہے اور بعد میں کونوں  
کے فائز العقل ہونے کا ثبوت طلب کیا ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ پہلے  
کتوں کے فائز العقل ہونے پر بحث کجائی اگر وہ فائز العقل قرار  
پائے تو انہیں صورت میں ولایت کی بحث کجائی۔

بہر حال پہلے میں اپنے فاضل دوست سے یہ دریافت  
کرا چاہتا ہوں کہ انہیں کتوں کے فائز العقل تسلیم کرنے میں کیوں  
تامل ہے۔

مشر کوئی۔ میں بغیر ثبوت کے کسی چیز کو تسلیم کرنے کیلئے تیار  
نہیں ہوں۔

ڈپٹی صاحب میرے خیال میں بعض کتے اپنے نالگوں سے  
زیادہ ہوشیار اور سمجھدار ہوتے ہیں۔

یہ کچھ عجیب اتفاق ہے کہ ہمارے نواب صاحب کو سکا  
ملا تو کتا بیٹھ میں۔ مقابلے تو بخوبی ظاہر ہوئے تو مشر کوئی بھی  
صاحب ملے تو ملک علیاں وکیل صاحب ملے تو شیو سیکھو مال  
غرض کتوں کے ملازمہ سے کہیں نجات نہیں ملی۔  
دانیسی اتفاقات میں زمانہ کے۔

مشر کوئی۔ جناب والا صحیح اس لئے کہ میں۔ خود میرا کتا  
ٹوٹی آیا ہی ہے۔

میں ممکن ہے کہ مشر کوئی کا کتا خود اس سے زیادہ ہوشیار  
اور سمجھدار ہو۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلا کہ کتے فائز عقل  
نہیں ہوتے بلکہ اگر منطقی نتیجہ نکل سکتا ہے تو یہ نکل سکتا ہے  
کہ مشر کوئی کتوں سے بھی زیادہ فائز عقل ہیں۔

مشر کوئی۔ جناب والا میں ان الفاظ کی برداشت نہیں کر سکتا  
میں۔ حضور اس مسئلہ کا صفی اور کبریٰ خود مشر کوئی  
نے قائم کیا ہے۔ میں نے تو صرف اسکی بنا پر نتیجہ کا اظہار کیا  
مجھے کیا معلوم تھا کہ مشر کوئی کتوں سے زیادہ ہوشیار ہیں  
خود اپنی عقل کا معیار ظاہر کیا تعجب ہے کہ اسی کے دہرانے کو یہ  
اپنی تو میں خیال فرماتے ہیں۔

ڈپٹی صاحب۔ اچھا اب آپ اپنی بحث کی طرف رجوع کیجئے  
میں جناب والا کسی کے عاقل یا فائز العقل ہونے کا اندازہ اس کے  
افعال سے لگایا جاتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ کتے بازوؤں میں  
کہڑے بٹیاں جباتے ہیں اور انکو اپنے اس فعل پر شرم تک  
نہیں آتی تو انکو فائز العقل کہنے میں کون امر مانع ہو سکتا ہے  
کیوں کہ خود انکے افعال انکے فائز العقل ہونے پر دلالت کرتے ہیں  
مشر کوئی۔ میرے خیال میں انکا اس طرح بٹیاں چمانا ان کے  
فائز العقل ہونے کا ثبوت قطعی نہیں۔

میں اگر میرے فاضل دوست شرک پر کہڑے ہو کر بٹیاں چاہیے  
گیں اور کوئی ان کو فائز العقل نہ کہے تو میں کتوں کو بھی  
فائز العقل کے زمرہ سے نکال دینے پر بالکل تیار ہوں۔

مشر کوئی میں معزز عدالت کو توبہ دلانا چاہتا ہوں کہ مستی

نے جو الفاظ میرے منت استعمال کئے ہیں وہ میری فہم کی حد تک پہنچتے ہیں۔

میں جناب والا میرے فاضل دوست نے ثبوت طلب کیا۔ میں نے منطق سے اس کا جواب دیا اگر میرے اعراض کا علمی ثبوت دینے پر تیار نہیں ہیں تو یہ کتوں کو فائز العقل تسلیم کر لیں۔ چلچلی ہوئی نہ ٹھیکو حجت زاد کو شکایت۔

ڈپٹی صاحب بہتر ہو گا کہ اگر آپ اس قسم کی تمثیلات پر ہرگز میں۔ جناب والا۔ قانون ہمیشہ تمثیلات سے اجمعی طرح سمجھا جاتا ہے۔ اگر تمثیلات سے جناب کو ایسی ہی نفرت ہے تو مناسب ہو گا

کہ قانون سے انکو خارج کر دینے کی تحریک فرمادیا جائے۔ ڈپٹی صاحب۔ آپ خیال رکھیں کہ یہ گفتگو آپ کہاں کر رہے ہیں ممکن ہے کہ آپ کے الفاظ کی بنا پر تحقیق عدالت کا مقدمہ آپ پر قائم ہو جائے۔

میں۔ حضور والا کی تقریر سے خود میرے حجت کی تائید ہوئی تو کیا کوئی عاقل شخص نہیں ہے جسکی تحقیق ہو سکے اگر خدا نخواستہ تحقیق ہوگی تو جناب والا کی اور اگر مقدمہ قائم ہو گا تو اس عنوان سے قائم ہو سیکے گا کہ

عدالت (فائز العقل) بدلائت صاحب محشرٹ بہار مستنث ڈپٹی صاحب آپ اپنی بحث میں احیا کیجئے اور آگے چلئے۔

میں دوسری بحث فریق مخالفت کی جانب سے یہ کیجائی ہے کہ میونسپل کمیٹی کتوں کی دلہ نہیں ہے اس کا جواب میں میونسپل کمیٹی کے ضابطہ سے دینا چاہتا ہوں میرے فاضل دوست اس امر کو تسلیم کر گئے کہ تمام رعایا کے مکانات سے میونسپل کمیٹی ٹیکس وصول کرتی ہے۔ لیکن جو جاہلاد خود میونسپل کمیٹی کی ہے

اس پر جس ٹیکس نہیں لیا جاتا۔ اصول یہ ہوا کہ میونسپل کمیٹی کی جو چیز وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہے اب اس کا عکس لانا کچھ عجیب رعایا کے کتوں پر میونسپل کمیٹی ٹیکس لیتی ہے۔ لیکن بازاری کتوں پر کوئی ٹیکس نہیں لیا جاتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جھگلی کتے میونسپل کمیٹی کی ملک میں اور چونکہ (جس میں ادھر ظاہر کر آیا ہوں) یہ کتے فائز العقل میں اسلئے انکا مالک فاضل یعنی میونسپل کمیٹی انکی دلہ چاہیے۔

مشر کوئی۔ میں مغز عدالت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے دوست کے ان فقروں سے میرے موکلین کی فہم ہوتی ہے۔

میں۔ میں اپنے فاضل دوست سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اچھے موکل کتے ہیں یا میونسپل کمیٹی اس صراحت کی مجھے اسلئے ضرورت ہوئی ہے کہ مستنث کی نگاہ میں بحیث ملز میں اس مقدمہ میں کتوں اور میونسپل کمیٹی میں کوئی فرق نہیں ہے

مشر کوئی میں مغز عدالت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دوسر پہلو سے میرے موکلین پر حملہ کیا جا رہا ہے۔

میں۔ میرے فاضل نے میرے سوال کا جواب عنایت نہیں فرمایا۔

مشر کوئی میں میونسپل کمیٹی کی طرف سے پیروی کر رہا ہوں۔

میں۔ جب مشر کوئی کتوں کے طرف سے کوئل نہیں ہیں اور یہ میونسپل کمیٹی کو کتوں کی دلہ بھی تسلیم نہیں کرتے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کون سے قاعدے کی رو سے کتوں کی طرف سے بحث کر رہے ہیں انکو چاہئے تھا کہ اپنے موکل کا

میں پسلی گئی ہے۔ اس وجہ سے لفظ ”شخص“ کا اطلاق قانوناً اس پر ہو سکتا ہے

میں۔ میرے فاضل دوست نے خود اپنے اس جواب سے اپنے اعتراض کو رفع کر دیا۔ جب چند جانداروں کے مجموعہ پر لفظ ”شخص“ کا اطلاق ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی کہ کتوں کا مجموعہ لفظ ”شخص“ کے تحت میں کیوں نہ آئے اور جب کتوں کا مجموعہ لفظ ”شخص“ قانوناً تو کیا جاسکتا ہے تو جو افعال اس کتوں کے مجموعہ سے سرزد ہوتے ہیں ان سے تعزیرات منہ کے جرائم متعلق ہو جائیں گے۔ مشر کوئی۔ میں اس بحث کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں۔ مجھے آپ کے دماغ سے یہی امید تھی۔ کیا اچھا ہوتا اگر آپ اپنے کئے کو بھی ساتھ لے آتے شاید دونوں ملکر اس بحث کو سمجھ لیتے۔ ڈپٹی صاحب۔ اچھا آگے چلیں۔

میں۔ اب رہی یہ بحث کہ کتوں کا سدا رہ ہونا مندرجہ تحت بیجا ہو سکتا یا نہیں تو میں اس کے متعلق نہایت روز سے کہوں گا کہ ہو سکتا ہے اور ضرور ہو سکتا ہے۔ میں اپنی اس بحث کو ایک مثال سے بہت اچھی طرح ذہن نشین کر سکتا ہوں فرض کیجئے ہمارے بیرسٹر صاحب اپنے مکان میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور ہمارے ڈپٹی صاحب ان کے سدا رہ ہوتے ہیں اور کسی گھنٹکشی میں ہمارے فاضل دوست کے دو چار ٹھوکر بھی پڑ جاتی ہیں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا مندرجہ بیجا کا جرم مکمل ہو گیا؟

مشر کوئی۔ جرم ضرور ہوا اگرچہ الفاظ میں وہ بیان کر گیا ہے

نام زمرہ طرزیں سے خارج کرانے کی کوشش کرتے ہیں جانتا اور بقیدہ طرزیں۔ ہم خود آپس میں بہکت لیتے بحالت موجودہ میں پسلی گئی ہے جواب ایک بیرسٹر مقرر کر کے رمایا کاروپر برباد کیا ہے اس کے متعلق میں عدالت سے نہایت ارباب کیا تہ درخواست کروں گا کہ مجھے رمایا کی جانب سے پسلی گئی پر خیانت مجھ پر نہ زیر دفعہ (۴۰۹) تعزیرات منہ مقدمہ دائر کرنے کی اجازت دیجئے۔

ڈپٹی صاحب اب صرف اپنے مقدمہ سے سروکار رکھئے مشر کوئی۔ میں مستغیث کے ان مباحث قانونی کا کوئی جواب دیکر عدالت کا ذات ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ مغز عدالت خود انکی وقعت پر غور کر کے فیصلہ صادر فرما سکتی ہے مجھے ضرر ایک قانونی بحث اذکر کرنی پڑتی ہے اور وہ یہ کہ تعزیرات منہ میں صرف افعال اشخاص سے بحث کی گئی ہے جانوروں کے افعال اس میں داخل نہیں ہو سکتے اگر میں انکے کمر لوں کہ چند کتے مستغیث کے دروازہ کے سامنے جمع ہوئے اور بغیر من محال ان کے سدا رہ بھی ہوئے تو ان کے افعال انکو مندرجہ تحت بیجا کے جرم کے تحت میں نہیں آتے میں۔ میں اپنے فاضل دوست کی اس بحث کی قدر کرتا ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تعزیرات منہ کو نہایت سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا میں پسلی گئی قانوناً ”شخص“ کی ذریعہ میں داخل ہو سکتی ہے مشر کوئی۔ ہو سکتی ہے

میں۔ یکوں کر؟

مشر کوئی۔ کیوں کہ چند پسلی گشتروں کے مجموعہ کا نام



وہ عیالات کی توجہ کا محتاج ہے

میں۔ اب ہیر سٹ صاحب کے دروازہ پر ڈپٹی صاحب کو  
کی سمجھ لیجئے اگر یہ اس کشکش میں ہمارے فاضل دوست پر نہیں  
اور کاٹ بھی کھائیں تو کیا جرمِ مزاحمت بجا کمل نہیں ہوا۔  
مشر کو ملی۔ مفروضات کو قانون میں دخل نہیں ہے۔

میں۔ یہ قانونی مفروضات ہیں میں اور پر ثابت کر آیا ہوں کہ  
کتنے لفظ "شخص" کی تعریفیں قانوناً آ سکتے ہیں اور آپ یہ تسلیم  
کر لیتے کہ ڈپٹی صاحب بھی قانوناً شخص ہیں اس لئے اپنی  
بحث میں اگر میں نے یہ فرض کر لیا کہ ڈپٹی صاحب کتنے ہیں تو  
کیا ظلم کیا۔ بہر حال جب ڈپٹی صاحب کا سدا رہنا جو سٹ  
کوئی کم ظلم یا فتنہ ہیں مزاحمت بجا ہے تو کتوں کا سدا رہنا  
بدرجہ اولیٰ مزاحمت بجا ہے۔ کیوں کہ ہمارے فاضل دوست  
تسلیم کرتے ہیں کہ بعض کتے ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں  
اس سے آگے کے صفحات غائب ہیں

مرزا انجم شرح  
(باقی آئندہ)

ایک نواب صاحب موٹر میں جا رہے تھے۔ دیکھا کہ  
ایک گنوار موٹر کو بہت عجز سے دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے  
موٹر روکی گنوار سے پوچھا کہ موٹر میں سوار ہو گئے وہ رہی  
ہو گیا۔ انہوں نے اپنی موٹر پوری رفتار سے چھوڑی گنوار کو  
بڑا مزا آیا۔ راستہ میں مٹی کی پٹری موٹر پھسل گئی اور مرکز کے  
کنارہ کے ایک درخت سے ٹکرا کر ٹکڑی ٹکڑی لیکن حیرت یہ ہوئی  
چوٹ کسی کی نہ آئی۔ گنوار نے پوچھا کہ سوار سواری تو اچھی  
ہے۔ مگر جہاں درخت ٹھہرتے ہوئے وہاں آپ اسکو روکتے

ایک دوست نے دوسرے کی دعوت کی۔ میزبان  
گانے کے بہت شوقین تھے۔ اور مہمان گانے سمجھتے بھی  
نہ تھے کہانا کھاتے کھاتے رات کے گیارہ بارہ بج گئے رکاوٹ  
اٹھنے کے بعد میزبان نے کہا۔ "تو یار کیا یاد کرو گے چلتے  
چلائے موٹی کا بھی مڑہ چکے ہو"

مہمان۔ بس خدا کے لئے معاف کرو۔ بیٹ اتنا بھر گیا  
ہے کہ اب موٹی کا ہضم ہونا مشکل ہو گا لگی دعوت میں کھانا

ایک دوست۔ کہئے آخر آپکے صاحبزادے صاحب  
موٹر خرید کر ہی رہے۔ اب تو ان کا پتہ بھی نہ چلتا ہو گا۔  
دوسرے دوست۔ جی ہاں جب سے موٹر خریدی ہے  
انکے دو پتہ معلوم ہوئے ہیں۔ ایک چار مینار کا ٹھکانہ دوسرا  
افضل گنج کا ہسپتال۔

لازم سرکار۔ تم نائیوں کے دماغ خراب ہو گئے  
ڈارمی موٹر نے کی اجرت دن بدن بڑھاتے چلے جاتے ہو  
حجام۔ سرکار ہمارا کام بھی تو بڑھ گیا ہے۔  
لازم سرکار۔ یہ کیونکر  
حجام۔ اچھل گئی فکروں سے آپ لوگوں کے چہرے بھی  
تو سو کہہ سکتے کہ دن بدن کھینچتے چلے جا رہے ہیں۔

محمود نے شادی کی۔ بیوی نکلی شگنی۔ یاروں نے  
چھڑا شروع کیا۔ محمود نے کھینا نا ہو کر جواب دیا یار مصیبت  
جتنی کم ہوئی جتنی ہے۔

ایک شاعر اپنا دریاں طبع کرانے لگئے۔ ایک مبلغ سے پوچھا ”کہو صاحب اس کی کھاسی کی بھی کوئی امید ہے“ ایک مبلغ نے جواب دیا ”کیوں نہیں جب لوگ سودا میرا وہ غائب کو بھول جائینگے تو میرا کچے ہی دریاں بکنے کا مہر ہے“

ایک میم صاحب پہلے پہل سودا خریدنے بازار گئے غیا تھا کہ اپنی عقل نہی کا سکدہ دکا نہاروں پر بٹھائیں تاکہ انہ انہیں کوئی دھوکہ نہ دے۔ ایک دوکان پر انڈے خریدنے کو ٹھہری قیمت پوچھی دوکاندار نے کہا چار پیسہ انڈا۔ میم صاحب یہ بہت چھڑے ہیں دوکاندار ”جھوٹے ہیں مگر تازہ ہیں۔ ابھی گاؤں سے آئے ہیں“ میم صاحب ”یہ گاؤں والے بڑے سمجھوتہ ہوتے ہیں۔ قبل از وقت بیچنے کے شوق میں دیر بولوں میں سے انڈے نکال لیتے ہیں پورا کچے بھی تو نہیں دیتے“

ختر جنگ پر ایک جنرل صاحب میدان جنگ کا مشا کرنے فرانس گئے۔ وہاں ایک گنوار کہہ اٹھا اس سے پوچھا۔ جنرل کیا اسی میدان میں لڑائی ہوئی تھی۔ گنوار جی نہیں سانس کی بہاڑی پر ہوئی تھی جنرل لیکن موقع کے مماثلے (طوائف) کے لئے بہاڑی سے یہ جگہ زیادہ مناسب ہے یہاں مقابلہ ہونا چاہیے تھا۔

گنوار خباب یہ میرے پیش کی زمین ہے میں بچوں کو اس میں فٹ بال تو کھیلنے نہیں دیتا لڑائی کے لئے مہلکا کرتے

یہاں تھا

ایک سفر پنجاب میں سوار ہوں۔ دو بچہ بگٹی بھوک سے بیٹا ہیں لیکن گاڑی نہ آج ٹھہرتی ہے نہ کل۔ آخر خدا خدا کر کے ٹھہری۔ آواز آئی۔ کہنڈوہ کہنڈوہ آپ نے کپڑی سے سر نکال کر آواز دی اجی مایاں سودو دو دو پیسے کا کہنڈوہ بھوکھی دیتے جانا

فقیر کچر اندر کی راہ پر دلوانا۔

ماما۔ سائیں۔ اسوقت برکن ہے۔ رات کو آنا۔

فقیر۔ اب کچھ دینا ہے تو دید و رات کریں میں آسکتا

(میسرے بیک)

انگٹے کا وقت صرف گیارہ بجے سے پانچ تک ہے)

ایک دفتر میں تختہ حاضری میں دیر حاضری کی وجہ سے کنا پڑتی تھی۔ عام قاعدہ ہے کہ سہولت کے سمانڈ سے عدیں آنے والے وجہ کے خانہ میں صرف لفظ ایضا لکھ دیا کرتے ہیں۔ مثلاً ایک نے لکھا کہ کوئل دیر سے بھنچی۔ دوسرے نے اس کے نیچے ایضا لکھ دیا۔ اور اسکے عدیں آنے والے بھی لفظ ایضا کا اعادہ کرتے رہے لیکن ایک دفعہ (خواہ مذمتی) سے کہو خواہ (میں) ایک الکل نے وجہ کے خانہ میں لکھا ”آج میرے ماں چڑواں دو پیچے پیدا ہوئے“ عدیں آنے والے تو کیر کے فقیر تھے مرنے ایضا لکھ کر تختہ کی تکمیل کر دیئے۔

نوٹ۔ کیا انکے من اندراج کو صحیح سمجھا جائے

معلق اس انجمن میں راہ دیں اور کسی ایک رائے کے طرفدار نہ بنیں۔

تشریح۔ نظامِ حکمت کے بارے میں مجھے ارسطو پر اعتقاد ہے  
فلا۔ جہاں تک مجبور خیالات کا تعلق ہے میں افلاطون  
پر دم دیتی ہوں۔

ار۔ ایہ بی کیوس میں مجھے حوادث آتی ہے اس کا استدلال  
بہت قوی ہوتا ہے۔

بل۔ میں ذرات کے نظریہ سے اپنے دل کو تسکین دیتی  
ہوں لیکن مجھے فلا کا احساسِ مثل نظر آتا ہے اسی مجھے  
مادہ لطیف کا نظریہ زیادہ بہا تا ہے۔

تشریح۔ عقائد میں کی بحث میں میرا خیال ہے کہ دینے کا  
بہت کچھ حق بجانب ہے

ار۔ میں تو اس کے ذراتی چکر ان پر جان دیتی ہوں  
فلا۔ انہیں اس کے گرتے ستاروں پر جان چھڑکتی ہوں  
ار۔ میری آرزو ہے کہ جلد ہی سے ہماری مجلس کی افتتاح  
ہو اور ہماری شہرت کی بنیاد کوئی نیا انکشاف ہو

تشریح۔ آپ کے ذہن رسا سے بڑی توقعات ہیں تو یہی سمجھنا  
ہوں کہ فطرت کا کوئی راز آپ کی نظر سے پوشیدہ نہیں  
فلا۔ خود ستائی میں نہیں کرتی لیکن انہا کہہ سکتی ہو کہ  
مجھے ایک انکشاف باوجود لگ چکا ہے مجھے صاف صاف چاند  
میں آدمی دکھائی دیتے ہیں۔

بل۔ میں یہ تو کہہ نہیں سکتی کہ میں نے آدمی دیکھا ہے  
البتہ مجھے چاند میں مینا اور یو جیوان ضرور دکھائی دی ہیں  
ار۔ طبعیات کو تاریخِ شاعری اور خیالات اور خیالات

اس کا یہ پہل بیگانہ کہ عورت ذات کو مردوں نے آپ جس حیثیت  
میں ڈال رکھا ہے وہ اس سے کہیں بلند اور مرتفع ہو جائیگی  
ہماری قابلیت صرف اسی حد تک محدود کر دی گئی ہے کہ جب چاہے  
گہر بلو زنگی بسر کریں اور علمی بلندیوں اور جلالیوں کے  
راستے ہمارے لئے بند کر دیئے گئے ہیں۔

ار۔ ہماری صنف لطیف کی یہ ذلت ہے کہ ہماری ذہن  
اسی قابلِ سمجھی جائے کہ انیکہ کی وضع قطع کو جانچ پڑچوں  
کی تراش خراش سمجھ سکیں اور یس اور پیلوں پر رائے دینی  
کی جائے۔

بل۔ ہم کو چاہئے کہ اس شرمناک سب سے اپنے آپ کو روٹھا  
کریں اور مرد کے کھولنے کے بل جو رسیاں کہہ والی ہیں  
انکو کاٹ کر آزاد ہو جائیں۔

تشریح۔ میں جس حد تک خواہش کا احترام کرتا ہوں وہ دنیا کو  
معلوم ہے بلکہ اگر انکی آنکھوں کی چمک دمک کا پرستار ہوں  
تو ساتھ ہی انکی ذہنی دنیا کی بھی عزت کرتا ہوں۔

فلا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری صنف بھی ذہنی امور میں ہمت  
ساتھ منصفی کرتی ہے۔

لیکن ہم بعض تنگ نظر لوگوں پر جو ہم کو نظر حقارت  
سے دیکھتے ہیں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم عورت ذات ہیں تو  
ہو اگر میں علوم سے ہمارے دماغ بھی سچے سجائے ہیں ہم بھی مردوں  
کی طرح علمی مجالس کر سکتے ہیں اور زیادہ بہتر طریقہ سے ہم  
چاہتے ہیں کہ جو چیزیں اور جگہ علیحدہ کر دی گئی ہیں انکو ملا دیں  
ایک ہی انجمن میں ادبی جن بیانی اور اعلیٰ علوم کی ہمار کو  
انکشاف کریں ہر قسم کے اختلاف رائے کو مسائل زیر بحث کے

ان علوم کی گہرائیاں ہم کنگول ڈالینگے۔

**فلا۔** فلسفہ اخلاق مجھے بہت مرعوب ہے اس لئے کہ بڑے بڑے حکیموں نے قدیم زمانہ میں اسکو اپنا محبوب مطالعہ قرار دیا اس دنیا میں میں سٹواک فرقہ کی ہمزبان ہوں کہ عقل برتری شے ہے اور نیکی اخلاقیات کی کسوٹی ہے۔ انہوں نے جو دانشمندانہ ان کا خیالی نمونہ پیش کیا ہے اس سے نفیس تر کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور کچھ زیادہ دن نہیں لگینگے کہ زبان کے متعلق ہمارے قواعد و ضوابط دنیا کے سامنے پیش ہونگے اس بارے میں ہم یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ جتنے کچھ تبدیلیاں کی ہیں کچھ قدرتی طور پر اور کچھ غور و غوص کر کے ہم میں سے ہر ایک نے چند الفاظ کو قابلِ نفرت ماندہ درگاہ قرار دیا ہے ان الفاظ میں اسماء بھی اور افعال بھی شامل ہیں اور ہم نے یہ آپس میں طے کر لیا ہے کہ ان مردود و لغظوں کو ترک کر دیں ہم اگلی موت کے فتوے تیار کر رہے ہیں اور ہماری علمی مجالس کی افتتاح یوں ہی ہوں گی کہ ان مختلف الفاظ کی شر اور نظم میں مخالفت کی منادی کر دی جائے گی۔

**فلا۔** لیکن اس ہماری اکادمی کی نفیس ترین تجویز تو یہ ہے کہ زبان کو ایسے گندے اجزاء سے پاک کیا جائے جو حسین سے حسین الفاظ سے طرح طرح مل کر خیال کو خوش اور سو قیامت بین کی طرف لیجاتے ہیں اور کوڑھ منگد ہوں کے دماغ کے کہلوٹے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں رنگیں اور بے شرمی کے کئیات کا گو دھام بجاتے ہیں اور جن سے ایسے ابکار مستور کی حیا اور غیرت کا خون کرتے ہیں۔ یہ سجادیز ایک عظیم الشان ذمہ داری ایک شہرت و دھام کی تدلیس ہے جس پر میں کو

دل و جان سے لوٹ ہوں۔

تر۔ یقیناً یہ سجادیز قابلِ قدر ہیں۔

**بل۔** ہمارے لسانی قوانین آپ ملاحظہ فرمائیگا ذرا وہ قطعی طور پر ضبط ظلم ہوئیں۔

تر۔ مجھے یقین ہے کہ ہر قانون مکمل اور عقل و دانش سے لبریز ہوگا۔

ار۔ یہ ہمارے وضع کئے ہوئے قوانین ہم کو ہر تصنیف کا فیصلہ کرنے میں مدد دینگے۔ خواہ تصنیف نظم میں ہو یا نثر میں اس کو ان قوانین کی کسوٹی پر کسا جائیگا۔ سوائے ہمارے اور ہمارے خاص خاص دوست احباب کے اور کسی کو حق نہ رہیگا کہ دماغ داری اور لمبا بی کا دم مار سکے بلکہ ایک کی نکتہ چینی کرینگے اور جن جن کو عیب بخائینگے نہایت ایک کہ بس ہمارے سوا اور سب تصنیف سے ہاتھ اٹھالیں۔

## سین تیسرا

لے مین۔ ترسوین۔ فلامنت۔ بلیس۔ ارماند۔ آرزین وادیوس

لے۔ سو سو کوئی آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے اس کے کپڑے کالے ہیں اور بہت دھیمی آوازیں بولتا ہے۔

تر۔ اہو۔ یہ وہی میرے عالم فاضل دوست ہیں جن کو آپ سے شناسائی کا بید شوق ہے اور بڑے اہل سے میرے چچے پٹے ہوئے ہیں کہ قدف کر دو۔

**فلا۔** آپ شوق سے تعارف کرائیے آپ کو پوری اجازت دیکھو ہوشیار ہم کو اپنی ذہانت اور طب علمی کا بڑی بڑی

اس قدر مجبور کیا کہ کہیں میں بار خاطرِ مخلص نہ سمجھا جاؤں اور کسی عالمانہ بحث میں ملال انداز ہو جاؤں۔

**فلا۔** موسوی یونانی سے واقف ہونے کے بعد آپ کبھی حاجی ہو نہیں سکتے۔

متر۔ صرف یونانی کا جانا ہی نہیں۔ یہ شاعر ہیں اور اگلے کلام میں جدت اور اعجاز ہوتا ہے اور اگر وہ روضہ صاف ہو جائیں تو آپ لوگوں کو محظوظ بھی کر دیں۔

**وا۔** مصنف ہوا شاعر کو کمزوری ان میں پائی جاتی ہے کہ ہر فعل میں وہ اپنی ہی تصنیفات اور کلام کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ دربار

ہو یا عالموں کا مجمع۔ گہرے صمیمیت ہوں یا دسترخوان یہ کینت اپنے سمیع خواش اشعار سنائے جاتے ہیں اور تھکتے ہیں۔ میرا تو یہ

خیال ہے کہ مصنف یا شاعر کا وہ داد و آگاہ ہیک کی طرح در پردہ مانگتے پھر ایک احتیاط حرکت ہے اور ایک دفعہ جہاں کوئی

ہتھے چڑھ گیا اور کان پر قابو پالیا تو اس پھر زرخفت کی طرح ہلکا کان کے کمرے تک جہڑا دیتے ہیں کبھی یہ حماقت یہ خفا کسی میں

نہیں پایا میں تو اس یونانی حکیم کا ہم خیال ہوں جس نے عظیم کونسنہ کیا ہے کہ اپنی تصنیفات کسی کو نہ سنائیں۔ یہ سنائے

کا شوق اور بیانی ایک بد نام کمزوری ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے ہاں خوب یاد آیا یہ چندنا چیز اشعار ہیچ فوج طبعوں

کے لئے لکھے گئے ہیں میں انہم ہتھپک رائے سننا چاہتا ہوں۔ متر۔ بچے کلام میں ایسی خوبیاں ہوتی ہیں کہ اور کسی کلام

میں نہیں پائی جاتیں۔ **وا۔** جس اور شاعری کی دیوہاں آپ کے کلام کو دلکش بناتی

متر۔ آپ کا اسلوب آزادانہ ہے اور الفاظ کا انتخاب خوب

اظہار کرتا ہوگا۔ ہاں آرتی کہاں طہیں میں تم سے کچھ چکی ہوں مجھے جسے کچھ کہنا۔۔۔

**آن۔** آخر کیا کہنا ہے؟ **فلا۔** آؤ یہاں بیٹھو میں ابھی تم سے کھدو دنگی۔

متر۔ یہی وہ صاحب ہیں جو آپ سے ملنے کے بعد مشتاق ہیں اور انکو آپ سے ملنے میں مجھے کوئی تامل نہیں اس لئے کہ ایک

فاضل اور قابل آدمی میں ہاں پڑھ اور معمولی لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ اور بڑے سے بڑے قابل اور بدلتے سچ لوگوں کے

مجمع میں کسی سے ہٹے نہیں۔ **فلا۔** جن صاحب سے ان کا تعارف کرایا ہے وہ ان کے علم

فصل اور کمالات کی کافی ضمانت ہیں۔ **متر۔** یہ قدیم مصنفوں سے مکمل واقفیت رکھتے ہیں اور یہ

خوب جانتے ہیں فرانس میں ان سے زیادہ اس زبان کا جاننے والا شاید ہی کوئی نکلے۔

**فلا۔** یونانی۔ ماشا اللہ۔ یونانی۔ نہیں یہ صاحب یونانی زبان جانتے ہیں۔

**بل۔** میری پیار بھئی سبھی سنتی ہو۔ یونانی۔ اور۔ یونانی۔ کیسی خوشی کی بات ہے۔

**فلا۔** ہاں تو موسیٰ آپ واقعی یونانی جانتے ہیں؟ یونانیوں کی خاطر اجازت دیجئے کہ میں آپ کو لکھے گا لوں۔

(وہ سپہوں سے گلے ملتا ہے سوائے آرتی کے) **آن۔** موسیٰ مجھے صاف دکھئے میں یونانی نہیں سمجھ سکتی

**فلا۔** میں یونانی لکھا کر ہاں کا بڑا احترام کرتی ہیں۔ **وا۔** مجھے اندیشہ ہے کہ آج ہی ہمارا حال کرنے کے شوق

واہ نہیں رہتا۔ لیکن اتنا مجھے خوب معلوم ہے کہ سچ پوچھنے تو یہ ساٹ (ہفت بتی) انو بھی ہے۔

تر۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ایک تھنہ نظم ہے واہ تو کیا ہوا لوگوں کا خیال ایک چیز کو لچر سونے سے نہیں باز رکھ سکتا ہے آپ نے اگر اس نظم کو دیکھا ہوتا تو آپ بھی میرے سہرا بن جاتے۔

تر۔ اس معاملہ میں یقین مانے میں ایسا ہرگز نہ کرنا گنتی کے ہی آدمی ہوں گے۔ جیسی نظم لکھ سکیں۔

واہ خدا مجھ سے ایسی خرافات نہ لکھوائے۔

تر۔ میرا دعوے ہے کہ اس سے بہتر چیز نہیں لکھی جاسکتی اور اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ اس نظم کا لکھنے والا میں ہوں واہ آپ؟

تر۔ ہاں میں۔

وا۔ نجی اچھا سا ہے۔

تر۔ واقعہ یہ ہے کہ بد قسمتی سے اس نظم میں کوئی بات آپکے مذاق کی نہ ہوگی اس لئے آپ کو لطف نہیں آیا۔

واہ آپ نے کچھ تو مجھ سے نہیں سنا ہوگا۔ یا پڑھنے والے نے بگاڑ کر پڑھا ہو یا اس مضمون کو بدلے اور میرے ترجیح بند کو ترجیح بات یہ ہے کہ ترجیح بند ایک پھکی سی چیز ہوتی ہے اور اب تو اس کا رواج بھی نہیں رہا۔ اس میں سے کچھ پرانے پن کی بواہیں آتی ہے۔

واہ تاہم بہت سے لوگ ترجیح بند کو دلکش سمجھتے ہیں۔

تر۔ تو اس کے یہ سننے نہیں کہ انکی رائے مجھے خرافات سمجھنے سے باز رکھے۔

واہ آپکے ہاں آمد کا یہاں ہے اور جذبات میں کلام سے پڑنے پر تر۔ مجھے آپکے قصیدے دیکھے ہیں۔ اسلوب کا حسن اور جذبات کی نفاس میں شوگر کی سن اور وٹل بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔

واہ آپکے قصیدے اعلیٰ جذبات اور عاشقانہ رنگ میں ہاں سے کہیں آگے ہیں۔

تر۔ آپ کے لی ریکٹ سے کوئی شے بہتر ہو سکتی ہے۔

واہ آپ کی ساٹ (ہفت بتی) اسے کوئی چیز لکھا سکتی ہے

تر۔ آپ کے نئے نئے شے سے زیادہ کسی کلام میں حلاوت آسکتی ہے

واہ آپ کے ستراد میں جو طرافت اور فہانت ہوتی ہے وہ کسی اور کے ہاں کب ملتی ہے؟

تر۔ خصوصیت کے ساتھ ترجیح بند آپ کا حصہ ہے۔

واہ آپ کا مزاج کلام پرستش کے قابل ہے۔

تر۔ کاش فرانس کو آپ کی قدر ہوتی۔

واہ کیا ہی خوب ہوتا کہ زمانہ طماعی کے ساتھ انصاف کرنا۔

تر۔ مجھے تعین ہے کہ تم ایک نہ ایک دن سنسکریٹ بگمی میں پھرا کر رہو گے۔

واہ ہم دیکھیں گے کہ لوگ تمہارے بت کھڑے کر سکیں گے۔ ابا۔

من القافی سے۔ ایک ترجیح بند میں پڑا رہ گیا۔ براہ کرم

اس پر میری استدعا ہے کہ جیلاگ

تر۔ آپ نے وہ چھوٹی سی ساٹ (ہفت بتی) بھی دیکھی تھی ہزاری پرانی کے بنار پر۔

واہ ہاں۔ کل کسی نے ایک مصل میں سنائی تھی۔

تر۔ آپ کو معلوم ہے وہ کسکی ہے؟

وا۔ محض آپ کے سمجھنے سے کوئی یہ صنف سخن ربی ہونے سے تو رہی۔

تر۔ البتہ ترجیح بند دکھاوے کے شاعروں اور عالموں کیلئے دلکش ضرور ہے۔

وا۔ لیکن باوجود اس کے بھی آپ اسے پسند نہیں فرماتے۔

تر۔ تم سمجھی سے اپنی برائیاں اور دلوں پر ڈالتے ہو۔

وا۔ تم گستاخانہ طور پر اور اپنے معائب اور دلوں کے سر چبکتے ہو۔

تر۔ وہاں ہر بات سے۔ بہک مٹا گئے ہمارے قلم کو گھس گھس کے سوا اور کیا آتا ہے۔

وا۔ مٹے لاکر لکے کا مضمون نگار اس شریف پیشہ کا بدنام داغ

تر۔ لبابن اور دلوں کی کتابیں اپنا نام سرور کر کے اور وہ بھی ہاتھ میں چراغ لیکر۔

وا۔ دور ہو۔ مسخر

فلا۔ صاحبو بس جانے دیجئے آخر آپ کا اب منشا کیا ہے؟

تر۔ جاجو شرمناک چور یاں یونانی اور لاطینی مصنفوں کی

کی ہیں اس کا بدلہ یہ کہ کہ چینی بھریانی میں ڈوب کر

وا۔ جا۔ ہر ایس کے اشعار کا جو خوں کیا ہے اس کا بدلہ لیں

گر کہ دیوار سے سر پھوٹ لے۔

تر۔ اپنی کتاب کو بھول گیا۔ کیسی مری پیدا ہوئی۔

وا۔ اور تو نے فراموش کر دیا کہ تیری کتابیں جس طبع میں چھپیں

اس کا والد پٹ گیا۔

تیسری شہرت قائم ہو چکی ہے اس کو اب کون مٹا سکتا ہے

وا۔ خیر جانا کہاں ہے میرے دوست بھوگو کے تجھے نہ عوا

کیا ہو تو جب کہنا

تر۔ اور میں بھی تجھے اس کے حوالے کر دوں گا

وا۔ لیکن مزہ دھو کہو مجھے معلوم ہے کہ وہ میری نسبت مزہ

رائے رکھتا ہے جہاں کہیں مجلس میں منٹ بیٹھ سوجاتی ہے

تو وہ بے تکلفی سے میری پسلیوں میں ہلکے سے انگلی ہونکھاتا

ہے لیکن تمہارا کسی نظم میں بیچا نہیں چھوڑا اسلئے تیر سبب

تم کو ہی نشانہ بناتے ہیں۔

تر۔ یہی تو وجہ ہے کہ میرا اعجاز زیادہ ہے تم کو معمولی

لوگوں میں شمار کرتا ہے ان غیر ممتاز لوگوں میں کچھ وجود

توجہ کے لائق نہیں ایک دارمہارا کام تمام کر دینے کو کافی

تھا اور کچھ بھی اس نے دوسرے دارکی تمہیں عزت نہیں

بخشتی لیکن مجھ سے دست بدست ہوتی ہے جیسا کہ مغز

خاص صمیم کا دستور ہے وہ جانتا ہے کہ میرے مقابل میں

ایسا راز اور لگانا پڑیگا۔ اسکے وار طرح طرح سے اور

مختلف سمتوں سے اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ

اسے کبھی اپنی جیت کا یقین نہیں آتا۔

وا۔ میرا قلم تمہیں دیکھا دیگا کہ میں کس قسم کا انسان ہوں

تر۔ اور میرا یہ ثابت کر دیگا کہ میں تمہارا استاد ہوں

وا۔ بھری محفل میں ٹوکتا ہوں کہ نظم و نثر یونانی لاطینی

جس میں چاہو مقابلہ کو موجود ہوں

تر۔ بہت خوب کبھی تو تم بارین کی دکان میں اکیلے آتے

لوگے۔

سین چوتھا

تر سویتن۔ فلامنت۔ ارماند۔ طلیس۔ آرمیت

جس سے تمہارے دل میں علم و فضل کا شوق پیدا ہو  
اور تم بھی علمی زیور سے بن سونور جاؤ۔ قصہ مختصر  
میں نے یہ بات طے کر لی ہے کہ تمہیں کسی زبردست عالی مقام  
آدمی کے پلے باندھ دوں اور یہ موسو وہ آدمی میں اور میں  
تم سے کہے دیتی ہوں کہ اب انکو اپنا دوا لہا سمجھو جسکو میں نے  
انتخاب کیا ہے  
**آن۔** اما جان میں۔

**فلا۔** ہاں تم اور کون۔ اب کوئی دن جاتے میں کہ اپنے  
آپ کو جان بوجھکر مٹن بنانا بھول بھال جاؤ گی۔  
**بل۔** ہاں میں تاڑ لگیں! تمہاری آنکھیں میری اجازت  
کی طالب ہیں کہ آپ اپنا دل جواب تک میرا تھا کسی اور کے  
حوالے کریں۔ ہاں شوق سے ایسا کیجئے میں بخوشی اجازت  
دیتی ہوں میں آپ کی ان نئی زنجیروں کے سپرد کئے دیتی  
ہوں۔ اس شادی سے آپکے سب معاملات بن جائیں گے۔  
**تھر۔** مہم صاحب مجھے اپنی خوشی کے اظہار کے لئے الفاظ میں  
لئے اس رشتہ سے جسکی مجھے عزت حاصل ہوئی ہے۔  
**آن** ذرا رسان رسان وہ وقت تو آجائے ابھی یہ بات  
طے نہیں ہوئی ہے اتنی جلد بازی نہ کیجئے۔  
**فلا** یہ بھی کوئی جواب ہے؟ تم جانتی ہو خیر تم میرا مطلب  
سمجھ گئیں۔ آئے انکو تنہائی میں سوچنے کا موقع دیں۔  
یہ اپنے آپ ٹھیک ہو جائیگی۔

(باقی آئندہ)

**تھر۔** میں غصہ میں آگ بگولا ہو جاتا ہوں آپ خیال نہ کریں  
مجھے تو اس پر ناگ لگی کہ آپ نے جو میری سانٹ (ہفت مٹی) کے  
متعلق رائے قائم کی اس پر حلا کیا جائے۔

**فلا۔** میں اس بات کی کوشاں رہی ہوں کہ آپ دونوں میں  
مصاحبت ہو جائے۔ خیر اب اور کوئی تذکرہ کیجئے۔ آنریت  
اور ہر آدمیت سے مجھے الجھن ہے کہ تم میں ذہانت اور طباطبائی  
کی کوئی تو علامت ظاہر ہو۔ میں نے اب ایک تفسیر سوچ لی ہے  
جس سے یہ چیز تم میں پیدا ہو جائیگی

**آن۔** آپ خواہ مخواہ میرے بارے میں اتنی پریشانی  
اٹھاتی ہیں علمی ذکاوت کا میرے حصہ میں نہیں آئے میں تو  
سیدھی سادی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں۔ ہر وقت اسی  
سوچ بچار میں رہنا کہ کوئی پتھر کتنی پتھر کانے والی بات کہی جائے  
ایک دباں ہے میرے دماغ میں اس قسم کا شوق و ذوق  
آنے نہیں پاتا۔ اما جان میں اپنی کڑ مغزی پر شاکر ہوں  
میرے قاسمی طرح کی بول چال پسند کرتی ہوں اور لوگ عموماً  
بولتے ہیں۔ مجھے نفیس نفیس علمی زبان سے الجھن سی ہوتی ہے  
**فلا۔** اور یہی تو وہ بات ہے جس نے میرے دل میں گہاؤ  
ڈال دیے ہیں۔ اپنے ہی گوشت پوست سخت جگر سے مجھے اس  
رسوائی کی ہرگز توقع نہ تھی حسن صورت سطحی ہوتا ہے اسکی  
خڑیں جلد کے نیچے نہیں جاتیں وہ ایک بودا زیور ہے  
ایک بھول مر جھانے والا۔ گہری بھر کی طعنے لگتا ہے۔

حسن باطن مصبوط اور پائدار ہوتا ہے اسی لئے مجھے اس  
بات کی تلاش تھی جس سے تم میں وہ حسن بھی نمودار ہو  
جیسے زمانہ مٹا نہیں سکتا سوچتی تھی کہ ایسا ذریعہ ہاں تک



# حفظہ

جناب صاحب عالم مرزا نظام شاہ صاحب  
 خوب رو و فرقت میں اور اشک رواں میں ڈوب جا  
 سوز دل بن جا سر اسرارِ نغمات میں ڈوب جا  
 دامنِ افشاں ماٹھ گوبے کی طرح سوئے فلک  
 قطرہ زن جوں اب ہویا بحر جاں میں ڈوب جا  
 جوں بصیرت دل نشیں زندہ شمعِ شام ہو  
 جوں بصارت دیدہ پیرِ مغاں میں ڈوب جا  
 یا فضا میں پھیل جا نورِ سحر کے رنگ میں  
 یا ستارہ بن کے لے دل آسمان میں ڈوب جا  
 یا زہرہ مانند عنقا اور جہاں میں نام کر  
 یا ہا بن کر اسی نام و نشان میں ڈوب جا  
 نالہ و فریاد بھی اک داغِ ہستی ہے لبیب  
 در و بن جا اور اپنی داستاں میں ڈوب جا

## خاصہ

جناب صاحب صاحب مار ہر وی علیک  
 اسیرانِ نفس کو بچھرتا ہے بیاباں کی  
 مجھ ہی پر گر پڑیں یارب یہ دیوارِ گل کی  
 صورت سے نگاہ یار کے اکثر مٹتا ہوں  
 میں اپنے دل کے ہر گوشہ میں تصویرِ گل کی  
 دل مجبور پھر قیدی بنا ہے تیری زلفوں کا  
 یہی تعبیر ہے شاید میرے خواب پریشاں کی

مری اک یاد آتی تھی اسے بھی تم نے ٹھکرایا  
 یوں غافل کیا کہ تاس ہے کوئی اپنے بہاں کی  
 مری نعمت میں سودا ہے تری زلف پریشاں کا  
 مری تقدیر میں تصویر ہے زلف پریشاں کی

جناب سید کاظم علی صاحب شوکت بگرامی مرحوم

جب تصور میں وہ جلوہ نظر آتا ہے مجھے  
 بیچ میں آنکھ کا پردہ نظر آتا ہے مجھے  
 محفلِ حسن کہاں مضر کا باز آ کہہاں  
 یہ اوسی عشق کا سودا نظر آتا ہے مجھے  
 عشقِ چشم بت کا فرسِ خدا پر ہے نظر  
 صا داد آنکھوں پہ اوسی کا نظر آتا ہے مجھے  
 اوس جفا جو کی چمکتی ہوئی تلوار کا گھاٹ  
 بحرِ الفت کا کنارہ نظر آتا ہے مجھے  
 کس توقع پر لکھوں حالِ دل زار انہیں  
 ورقِ امید کا سدا نظر آتا ہے مجھے  
 یاد آ جاتی ہے پیری میں جوانی کی بہار  
 جب کبھی دھوپ میں سایا نظر آتا ہے مجھے  
 جشتر میں تیرا یہ نامہ عصیاں شوکت  
 دامنِ عفو پہ دھبہ نظر آتا ہے مجھے

جناب نذیر حسین صاحب مدنی جناب

تاواقف خیالِ نشاط و سرور ہوں  
 نہتا ہوں بس لئے کریم دینا سے دور ہوں

سرتاپا خطا ہوں سراپا تصور ہوں  
الفت ہی جرم ہے تو میں مجرم ضرور ہوں  
وہ دل ہوں جس کو چین نہیں کا گناہیں  
وہ شیشہ ہوں کہ ننگ حوادث سے چور ہوں  
یار بکشا کش غم ہستی کہاں تلاک  
دنیا کے ذرہ ذرہ اسے میں اب نفور ہوں  
بے صبر یوں کامیری جنوں پوچھنا ہی کیا  
عاشق کا دل ہوں اور دل نا صبور ہوں

جناب دامت برکاتہ العالیہ صاحبہ

جہاں غبارِ آہ شعلہ بار کے ساتھ  
حجابِ قدسی سے جست چھینی غبار کے ساتھ  
کیجئے کجائے شہزادہ حیات فرخندہ  
طاویدا تیری رحمت نے تارے تارے سج  
مری جہاں تمنا کے سبزہ زاروں میں  
اٹھلے جوشِ نوا آمد بہار کے ساتھ  
تمہا سے دامتِ حسرت پرست نے اب تک  
نبھائی کشمکشِ جبر و اختیار کے ساتھ

جناب سلطان احمد صاحب واقف

نہ جانے عشق میں کیا انقلاب ہوتا ہے  
ہر ایک بات میں اک اضطراب ہوتا ہے  
کیونکہ نہ یونہی بے شراب ہوتا ہے  
مواجو سر میں ہوا قطرہ حباب ہوتا ہے  
نقابِ رنجہ ہر حرکت میں بھی معاذ اللہ  
وہ دیکھ آتے ہیں تو بھی حجاب ہوتا ہے

بلائے جاتے ہیں محشر میں دیکھنے والے  
اب اس ارادے کوئی بے نقاب ہوتا ہے  
ہم اونکے بندے ہیں اور انہوں نے امانت  
بلائے حشر کے دن گر حساب ہوتا ہے  
جب اوکے سامنے کچھ بات بن نہیں پڑتی  
گھٹے ترادلِ غائب حشر اب ہوتا ہے  
سمجھکے پوچھتے ہیں شرح آرزو سنکر  
بیان کسا پریشان خواب ہوتا ہے  
دلوں سے پوچھتے اک ناکد مشرکہ کا اثر  
ہزار درد جب گھر کا جواب ہوتا ہے  
ہزاروں جہم نظر آتے ہیں نرم میں اقف  
جوشِ شکوہ و دریں جامِ شراب ہوتا ہے  
جناب قطب الدین خاں صاحب فکر

جگر زخمی زبان سوکھی پریشانی خالوں کی  
یہی ہوتی ہے حالت اون سے الفت کنوڑوں کی  
زبان پڑا میری تنہا رہی ٹائے گی  
پہنچتی ہیں صدائیں اونکے گھر تک میرا نوکی  
سیرنجی ہی اپنی خوش نصیبی کی علامت ہے  
کہ روشن اندنوں رہتی ہے دیکھیں شمع جھانکی  
دھول اٹھتا ہے جلتی ہے زین نقش برستی ہے  
ابھی دیکھی نہیں تاثیرِ تہم نے میرے ناو کی (طرح)  
جنوں نے ٹھانلی ہے دشتِ پامانی کی بھڑکیں  
دوبارہ نازگی ہوگی میرے پاؤں کے جھانکی  
پہلوی خمیاں مرتے ہی خاکِ جاگن کی بھڑکی  
اکھی جائے گی اک تاریخِ مہر و ان کما انکھی

اور اسکی پریش میں بھی کوئی نال نہیں ہوتا۔ خیر میرا اجر اسنے  
کس میں گھر لوٹا اور یہ ٹھان لی کہ ایسی لڑکی، یہ جن، یہ دلبرائی!.....  
یقیناً وہ میری بیوی بننے کے قابل ہے غرض دوسرے دن  
میں نے پیغام بھیجا۔

”اس نئی روشنی پر خدک مارا! انتہا آدمی نہ صرف  
ہمارے سماجی طبقہ میں بلکہ ہستی سے غراہ کے بہا بھی.....  
غرض جس نے سرشاری کا سہرا بندھنا ہے، میرا خیال ہے کہ  
ایک بھی ایسا نہ ہوگا۔ کجی غازی میاں کی طرح بیاہ سے پہلے  
بیس سیول شادیاں نہ ہو چکی ہوں۔ یہ سچ ہے کہ اب بھی  
میں پاکدامن و نوجوانوں کے متعلق جو پاکدامنی کو محض کھلم نہیں  
سمجھتا بلکہ اس پر ایسا کافی اعتقاد ہے، سنا کرتا ہوں اور انکے  
خاک سیرت ہونے کا مجھے اعتراف ہے خدا ایسے رجوانوں کو  
ایسے مفقذ و امن میں رکھے!! لیکن ہمارے زبان میں تو بڑا  
میں ایک بھی ایسا نظر نہ آتا تھا بہر حال ہمارے یہاں کی یہ  
ایک عام حالت ہے اگر اس پر اب بھی ہم جان بوجھ کر اسجان بھیجے  
سوہنے میں گویا ہمارے یہاں یہ واقعات رونما ہی نہیں ہوتے  
”تمام نادل ہمیں روکے حرکات و سکنات، جذبات  
واحساسات اور خفت و محراب کے گچپ مناظر جہاں عشق  
اختر شمار ہی کیا کرتے ہیں،..... غرض اس قسم کے غرض و  
واقعات سے الامال ہیں لیکن جہاں کسی نوخیز لڑکی سے  
محبت کا ذکر آتا ہے تو ہمیں روکے گذشتہ واقعات زندگی  
کا کوئی ذکر و تذکرہ ہی نہیں ہوتا یا اگر اس قسم کے نامل میں  
بھی تو وہ ان بیجاریوں سے جو ان واقعات کو جاننا  
سمجھنے کیلئے بیاب رہتی ہیں، مسوٹھا چپائے جاتیں

انہیں دھوکا دیا جاتا ہے کہ یہ بدکاریاں جو ہمارے شہر  
اور دیہات کے مزدوروں کی زندگی کا بہترین حصہ  
غارت کر دیتی ہیں حقیقتاً خارج الوجود چیزیں ہیں ہم بھی  
سننے سننے اس ظاہر واری کے اتنے غور ہو جاتے  
ہیں کہ رفتہ رفتہ ہمیں بھی یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ سرشاری  
فضائیں رہتے ہیں اور اخلاقی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لڑکیاں  
غریب بچیاں اسکو صحیح سمجھنے لگتی ہیں میری بدبصبت بھی  
کا بھی میرے متعلق یہی گمان تھا۔ میں نے اسکو اپنی شادی  
سے قبل کار و زنا مچھو دکھایا تاکہ اسے میری گذشتہ زندگی  
کا اذناہ ہو سکے، اور اپنے شہدے پن کے کارنامے بھی  
خاص طور سے کھلا سے مبادا انکی خبر ماننے کے ساتھ  
اخیار اسکے کانوں تک پہنچائیں یقین مانے کہ یہ بدیکہر  
وہ چونک اٹھی اور دہشت و استعجاب کے مارے اسکی  
آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے فوجی  
قطع تعلقات کے لئے بالکل آمادہ تھی۔  
میں ”لیکن ایسا کرنے کیلئے اسے کونسی چیز مانے تھی؟“  
اتنے پھر اپنی دہی عجیب آہ اڑھائی۔ کچھ دیر ساکت رہا  
اور پھر چاؤ پی لی۔

”ایسا ہوتا تو البتہ خوب ہوتا..... ایسا ہی ہوتا  
تھا میرے لئے بھی ٹھیک ہوتا۔“

(۶)

”بہر حال یہ میرا مقصد نہیں۔ میں کہنا تو یہ چاہتا ہوں  
کہ فی حقیقت اس میں دھوکا غریب لڑکیوں کو ہوتا ہے  
میں شہر کے ہاتھوں تباہ ہو کر اپنا بد اخلاقی نکالتی ہیں

اور مرد دل کو بھلا دے میں رکھ کر خاصہ سو قوف بناتی ہیں  
بچہ اپنے اور اپنی بیٹوں کے لئے خاطر خواہ مرد پیدا کر لینے کی  
دقیقہ فرگزاشت نہیں کرتیں آپ کیا کہتے ہیں مرد دل کو  
بچانے کے ہتکنڈے وہ خوب جانتی ہیں۔

”در اصل مرد میں جو اس راہ میں مل کر رہتے ہیں  
ہمارے کورسے پن کی صاف وجہ یہ ہے کہ ہم ان معاملہ کو  
سوچنے سمجھنے کی مطلق پروا نہیں کرتے عورتیں خوب جانتی  
ہیں کہ محبت کی شعوریت اور لطافت کا انحصار حسن اخلاق  
پر نہیں بلکہ ازدیاد تعلقات پر ہے، یا تو پھر ظاہر بناؤ  
سنگار، مثلاً بالوں کی صفائی یا پوشاک کی سچ دھج پریشانی  
طنا سے جسکا ہر روز کا یہی کام ہو کہ مرد نکو اسنی جانب کو  
مائل کر لے، ذرا سوال تو کیجئے کہ ان دو حلقہ ناک صورت میں وہ  
کوئی صورت اختیار کر لگی..... تا یا وہ اپنی بے حیائی، ہر بات  
اور عیاری کی سزا بھگتنا پسند کر لگی، یا اپنے عشاق کے ساتھ  
بلازیب و زینت، پیچھے حائلوں اور گندے لباس میں آنا؟  
یقین مانئے کہ وہ اول الذکر صورت اختیار کر لگی۔ یہ کیوں؟  
محض اسلئے کہ اسکو مردوں کی کمزوریوں کا اجمعی طرح سے  
احساس ہے وہ خوب جانتی ہے کہ مرد اعلیٰ جذبات  
اور خواہشات کا محض دعویٰ ہی دعوئے کرتے ہیں لیکن  
انکا اصلی مقصد عورت کی ذات اسلئے گوشت و پوست سے  
والبتہ رہتا ہے اس لئے وہ عورت کی اخلاقی کمزوریوں کے  
نظر انداز کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن وہ ملی جلی  
پوشاک کو جس سے بد تمیزی یا بھوسہ پن کا اظہار ہو کبھی  
درگزر نہیں کرتے ایک چمچل عورت سے لیکر معصوم

اور بے گناہ لڑکیوں تک سب میں یہ مرض عام طور سے  
پھیلنا ہوا ہے اس فن میں سب کی سب طاق ہیں۔  
اگر ایسا نہیں تو یہ تکلف کا جو بن، پوشاک کے اوپر  
آگے پیچھے یہ دو دامن اٹھا کر یہ برصہ شانی، یہ بیہوش  
بازو؟ یہ جھگڑاتے ہوئے سینے کس لئے ہیں؟ عورتیں... غصہ  
ایسی عورتیں جو مردوں کی تختہ مشق رہ چکی ہوں، غالباً ان  
امر سے بخوبی واقف ہیں کہ مردوں کے ساتھ اعلیٰ مباحث  
و مسائل پر ہم صحبت ہونا کیا ہی بے معنی چیز ہے اسلئے کہ ایسے  
موقع پر مرد کی انتہائی خواہش عورت کے گوشت و پوست  
اور اسکی دل فریب جلوہ آرائیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی  
غرض دونوں کچھ سمجھ لو جہر کہ ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد  
قائم کرتے ہیں۔ ۵

میں بھی گرا جو بیٹ ہوں اور تو بھی گرا جو بیٹ  
علی مباحثے ہوں رزہ پاس آگے لیٹ  
لئے کاش اگر تم بچہ ہو گی اور تازیا تکلفات کو جو آجکل  
ہماری فطرت کا ایک جزو لا ینفک ہیں، دور کر سکیں اور  
طبقہ امر کی اصلی اور صحیح طرز معاشرت پر غور کریں تو میں  
ایک فرشتہ مرقع نظر آئیگا۔

آپ کو مجھ سے اتفاق نہیں؟ اچھا تو میں اسکو تیار  
کرتا ہوں مجھ سے قطع کلام کرنے ہوئے اس نے یہ الفاظ  
دعوئے کے ساتھ کہے۔

”اچھا تو آپ کا کہنا یہ ہے کہ ہماری عورتیں اعلیٰ تر  
مقاصد کی طلب میں مکی گرد کو بازاری عورتیں پہنچ نہیں سکتی  
کوشاں رہتی ہے کہ؟ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

بڑی کروڑوں تو اس بات کی سہجہ کہ لوگ اب بھی اس سے  
 باخبر نہیں ہوتے اور اس طرح واعیات خرافات بھگاتے ہیں  
 جیسا کہ کچھ دیر پہلے وہ لیدی صاحبہ کہہ رہی تھیں۔  
 دو پار سال غالباً موسم بہار کے زمانے میں بہار  
 محلے کے چند کان ریلوے پل کی تعمیر میں کام کر رہے تھے  
 عام طور سے ایک تو ناکان کی غذا جبکہ وہ کھیتی باری  
 معمولی کام میں مصروف ہو تو دلی اہلیان کی ڈلی کے  
 سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور یہی کھاکر وہ زندہ تندرست  
 اور چاق و چوبند رہتا ہے جب وہ ریلوے کمپنی کا کام  
 کرتا ہے تو اسکی روزانہ غذا اولیہ اور سیرا دھیر سیرا گوشت  
 ہوا کرتی ہے اور یہ گوشت اسے سول گھنٹے کی مستقل عرق بازی  
 میں بخوبی کام دیتا ہے اس کے برخلاف ہم گوشت انڈے  
 مچھلیاں اور نہ جانے کیا کیا محکم اور حرارت پیدا کرنے والی  
 غذا میں ڈھکوس لیتے ہیں اور انکو معلوم ہے اس کا  
 نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

اس سے دنیا بھر کی بے اعتدالیان، حد درجہ  
 کی بے شرمیاں رونما ہوتی ہیں جبکہ ہم محبت اور عشق کے  
 نام سے طعنے کرتے ہیں۔

اسی طرح مجھے بھی عشق کا محبت سوا ہوا اور اسکی تمام  
 علامتیں مجھ میں پائی جاتی تھیں۔ خود رنگی، نشا، عشق  
 جوش محبت، غرض شان عاشقی کا پورا لوازم مجھ میں موجود  
 لیکن حقیقت یہ ہے کہ میری محبت ایک طرف تو نفس حبیبی  
 کی خواہش اور حسن کی جامہ زیبی کا نتیجہ تھی اور دوسری  
 طرف پر لطف غذاؤں اور تین پوروی کا۔ سچ کہتا ہوں

ایسا دراصل نہیں ہوا کہ امیر یا محض دعویٰ ہی نہیں بلکہ اسکا  
 ثبوت بھی ابھی پیش کرنا ہوں اگر لوگوں کے مقاصد زندگی  
 اور انسانی حیات و ممت کے معنی اور مفہوم میں بلا کا اختلاف  
 تو اس اختلاف کی جھلک ان کے خاصہ عادات و اطوار میں  
 نظر کیسکی اسی طرح افراد اور ان کے مقاصد میں بھی بلا کا اختلاف  
 ہوگا۔ اچھا معذرتی دیر کیلئے ان بد فیض، حقیر و ذلیل  
 عصمت فروش عورتوں کے حال پر بھی غور کیجئے اور پھر ان کا  
 شریفانہ خانہ ان عورتوں سے مقابلہ کیجئے۔ ان دونوں میں  
 کیا فرق ہے؟ وہی بناؤ سنگار، وہی لباس، وہی تان چھیل  
 وہی دست و بازو کی عریانی، وہی جون، وہی ابھار وہی  
 بیش قیمت جواہرات اور زیورات کا خبط، وہی تعیش  
 دلچ زنگ، گانا بجانا، اس کے سوا اور بھی کچھ نظر آتا ہے؟  
 حسب طرح بازاری عورتیں یہ چونچلے اپنے دام میں بھانسنے کی  
 غرض سے کام میں لاتی ہیں، شریف بیویاں بھی اس سے نہیں  
 چوکیں۔ اس حیثیت سے دونوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں

(۷)

”غرض یہ کہ میں انھیں شہدے بازیوں کا سنا  
 ہوا سچ تو یہ ہے کہ میری گرفتاری قابل تعجب نہ تھی اسلئے کہ  
 میری ترتیب ہی اسی قسم کی ہوئی تھی۔ ذرا سہارہ محرم  
 اور پر تکلف کھانوں پر تو غور کیجئے جو انسان کو کمال الوجود  
 بنانے کے علاوہ شہوت پرستی کی جانب مائل کر دیتے ہیں۔

”مگر انکو استعجاب ہو خواہ نہ ہو۔ مجھے اس سے بحث نہیں  
 لیکن میں نے جو کچھ بیان کیا ایک حقیقت ہے مجھے خود بھی اس  
 حقیقت کا انکشاف اس سے قبل تک نہ ہوا تھا اور مجھے

شکم کی ہوا خوریوں اور شاہان شوخ و شنگ کی یہ بے  
 حجابیاں اگر نہ ہوں تو دنیا کو ایک سرسے سے سکوں ہی  
 سکوں رہے اگر میری صوی سیدھا سا دھچکا اختیار کر لی  
 اور پردہ میں ٹھہرتی اور میں بھی ابھوں کا دھیرہ چھوڑ کر فدا  
 کی زندگی بسر کرتا تو کاہے کو ان ناپاک نتائج کا شکار ہوتا  
 اور کیوں مفت میں ان واقعات سے جو چار و ناچار دیکھتے رہے  
 دو چار ہونا پڑتا۔

(۸)

”بہر حال گرد و پیش کے واقعات، خود طبیعت کی  
 افتاد، جامہ زیبیوں اور ہوا خوریوں نے میری زندگی کو  
 تھوڑے زمانے تک کامیاب بنا دیا اس میں شک نہیں کہ  
 اس سے قبل بیسوں مرتبہ مجھے ناکامی ہوئی تھی مگر ان کی مرتبہ  
 میری مراد برآئی اور کہنا یہ چاہے کہ پایاں کار میں ایک مثال  
 میں ٹھہرنے لگا۔

”میرا یہ کہنا کہ اکھل کی شادیاں ہی ایک قسم کا جال ہیں  
 مذاقہ پیرایہ میں نہیں ہے آپ ہی فرمائیے کہ ان شادیوں میں  
 کوئی چیز بھی ایسے فطرت کے موافق ہوتی ہے؟ ایک لڑکی  
 بالغ ہوتی ہے اور اس کا بیاہ دینا ضروری ہے بادی النظر  
 میں یہ ایک معمولی سی بات ہے خصوصاً ایسی صورت میں  
 جبکہ لڑکی جمیل نہیں ہے اور اس کے بیسوں طلبہ اکثر بے پروا  
 ہیں اگلے زمانے کو جانے دیکھے اس وقت تو کوئی بات نہ تھی  
 لڑکی ایام بلوغت کو پہنچی اور ماں باپ نے فدا اسکو کہیں  
 ٹھکانے لگا دیا یہ طریقہ چینیوں، ہندوستانیوں، مسلمانوں  
 ممالک میں کئی نیچے طبقوں بلکہ منیلا کے بیشتر حصوں میں اب بھی

رائے ہے اور بجز معدودے چند کسی نے بھی باہکی کو کش  
 نہیں لگی کہ اس مسئلہ میں ترمیم و ترمیم کی جائے یا یکہ شاید کیا  
 ایک سرسے سے نظام ہی بدل دیا جائے بہر حال یہ تو آپ  
 جانتے ہی ہونگے کہ اس نظام کو کس خصوصیات کیا ہیں؟  
 لڑکیاں گھر میں ٹھہرتی ہیں اور حسی طرح کا گاہک مال کی تلاش  
 میں نکلتے ہیں تاکہ اپنی پسند کا سلاخی ٹٹوک بجا کر لیں،  
 اس طرح عشاق بھی بیرونی کی جستجو میں گھر گھر تاکتے جھانکتے  
 پھرتے ہیں لڑکیاں بھی اپنی جانب مضطرب و بھین رہتی ہیں کہ  
 خدا ہائے کسی نظر انتخاب انکی آرزوؤں کا فیصلہ کرے  
 لیکن باغیر صاف تو کہہ نہیں سکتیں کہ مجھے بھی ایک نظر  
 خدا ایک نظر ادھر بھی؟ کیسے حسن کے خریدار ہو؟  
 اس کا لی بلی میں کیا دھڑلے؟ مجھے دیکھو اس خالص حقیقی  
 کی قدرت کا سراپا نمونہ ہوں! دیکھو تو یہ سچ و صمیم  
 جو میں یہ جوانی یہ صورت، پہلے بھی کبھی دیکھی تھی؟ تو جو تو کتنا  
 مذکورہ مرد بھی ہیں کہ نہایت گمن ہو کر قدم بازیاں کرتے  
 پھرتے ہیں۔ ادھر نظر دوڑائی۔ ادھر آنکھ لٹائی اور دل  
 ہی دل میں خوش ہیں کہ ”بندہ“ تو نہیں بھینے کا اٹھلا  
 کچی گولیاں نہیں کھیلے؟“ عرض اس طرح نظر بازیاں کرتے  
 پھرتے ہیں اور ہر اچھی صورت کو نکلتے ہیں اور اگر خوشی  
 کے جانے میں نہیں سماتے بلاخر تمام جال کی ادھیاری مٹھری  
 ہی رہ جاتی ہے اور کوئی نہ کوئی بیوقوف جگر جال میں گر قتا  
 ہی ہو جاتا ہے۔

میں۔ پھر اسکا مطلب کیا ہے؟ آپ کا یہ تو ایسا نہیں کہ لوگوں  
 خود سستو باندھ کر برکتا شئی کریں؟

اگر یہ مٹکلی کا دلالہل یا سطلوں کے ذریعہ قرار پانا  
دولت پر مبنی ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمارا موجودہ نظام اس سے  
اس درجہ ذلیل ہے ماسئلے کے اول الذکر صورت میں طرفین کی  
روی سہولتیں اور آزادیاں محال رہتی ہیں۔ اسکے برخلاف  
رہنڈر صورت میں عورت کی حالت اس غلام سے کم نہیں  
جو ہر بازار پر چاہا جائے یا یہ کہ وہ مردوں کے چھانٹنے کا محض  
ایک مال ہے۔

”کسی ماں یا اس کی لڑکی سے یہ کہنے تو سہی کہ اس کے  
تمام مفروضوں کا لب لباب یہ ہے کہ وہ مردوں کو الٹا کر  
پھانسا جاتا ہے خدا کی پناہ! بھلا اس سے بھی بڑھ کر کوئی  
کلمہ کفر ہو سکتا ہے؟ لیکن مزہ تو یہی ہے کہ سب کہ سب یہی  
کیا کرتی ہیں اور اسکے سوا کوئی چارہ کار انہیں نظر بھی نہیں آتا  
خصوصاً بعض اوقات تو یہ دیکھ کر بڑی کوفت ہوتی ہے کہ  
بالکل نوزیر نوزعم اور بھولی لڑکیاں بھی اس سے ہر پچھتی  
کیا یہ انوس کا مقام نہیں؟ لیکن کلم سے کم یہ حرکتیں اگر چلے  
خزینے کی جائیں تو کوئی بات نہ بنتی لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ  
یہ سب جہلانیاں ہیں، دھوکے بازیاں ہیں۔

”کتنی ناہیں ہیں جو اس طرح ہون کی نہیں لیتیں  
”مسئلہ ارتقا طرازاں ہونے کے بعد کلام پایا تھا۔ میری مینا  
تو کتاب کا کیرا ہے اخبار اور رسالے بغیر تو وہ زندہ  
نہیں رہ سکتی، نالیش کی وہ شیدا اور پیام پار کی  
دلدادہ ہے۔ تر نالیش مصنوعات ملکی دیکھنے جاؤ گے بڑی  
ہی سستی آسوز طبع ہے رشام کی ہوا خوری اور نور نشینی  
تھیں مرسیتی.... واہ کیا کہنے یہ چیزیں تو روح میں لایگی

پیدا کرتی ہیں، میری مینا تو مسیتی کی دیوانی ہے.... طلبہ پر تو  
وہ تنہا دیتی ہے کہ بچا چنے والے ہی شاید کچھ بچا بن سکیں  
مگر بچی، تم کیسے بچے جس ہو کہ تمہیں ان چیزوں میں کبھی نہیں  
”بہر حال ان تمام اشارات کا مطلب ایک ماں ہے  
دو چار لفظ بڑھا دیجئے اور پھر تمام مطلب صاف ہے یعنی یہ کہ  
”کچھ حیب خالی کرو کھاؤ کھلاؤ اور اوٹاؤ بیوی کہیں مفت  
ملتی ہے، خدا کی پناہ! اس جہلا سازی اور دروغ گوئی پر  
خدا کی مار“

اور پھر بچی کھچی چاہے کو ختم کر کے اسنے پیالیاں اور برتن  
اٹھانے شروع کئے

(۹)

گنگو کا سلسلہ پھر شروع کرتے ہوئے اور چا دا اور  
شکر کو ایک تھیلے میں ڈالتے ہوئے۔

”ہاں جناب! مردوں پر عورتوں کے غالب ہونیکا  
راز اسی میں ہے اور اسی کے باعث تمام دنیا ایک خدا الیم  
میں گرفتار ہے۔

میں“ عورتوں کا غالب ہونا کیا معنی؟ حلقہ حقوق اور  
آزادیاں تو مردوں کا حصہ ہیں۔

”ہاں ماں! ایسی تو میں کہنا چاہتا ہوں ہیں تو  
اس عجیب حقیقت کا پتہ لگانا ہے کہ ایک حیثیت سے تو عورتیں  
بالکل بایس اور بندہ مجبور ہیں اور دوسری حیثیت سے  
انکی ملکہ کا کوئی نہیں پہلی صورت میں تو انکی روٹا دبا کل  
یہودیوں سے ملتی ملتی ہے جس طرح یہودی اپنے ستم برسی کی  
قافی حول مال اور تاشر سے کر لیتے ہیں، عورتوں کا بھی

یہی حال ہے۔ یہودی اپنے دل ہی دل میں کہتے ہیں ہمیں محض تجارت پیشہ جانکر تمام حکومت کرتے ہو اچھا تو سہی کہ ہم تاجر ہی رہ کر تمہیں کیچنے نہ جوائیں، عورتیں بھی اس طرح کہتی ہیں اچھا اچھا! تم لوگ ہمیں آلفنن و تفریح جانکر ہمارے سر پر ہاتھ بھیرنا چاہتے ہو۔ خیر! ہم بھی تمہیں پانی نہ بھراؤں تو سہی عورت کو حقوق سے باز رکھنے کے یہ معنی نہیں کہ اسکا کونسلوں میں ووٹ (VOTE) ادینا ممنوع قرار دیا جائے، یا کونسلوں میں اسے جگہ نہ دی جائے، یا یہ کہ فلاں فلاں معاملات میں اسے مداخلت کا موقع نہ دیا جائے بلکہ عورت کی کم بائگی کا اظہار تمام سماجی معاملات میں خیر صغی امتیازات کا دار و مدار ہے برابر ہونا چاہئے۔ مثلاً شوہر انتخاب کر لینی وہ مجاز نہیں بلکہ خاموشی کیساتھ اسکو مرد کے کاغذ پر رہنا چاہئے

میں۔ اچھا تو آپکا یہ مطلب ہے کہ ان حقوق کا دنیا اسکے حق میں تمام دھانا ہے خیر تو یوں کیوں نہ کہا جائے کہ مرد ہی ایک سرے سے دست بردار ہو جائیں۔

لیکن عورتوں کا

تو اس روشن زمانے میں بھی مرد کی ملکیت میں شمار کیا جاتا ہے لہذا عادت بھی اس نقصان کی قافی میں مردوتا حواصل پر چھاپا ماری ہے اور وہ اسکے حواس پر اتنا غالب ہو جاتی ہے کہ مرد کے حق۔ انتخاب کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی حق تو یہ ہے کہ عورت صحیح معنی میں انتخاب کرتی ہے اور ایک

مرتبہ غلبہ پانے کے بعد وہ اس سے جائز فائدہ نہیں اٹھاتی بلکہ مرد پر نہایت خوفناک طریقے سے حاوی ہو جاتی ہے۔

(میں) لیکن اس نادر قوت کا اظہار کس طرح ہوتا ہے؟ دو جناب ہر طرح سے اور ہر موقع پر تھلا گئی ٹہرے شہر کے چوک سے گزر جائے۔ دوکانوں کی راشنگی سے دولت اور متول کا اندازہ کرنا آپکو محال نظر آئے گا علیٰ ہذا القیاس انسانی جانفتائی اور عرق ریزی کا تحفہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہوگا بغور دیکھنے کے بعد یہ بات آپ پر روشن ہو جائیگی کہ ان اشیاء کا دس حصوں میں تو ان حصہ بھی طبقہ مذکور کے مصرف کا نہیں ہوتا ہے تجارت اور تفریبات زندگی کا تمام انحصار نسوانی حیاتیات پر موقوف ہے کارخانوں کو لے لیجئے بیشتر تعداد ان میں ایسی ہوگی کہ جہاں فضول آرائشی سامان، بیکار فرنیچر اور کھلونے محض عورتوں کے مصرف کے بنائے جاتے ہیں کروڑ ہا آدمی غلامانہ سلیس سزاؤ کارخانوں میں محض اسلئے عرق ریزی کرتے ہیں کہ نسوانی قوتوں کو اور روز بروز ترقی ہو غرض عورتیں ملکہ نبی بیٹھی رہتی ہیں اور انہیں کی بدولت قید خانے آباد ہوتے ہیں،

”بہر حال عورتوں کو سادی حقوق نہ دینے کا یہ منہج ہوتا ہے کہ وہ اس طرح بدلہ نکالتی ہیں انکی تمام غنیمت سازیموں کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مرد کے غیر اخلاقی طبیعت پر قابو پانا چاہتی ہیں اور اپنے جال میں بھانسا چاہتی ہیں۔

(بانی دلد)



## ادب جدید انجینی

میں دیوان خانہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب نے فرمایا۔ میں ان سے بالکل ناواقف تھا۔ سلسلے آتے ہی انہوں نے

”السلام علیکم غالباً میں مٹر مرزا سے محکوم ہوں“ میں نے سلام کا جواب دیکر آہستہ سے کہا ”جی ہاں۔ میرے اکثر دوست مجھے مرزا ہی کہلاتے ہیں“ مگر حیران تھا کہ یا الہی ان حضرت کو مجھ سے کیا کام ہوگا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ مجھے اس شش بیچ میں زیادہ دیر غلطیاں و بچاں نہ رہنا پڑا کیونکہ انہوں نے خود ہی اپنے کاروبار کی نسبت یوں سلسلہ جنسانی شروع کی۔

مرزا صاحب میں ادب جدید انجینی کا مالک ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ اس انجینی کی نمایاں کارگزاریوں سے باخبر ہونگے۔ چونکہ جناب کو ادبی ذوق شوق ہے اس لئے مجھے اس امر کے وضاحت کی ضرورت نہیں کہ آجکل ناوینوں نفسیاتی نقطہ نظر کی جستجو ہوتی ہے اور میں اسکی اہمیت پر بھی بحث کرنا نہیں چاہتا ہوں کیوں کہ یہ اٹل باتیں بریلی لے جانا ہوگا۔ لیکن اتنا عرض کر چکی جرات کرتا ہوں کہ تعلیم یافتہ پبلک کارجمان نہایت تیزی کے ساتھ بدل رہا ہے وہاں جس میں جان بار بہادری کے کارنامے درج ہوتے ہیں عمر ما پسندیدگی کی نظروں سے نہیں دیکھی جاتیں اب پڑھنے والے یہ دعوہ کرتے ہیں کہ مصنف نے اشخاص دل کی حسرت اور

کردار کی کہاں تک چھان بین کی ہے اور کرکیر کی رنگ اسیر سے کیا کیا خوشنما بھول کھلائے ہیں۔ اب آپ ہی خیال فرمائیے۔ ایک شہر کا رہنے والا اگر دیہاتی زندگی پر قلم اٹھا تو عبادہ کیوں کہ کامیاب مصنف بن سکتا ہے کیوں کہ ایک خواہ مخواہ کے لئے کی نسبت وہ جتنا مواد فراہم کر سکتا ہے ایک کسان کی نسبت نہیں بہت بڑھ چکا سکتا۔ وہ ان خصوصیات اسباب اور خواہشات سے کیا خاک واقف ہو سکتا ہے جو دیہاتی کو حرف گاؤں کی کھلی ہوئی آب و ہوا میں مضرب ہوتی ہیں اب تو مصنف کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ ہر حرکت ہر چھوٹے سے چھوٹے خیال کی کنہ تک پہنچے اور یہ ثابت کر سکے کہ اس کے اشخاص ماحول سے موثر ہیں یا خاندانی خون انکی خاص حرکتوں کا ذمہ دار ہے بہر حال سیرت نگاری فن ادب کی ایک خاص اشخاص شاخ ہے اس موضوع پر قلم اٹھانا ہر کس و نا کس کا کام نہیں۔ یہاں تخیل کی ریل گاڑی سیرت نگاری کے ہوائی جہاز کا ساتھ نہیں دے سکتی مرزا صاحب یہی وجہ ہے کہ میں نے ان تمام شکلات کے مد نظر جو آئے دن مصنفین کی کامیابی کی راہ میں ناکزیر دشواریاں پیدا کرتی ہیں ادب جدید انجینی قائم کی ہے، ”ادب جدید انجینی“ کے مالک صاحب جب دلاؤم لینے کیلئے رگے تو میں نے آہستہ سے کہا ”ادب جدید انجینی میرے سامنے کبھی پہلے اس انجینی کا ذکر نہیں آیا“

میرے محترم مہمان نے مجھ پر ایک ترجمانہ نظر ڈالی اور کہا ”کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ادب جدید انجینی سے واقف نہیں؟“

میں لکھن ہے۔

مالکث..... غیر سنسے۔ اس بنگالی کا بڑی  
ہے کہ مصنفین کو مجرب اور پندیدہ مجسم معمول ایک مقررہ  
فیس پر بہم پہنچائے۔ غور تو فرمائے مصنفین کو کتنا آرام ہوگا  
اب وہ ہنایت آسانی کے ساتھ آگے حرکات و سکنات بخلا  
واحساسات غرضکہ سیرت کے ہر ایک پہلو کا مطالعہ کر سکتے ہیں  
اور پھر اپنی کتابیں پبلک کے سامنے پیش کر کے شہرت اوم  
اور صحیح سیرت نگاری کا متذہل کر سکتے ہیں۔

”سنسج و برہمن، داخدا و بھاری گوار گروکان،  
انجیل و طیب زامہ و دنیا دار غرضکہ ہر قسم رنگ و رخن کو وضع  
قطع، ایٹھے دھندے، طبقے وغیرہ کے مزاج و عریس اور بچے  
ہمارے پاس موجود ہیں آنکھل ہمارے ہاں سیاست کے نام  
لیواؤں کا بہت بنگلہ ہے ان میں کچھ عجیب بے جینی بھلی ہیں  
معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے عہد نامہ سے محروم ہونا چاہتے  
ہیں سوچ پوچھتے تو انکا دھندل کچھ دیر پانہیں معلوم ہوتا میں نے  
انکا ذکر کسی خاص وجہ سے نہیں کیا میں جانتا ہوں کہ آپ کو  
ان سے بہت کم دلچسپی ہے اسلئے یقین جانئے میرا ہرگز یہ خیال  
نہیں کہ آپ انکی طرف متوجہ ہوں۔

”البتہ اگر آپ خواہاں ہو اور جدید زمانے فیشن پر  
کچھ لکھنے والے ہوں تو یقین جانتے آپ کو مس فذل غاقون  
جیسا چھٹا ہکتا معمول ہرگز کہیں اور نہیں مل سکتا آنکھل وہ  
نئے مہند و سناں کی جان اور سوسائٹی کا ایمان ہے۔  
تعلیم یافتہ فرقہ فرائض میں شاید ہی کوئی اس جیسی فیشن کی  
دلدادہ نظر آئے۔ ساڑی سے اسے نفرت۔ پچھلے سے اسے

تغیر گول ہوں ولایت کے خراب ہیں ہوں ولایت کی جب  
کہیں اسکے آنکھیں سکھ اکلچے ٹھنڈک ہو نہ معلوم کیل اسکے  
سینے پر یہودوں جیسی کوئی آدمی لڑکی والہ کی اور بھتی رہتی  
ہے جہاں ایک سرشانے پر اور دوسرا کمر میں سیفی پنوں سے  
جاس رہا ہے۔ غالباً یہ مشرقی شان کا مغربی فیشن ہے طبعیہ  
بالوں کے ہندوستانی غذا ہوں، یہ انکی کچھ لکھی ہے وہ کہتی ہیں  
بالوں کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ گھنے ہوں مگر شانوں کے اوپر  
ہی میں پس لکھ جوال مقررہ حد سے بڑھ جاتے ہیں مجاہ  
کی نند ہو جاتے ہیں وہ یورپی ہنیں اور نہ ہی اوس کے  
خاندان میں کوئی مغربی خن والا گزرا ہے تاہم ہندوستان  
میں کوئی لڑکی اوس سے بہتر یورپ کی نقالی کا دم نہیں بھرتی۔  
بھر پردہ یہ ہے کہ ان بڑھ جال ہنیں۔ گھٹکوس وہ وہ چلے  
چست کرے کہ آپ ہم کو چپ ہی سادھنی پڑے۔ علوم و فنون  
کا ذکر ہو تو ایسا معلوم ہونے لگے کہ ایک جدید عالم قن حبش  
کو بانی کی طرح بہا رہا ہے کیل کو دس میدان میں آئے تو  
بڑے بڑے کھلاڑی واہ واہ کے لہرے بلند کریں غرض  
یہ ہے کہ وہ ہر فن میں طاق اور ہر کھیل میں مشاق ہے  
اوس کی صحبت سے گھبرا کر کوئی اٹھا دکھائی نہیں دیتا  
ہنیں جناب مجھے ایسے ہر فن مو لا کی ضرورت نہیں  
مالکث..... خیر تو اس کا ذکر بھی جانے دیجئے  
مگر میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ آپ جس قسم کا معمول  
چاہیں ادب جدید بنگالی فراہم کر سکتی ہے مجھے قوی امید  
ہے کہ جناب اب اس بنگالی کی قدر کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں  
.... کیا میں جدید معمول عالم جناب کی خواہش کے موافق

پیش کرنے کی جرات کر سکتا ہوں؟“

میں نے غصہ ڈی دیر سوچ کر کہا: ”مجھے ایک زمانے سے ناول لکھنے کا خیال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میاں بیوی..... میرا حلقہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب موصوف فرمائے لگے۔“

مکڑوں پہر تو میں ایک عجیب و غریب جواز پیش کر سکتا ہوں آپ دونوں فطرت میں نہایت دلچسپ مائلت کو محسوس نہیں تعلقات زناشوی سے قطع نظر ایک نہایت پر لطف رشتہ قائم ہے۔ میاں بیوی کے باپ کے سر سے ہوتے ہیں اور بیوی کے باپ میاں کے سر سے فطرت کا بیاہ دوبارہ ہوتا ہے۔ میاں کی پہلی بیوی زندہ ہے تو بیوی کا پہلا شوہر بقید حیات ہے۔ میاں کی پہلی بیوی نے ایک لڑکا چھوڑا ہے تو بیوی کے پہلے خاوند کی بھی ایک فرد گزراشت موجود ہے اس طرح اس وقت دونوں ایک کی بجائے دو بیٹوں کے ماں باپ کہلانے لگے ہیں۔ مناسری اور رکھ رکھاؤ کا مادہ دونوں میں کوٹ کوٹ کر بھر ہوا ہے صورت میں بھی کوئی ایک دوسرے سے کم نہیں۔ دونوں ماشا اذندہ سے صالح حقیقی کی لاجواب صفتیں ہیں۔ دونوں کے چہرے ہرے میں اتنی یکسانیت ہے کہ اگر ایک کے سر پر لیمے بال اور دوسرے کے چہرے پر مچھوین تفریق اصناف کا ثبوت نہ ہوتی اور دونوں مستیاں ایک ہی قسم کے لباس سے تن دکھائے ہوتیں تو تو پتہ فرق میں امتیاز کرنا دشوار کام ہوتا۔ چونکہ دونوں اعلیٰ تعلیم سے مدبر و جراحین مستفید ہو چکے ہیں اسلئے دونوں اپنا اپنا رشتہ کیڑا خود کھاتے ہیں یہ بھی اچھا ہی ہے ایک کو دوسرے کا کھانا مست نہیں ہونا چاہئے اخراجات خانہ داری کا تمام بار صرف

موتھپوں والے کے سر ہی نہیں بڑا اور وہ ناقابل برداشت محنت اٹھانے سے بچا رہتا ہے مگر اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے کہ کچل کی تعلیم نہ میں تعلقات زناشوی کے بہترین راز سمجھاؤں اور نہ راحت کی راہیں دکھائی ہے اس دو باجریں سے تو یہ امید ہوتی تھی کہ ان دونوں کی زندگی نہایت ہنسی خوشی سے گزر جائیگی۔ مگر سنا ہے کہ آج کل دونوں میں صفائی نہیں ہے اندرونی تعلقات سے تو ہیں وہ واقف نہیں لیکن ظاہر و صمدت حال سے تو اس تا موافقت کا شہ نہیں ہوتا آج کل وہ پہلے سے زیادہ ہی ساتھ اٹھتے بیٹھتے نظر آتے ہیں۔ مجھے ایک یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ ان دونوں کی شادی صرف والدین کی رضامندی سے ہی نہیں بلکہ عشق و محبت کی وجہ سے ہوئی ہے اس وقت یہ مان لینا کہ اتنے جلد آپس میں جھگڑ بھی ہو گئی ہے اور یہ ظاہر رکھاؤ صرف دنیا کے دکھلانے کیلئے قائم ہے سحت مشکل ہے۔ لیکن اگر انکی ماما کی باتوں کا یقین کیا جائے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ دونوں کا میل ملاپ بناوٹی ہے ایک کو دوسرے سے نفرت نہ سہی تو اس بھی نہیں ہے تاہم.....“

میں..... معافی چاہتا ہوں قطع کلام ہوتا ہے مگر میں ایسے میاں بیوی کی تلاش میں ہوں جنہیں نفرت کے سچے نمونے کہا جاسکے جن میں شادی کے بعد کم از کم پانچ سال تک کسی قسم کی ٹوک جھنک نہ ہوئی ہو عام طور پر ناول نویس میاں بیوی کو لڑانا لازمی قرار دیتے ہیں مگر میرا ہرگز یہ خیال نہیں ہے۔ فطرت کے سچے نمونے

کج روی سے پاک ہونے چاہئیں پس اگر آپ اٹاک میں  
سیری خواہش کے موافق فطرت کے سچے نمونے موجود ہوں تو  
پھر میں اس معاملہ میں کچھ سوچ بچار کروں گا  
یہ سنکر وہ اٹھ کھڑے ہوئے دروازہ کی طرف  
چلے گئے مگر پھر پلٹ کر فرماتے گئے۔

مستے و کہیں تو فوراً سلام پہنچا دیا کہ وہ سہیلان جنہیں ہم دیکھ کر  
کے سچے نمونے کہا جائے بالکل نا بودہ ہیں اگر کوئی ہستی میرا  
میں سے نکل آئے تو وہ فائدہ بخش نہیں ہوا کرتی  
یہ کہہ کر وہ بے تکلف چلے اور دروازہ سے نکل گئے۔  
مذہ خدا نے میرے سلام کا جواب تک نہ دیا میں نے دل میں  
کہ جس طرح

دبیدہ بود بلائے دلی بجز گزشت

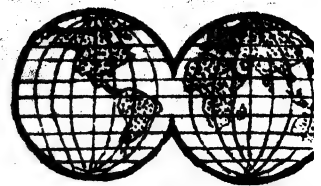
مرزا محی الدین بیگ

جناب آپ کی درخواست بالکل ناقابلِ سماعت ہے  
آپ عجیب بیچ بوج سوال کرتے ہیں مجھے اس کا جواب دینا  
دن ہونے لگا آج تک اس قسم کے دو افراد سے نہیں مواہدہ  
کر سکا موقع نہیں ملا اور جناب اگر آپ نامک اور فائدہ کن نظر

## وحشتِ کلیتویِ ظلم

طہور شہید ہو گیا اجلوہ و لنوا ز کا  
آنہ پہنچ سکے غبارِ گدازِ نیا ز کا  
ورنہ حریف میں بھی تھا اس مژدہ دار ز کا  
جذبہ شوق میں دماغ، کس کو ہوا میت ز کا  
جس کا غلام ایاز ہے، وہ ہے غلام ایاز ز کا  
مذہ خانہ زاد ہوں، اسکے قد دراز ز کا  
کھول نہ دیں بھوم کہیں، پردیاں راز ز کا  
یعنی یہی جواب تھا، ترگیں خیمہ ز کا  
قطع زباں ضرور تھا، شمع زباں دراز ز کا  
ہم سے ہوا نہ حق ادا، اسکی نگاہ ناز ز کا  
مقتعد قدیم ہے، نغمہ حب ز کا

آئینہ خیال تھا عکس پذیر راز کا  
پایہ بہت کیا بلند اوس نے خستہ کمر ناز کا  
خستگیِ کلیم نے نکتہ عجیب سمجھا دیا  
دیر ملا تھا راہ میں کعبہ کو ہم نکل گئے  
ہندگی اور صاحبی اہل میں دونوں ایک ہیں  
کو ہتی نصیب نے اور رکھا تو کیسا ہوا  
شوق ترلے موخرن، ادوق ترابسانہ جو  
مستی بخودی سے یاں، آنکھ کھلی نہ خستہ  
آہ و فغاں کے ساتھ ہی، چھا گئی ایک بخودی  
خاک میں مل گئے، دلے، آنکھ اٹھی نہ شرم سے  
مطرب خلد کیا سنائے، وحشتِ خستہ کیا سنے



فہرست مضامین

۳۹۳

# مُصَوِّی

پوٹ ریٹ آئیل۔ نیننگٹ۔ سینک نیننگٹ  
 میشل ورک۔ رشین ورک۔ کرستو لیم ورک۔ بلکیزن ورک  
 کرستان ورک۔ لیمپورک۔ نیننگٹ ورک۔ سٹون بورڈ  
 نیننگٹ۔ گولڈن ورک۔ گلاس ایچنگ۔ رک غیرہ وغیرہ  
 سے کوئی کام کرنا مقصود ہو تو مشیت بہرہ طلب فرمائے  
 محمد عبدالقیوم ارسٹ کیسکالہ افضل کنجہ کن  
 حیدر آباد

دی ڈیڑیل ٹیکر کیسکالہ کنجہ کنجہ واقع دارالاشتمعات  
 حیدر آباد۔ یہ صاحب تاجون سکالر عالی شان (۳۱) بابائے سلسلہ فی  
 سرباز مجتہد ایکٹو ویرسک عثمانیہ جلد و حصص فراہم شدہ سٹانڈرڈ فی  
 ادارہ کی یکشت باقیات۔ کچھ برورڈلہ و حیدر آباد سکالر و کچھ سکالر  
 تین صاف بلا کباب چودہ و دو سو و ستر اشراہب تندرہ و دو سو و ستر  
 حیدر آباد سکالر و دارال اشتمعات کیسکالہ کنجہ کنجہ دارال اشتمعات  
 و حق سے تاجر کی کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 اس وقت اس عالم کی کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 درجہ ایک اس میں اس اب جو رائے وقت از سے اس سال کیسکالہ کنجہ  
 اور کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 میں جس قدر سیکل تجارت جلد میں قائم ہوئے وہ سب نفع و فائدہ  
 انتظام و مفاد کی بنا پر قائم ہوئے ہیں جن سے اہل ملک کو صرف نفع و فائدہ  
 پہنچا ہے اور نہ صرف مفاد و حال نہیں ہوا۔ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 کر کے ہیں۔ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 آسمان شہرت بنایاں درخشاں بنے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 ذرا کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 اس وقت طلب ہیں خیر یا ملاقات سے محال فرمائے ہیں۔

عسکری اینڈ برادر میں نیچنگٹ کنجہ کنجہ

# ارتقاء

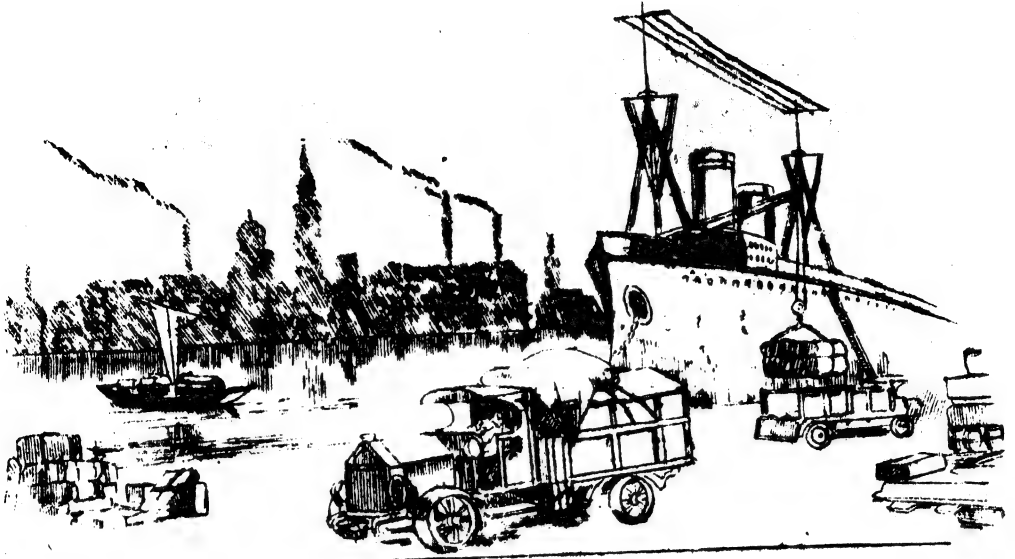
جس سے کہ اس نے نیا لباس زیب تن کیا ہے اسکے نصیب  
 میں بھی اعلیٰ ترقی لگ گئی ہے۔ اگر آپ نے اسکو اپنا نہیں ملاحظہ فرمایا  
 ہے تو آج ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر نمونہ طلب فرمائیے اور دو کا  
 ماہوار رسالہ علمی و ادبی، اخلاقی و تاریخی، معاشرتی و تجارتی  
 مضامین کا گلدستہ ہے، شوقین لکھن کی ضرورت ہے بشیہ  
 کے بود اند دیدہ آزمائے چندہ سالانہ (اللہ)

مینجر رسالہ ارتقاء یونین ملی سکندر آباد کن



# جب کبھی آپ کو

عینک یا اسکے متعلقہ سامان کی ضرورت ہو تو صرف  
 ایچ بی ایچ ہمارے ہاں بھی اشرف لائے اگر قیمت زیادہ معلوم ہو  
 یا سامان ناقص ہو تو نہ لیجئے بلکہ لیا ہوا پس کر دیجئے اس  
 زیادہ کیا اطمینان ہو سکتا ہے۔ آزمائش شرط ہے  
 ایچ بی ایچ کی ٹیکٹ کو چھری لٹا کر لیا کر دینا  
 ایچ بی ایچ کی ٹیکٹ کو چھری لٹا کر لیا کر دینا



# ہمارے نقطہ نظر - دکن میں اردو

پس جب متعلق نہیں، مدارا نہیں، تو جو مجھ کو نظر آتا ہے  
بے حیف و میل کہہ نکالنا، یا آجکل کے الفاظ میں کہنے کے آزاد  
رائے رکھنے والے خواہ تبصرہ کریں یا تقریر لکھیں۔ اسکا  
فرص ہے کہ تصنیف کے حسن و قبح پر بے لاگ نظر زائیں اور پبلک  
کو صحیح رائے قائم کر سیکھا موقع دیں۔ ہم ہاشمی صاحب کی جاننا ہی  
اور تجس کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن ساتھ ہی یہ بھی  
عوض کر دینا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اردو کے دو راول دوم  
دیسوم کا سہرا جنوبی منہ کے سر باز سننے میں ذرا برہمستی  
اور زیادتی سے کام لیا ہے۔

”سب حیات“ کی تصنیف تک مولانا آزاد نے دلی کوارٹر  
شاعری کا آدم قرار دیا تھا۔ مگر اب کی تحقیقات نے قسط شاکر  
سرسہرا باندھا۔ ہاشمی صاحب نے ان تمام دعویٰ کو مسترد  
کر کے وہی سربراہ جدی کو عطا کیا ہے۔ پھر بھی وہ جدی پوزڈ کو

مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے ”دکن میں اردو“ کے  
نام سے ایک کتاب لکھ کر بھین رلیو اور سال فرمائی ہے۔  
ہاشمی صاحب نے اردو کے چار دور قائم کئے ہیں اور غالباً  
اردو شاعری کی مرکزیت کی بحث سے متاثر ہو کر اردو کے ہر دور  
کا سہرا جنوبی منہ کے سر باز دیا ہے۔ ایسی کوشش جہاں تک  
استدلال اور جستجو کا تعلق ہے۔ قابل قدر ہوئی ہیں۔ آجکل یہ  
روش عام ہو گئی ہے کہ اپنے ہم خیال مصنفین کی تصانیف کو سلی  
تورین و توصیف کا وہ جامہ بچایا جاتا ہے جس سے نہ مصنف کو  
کچھ لطف آتا ہے نہ ناظرین کو۔

میں تبصرہ غالب کے اس قول کے مطابق ہونا چاہئے

پورا بھر دسہ نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ جلدی سے پہلے بھی غالباً کوئی اور ہوا چکا ہوگا کلام ہکو دستیاب نہ ہو سکا۔

بادجو داس شہید کے صاحب موصوف نے کوشش کی ہے کہ اردو کے ہر بیلو کی ابتدا کو دکن سے متعلق کیا جاسکے ثبوت میں انہوں نے نظم و نشر کے اقتباسات دیکر لمبا تاریخ دکن سے منسوب کیا ہے اور اہل جزیری منہد میں مضطرب مال اور یا تلگو اور مرثی وغیرہ زبانیں آج تک بولی جاتی ہیں۔ اوسیدھ پنجاب سے لیکر لنگا جمنہ کے سنگم تک بگسپل کینڈ۔ بیل کینڈ راجپوتانہ۔ مالوہ اور گجرات تک پراکرت کہا جائے یا اوسکی شاخیں۔ تھوڑے بہت تغیر و تبدل کے ساتھ آج تک بولی جاتی ہیں کہا بھارت میں یوں تو کروڑوں آدمیوں کا اجتماع کہا جاتا ہے۔ لیکن لاکھوں میں شک بھی نہیں ہے۔ اغلب یہ ہے کہ برج بھاشا کی ابتدا اسی جنگ میں ہوئی اور چونکہ کرشن جی کے جنم کی وجہ سے مہندر اہن منہدوں کا تہتر بن گیا تھا۔ دس دس کے جاتریوں کے جمع ہونے سے برج بھاشا زبان ہو گئی۔ اتفاق سے مسلمان فاتحین نے بھی خطہ برج کو دلاسلطنت بنا کر برج بھاشا میں فارسی اور عربی کی آمیزش کر لی حضرت امیر خسرو نے خالق باری لکھک پہلی دفعہ فارسی اور

برج بھاشا کی لغت تیار کی ہے

بنیاد برادرہ اور سے بھائی بخشیں اور۔ بیٹھوی مائی شاہ جہاں کے عہد میں بھی اطراف ملک کے صوبہ دار اور ان کی فوجیں، اور جنگی قیدی یا غلام اوسے برج میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اسلئے مختلف زبانوں نے آپس میں مکر فارسی کے میل سے اردو کی تشکیل کی۔

بیچ لوس حصہ ملک کہہتے ہیں جہاں کرشن جی نے جنم لیا تھا۔ یعنی مہندر اہن اور اوسکے مضافات اسلئے ہر قانون سے اردو کا بھی اہل جنم مہم وہی برج ہوا اور ہے۔ ہاشمی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اردو نظم کی ابتدا پہلے دکن میں ہوئی اور اسکا سہرا دکن ہی کے سرچہ اور یہ کہ ۹۶۵ء میں شاہی دفتر فارسی سے دکنی زبان میں لکھا گیا افسوس ہے کہ ”دکنی اردو“ کے مفہوم سے مراد وقف ہیں کیا دکنی اردو کوئی علیحدہ زبان تھی جو شمالی منہد کی با سے مختلف۔ بہتر یا بدتر تھی؟ اوسکا ماخذ یا اوس کے مال باپ جانتے؟ ان دونوں میں کیا فرق تھا؟ یا اہل کی مراد زبان کو ہی ”دکنی اردو“ کہا جاتا ہے؟ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دکن میں جو اردو عام طور پر بولی جاتی ہے وہ دکنی نہیں جاتی۔ مثلاً لگو۔ ہاؤ سکاڑی۔ بھنٹی۔ گواگی۔ وغیرہ ایسے بیسوں الفاظ عام طور پر بولے جاتے ہیں لیکن تحریر میں نہیں آتے۔ کسی کا شعر ہے۔

مال و زور میرے کو نکو ہونا تیرے در کی گدا کی بس تعمیر کہاں شعر ہے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہی ”دکنی اردو“ اور کیا یہی دکنی عالموں کی زبان ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاشمی صاحب نے نہیں معلوم کس بنا پر دفری اور کتابی اردو کو دکنی اردو ثابت کر نیکی کرشن جی فرمائی ہے حالانکہ یہ وہی اردو ہے جو اس وقت بھی لکھنؤ کا پتھر اگرہ اور دہلی وغیرہ میں عام طور پر بولی جاتی ہے اور ان مقامات میں اسی اردو کو مادری زبان کا خطاب کم از کم ایک صدی تک مل چکا ہے۔



جب یہ ثابت ہو گیا کہ دکنی زبان کوئی علیحدہ زبان نہ تھی بلکہ وہی برج بھاشا تھی (جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے) اور صدیوں تک اس میں کسی نے ترقی کا ایک قدم بھی اگے نہ بڑھایا تھا۔ تو ایسی زبان کے شاعر کو کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے اردو شاعری کی ابتدا کی۔ کیوں کہ جب شمالی ہند میں اس سے پہلے متعدد شعرا ایسے گزر گئے ہیں جنہوں نے اس سے بہتر زبان (بھاشا) کو شاعری میں استعمال کر لیا ہے اس کے ثبوت میں تلمی داس وغیرہ بھی پیش کئے جاسکتے ہیں (ملاحظہ ہو مقدمہ بر رسالہ تاج)

ہاشمی صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہی پہلا شاعر تھا اس سے ہم متفق نہیں۔ یہ تو سب کو ماننا ہو گا کہ امیر خسرو سب سے پہلے شاعر تھے جنہوں نے اس نئی زبان کو عربی عروج سے آراستہ کیا۔ یہ ماننا کہ اس میں عربی فارسی عطف تھا۔ لیکن اردو کی نئی تخلیق ہونے کی وجہ سے یہی مفروضہ زبان تھی جسکو موجودہ اردو کی ماں کہنا حق بہ جانب ہے پھر کیا وجہ ہے کہ خسرو جو سب سے پہلا شاعر نہیں مانا جاتا۔ جب کہ اوہنوں نے اس کے ابتدائی زمانے کی نسل نقویہ پیش کر دی بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر خسرو اپنی پہلیاں اور مکرئیاں تحریر کرتے تو آج وہی یا مطلب شاہ وغیرہ کے زمانہ تک ہی اردو کی عمر کو محدود کر دیا جاتا۔ کیوں کہ وہی سے قبل اور امیر خسرو کے بعد کے زمانہ کی کوئی نظم کی کتاب دان کے خیال کے مطابق اب تک دستیاب نہیں ہو سکتی ہے۔

امیر خسرو نے جبار دہلویہ اخبار میں لکھی ہے اس کے بہت سے الفاظ حالیہ اردو میں بھی موجود ہیں اسلئے کوئی

یہ تسلیم ہے کہ ناخین جہاں نقل سکونت اختیار کرتے ہیں وہاں ایک جدید زبان کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ ماننا چاہیے کہ پنجاب۔ بنگال۔ گجرات وغیرہ کی بولیوں نے فاقین کی زبان سے نقل کھایا اور اس طرح ایک یا متعدد جدید بولیاں پیدا ہو گئیں۔ تاکہ فاتح اور مغتوح کی کارِ بآوردی ہو سکے اس طرح دکن کی زبانوں سے فارسی اور عربی نے ملکر ایک زبان پیدا کر دی جو دکنی زبان کہلائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہی اردو کا بنیادی پتھر ہے۔ کیوں کہ اول تو شمالی ہند میں بہت پہلے ایک مشترکہ زبان پیدا ہو چکی تھی دوسرے اگر وہی دکنی زبان کو اردو کا بنیادی پتھر کہا جائے تو ہندوستان کے ہر حصہ کو جہاں ایسی مشترکہ زبانیں پیدا ہوئی ہیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ ہمارے ہاں بھی اس سے پہلے اردو موجود تھی ایسی صورت میں یہ دیکھنا ہو گا کہ اردو کیا ہے اور بلحاظ حال اس کا جنم نجوم کو نسی جگہ ہو سکتی ہے اس بات کا پتہ چلائے لئے ہمارے اردو زبان کی ترکیب کو دیکھنا پڑیگا۔ دکن کی جوار و ہمارے سامنے ہے اسکی بنیاد دکن کی مرد و زبانوں میں سے خاص کر مرہٹی پر رکھی گئی ہوگی ورنہ زبان جسکو ہم اردو کہتے ہیں اگر اسی دکنی زبان سے بنی ہے تو اس میں دکنی زبانوں کے الفاظ کی بہتات کا ہونا لازمی تھا۔ لیکن صورت اس کے خلاف ہے اس میں مرہٹی کے کم۔ تلمی کے اس سے کم اور کٹری کے شاذ و نادر ہی الفاظ پائے جاتے ہیں۔ برعلاف اس کے موجودہ اردو برج بھاشا کے الفاظ بہت زیادہ ہیں اس کا صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ موجودہ اردو کا جزو اعظم برج بھاشا ہے۔ برج کے وطن کی نسبت اور پر بحث ہو چکی ہے۔

ملاحظہ ہو۔

و جدی

کہ جس پہلو ہے اوگم عشق کا      احوں اک البانے خم عشق کا  
بڑا عکس اس نور کا جس رخ      چپکنے لگا آرسی کے من  
نخل کنج مخفی سے خلوت کے بہا      کیا جلوہ کر کثرت بے شمار

قطب شاہ

پیایاج پیلا پیایا جائے نا      پیایاج کیل جیا جائے نا  
نہیں عشق جبر ہڈا کو رہے      کہ صیل اس سے مل بیسیا جائے نا  
قطب نے دسے مج دو آگ کو بند      روانے کوچ بند دیا جائے نا  
اس کے مقابلے میں تین سو سال پہلے کا کلام سامنے رکھئے اور الفاظ  
کیجئے کہ اس میں اردو کو کونسی آجکل کے محاورات کے مطابق ہے  
اور اس میں سے کتنے ایسے الفاظ ہیں جو آجکل مشرک ہیں۔ اور

و جی ایسی نظر نہیں آتی کہ اس کو اردو نہ کہتا جا۔ جو کلام کہ وہ  
اور قطب شاہ کا پیش کیا جا تا ہے اونکی زبان کو اگر مزخرف  
کے کلام کے مقابلے میں رکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس میں سال  
میں دکن کی اردو نے بجائے ترقی کے انحطاط ہی حال کیا تھا  
اگر ترقی کہی جا سکتی ہے تو وہ صرف اس قدر ہے کہ مزخرف کے  
کلام میں جملے کے جملے اور مصرعے کے مصرعے فارسی کے ہیں انکے  
یہ بات نہیں۔

غالب جیسے مستند شاعر نے بھی پورے مصرعے کے مصرعے  
اپنے اردو اشعار میں باندھے ہیں۔ اگر امیر خسرو نے ایسا کیا  
تھا تو گناہ کیا تھا۔ ع دشتہ غم زجاں تان ناو کنا زبے پنا۔  
ترجہاں ملکس رخ سہنی سامنے تیرے آئے کیوں۔ اور یہ بھی نہیں  
ہے کہ ادوں لوگوں نے بھی فارسی یا عربی کو بالکل ہی چھوڑ دیا ہو

عہ آجکل کی بھی ہوا گڑی ہوئی ہے اور خواہ مخواہ بلا ضرورت فارسی عربی کے الفاظ اردو میں ٹھونسے جاتے ہیں۔ اور سوت تک تو چونکہ اتنے الفاظ اردو میں صنف  
نہیں ہو تو ان لوگوں کیلئے بال بیا اور جوتہ کا کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں آج کیا ہے جو اسکی شدید ضرورت محسوس نہ رہی ہے البتہ اگر کوئی الفاظ اردو میں نہ ہو  
ابھی جگہ لایا کیا جائے تو مضائقہ نہیں ہم نے جہاں تک غور کیا ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ درحقیقت اپنی قابلیت کا سکھاننا اہل معصوم ہوتا ہے شاعری میں اس کا  
زور بہت زیادہ۔ مولوی غلامت اللہ خان صاحب ایک جگہ کہتے ہیں۔

”مذہبتمی سے اردو ادبی دنیا میں شاعری کا یہ لکھو لگیا ہے کہ زری فغانی ہی فغانی شاعری کی جان سمجھی جانے لگی ہے۔۔۔۔۔ شاعری کا دارالکرامی کے  
یہ منہ منہ ہے کہ تو زمر ذکر الفاظ کی ایسی زلفی مانوس اور بے ضرورت ترکیبیں نکالی جائیں کہ شاعری عام لوگوں سے کاٹے کو سوں دور جا پڑے“  
نظم کے نظریات میں بھی یہی حال ہے مولوی سے الفاظ سے کام لیا جاتا ہے اور وہاں دھندل دھندل کر فارسی عربی کے الفاظ بھر دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمر کے وقت  
پہ خیال زیادہ محکم ہوتا ہے کہ سہنا اچھا مسلم پہلے ہم ایک جگہ ہی ملن HONEY-MOON کا ترجمہ عمل ہا۔ دیکھا اسی طرح تیسرے گرامر کا کہ کثرت کا ترجمہ  
COURTSHIP اور باری جبار کا ترجمہ درناں سے لگتی ہے تو اگر زری ایسا کرنا گناہ کہیرو کیا ہے کہ اس کو شال نہیں کیا جاتا۔ کوئی آیت ایسی نہیں کوئی حد ایسی نہیں کہ اگر  
کی شمولیت سکھ کا تو فی علیہ ہونا جو خصوصاً ایسے الفاظ کیلئے توجہ دیتی ہے جتنا ترجمہ اگر کیا جاتا تو بالکل ہی مطلب خراب ہوتا ہے انکے ایسے الفاظ اردو میں لکھی جاتی ہیں مثلاً  
لکھنؤ وغیرہ اور یہی ہیں کہ وہاں گزری الفاظ مثال کے ساتھ لکھنؤ کا ترجمہ بڑی اس بات کی یاد دہانی ہے کہ زری نے فارسی سے متاثر ہو کر غیر ہمیں ہر صنف عام  
جو آجکل کا نام کچھ دقت انگریزی کا ہو چکا ہے انکو پیش نظر رکھا جاتا اگر ہمارے مضمون اور مضمون اس قسم کی بے ضرورت پیروی سے احتراز کیا کریں تو بہت مناسب ہے۔

آیا امیر خسرو کی اردو اردو ہے یا نہیں۔ اگر یہ اردو نہیں ہے تو کیا اسکو سنسکرت۔ پراکرت۔ بھاشا۔ فارسی یا عربی کہہ سکتے ہیں؟ اگر ہنکھ سکتے تو لازماً یہ وہی مخلوط زبان ہے۔ جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے میل جول سے پیدا ہوئی تھی جسکو بعد میں اردو کا لقب دیا گیا ہے۔

یہاں یہ بھی غور طلب امر ہے کہ شمالی ہندوستان میں ساتویں صدی ہجری میں زبان جتنی ارتقاء پا چکی تھی اس وقت باوجود تین سو سال گزرنے کے دکن کی زبان میں اس کی عشر عشر بھی ترقی نہ ہوئی تھی اور باوجودیکہ شمالی ہند کے لوگ ہمیشہ دکن میں آتے رہتے تھے اور اپنے ساتھ اچھے اچھے الفاظ لاتے تھے تاہم یہاں ادون پر بہت کم توجہ کی جاتی تھی۔

### امیر خسرو

شہنشاہ ہجراں دراز چرن زلف در ذریعت چوں عورتاہ  
• سکھی پیا کو جویش دکھیں تو کیسے کاٹوں اندھیری تیا  
نسب کوئی اسکو جانے ہے پر ایک نہیں پہنچانے ہے  
آٹھ دھڑی میں لیکھا ہے فکر کیا ان کو دیکھا ہے

اندھڑ چلین! ہر طہین پنج کلیمہ دھڑکے

امیر خسرو یوں کہیں وہ درد و دل رگے

ربا یہ امر کہ خسروؒ نے ہندی شاعری کو صرف بیلوں اور کرکڑیوں تک ہی محدود رکھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ امیر خسروؒ جیسے شاعر کے شایاں شان نہ تھا کہ وہ اس نوزائیدہ زبان میں اپنے ادب و بے بیش بہا خیالات کو ادا نہ کر سکے خود کے خیال کے مطابق ضائع کرتے بلکہ شمالی ہند میں ابتداً مسلمان مائتھین کو اپنی بولی زبان سے اتنا انس تھا اور سونا بھی چاہتے تھا کہ وہ اس

جدید اور معنوی قوم کی زبان کو اپنے روزمرہ کی مطلب برآری کے علاوہ استعمال کرنا بھی خلاف شان سمجھتے تھے۔ دور کھلا اس کا ثبوت یہ ہے کہ مذر سے کچھ قبل تک شاعروں کے خیالات دیکھنے جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ اردو شعر کہنا ایک گری ہوئی بات سمجھتے تھے۔ چنانچہ غالب ایک جگہ لکھتے ہیں: ع

انچہ در گفتار خضر است آن ننگ من است

اور پر کی بحث سے در نتیجہ نکلتے ہیں اول یہ کہ مسلمانوں نے پہلے شمالی ہند کو فتح کیا اور اس کے بہت عرصہ کے بعد جنوبی ہند کو اس سمجھا ہے اس جدید زبان (خواہ اسکو کسی نام سے یا کیا جائے) کی ابتدا بھی شمالی ہند میں ہونی چاہئے نہ کہ جنوبی میں۔ دوسرے یہ کہ اس جدید زبان میں تصنیفات کی عدم موجودگی کے کچھ اور اسباب ہیں۔

امیر خسروؒ کا زمانہ ۱۲۵۲ء سے ۱۳۲۵ء ہے اب تک دکنی اردو کے متعلق حقدار بھی یا محسن نہیں لکھی ہیں وہ تمام کمال ستارے کے بعد کی ہیں اسوقت تک کوئی ایسی تحریر نظم یا نثر ایسی نہیں ہے جو امیر خسروؒ سے پہلے کی ہو اور جدی کو ۱۰۱۵ء کا بتایا گیا ہے جو امیر خسروؒ کے تین سو برس بعد ہو ہیں (حالانکہ یہ سن غلط ہے اور رسالہ التاج نے بارہویں صدی ہجری بتایا ہے)

ہمارے خیال میں اس تین سو سال میں جبکہ امیر خسروؒ بنیادی کچھ کر چکے تھے تصانیف کا سلسلہ ضروری جاری رہا لیکن سلطنت کے آنے کے بھگڑوں کی وجہ سے ممکن ہے کہ تلف ہو گئے ہوں۔ یا جو کچھ بھی باقی رہے ہو گئے غالباً خانہ نثر کی تباہی کے باعث (حضور خدا کن کے سفر کی وجہ سے) زمانہ نے

مشاورانہ ہو گا۔ ورنہ اتنی بڑی مدت ممکن نہیں کہ تعینات سے خالی رہی ہو۔

حضرت برہان الدین غریب کے ہمراہ چار سو بزرگانِ دکن کو آگئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی ایسے اکثر سلسلے جاری رہتے مکن ہے کہ ان کی تعینات بھی ان کے ساتھ دکن میں آگئی ہوں ”آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اگرچہ امر خیر و کمال و کلام میں اعلیٰ جذبات و خیالات کی جدت مضامین کی طبعیت یا سبکی، استعارات اور تشبیہات نہیں ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے جبکہ اس میں عروض کی پابندی کے ساتھ ساتھ ردیف اور قافیہ کے تمام قیود موجود ہیں، لہذا ان کے اشعار دائرہ شاعری میں ہی داخل نہیں کئے جاسکتے اور بقول علامہ شبلی نعمانی مرحوم:-

”اس بات کا کچھ کو مطلق خوف نہیں کہ اس فیصلہ میں عام مورخین میرے حریف مقابل ہیں، نہایت جلد نظر آجائے گا کہ حق اکیلا تمام دنیا پر فتح پا سکتا ہے، ہم نہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ امر خیر و کمال ہی اردو کے پہلے شاعر گزرے ہیں۔ البتہ یہ سچ ہے کہ گزشتہ نصف صدی میں اردو کو بہت نقصان پہنچا (گو اب کل ہر شخص یہ سمجھے ہوئے ہے کہ اردو اس زمانہ میں ترقی کی ہے مگر یہ غلط ہے) کیونکہ ہندوستان کی حکومت اور ہندوؤں کی زیادہ آبادی کا اصل منشا وہ تھا کہ ہندوستان کی زبان انگریزی یا ہندی ہو جائے اور سرت بھی ہو کوشش ہے اس بخلاست کوئی تعجب نہ تھا کہ چند ہی سال کے عرصہ میں اردو ہندوستان سے اس طرح غائب ہو جاتی جیسے کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھی لیکن مثل مشہور ہے ”دشمن اگر چاہے

نگہبان قوی تر راست“ خدا کا فضل نازل حال تھا اور اس کو فضل نہ ہوا کہ جس زبان کا بنیادی پتھر امر خیر و کمال جیسے بزرگ، دین کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا اس کو اس طرح آسانی سے مٹا دیا جاتا تھا جیسا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحبِ دو سخا علم پروردگار حالِ لوائے طہ محمدیہ اعلیٰ حضرت قدس قدرت۔ دار احثمت، سکندر شوک، سید محمد اور اس طرح زبانِ نیر اکرا لٹائی بس آصفیہ مظفر الکمال والہاک، نظام الکمال، نظام الدولہ سلطان العلوم محی الملک والدین، گل اللہ، نواب میر عثمان علیخان بہار فتح جنگ جی، سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ بی۔ ای۔ خلد اللہ ملک و سلطنت نے اپنے فیض و کرم سے اردو کی بکسی پر رحم فرما کر اس کی سرپرستی فرمائی اور عثمانیہ یونیورسٹی کو قائم فرمایا اس کو نزع کی حالت میں دم مہی سے بالکل صحت یاب کر دیا اب یہ امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت اس خیر فیض سے تمام ہندوستان سیراب ہوتا رہے گی۔

ہوا کیا اگر کسی نے قدرِ عالی کی بنا ڈالی  
رقم ہے کھنگلی ہر سقف و گنبد کی سیاہی پر  
گر شاہ مبارک ہو یہ فخرِ جادوانِ تم کو  
کہ طرہ علم کا نئے سجایا تاج شاہی پر  
(اشعری فرید آبادی)

خیر یہ تو ایک خاص معاملہ کی بحث تھی حقیقت میں ہم اشعری صاحب کی محنت اور جان نثاری کی تشریف کرتے ہیں اور انہوں نے ایسے عجولے سر سے اور گناہ شہر کے مضامین اور کلام سے ہم لوگوں کو آشنا کیا ہے جو زمانہ کی گردش کا نشانہ ہو چکے تھے اگرچہ غریب ملک اور بھرنی جاتی تو شاید اسکا بہتہ بھی نہ چلتا۔

اب تک مجھ بھی تذکرہ لکھے گئے اور ان میں اکثر یہ الزام رکھا گیا کہ ہر ہر زمانے کے علیحدہ علیحدہ شعرا اور اسکے کلام میں کچھ کچھ ہیں لیکن اس میں کوئی سبب نہیں اور خاندانوں کی ملکیت محل تالیف پیش کی گئی ہے اور اس زمانے کے جو شعرا گزرتے ہیں ان کے متعلق چند سطروں میں مختصر حال لکھ دیا گیا ہے۔ مزید کلام کے نہ دینے سے کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ شعرا کس پایہ کے تھے۔ آیا وہ واقعی شاعر کہلانے کے مستحق تھے یا نہیں صاحب مضمون حکیم سید سائید صاحب قادری نے حقیقتاً نہایت عرق ریزی کی ہے اور تاریخی تحقیقات نہ صرف داد کے قابل ہے بلکہ اردو داں دنیا کو انہوں نے رہن منت کر دیا ہے حکیم صاحب بھی موجودہ لمحوں سے نہ بچ سکے اور اردو شاعری کی ابتدا کو کن سے ہی منسوب کر کے فرماتے ہیں کہ گروثالی سند میں اسکی (اردو کی) ابتدا پہلے ہوئی لیکن وہ علمی حقیقت نہیں کہتی تھی۔

ہم بہت حیران ہوتے ہیں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں شمالی ہند کی اردو علمی حیثیت نہیں رکھتی تھی اور نہ امیر خسرو کا کلام قابلِ بحال ہونا جانتے ہیں یہ سوال کرتے ہیں کہ امیر خسرو کی خالق باری جو ایک منظم لغت ہے کیا وہ علمی درجہ نہیں رکھتی؟ جبکہ حقیقتاً وہ آئے والے اردو شعرا کیلئے چراغِ ہدایت ہیں بلکہ استادِ مثنوی ہمارا خیال ہے کہ خسرو نے خانِ باری صرف اپنی لوگوں کیلئے لکھی تھی جو اس زمانہ کی اردو (یا سبھا) سیکھنا چاہتے تھے اب ایک ایسی چیز جو مستند علماء اور شعرا کی مدت تک استاد رہی ہو وہ خود بخود دیکھ جائے پائی گئی نہ شاید ایسے ہی موقع کیلئے کہا ہے۔

یہ کلام ابھی تکمیل طلب ہے۔ اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہاشمی صاحب اس کی کوئی نسخہ ثانی میں پورا کرنے کی پوری کوشش فرمائیں گے اور نقاش نقاش ثانی بہت سہ کثرتِ ذرا دل متعلقہ کر دیکھا جائے گا۔ ہماری اس امید کا ہے کہ ہر ایک اس کتاب کو بخیر و بیکار اپنی واقفیت میں اضافہ اور مولف کی قدر افزائی کرے گی۔ تاکہ ایسے ہر دوری مضامین پر دوسرے اہل قلم کو لکھنے کی جرأت اور شوق ہو۔

کتاب کی تعلق (الم + ۲ + ۱۹) لکھی ہے کھائی چھائی کاغذ دیدہ زیب ہے قیمت خالص۔  
مولوی نعیم الدین صاحب ہاشمی حلف مولوی عبد القادر صاحب دھڑار تپ بازار حیدر آباد دکن سے مل سکتی ہے۔

## تاج

مہتممِ افغان کرام کا عقائد رسالہ تاج سے جو حیدر آباد کا ایک مشہور سالہ ہے پہلے بھی کراچیکے ہیں۔ اس وقت چونکہ تاج کا یہ خاص اردو سہ قدیم "نیرغرض ریویو" وصول ہوا ہے اور ارتقاء زبان اردو کا بہت چھڑی ہوئی ہے اسلئے لگے ہیں اس پر بھی تنقید کرنی نامناسب نہ ہوگی۔

تاج کا یہ بزرگاش اسم باسمہ ہوتا اور تمام ہندوستانی اردو نے جو ترقی کے مارج ملے ہیں وہ نامحی حیثیت سے دکھائے جاتے اور نمونے پیش کیے جاتے تو بہت مناسب تھا زیادہ تر دکن میں اردو کی ارتقاء کا کچھ نہیں لکھی ہے اس مضمون کی سرخی "دکن میں اردو سہ قدیم" زیادہ صحیح ہوتی

محمد حسین صاحب زاد کی نسبت میر صاحب شعر و سخن کو بہت بہتر جانتے تھے۔ آزاد صاحب کا کسی اور کا امیر خسروؒ کو آزاد دو شاعر نامنا کوئی قرآن کی آیت نہیں۔

ہمارے خیال میں حکیم صاحب نے اردو کے متعلق صرف ایک ہی جگہ کا زیادہ مطالعہ فرمایا ہے شمالی ہند کے شعر گو اردو قدیم سے علیحدہ رکھ کر ان کے کلام اور حالات پر کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی۔ اور کبیر داس وغیرہ کی زبان کو ہندوؤں کی روزمرہ بول چال تک محدود کر کے علمی درجہ عنایت نہیں کیا حالانکہ کبیر جو ایک دنیا کا زبردست شاعر ہے اسکے دوہے آج تک مقبول عام ہیں۔ اردو دور قبل (جیسا کہ ہم اول ذکر کر چکے ہیں) مخلوط بھاشا ہے۔ سنسکرت کے الفاظ کی بہتات اس کو دائرہ اردو سے خارج نہیں کر سکتی۔ زبردستی ایک علیحدہ جینے بھی نہیں بلکہ وجدی اور قطب شاہ کے ہاں بھی بھاشا کا وہی زور ہے۔

حکیم صاحب کی تاریخ سے سب سے پہلے شاعر سلطان محمد غازی (۱۲۹۰ء) سے ۱۳۰۰ء تک ثابت ہوتے ہیں اس قول کی تصدیق میں مولوی عبدالحق صاحب بی اے کے مضمون کا اقتباس بھی دیا ہے۔ مولوی صاحب نے سلطان موصوف کو پہلا شاعر تسلیم کر لیا۔ ہم کو مولوی صاحب کے استدلال اور نتیجہ دونوں سے اتفاق نہیں ہے اس لئے کہ سلطان محمد غازی سے صرف پچیس تیس سال قبل ہی نسبی داس جیسا شاعر انکسول سکتا تھا۔

نسبی داس شہنشاہ اکبر سے صرف ایک سال چھوٹا تھا ۹۵۰ء میں پیدا ہو کر شمالی ہند کا مشہور شاعر گزرا ہے ہم

گو سالہ پیر شد و گداؤ نہ شد  
مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے دکن کا پہلا شاعر وجدی کو قرار دیا ہے اور اس کا زمانہ ۱۵۰۰ء تا ۱۵۵۰ء مابین جرجان اسکے حکیم نے وجدی کو ۱۵۰۰ء کا شاعر لکھا ہے اس لحاظ سے بعدوی قطب شاہ سے اول اردو کے شاعر سمجھاتے ہیں (مولوی ہاشمی صاحب فرید آبادی نے بھی گل رعنا، پر تبصرہ کرتے ہوئے خالق باری کے دو سہ الفاظ میں استاد مانا ہے)

”دکن میں اردو پر تغیر کرتے ہوئے ہم حضرت امیر خسروؒ کی نسبت کافی بحث کر چکے ہیں۔ اس جگہ دہرایا باعث طوالت ہے لیکن یہ ضرور جانتے دیتے ہیں کہ امیر صاحب کا صرف یہی اردو کلام (پہیلیاں مکرمیاں وغیرہ) نہیں ہے جو اس وقت ہم تک پہنچا ہے۔ میر تقی میر اپنے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔  
اشعار ریختہ آن بزرگ بسیار دارد

دریں خود تر دوئے نیست  
سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب کے زمانہ تک امیر صاحب کا اردو کلام بہت کچھ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ زمانہ کی دستبرد سے ایسا مایا اور چھپا دیا کہ آج اس کا پتہ تک نہیں چلتا۔ ورنہ ممکن تھا کہ اس میں وہ بابتیں نہ ہوتیں جو حضرت خسروؒ جیسے شاعر کے کلام میں خواہ وہ کسی زبان میں ہو۔ ہونی ایسی ہی لازمی ہیں۔ جیسے بھول میں رنگ یا بوباس اور سب بڑا ثبوت تو یہ موجود ہے کہ میر صاحب جیسے واقع کار اور حید شاعر نے اپنے تذکرہ میں سب سے پہلے امیر خسروؒ کو جگہ دی ہے ورنہ میر صاحب جیسے نازک خیال اور باریک بین شاعر سے یا امید کنا کہ انہوں نے صرف بزرگی کی حساطط ایک کیسا سبب

قابل تائیس ہے کیوں کہ جو تاریخ زبان اردو کی پیش لگتی ہے وہ بسا عینمت ہوا و زندگہ نویس حضرت کیلئے بہت کچھ مفید ہے۔

اردو کی تاریخ رسالہ کے (۱۲۰) صفحوں پر ختم ہوئی لقیہ (۳۰) صفحوں پر ”معراج العاشقین“ ہے جس کا رچنا مولوی عبدالحق صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ نیز تصحیح بھی فرمائی ہے۔ ”معراج العاشقین“ کو مولوی صاحب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کی تصنیف فرماتے ہیں اسلئے ہم کو ناشر صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ ایسے بزرگ دین کے جن زین اقوال سے ہم آج تک محروم تھے وہ اس طرح زیور طبع سے آرا ہو کر ہم گنگنا کر دہ داخل حنات کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ نے اپنے والدین کے ہمراہ دہلی اورنگ آباد پانچ سال کی عمر میں تشریف لائے اور اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ پندرہ سال کی عمر میں واپس دہلی تشریف لائے اور پھر کرارستانی سال کی عمر میں رونق افروز ہو گئے موجودہ صورت میں جسکو خود مولوی صاحب نے تسلیم کیا ہے حضرت بندہ نوازؒ کی زبانی اردو کو کس طرح کھنی اردو سمجھ لیا ہے۔ یہ ایسا ہی نظریہ ہے۔ جیسے کوئی عرفی کی فارسی کو ہندوستان کی فارسی تسلیم کر لے۔ اس کے علاوہ ”معراج العاشقین“ میں شاذ و نادر ہی الفاظ کھنی پائے جاتے ہیں۔ بربھنشا اور پنجابی ہندی) الفاظ کی کثرت ہی نہیں بلکہ ترکیب بند وغیرہ ساری کی ساری شمالی ہند کی ہے مثلاً ہمد رسون کیاں۔ دہنا۔ دسرا۔ دسرا۔ میران وغیرہ یہ الفاظ آج تک بھنبہ پنجاب میں رائج ہیں۔

اوس کا صرف ایک شعر پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین قلمبشاہ اور کسی داس کی اردو میں خود مقابلہ فرمائیں اور دیکھ لیں کہ ہندی الفاظ کی زیادتی اگر یہی اردو ہونے کا معیار مان لیا جائے کس کے کام میں ہے ہکو یقین ہو گیا کہ کسی داس کی اردو کی سلا اور شیش کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا چاہیگا۔ نیز کسی اس اور قلمبشاہ دونوں کی اردو میں سے متروک الفاظ کا کلاملاحظہ فرمایا جائیگا کہ کس کے مان کم اور کس میں ایسے الفاظ ہیں جناب متروک شعر اسے جا چکے ہیں یہ تلمسی داس بچپن میں در بدر میں بھنگا ہی ناٹھا کیا نعمتیں دو چا یقین بس چار دلنے لگے

قلمبشاہ

پیاباج پیالایا جاسے نا پیاباج کیس جیا جائے نا نہیں عشق جس وہ ڈاکو رہے کہ دین اس سے بل بریا جانا قلمبشاہ نہ دے نہ دے دوائے کو پند دوائے کوچ بند دیا جاو نا اسوقت ہمارا مقصد کوئی مستقل مضمون کا لکھنا نہیں ہے نہ اس مقصد سے غذا خواہ کسی کی ذات پر حملہ معقود ہے البتہ اردو کے متعلق ہمارے جو کچھ خیالات ہیں وہ ان مختصر الفاظ میں عرض کر دیے ہیں اب اس کا فیصلہ کرنا کہ کون حق پر ہے۔ ار باب بصیرت کی مصنف مزاجی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ابھی ان امور کے تصنیف کیلئے مزید تحقیقات مطالعو اور غور کی ضرورت ہے جن ناظرین کو ان امور سے دلچسپی ہو۔ انکو چاہئے کہ ایسی کتابوں سے استفادہ کریں جن میں اس قسم کا مواد ملے۔ اس مختصر سے تبصرہ میں تعظیلی بحث کی گنجائش نہیں۔ بہر حال حکیم صاحب کی محنت اور تلاش

بہر کیف ”معراج العاشقین“ ایک متبرک رسالہ ہو  
جو کارکنان رسالہ کا نمونہ ہونا چاہئے جنہوں نے ایسے  
مفید معلومات کیلئے اپنا رسالہ وقف کر دیا ہے۔

رسالہ تاج کے علاوہ یہ دونوں چیزیں تاج پر سننے  
علیحدہ علیحدہ بھی طبع کی چکی تھیں یہ ہیں :-

(۱) تاج زبان اردو قسم اول عسکری قسم دوم غیر

(۲) معراج العاشقین قسم اول - ارسنہ دوم -  
رسالہ خوشخبر طبع ہوا ہے اسکیہ سبک خرید فرما کر کارکنان  
رسالہ کی ہمت افزائی کرتے ہوئے ”معراج العاشقین“ سے تعہد  
ہوگی قیمت رسالہ عسکری

دفعہ رسالہ تاج چھتہ بار تجدید آراؤں کے مسکن

## خوشخبری

ہم نہایت مسرت کے ساتھ اپنے معاونین کو اس مہر کی اطلاع دیتے ہیں کہ سال آئندہ یعنی  
ماہ اذرہ ۳۵ھ سے رسالہ نمائش کے اڈیٹوریل طاف میں ایک جوائنٹ اڈیٹوریل اضافہ کیا گیا ہے یقین  
ہے کہ سال آئندہ سے رسالہ نئی آب تاب سے شایع ہوا کریگا اور مضامین کو انتہا درجہ دلچسپ  
اور مفید بنانے کی امکانی کوشش کی جائیگی۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے معاونین بھی مسرت کیساتھ  
رسالہ کی نئی جلد کا انتظار کریں گے۔ اور اس انتظار کے دوران میں رسالہ کی ان خوبیوں کی  
بنیاد پر جبکہ ہم انہیں یقین دلا رہے ہیں ضرور بالضرور وسیع اشاعت میں حصہ لیں گے اور اپنے  
مؤشگوار فرض کی انجام دہی کریں گے۔

ایڈیٹر





## ارزاں صنعت صرفت

## گھیلو کار آمد نیخے

(POWDER PUFF)

پودر کا نیخا پھوٹا کر نہرت استعمال سے سٹل ہو جاتا ہے اسکو اس طرح صاف کیا جاسکتا ہے کہ اول گرم پانی میں کسی اچھے صابن کے جھاگ نکال کئے جائیں۔ اور اب میں ایف۔و کسی مرتبہ غولے دیئے جائیں جب اس کا میل نکل جائے تو غالی گرم پانی میں دو تین غولے اچھی طرح دس لئے جائیں صاف ہو جائیگا۔

اگر ازندی کے تیل کی بونٹا لانا اسوجہ نہیں کر سکتے کہ وہیں بوہوتی ہے اس کو بکو اس طرح نکال سکتے ہیں کہ انڈسکی سفیدی کوتیل میں اچھی طرح گھول دیا جائے۔

میلے سیاہی رنگ کو دھوا کر سیاہ رنگ کا جو ریشم ملا ہو جائے اسکو حسب ضرورت پانی میں تاکو اچھا بالا جائے اول نکال کر صابن اور اس پانی میں اس ریشم کو دھویا جائے تا کہ صاف ہو جائیگا۔

اونی کپڑوں سے ہل در کڑا اونی کپڑوں میں جو چٹائی خاص چک پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکو نہایت آسانی دور کیا جاسکتا ہے اسکی ترکیب یہ ہے کہ اول کپڑے کو برش سے اچھی طرح صاف کر لیا جائے تاکہ اس میں جو خاک اند بیٹھ گئی ہے وہ نکل جائے۔ اب نیچے لکھے ہوئے عرق کو کسی سخت بال کے برش (مثلاً دانت مانجھنے کے برش) سے یہ عرق اس دھبے کی جگہ پر لگا کر خوب گرد اچائے غور سے دیر میں کپڑا صاف ہو جائیگا۔ اب دوسری طرف سے اتری کر دیجائے۔

نوسادر..... ایک میٹر کا چھچھ

پانی..... تین پاؤ (PINT)



لکڑی کے سامان کی لکیریں نا بھٹانے کی وجہ سے لکڑی کے  
سلمان میں نشانات اور لکیریں پڑ جاتی ہیں انکو نہایت آسانی سے  
نکال دیا جاسکتا ہے وہ دیووں کے اول ان لکیروں اور نشانات  
پر تھوڑا گرم پانی نکالو اور دو تین تہہ کر کے بادامی (برائوں)  
کاغذ اس پر رکھو اور تھوڑا پانی ان کاغذوں پر بھی جھونک دوا  
استری گرم کر کے اس پر اتنی دیر تک پھیرو کہ نیچے تک خشک ہو جا  
آپ کو تعجب ہو گا جب آپ کاغذ اٹھا بیٹھے تو نشانات بالکل ناپ  
ہو گئے ہیں غالباً تین مرتبہ استری پھیرنا اسکے لئے کافی ہو گا۔

اونی کیا بکون غیر دھوپ محفوظ کرنا کہ وہ بھینہ دھوپ دینے کی ضرورت ہوتی رہتی ہے اگر کسی پاس ایسا مقام نہیں ہے جہاں یہ دھوپ میں ڈالے جا سکیں وہ یہ کر سکتے ہیں کہ گرم پانی کی بوتلیں اون میں رکھ دیں وہی کام نیگی جو دھوپ میں ڈالنے کا مقصد ہے۔

لکڑی کی درز کو بند کرنا اگر لکڑی کے سائیں کوئی درز اور سینڈ پیر (رنگمال) اسے پار و طرف ایسا رگڑو کہ خوب برادہ نکلے اس برادہ کو اسی درز میں بھرو کہ موم پر چک جائے اب تمام پرنگ سرور درز بالکل معلوم نہیں رہی اور سستے میں کام نکل جائیگا۔

لیمپ کے کلنل کا جلیبی باغ میں (لال ٹین) زونڈ  
جلتی ہے انکے گلے (بروز) کبھی کبھی سوڑے ملے ہوئے اپنی

سے دھو ڈالا کرو۔ روشنی ہمیشہ صاف رہیگی۔  
 اگر کوئی مٹی میں چیز بچائی جا رہی ہے  
 مٹی کا اس میں فزنی ترکیب تو اس میں بچائے وقت  
 بہت تھوڑا سا نمک ڈال دو۔ جس سے شکر بھی کم خرچ ہوگی۔ ذائقہ بھی  
 اچھا ہوگا اور چیز اچھی رہیگی۔

اگرچہ جراثیم کا یہ طریقہ بڑا کھلی دشمنی پر ہیستہ ہے لیکن اگرچہ اسے  
بہتر یہ ہے کہ ایک ہی جواب کو روزانہ استعمال نہ کیا جائے  
بلکہ ایک مرتبہ پینے کے بعد اسکو اگر دھو ڈالا جائے تو  
اسکی عمر گنتی ہو جاتی ہے۔

چاقو اور اسکی جیسا ڈانچا ہے کیونکہ اس سے  
اوسکی دھار غراب ہو جاتی ہے۔

گوند والی بوتل کا کارک جس بوتل میں گوند۔ سریش یا  
 ہے اس کے کارک پر اگر کوئی عجیب چیز لگا دی جائے تو کارک  
 بوتل کے منہ میں نہیں چپکتا ورنہ اکثر وقت ہوتی ہے اور کارک  
 بہت خراب ہو جاتے ہیں۔

بادامی چمڑے کے دھبے نکالنا۔ اگر بادامی چمڑے میں  
 (خراہ جتنا ہو یا کوئی اور چیز)  
 کچھ دھبے بڑ جائیں تو پہلے چمڑے کو اچھی طرح کسی کپڑے  
 وغیرہ سے صاف کر لینا چاہئے پھر اس پر دل فلانین پر  
 ڈاکڑا اس سے آہستہ آہستہ دھبوں پر پھیرا جائے بعد ازاں جب  
 دھبے نکل جائیں تو خشک ہو جائیکے بعد جب خواہش پائیں کر لیا جائے

# مفید نسخہ

از جناب مولوی سید احمد علی صاحب

**گھوڑی ساز کی سیاہی**  
ایک ادنیٰ بیٹری چربی۔ ۱۰ اور ادنیٰ  
میں پانی ڈالکر آگ پر لکھو پھر اس میں عمدہ نیل ایک ادنیٰ  
ملا دو۔ ان سب کے برابر آئیل آف ترپین ملا کر پیسج سے گھوڑی کے  
رہبان پر لکھ کر ریش سے پالش کرو۔ روٹ اور جوتوں پر بھی  
یہ سیاہی لگ سکتی ہے۔

**لوٹ اور جوتی سیاہی**  
رکٹی فائیڈ سپرٹ ۴۴ اور ادنیٰ  
رکٹی فائیڈ سپرٹ میں لاکھ کوکالیں پھر کاجل شامل کر کے  
جملے کو پیسج سے پونچھ کر پھیری سے لگائیں اس پر  
برش کرنے کی ضرورت نہیں۔

**جاوید سیاہی خشک کرلو۔** اس کاغذ پر لکھنے کے بعد  
کسی حرف کا گھٹانا بڑا کرنا ممکن ہے اور سیاہی کاغذ پھٹے  
نہیں ہٹے گی۔

**جاوید سیاہی پھلے ہاتھ یا کاغذ پر ہمارے دو دھیرے لکھو**  
جاوید سیاہی خشک کر لو پھر اس پر کوئی سیاہ شے مثلاً کاجل  
یا کوئلہ کا سفوف ملا دو تو لکھا ہوا معلوم ہوگا لیکن لکھ کر توجہ کر لیا  
سائینڈ آف پیاس کو پانی میں گھول کر لکھ کر  
لکھا مٹانا میں رکھو اور گنا اکٹھا کر پانی میں ملا کر دوسرے  
ترتیب میں رکھو جس حرف کو مٹانا ہوا ہے پھلے پھیری سے

نوسا اور نیلا طوطا ہم وزن لیکر پانی میں  
پونڈ سیاہی گھول کر لکھنے سے کچھ نظر نہیں آئیگا۔ گنا لکھنے  
ساتھ کرنے سے حرف صاف نظر آئے لکھیں گے اور تھنڈے  
ہونے پر پھر کچھ چھ جائینگے

**دیگر ایضا** لکھنے خشک ہو جانے پر لکھا ہوا معلوم نہ ہوگا  
لیکن آگ کی ذرا گرمی بھونچ جانے سے صاف پڑھا جائیگا۔  
سیاہی کا داغ مٹانا اگر گڑنے سے انگریزی سیاہی کا داغ  
مٹ جاتا ہے۔

**پرانے خط کی نقل اتارنا**  
میڈر وکلورک اسٹ ایک تول کو  
کاغذ کر کے جس تحریر کی نقل لینی ہو اسکے اوپر رکھ کر پیس  
یا کسی وزن دار ہمار چر سے دباؤ۔ اس کو نکال کر لکھ کر پیس  
لگا دینے سے نقل اہل آترائیگی۔

**ہاتھی دانت پکھنا** سوئی یا نوکدار چیز سے لکھو پھر اس  
آئیل آف وٹرول جھوڑو نقش ہو جائیگا۔

**کاج پکھنا** پھر کاج پر لپ کر دو خشک ہو جانے پر  
نوکدار قلم سے جو جا پھر لکھو۔ پھر اس پر میڈر وکلورک اسٹ  
لگا کر کچھ دیر بعد پانی سے دھو ڈالو۔ اولیم ترپین سے  
موم اور کلسر الگ ہو جائیگا۔

# مقالات و مقدمات



## کیا باتیں بھی کام کرنے سے تھکتی ہیں

ہمارے ہم وطن مشہور عالم جگادس چندراجپور کے  
تجربوں اور تحقیقاتوں کی بنیاد پر ہم کو بہت زمانہ پہلے سے  
اس امر کا علم ہو چکا ہے کہ انسان نون اور حیوانوں کی طرح  
دھاتیں بھی جب ان سے زیادہ کام لیا جاتا ہے تو تھک  
جاتی ہیں۔ اس یقین کے خلاف جو یورپ میں بھی نہایت شد  
کیا ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ خاصکر ہوائی جہازوں کے پرزوں کے  
مخلوق خواہ وہ لوہے کے ہوں یا کسی اور دھات کے ایک  
انجین پر وینر جنکر (JUNKER) کے فکٹر کھتر شرس

ٹن بلاٹ (LUFTVERKEHR NACHRICHTEN-  
LATT)

میں شایع ہوا ہے جس میں ایک جرمن سائنس دان نے  
”بھرت“ (ALLOY) ڈورالومین (DURALUMIN)

پر اپنے معلومات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔  
اگرچہ کھٹکان کا واقعہ ہر کس و ناکس کے احاطہ علم  
میں آچکا ہے۔ پھر بھی اسکی حقیقت کو بہت کم لوگ سمجھ سکتے  
ہیں۔ اور خاص کر اون لوگوں پر اس کا بہت برا اثر  
پڑا ہے جو فن سے ناواقف ہیں اب اس کے ساتھ ساتھ  
اس واقعہ نے علمی دنیا میں بہت کچھ ضرر ہو چکا ہے  
لیکن آخر کار سائنٹک دنیا نے اس کو بے بنیاد ہی ثابت  
کر کے چھوڑا۔ حال کی منتخب تحقیقاتوں سے یہ صاف طور پر  
ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ کھان کا واقعہ کوئی وجود نہیں رکھتا ہے  
لیکن اس کے خلاف ہر مادی چیز کے لئے جبکہ وہ تمام چیزیں  
پاک ہوا استعمال کی ایک خاص حد ہوتی ہے اور اس حد  
کے اندر وہ ایک غیر محدود استحکام کی مالک ہوتی ہے اور  
جس عرصہ تک چاہیں ہم اسکو استعمال کر سکتے ہیں اگر  
کسی طرح سے وہ چیز اس حد سے باہر بار بار استعمال  
کی جائے تو لازماً ٹوٹ جائیگی۔ اس حد سے باہر ضابطہ  
مطابق اس پر ہر گناہی مادہ وہ ٹوٹے گی یہی یہ حد مختلف

اصلی تقویت بخش چیزیں کثیر مقدار میں بغیر مضہم نہ ہونے جانوروں کے جسم سے فضلا کی صورت میں خارج ہوجاتی ہیں اس خرابی کو منظر رکھتے ارباب اسبط و کشا نے جانوروں کو دینے سے گھاس کو چند کیمیائی مرکبات سے تعال کر لے گا۔ موقوفہ دیا۔ چنانچہ گھاس کو سوڈے۔ کاسٹک سوڈے یا اسی طرح کی کسی اور چیز کے ساتھ پکایا جاتا ہے اس کے بعد اسکو دھو کر خشک کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح کی گھاس جب جانوروں کو کھلائی گئی تو معلوم ہوا کہ جب وہ معمولی گھاس کو پہلے بیس فی صدی مضہم کرتے تھے تو اب اس گھاس کو اتنی فی صدی تک مضہم کر سکتے ہیں۔ اس طور پر گھاس میں چارہ کی اعلیٰ درجہ کی خوبی پیدا ہو گئی۔ اس کے علاوہ اس گھاس میں دوسری خوبی یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ غیر مخدو عرصہ تک محفوظ رکھی جاسکتی ہے۔

مفضلہ الا طریقہ مہندستان کیلئے کچھ کارآمد ہیں ہو سکتے کیوں کہ اس طرح کے عمل کے لئے نہایت قیمتی آلات اور سالانہ کی ضرورت پڑتی ہے خاصکر دھونے اور چھاننے کیلئے۔ اس کے علاوہ جن کیمیائی ادویات کی ضرورت پڑتی ہے وہ بھی بیش قیمت ہوتی ہیں لیکن گھاس کو بہتر صورت میں لانیکہ اور بھی طریقے ہیں جو ہمارے ملک کیلئے بہترین ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس عمل کیلئے جن خام اشیا کی ضرورت پڑتی ہے وہ میٹھے رس کے پھلوں کی صورت میں موجود ہیں جو میٹھے پھلوں کی کثیر مقدار سے حاصل ہو سکتی ہیں اگر ان پھلوں کے پانی حوصلوں میں بچھے ہوئے چوئے کی ایک تیکہ ساتھ رکھا جائے

دھالوں میں مختلف ہوتی ہوا داس کا انحصار کام کے وقت محسوس اور تناؤ کی قوت پر ہے۔ لیکن جب یہ معلوم ہو چکی ہے تو پھر ساخت کے پرزوں کا ناپ لیکر یہ معلوم کرنا کہ وہ جیسے جن کی محنت میں وہ چیز ہوتی ہے وہ اس حد کے اندر ہے یا نہیں بہت آسان کام ہے۔

اس کے بعد یہ محقق ڈورالیمون کے متعلق اپنے مختلف تجربوں کا اظہار کرتا ہے اور اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ ڈورالیمون کام کرنے سے تھکتی نہیں ہے اور یہ کہ ہوائی جہاز میں متواتر جھپکے اس کی لوچ (TENACITY) یا استحکام میں اگر چیکہ وہ مفضلہ بالا حد سے باہر ہی کیوں نہ ہوں کوئی خرابی پیدا نہیں کرتے بشرطیکہ ان پرزوں کی حس میں دھات کی سائنٹفک خاصیتیں نظر انداز نہ کی گئیں ہوں

## چارہ کیلئے گھاس کی حفاظت

گھاس کو پہلے پہل جانوروں کی غذا میں دوسری چارہ کی چیزوں کے ساتھ منمنی طور پر دیا جاتا تھا۔ چونکہ یورپ میں گھوڑوں کو خالص جے (OATS) نہیں دیکھائی بلکہ اس کے ساتھ باریک کٹی ہوئی گھاس بھی شریک کجائی تھی۔ زمانہ جنگ میں اس بات کے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ گھاس کی غذائی طاقت کو دریافت کیا جائے معلوم ہوا کہ اس میں البومن (ALBUMEN) وغیرہ کی کثیر مقدار موجود ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ غذائی چیزیں جانوروں کے لئے بہت کم درجہ تک موافق آتی ہیں اس لئے اس سے

## چاہ (فاڈر) اور کھاد کے طور پر بادام کے چھلکوں کا استعمال

حکومت فلسطین کا زرعی مشاچ (ANALYST) نے مذکورہ بالا مضمون پر ایک انجیل کرنشل لٹین میں شائع کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس ملک میں بادام کے ۱۶۶۰ درخت ہیں اور سالانہ فی درخت ۵۰ اکیلو خشک مغز بادام حاصل ہوتے ہیں اور ہر درخت سے ۳ کلو چھلکا برآمد ہوتا ہے۔ اس حساب سے تمام ملک میں ۵۰۰ میٹرک ٹن پیدا ہوتا ہے۔ اس امر کے یقین کیلئے کہ آیا یہ فضلہ حیوانات کے چارہ اور کھاد کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے کہ نہیں متعدد تجربہ رکھنے والے اور اس سے جو نتائج برآمد ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:-

بادام کے چھلکوں کی غذائی قابلیت نشاستہ کی طاقت کے لحاظ سے ۴۱ سے ۴۹ ہے اس کا مقابلہ اور دوسرے چارہ کے طور پر استعمال ہونیوالی چیزوں کے نشاستے سے کیا جاتا ہے۔

(۱) اعلیٰ درجہ کی گھاس میں نشاستہ کی طاقت ۴۰

(۲) استنبجناٹ مثیل بچھو کے درخت کے پتے ۴۵

(۳) ایلیم (ELM) کے پتے ۵۰

(۴) سیارڈلا ۴۵

(۵) اکارن نیم خشک ۵۱

(۶) بارلی بران (BARLEY BRAN) ۴۳

(۷) مولاسس (MOLLASSES) ۴۶

تو اعداد و ارقام کا کشیم اس انڈیجیوں کی شکر کیا تھہ فقال کر گیا۔ مصفا مخلول کو جڑ میں یہ کمیائی مرکب ہوتا ہے گھاس میں جذب ہونے کا موقع دیا جاتا ہے اور پھر اسکو نباتات بنا اڑا دیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ شکر چونا "گھاس کے سلولوز (CELLULOSE) پر دہی عمل کرنا ہے جو سوڈا کرنا ہے اس صورت میں دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کچا نیکی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسکے علاوہ گھاس کو دھونیک بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسکی غذائی طاقت بھی بہت بڑھ جاتی ہے جانور اسکو بہت رغبت کرنا تھہ کھاتے اور آسانی سے ہضم بھی کر سکتے ہیں۔

اگر گھاس کو نیوٹر کالے کے لابی لابی کاڑیوں کی شکل میں استعمال کیا گیا ہے تو پھر اسکو خشک کرنا اور گھٹے باندھنا آسان ہو جاتا ہے اور اس شکل میں اسکی نقل و حرکت بھی آسان ہو جاتی ہے۔ اس طرح کے گٹھوں کو اگر سایہ میں رکھا جائے تو وہ سالہا سال تک جانوروں کے چارہ کے کام آسکتے ہیں جرمنی میں یہ کمیائی طور پر حاصل کی ہوئی گھاس باریک کتراموں کے لیک کی صورت میں دہائی جاتی ہے اس طریقہ سے چارہ محالہ کہ غیر کو بھی بچھا جاسکتا ہے لیکن اسکے لئے مشین درکار ہونگی۔

ادھر کے سادہ ترین طریقہ سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دور ترین دیہات کے کان بھی میٹھے پھل کے ذریعہ آبائی اپنے جانوروں کے لئے بہترین گھاس جھیرا کر سکتے ہیں اور اس عمل میں کسی شین یا لٹے کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے۔

مخلوق جو مختلف تجربے کئے انکی بناواسکی راگمگر جنرل  
تشریح پر ہے۔

۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸
۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸
۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸

مغفلہ بالا اعداد ان جھکلیوں کی کھاد کی طاقت کو  
کافی طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہی تجربوں سے  
یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اگر بادام کے جھکے اپنی طبعی حالت میں  
استعمال کئے جائیں تو پھر نامیاتی مادوں کے شے کھنے  
کا عمل بہت سست ہو جاتا ہے اس امر کا اظہار بھی بہت  
ضروری اور فائدہ سے خالی نہیں کہ باریک پا ہوا جھکا  
اپنے اندر قوت جاذبہ بھی زیادہ رکھتا ہے اور اس بنا پر  
اس کی ایک تہ جانوروں کے باندھنے کی جھکے مثلاً طوطوں  
وغیرہ میں بچھا دی جاسکتی ہے اسطور پر یہ اپنے کھاد کے  
خواص کو بڑھا لیتا ہے۔ کیوں کہ اس میں پشایات کے اثر کو  
مادہ جذب ہو جاتے ہیں حفظان صحت کے لحاظ سے بھی  
جانوروں کے تھانوں میں جھکلیوں کا استعمال نہایت قیمتی  
ہو گا۔ کیوں کہ ان میں گھسیٹوں کے جذبہ کی نیکی بھی ہے حد  
طاقت موجود ہے۔ طوطوں میں یہ جرم کش کا بھی کام دیکھنے  
میں۔ کیوں کہ نامیاتی مادوں کی طرف دغیرہ کو دیکھتے ہیں۔

کھاد کے طور پر اسکو استعمال کرنا کساد و دراطر قید پر کہ  
اسکو ہا میں خشک کر کے جلادیا جائے اور نالکھ کو کھاد کے

طور پر استعمال کریں مگر چکی اس صورت میں کھاد کے ہر ذرے  
کا خزا بہت زیادہ مقدار میں ہو گئے لیکن نامیاتی مادہ بالکل

۱۰۰ (HEMP CAKE) ۲۹

اس مقابلہ سے نظر آئیگا کہ بادام کے جھکے میں کثرت  
غذائیت موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان جھکلیوں  
میں باضراطینین (TANNIN) ایک قابلہض چیز بھی  
موجود ہوتی ہے جو زیادتی کی صورت میں گھریو جانوروں  
کے کیلئے مضر ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے جانوروں کو  
دیتے وقت اسکی احتیاط کیجائے اور کسان جو اس مضر چیز  
سے نجات پانا چاہیں انہیں چاہئے کہ پہلے اس امر کا اندازہ  
کر لیں کہ کتنی مقدار کس جانور کیلئے بے ضرر ثابت ہو سکتی ہے  
پہلے پہلے جھکے دوسرے چارہ کیساتھ ملا کر دیئے جائیں اور  
پھر آہستہ آہستہ انکی مقدار بڑھائی جائے یہاں تک کہ وہ  
ان کا مکمل جائے جبکہ کوئی مضر اثر پیدا ہوتا ہو اسطور پر  
نقطہ برداشت معلوم کیا جاسکتا ہے پھر تو نہایت کامیابی  
کیساتھ بغیر کسی خطرے کے جھکے جانوروں کو دیئے جاسکتے  
ہیں تجربہ سے ظاہر ہو گا کہ ایک جانور دوسرے کی نسبت زمین  
کی زیادہ مقدار برداشت کر سکتا ہے اس اختلاف پر نظر  
کر نے پر ہر شخص اس امر کا اندازہ بخوبی کر سکتا ہے کہ کون سا  
تناسب ایک معمولی برداشت کا جانور بھی بغیر کسی شکایت  
برداشت کر سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جھکے حقہ در بادام کے  
ہوئے ہونگے اسقدر ان میں کے تقویت بخش اجزا اپنا  
اثر زیادہ کرینگے۔ اسلئے جانوروں کو جب چارہ کے طور پر  
دیں تو بہت باریک میں کر دیں۔

بادام کے جھکلیوں کو کھاد کے طور پر استعمال کرکے





## نظام میلوے و دارالصناع

ہندوستان کی دوسری ترقی پذیر ریوں کی طرح  
ہرگز الیڈرانی نس دی نظامس کارنیٹڈ انسٹیٹیوٹ ریلوی  
سہسٹرنے بھی صرف اس بحال ہی سے قابل دستر  
ترقی کی ہے کہ روزانہ آمد و رفت رکھنے والوں کی  
ٹرینوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے بلکہ اس بحال سے بھی  
کہ پہلے کی نسبت لوگ اس پر زیادہ سفر کرنے لگے ہیں اور  
مال کی بھی کثرت کے ساتھ درآمد و برآمد ہو رہی ہے۔ یہ  
ظاہر ہے کہ مال کی درآمد و برآمد کا سفر مل کی ترقی  
میں کثرت ہو جائیگی تو اسی تناسب سے گاڑیوں اور انجنوں  
میں اضافہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ عہدہ داران متعلقہ نظامس  
ضرورت کا احساں کر کے گاڑیوں اور انجنوں کی تعداد میں  
اضافہ کرنے کی کوشش شروع کر دیں ہیں۔

لیکن لاگہ گڑھ میں جو درکشاپ (دارالصناع) قائم ہے اس  
باوجود انتہائی کوششوں کے رفتار کار میں استعداد شتاب کاری  
پیدا نہ ہو سکی کہ روز افزوں مانگ کے برابر گاڑیوں اور انجنوں کی  
ساخت عمل میں سکے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہوا کہ ایک طرف تو  
مسافر کی کثرت اور گاڑیوں کی قلت کی وجہ سے سفر کرنے  
والوں کو بے انتہا تکلیف ہونے لگی۔ اور دوسری طرف غیر ملکی  
بار علیہ ہوجائیں گی وجہ سے جہتہ رگاڑیاں اور انجن پہلے سے  
موجود ہوتے ان میں بھی خرابیاں پیدا ہو گئیں جن سے ان کی  
تعداد میں معتد بہ کمی واقع ہو گئی اور پھر عین اس وقت جبکہ  
ان کی بیشتر ضرورت تھی۔

لاگہ گڑھ درکشاپ میں مانگ کے مطابق کام ہو سکی  
آگے بڑھی وجہ یہ ہے کہ درکشاپ (دارالصناع) کے کاروبار  
کچھ ایسے مشینوں میں تعمیر کیا گیا کہ جو توان کی وجہ سے  
اور کچھ اس وجہ سے کہ مناسب طریقہ کار کسی شعبہ میں بھی  
موجود نہ تھا کام کرنے والوں کے لئے جن جن سہولتوں کی

ضرورت عموماً ہوا کرتی ہے کہ وہ سب بدستہی سے دقتوں میں بدل گئی تھیں۔

جب تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا لاالہ کو رکھ دارالصناع میں اصلاحات نافذ کرنا بالکل محال تھا لیکن ۱۹۲۳ء میں مٹر جی آر جی ہڈلسن نے جو لو کو کیپر اور واگن ڈپارٹمنٹ کے افسر اعلیٰ مقرر کئے گئے تھے انہوں نے تمام امور کا بہ امعان نظر مطالعہ کیا اور ایک وسیع حکیم تیار کی جس میں نہ صرف موجودہ تقاضے اور خرابیوں کے ازالہ ہی کی تدبیریں پیش کیں تھیں بلکہ ایسی صورت میں تجویز کی گئی تھی کہ جن پر عمل پیرا ہو کر آئندہ پندرہ سال تک ریلوے لائن کو کسی قسم کی مزید وقت کے پیش آنے کا امکان باقی نہ رہتا اور ضرورت کے مطابق گاڑیاں اور انجن تیار ہو جائے۔

اس حکیم میں جو خاص خاص باتیں تجویز کی گئی تھیں وہ ساختہ اشیا میں عجلت اور جن چیزوں سے کیڑے اور خرابی کے بنانے میں کام لیا جاتا ہے انکی آسانی تشکیل سے متعلق تھیں۔ ان امور کے حاصل کرنے کی یہ تجویز بنائی گئی تھی کہ از سر نو شعبہ بندی کی جائے اور جدید ترین اشیا سے کام لیا جائے تاکہ تعمیل کار کے ساتھ ہی ساتھ جو چیزیں رالعیان میں بنائی جائیں وہ زیادہ مستحکم اور قابل اطمینان ہوں اور کم وقت اور کم محنت کے ساتھ بن سکیں۔

مٹر ہڈلسن کی تجویز پر بالتفصیل بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے مختصر طور پر یہ سمجھ لیا جائے کہ جدید علم و فن کی تیز رفتاری سے سہولتوں کے حصول کے لئے انہوں نے کجائش کا

مطالبہ کیا تھا۔ جدید عمارتیں جکی تجویز کی گئی ہے یہیں دیگرہ نمونہ جات۔ مکان رنگ سازی۔ گودام۔ دوکان برقی بائیسر شاپ۔ اور موجودہ اسکننگ شاپیں توسیع جن سہولتوں کو حاصل کرنے کا ارادہ تھا وہ بعض شاپیں اور سائڈنگس کی تنظیم جدید۔ نئے کرسیں وغیرہ وغیرہ سے متعلق ہیں۔

### ذیلی مشین شاپیں

مٹر ہڈلسن کی اسکیم کا اہم ترین جزو جسکو بہت اہمیت دی جا رہی ہے یہ ہے کہ مشینوں اور اوزاروں کی تنصیب کے لئے وسیع تر اور زیادہ گناہ مقام نیز ایک جدید بائیسر شاپ کی فوری ضرورت ہے اس اسکیم کے مطابق بائیسر ورک کو موجودہ مقام سے ایک دوسرے مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے نہ صرف مشینوں کی مناسب گروپ بندی عمارت میں کشادگی پیدا ہو گئی ہے بلکہ انتظام متعلقہ میں بھی ایک کامیاب تنظیم جدید عمل میں آئی ہے اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مشین شاپ کی قابلیت کار کے اضافہ کے ساتھ ساتھ تمام مشینیں کچھ ایسی مناسب کے ساتھ نصب ہو گئی ہیں کہ جسکی وجہ سے اشیا و ساختہ شدنی کو پہلے جو ایک شعبہ سے دوسرے شعبہ میں منتقل کر کے لائی جاتی تھیں وہ ضرورت ہوا کرتی تھی وہ باقی نہیں رہی ہے بلکہ ایک مشین کا کام ختم ہونے پر جو چیز تیار کی جا رہی ہے وہ خود بخود دوسری مشین تک پہنچ جاتی ہے اور پھر تیسری اور پھر چوتھی تک غرض اس طرح منتقل ہوتے ہوئے کمال طور پر تیار ہو کر دارالصناع سے باہر آ جاتی ہے اس طرح

اور ریلوے لائن کے اغراض و مقاصد کو اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے ساتھ دست و گریباں کر دیا ہے۔

حکومت موجودہ اخراجات مجوزہ کے مطلق عام رائے یہ ہے کہ وہ مناسب اور کفایت شعار ہیں لیکن اگر موجودہ اخراجات بغرض محال کافی نہ ہوئے تو اس کا بھی ابھی سے انتظام کر لیا گیا ہے کہ بعض ایسے ذرائع سے کام لیا جائیگا جس سے اخراجات میں کوئی قابل غماض اضافہ ہوئے بغیر ضروری کام انجام پا جائیں۔

آخر میں یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ یہ بھی اعلیٰ حضرت حضور نظام سابع خداوند ملکہ و سلطنت کے امی و مایا کی بیٹی اور فلاح کے متعلق اعلیٰ خیالات کا نتیجہ ہے کہ جو کام دوسری ریلوے لائنیں اس صرف سے چگنی صرف میں بھی انجام نہ دیکھیں وہ ہماری حکومت میں بفضل انبیا دی ۵ لاکھ کے قلیل رقم سے عنقریب انجام پانے والا ہے جس کے بعد ہرگز کسی قسم کی کوئی شکایت باقی نہیں رہے گی۔ اور ہر قسم کی سہولت خود بخود پیدا ہو جائے گی۔

## عثمانیہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ

ریاست ابدت حیدر آباد نے رکھایا ٹیکنیکل تعلیم دینے کی غرض سے حال ہی میں ایک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ عثمانیہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کے نام سے قائم کیا ہے۔ باب بہت زیادہ ترقی کر رہا ہے۔

مٹی کے برتن بنانا۔ برصغیر کا کام سکھانا۔ اور مشینوں وغیرہ کی ساخت کی تعلیم دینے کا کافی سے زیادہ

ظاہر ہے کہ وقت اور محنت میں کس قدر اور کس حد تک کمی پیدا ہوگئی ہے اس اسکیم کے مجوزہ نے نہ صرف برقی قوت اور نیوکلئیک باور سے کام لینے ہی پر زور دیا ہے بلکہ انہوں نے کیمیل بھی بتایا ہے کہ ان دونوں چیزوں پر عملی نقطہ نظر سے بحث کی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ مجوزہ اسکیم میں ان دونوں قوتوں سے کس کس طرح اور کیا کیا کام لئے جاسکتے ہیں۔

بادر کیا جاتا ہے کہ جس قدر قوت برقی کی ضرورت اس غرض کیلئے داعی ہوتی وہ سرکاری محکمہ برقی ذرائع حیدر آباد سے حاصل کیجائے گی۔

جدید ترین مینوں کے استعمال کا سوال ایک ایسا سوال ہے جو تمام دوسرے امور سے بہت زیادہ اہم ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مجوزہ اسکیم نے اسکی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور تمام امور سے زیادہ و اضافہ کے ساتھ اسی امر پر بحث کی ہے۔

انڈازہ کیا جاتا ہے کہ تمام اسکیم کے نفاذ کیلئے جس میں کرینس (CRANES) کی تنصیب اور نیوکلئیک اور برقی سائز و سامان کے اخراجات بھی شامل ہیں کم از کم پانچ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی اس خصوص میں سب سے زیادہ دلچسپ جوابات ہے وہ یہ ہے کہ اگر اس اسکیم کا دوسری ریلوے لائنوں کی مجوزہ اسکیموں سے جو خرچہ پانچ سال کے دوران میں نافذ کیگئی ہیں۔ مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بعض اسکیموں کیلئے جو خرچہ تجویز کیا گیا ہے وہ اس قدر کم ہے کہ معاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیادہ مجوزہ اسکیم نے دیانت داری سے بھی کام لیا ہے

انتظام ہو گیا ہے اور سجاوٹ موجودہ اسمیں سامنے  
 تین سولہ بارز پر تعلیم میں۔ طریقہ تعلیم یہ رکھا گیا ہے کہ  
 ایک وقت میں ان میں سے نصف کو دارالکفر بیکار کر دیا  
 میں علمی تعلیم اور نصف کو اسی وقت میں کتابی تعلیم کائی  
 اسکے بعد پہلے طلباء کی جگہ تعلیم حال کرتے اور دوسرے  
 پہلوں کی جگہ۔ غریب طلباء کو اسکے لئے وظائف مقرر کئے  
 گئے ہیں۔ جو طلباء تعلیم ختم کر چکے ہیں ان کی خواہش مقرر  
 کر دی جاتی ہے۔ فی الحال ایک عمارت خاص اس درگاہ  
 کیلئے زیر تعمیر ہے اور امید کی جاتی ہے کہ دو ایک مہینہ میں  
 مکمل یا جاوے گی جس کے بعد درسہ کو اس میں منتقل کر دیا جائے گا

## جزئی کی جدید شعاع ہلاکت

چائیں اس کے نصف قطر میں کوئی زندہ نہیں نکلتا  
 ہوائی جہازوں کا استعمال بیکار ہو گیا  
 ایک برطانوی رسالہ کے سپر ہی نامہ نگار کا تار اس  
 معنیوں کا شائع ہوا ہے کہ اطلاع ملی ہے کہ جزئی اب ایک  
 جدید شعاع ہلاکت کا مالک ہے جو مشرگز ٹنڈل میا تھیو کے  
 شعاع سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔

مشرز ڈوہرٹی ممالک متحدہ امریکہ کے کثیر تجارت  
 مقیم برلن کے مہول کے بموجب جس کو واشنگٹن کے محکمہ  
 تجارت نے شائع کیا ہے کہ یہ چھ گھنٹوں میں نصف آسمانی  
 کو ۴۵ ہزار فٹ بلند تک دشمن کے ہوائی جہازوں سے  
 خالی کر دے سکے گی اور ساتھ ہی ساتھ ہمیل کے نصف  
 قطر کے اندر سارے آدمیوں کو ہلاک کر دیگی۔

## اس جدید خطرہ کا نام

جدید خطرہ کے موجد نے اس کا نام "ہیڈوٹراپ" رکھا  
 بیان کیا گیا ہے کہ اس جدید شعاع کی وجہ سے دوران جنگ  
 میں ہوائی جہازوں کا استعمال بیکار ہو جائے گا اور ساری  
 فوجیں غصہ منحل ہو جائیں گے۔

## اسیجاد میں امریکہ کی کچپی

"اشنگٹن سے نکلنے والے ہر ایک" کے نام مرسومہ  
 ایک بحری نامہ لکھ رہے کہ امریکہ کا محکمہ بحری اس اسیجاد میں  
 گہری کچپی لیس رہا ہے اور ایک فضائی رپورٹ کا خطرہ ہے  
 جو مزید تجربات کا نتیجہ بیان کرے گی۔

## دنیا کے بیش بہا تصاویر

پرنس نیپل کلکشن میں سب سے زیادہ قیمتی تصویر تھیں  
 کی بنائی ہوئی ہیں جن میں ان کی تصویر ہے جسکو ڈوگن  
 مارٹنگ نے تقریباً ۳۰ سال تک دنیا کے عجیب ترین  
 اور جوش و خروش میں ۲۰۰۰ پونڈ کی قیمت پر قومی ملک گمنی دہری  
 قیمتی تصویر فیل کی بنائی ہوئی انسانی ڈی مینڈیا کی تصویر ہے  
 جو ۵۰۰۰ میں ڈوگن انڈرل بریک پاس... پونڈ کی قیمت پر  
 خریدی گئی تھی جسے کئی تین فی بیچ بیچ ۱۲ پونڈ ہوتی ہے قومی گیلری  
 کے ڈائرکٹر نے اس کی قیمت ۱۱۵۰۰ پونڈ لگا دی تھی۔ ویس اور کوئیڈ کے  
 نقاد و رشتہ دار میں ٹینٹ کلکشن میں ۲۰۰۰ پونڈ کی قیمت پر  
 گئے تھے اور ۱۹۰۰ میں ٹینٹ کی بنائی ہوئی اس کی تصویر ٹینٹ  
 گیلری کیلئے ۳۰۰۰ پونڈ کی قیمت پر بیچ دی ڈوگن کے پاس  
 خریدی گئی اور ۱۹۰۰ میں قومی نقاد و رشتہ دار میں ٹینٹ کی بنائی ہوئی  
 کی تصویر ہے جس کی قیمت ۵۰۰ پونڈ ہے مائیکس کی بنائی ہوئی

# ایک نواسہ کی ڈائری کے چہرہ گذارہ صفحے

گزشتہ سے آگے

خدا خدا کر کے مکان ملا۔ مکان کو چھوڑنا تھا۔ لیکن میری عزت کو کافی تھا۔ گھر میں تھا کون۔ میں۔ میری بیایاں اور ایک کھوسٹ ملا۔ دیوار چھ مولوی قطریہ صاحب کا مکان تھا۔ بچارے بڑے جیلے آدمی معلوم ہوتے تھے، مجھ سے آگے ملے حالات دریافت کئے باتوں باتوں میں کتا پیچہ کے مکان جمپوڑنے کا بھی ذکر چھڑ دیا۔ میں نے تمام واقعات بیان کئے کہنے لگے بہت معاف کرنا۔ میری ماں بھی ایک کتا پلا ہو ہے مگر غریب بہت ہے۔ اور میں کو شش کر دے گا کہ وہ آپ کو اگر تکلیف نہ دے کئے کا ذکر سنئے ہی جو وقت مولوی صاحب کی میرے دل میں قائم ہوئی تھی۔ وہ کیقلم جاتی رہی اس کے بعد میں نے ان سے کچھ اکھڑی اکھڑی باتیں کیں اور وہ کیقدر کشیدہ خاطر ہو کر میرے پاس سے اٹھ گئے۔

چار روز تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ پانچویں روز میں صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک ہنایت بد صورت کالا کتا پیچانہ کی موری سے نکل کر بہت اطمینان سے اندر آیا اور اس طرح ٹہلنے لگا گویا اس کے باؤ کا مکان ہے۔ مینے بہت دھت دھت کی لیکن اس نے یہ بھی نہ جانا کہ کون کتا بھونک رہا ہے میں نے نہیں کو بچا را وہ باور چنانہ سے کو لیتی لیکڑوری جب کہیں جا کر نہ بلا دفع ہوئی اب شکل یہ آڑی کہ پیچانہ کے برابر والی دیوار مولوی قطریہ صاحب کی تھی اور موری بھی اپنی کی تھی۔ موری بند کر طرح کرنا ہے تاخر سوچتے سوچتے ایک

ترکیب سوچی کوئی دوسرے کا پیچہ لیکر مین موری کے اوپر پڑنے کے بالکل کنارہ پر رکھا پیچہ میں رسی باندھی اور موری کے سامنے چوں بیچ ایک لمبی سی کیل گاڑ دے کر رسی کو کتائی اور دو سلسلے اور سین باندھ دیا اور دل میرا کتا لپٹا اب تم آنا کھوڑی چورانہ ہو جا تو تمہارا نام نواب کے مازہ نہیں پائے

وہ دن تو خیر سے گزر گیا۔ دوسرے دن صبح ہی کو مولوی صاحب کے کتے صاحب نے میرے مکان میں مرگشت کا ارادہ کیا۔ میں صحن میں بیٹھا ان کی کارگزاری دیکھ رہا تھا انہوں نے نہایت اطمینان سے موزی میں سر ڈالا۔ سر رسی سے منگرایا اور ہر اونہوں نے زو کیا کھیا اور پیچہ آہستہ آہستہ منڈیر سے کھسکا شروع ہوا اور یہ موری سے باہر نکلے اور ہر پیچہ اوپر سے آیا قیس کر کے وہیں ٹھنڈے ہو گئے۔ مولوی صاحب کی بیوی نے جو آواز سنی تو حل مچایا اٹے اٹے مولوی صاحب اس حرام زادہ نواب نے میرے کتے کو مار ڈالا خدا اسکو تھارے کرے ایک لمحوئے گزرا تھا کہ مولوی صاحب میرے مکان میں آئے اور بغیر سلام علیک کئے سیدھے موری کے پاس پہنچے کتے کو پیچہ کے نیچے سے نکالا اور اس طرح چٹاپ والیں چلے گئے۔ مجھے خیال تھا کہ کچھ گھنپ ہو جائے گی لیکن ان کے اس تحمل پر مجھے تعجب ہوا اور میں نے دس گھنٹہ لپٹا کہ جلد مفت میں ایک کتا تو کم ہوا۔ رسیدہ

جائے سے بچ کر گشت۔ جبکہ اگر معلوم ہو تاکہ مولوی صاحب  
کائناتوں طوفان کی آمد کا پیش خیمہ ہے تو میں پہلے ہی سے  
گرجہ پڑ کر بھاگ جاتا۔

اس کے بعد بی نہیں کا مولوی صاحب کے ہاں آنا  
بنا بڑھا، جب دیکھو باور چنانہ عالی پڑا ہے میں نے کہا بی نہیں  
اس طرح راہ و رسم بڑھانا اچھا نہیں نہیں میرے پاس  
رہنا ہے تو اچھی طرح رہو ورنہ خدا حافظ تمہیں لو کی کی  
نہیں اور مجھے نوکر دل کا توڑا نہیں۔ بی نہیں نے کہا میرا  
میں آپ کا کام کج کر کے دو گھر کی رحمت کی ماں کے پاس  
جا بیٹھتی ہوں اگر آپ کو یہ ناگوار ہے تو آج سے نہ جلا کر دو  
یہ سنکر میں چپ ہو رہا۔

دوسرے دن شام کو بی نہیں اپنی کابینہ پر  
پاس آئیں اور کہنے لگیں میاں مجھے بخار چڑھ رہا ہے۔ اگر  
آپ اجازت دیں تو میں گھر میراؤں۔ کہا نا بچا دیا ہے  
آپ کو تکلیف تو ہوگی اگر آپ کہا نا کہا کر سامان باور چنانہ میں  
رکھ دیں تو افشا و افشہ میں کل صبح آکر دیکھ لو گی

میں نے کہا "اس میں کیا ہرج ہے جاؤ گھر میراؤں مگر  
کل صبح ضرور آ جانا۔ ورنہ مجھے تکلیف ہوگی وہ دھامیں دیتی  
ہوئی چلی گئی اور میں نے باہر کے دروازہ کی کنڈی لگالی بعد  
معلوم ہوا کہ یہ کجبت بھی مولوی صاحب سے مل گئی تھی بخار کا  
بہانہ تھا مجھے فخر تھا مکان میں چھوڑ کر جانا مقصود تھا۔

خیر مھوڑی دیر بعد میں نے اصرار کر دیا کیا عشاء کی  
تازہ پڑھی۔ گرمیوں کا موسم تھا باہر سیتل پانی ڈالی باور چنانہ  
میں سے کھانا نکال کر لایا نہ میں نوالا کھانا ہی چاہتا تھا کہ

بیچانہ کی موری کی طرف سے قیادوں کی آواز آئی اور ساتھ  
ہی ایک کالا جگا در کی آواہن میں نازل ہوا۔ میں نے  
ہش ہش کی۔ مارنے کو لکڑی اٹھائی وہ موری کی طرف  
بھاگا۔ لیکن موری تک نہ پہنچا تھا کہ ایک دوسرا اسی راہ  
سے اندر داخل ہوا اس کے بعد تو کتوں کی قطار لگ گئی  
ایک دو تین چار۔ دس بارہ سب سے پچیس خدا جھوٹ  
نے بلوائے تو کم انکم تیس پچیس کتے اندر گئے آئے تمام میں بچر  
ایک ماروں دو کو ماروں آخروں کن کو ماروں کتوں  
نے بھی دیکھا کہ بارہ خدا زیادہ ہے اور یہ شخص کچھ سہا  
ہوا اس کا وہ بھی شیر ہو گئے۔ پہلے مجھے پر غرے ادھر کھانگی  
بوناں میں گئی ایک دم دسترخوان پر بل بول دیا ان کی بوڑھ  
سے میں پریشان ہو کر بھاگا گئے مجھے یہی ایک غیر جنس  
گھر میں ہے مجھے پر بل پڑے۔ مجھ کو ادھر سوفا اور کچھ نہ ہوا  
سامنے پکھا لٹکا ہوا تھا جبت کر کے اور چڑھ گیا ایک  
کتے نے چڑھتے چڑھتے پاؤں پر منہ بھی مارا گرمیوں  
توں کسی نہ کسی طرح پٹکے پر جا بیٹھا اب کیا تھا حوازاؤں  
کو خوان نکال گیا نہایت فراغت سے دسترخوان صاف  
کر دیا اور چرخن کے گھونٹ پتے ہوئے پٹکے پر بیٹھے رہے کہانے  
اور لٹنے سے فراغت پا کر بعد ازاں میں نے مکان کے گوشہ  
کو نہ پر قبضہ کر لیا۔ کوئی کہیں جا بیٹھا۔ کوئی کہیں وہ نہ  
کالے کتے عین میرے پٹکے کے نیچے آرام تمام آکر قالین  
پر دراز ہو گئے۔

جب ذرا امن ہوا تو میں چونا شروع کیا کہ اس  
وارادت کی بنا و پران کتوں اور مولوی فطیر صاحب کا کیا

جرائم علیہ ہو سکتے ہیں۔ تعزیرات ہند پاس نہ تھی لیکن کچھ دفعات دھیان میں تھے آخر اسے یہ قرار پائی کہ نقب زنی بلوہ اور ڈاکہ کے جرائم ان کتوں پر اور اون جرائم کے اثبات کا لالہ جی صاحب پر قائم کیا جاسکتا ہے وہیں ٹھیکے بیٹھے استغاثہ کا مضمون بھی مکمل سمجھ لیا۔ غرض اسی فکر میں رات کے کوئی بارہ بج گئے نیند کا غلبہ ہوا آنکھیں بند ہونے لگیں اور آخر کار آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ بلوہ نقب زنی اور ڈاکہ کا مقدمہ ڈپٹی صاحب کے اجلاس پر پیش ہوا۔ کتوں کو جس وہام عبور دیا ہے شور کی سزا ہوئی اور مولوی صاحب پر امانت کا جرم ثابت قرار پا کر ۶ سال کی قید با مشقت اور دس ہزار روپیہ جرمانہ اور عدم ادائی جمانہ کی صورت میں مزید تین سال کی قید با مشقت کی سزا سنائی گئی اور یہی حکم دیا گیا کہ جو جرمانہ وصول ہوا دسویں سے حسب دفعہ ۵۴۵ کا بلٹ نوڈ کی نو ہزار روپیہ مستغیث کو دیدیا جائے یہ سزا مقدمہ میں بحال رہی اور تھانہ کو نو ہزار روپیہ نقد رقم جرمانہ وصول شدہ سے باضابطہ طریقہ پر وصول ہو گیا۔ اب کیا تھا۔ یار دوستوں نے مبارکباد کی بوجھ پاؤ کر دی اور تعاضد شروع کیا کہ اس خوشی میں جلسہ کیا جائے۔ خاص باغ میں جلسہ مقرر ہوا اور باب فضا طلائے گئے سادہ کا مہینہ ہمارائی میں جمہور لاٹھیاں یہ فاکسار جمہور میں بیٹھا ہے۔ نئی جان اور بی مفینٹن کٹری جمہور لاٹھیاں ہی ہیں لہذا گائے جارہے ہیں کہ ایک دفعہ ہی جمہور کی رسی ٹوٹی اور میں تم نیچے آ رہا اور گرنے کے ساتھ ہی دو کتوں نے چیخ ماری

آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا ہوں کہ کچھ کے نیچے پڑا ہوا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ سے جو کہ اتوسیدہ کتوں کے اور پرنکو اس بلائے ناگہانی کے نازل ہونے کا کیا خیال ہوتا۔ ہڈیاں پسلیاں چوراہو گئیں۔ انگڑائے او جھٹکتے ہوئے بھگتے دوسرے کتے بھی گھبرائے ان دونوں زخمیوں پہلے دروازہ کھنکھایا اسکو نید پایا تو یہ بھی پچانہ کی موری کے طرف گئے اور نہ کر کے پار ہو گئے حالانکہ موری میں بھڑیا چال تو ہوتی ہی ہے سب کے سب کچھ اچاڑ کر موری سے نکل کر مولوی صاحب کے گھر میں داخل ہو گئے۔ جب یہ آفت دفع ہوتی تو میں بھی اٹھا کو لہجہ میں بہت جوش آئی تھی۔ مسئل سے کھسکا کھسکا تاروازہ کے پاس آیا کٹدی کھولی۔ باہر نکلا اور تمام رات سڑک پر بیٹھ کر گزار دی صبح بی فہمین سرخو چوڑا آئیں۔ میں نے انکو بہت بابلا کہا اور حجاب کر دیا کیونکہ مثل مشہور ہے دشمن کا دوست اپنا دشمن۔ آج میرے ساتھ یہ سڑک کیا کل خدا جانے گا گھٹواویں۔

نوبت گھر میں آیا۔ کپڑے بدلے۔ رتبہ نعل میں مار ہوٹل گیا وہاں کھانا کھایا پھر تعزیرات کے دفعات کو دیکھا کہ تو امی میں رپورٹ کی لیکن اوہوں نے مقدمہ کیا چالان کرنے سے انکار کیا اسلئے خود استغاثہ لکھا اور دس بجے عدالت ضلع میں جا کر داخل کر دیا تیس نو کتوں اور دو کتوں قلمی صاحب کو ملزمین بنایا استغاثہ میں نقب زنی بوقت شب حسب دفعہ ۵۴۵ ڈاکہ زیر دفعہ ۳۹۵ اور سلاح مہلک کیساتر بلوہ زیر دفعہ ۱۳۵ تعزیرات نہ تھا کہ

نہیں روک سکتی۔

میری یہ قانونی بحث سنکر مولوی صاحب جبرائیل گئے  
بہت فزب ہوئے، منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اٹھے  
میں نے کہا مولوی صاحب سبیل کے بات کیا کیجے؟ آپ پرانا  
آپ کو ایک اور جرم کا مرکب کر دیتا ہوں۔ اگر آئندہ آپ نے  
ہوٹ بٹے تو ابھی جا کر استغاثہ میں اذالہ حقیقت کی  
کی دفعہ ۱۵ تعزیرات اور بڑا آتا ہوں اس تقریر سے  
مولوی صاحب کے رعبے سے رعبے حواس باختہ ہو گئے اور  
توکل دم دروازہ سے نکل یہ جاوہ جا۔

مجھے توقع تھی کہ شاید مولوی صاحب پھر مصاحبت  
کا دروازہ کھٹکھٹائیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی  
وکیل کے پھندے میں جا پھنسے اور آپ ان لوگوں کے  
اصول سے واقف ہیں کہ مردہ دوزخ میں جا یا جنت  
میں انکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔

بہر حال تاریخ پیشی آگئی اور میں کتابوں کا پٹا  
بعل میں مار ڈیٹی صاحب کے اگلاس پہنچ گیا۔ پہلی  
پیشی مرے ہی مقدمہ کی تھی۔ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ  
میس جالس کتے ایک رسی میں بندھے کھڑے ہیں  
رسی کا رول مولوی قلمیر صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مولوی  
صاحب شکرولی بیرسٹراٹ لاسے کھڑے باتیں کر رہے  
ہیں ڈیٹی صاحب اس وقت تک لگلاس پر تشریف نہیں  
لائے تھے جیسے گولی صاحب نے کہا کہ کیا آپ ان تمام طریقین  
کے وکیل ہیں انہوں نے کہا ”ہاں“ میں نے کہا کہ کیا میں  
ہو گا کہ ان ناپاک ہستیوں کو عدالت کے کمرے سے خارج

کیجیے۔ لا کر اسی روز سن جاری کرادیئے سرشتہ میں  
یہ اعتراض تھا کہ کتوں پر سمن کی تعمیل کیونکر کیا جائے۔ انکو  
فاخر لعل تو کہا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ میونسپل کمیٹی والے  
معدہ میں عدالت نے قرار دیا تھا کہ کتے فاخر لعل نہیں چلے  
اسلئے بالاخر بہت کچھ جھگڑ کے بعد یہ طے پایا کہ کتوں کو نالغ  
اور زیر پرورش مولوی قلمیر صاحب قرار دیکر مولوی قلمیر  
پر جبرائیل کی تعمیل کرادی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ  
اس قانونی مسئلہ کے سلجھانے میں میرے کئی روپیہ صرف  
ہوئے۔ لیکن مجھے اسکی پروا نہ تھی کیونکہ مجھے یقین تھا کہ  
آخر میں مولوی صاحب کے جبرائیل سے مجھے نو ہزار روپیے  
ضرور ملینگے۔

مولوی صاحب کو یقین نہ تھا کہ معاملہ عدالت تک پہنچے گا  
اس لئے سمن پہنچنے کے بعد بہت گھبرائے اور مجھ سے اگر  
محاورت کرنے لگے کہ میرا اس معاملہ میں کوئی تصور نہیں ہے  
ساری کاتانی میرے چھو کرے کی ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب  
میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے مجھے ایک مضمک کا اونیٹ  
معلوم ہو گیا۔ کل اسکو بھی زعفران مزمین میں شریک کئے دیتا  
ہوں اب رہا معاملہ کا تصفیہ تو وہ یوں ہو سکتا ہے کہ  
آپ تمام محلوں کے کتوں کو مار ڈالیں اور چونکہ عدالت سے  
آپ کے حق میں چھ سال کی قید اور دس ہزار روپیہ جبرائیل  
کی سزا دار ہوئے والی ہے اسلئے میں اتنا کر سکتا ہوں کہ  
اگر آپ کو زعفران روپیہ مجھے بطور ہرجانہ ادا کریں تو میں مقدمہ  
بے حسرت سے ختم کر دوں گا اگر آپ اس پر راضی نہیں ہیں  
تو میں آپ کے خلاف ایک کوئی قوت آپریشن کر دیتا ہوں۔



انہوں نے کہا ”ہنس مزین کے مواجہ میں تحقیقات ہوگی“  
یہ بڑی ٹیم کی کھیر تھی۔ لیکن چونکہ مجھے یقین تھا کہ ان مزین  
کو غصہ میرے جس دوام بعبور دریا سے شور کی نواز سونے  
والی ہے۔ اس لئے دل پر جبر کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

دس بجتے ہی ڈپٹی صاحب اجلاس پر آئے۔ کتوں کا جھوم  
دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ”اچھا ہمارے نواب صاحب کا کوئی  
سنگین مقدمہ ہے“ میں نے نہایت ادب سے سلام کر کے  
عرض کی حضور خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس غریب پر کیا کیا ظلم  
توڑے گئے ہیں اس سے زیادہ میں کچھ عرض کر کے عدالت کی

رائے پراثر ڈالنا خلاف قانون و انصاف سمجھتا ہوں  
مشر کوئی نے کھڑے ہو کر کہا ”مائی لارڈ اس مقدمہ کا  
دار و مدار محض قانونی مباحث پر ہے کیونکہ اس مقدمہ کے  
ستغیث اور ہمارے قدیم دوست مولوی اسد یار خان غاضب  
نے نہ تو گواہوں کی کوئی فہرست استغاثہ کے ساتھ منسلک  
کی ہے اور نہ کوئی شہادت طلب کی گئی ہے اس سے منطوق  
ہوتا ہے کہ وہ بھی محض اپنے بیان اور قانونی مباحث پر  
اس مقدمہ کا تصفیہ کرنا چاہتے ہیں مگر یہ صورت ہے  
اور مجھے یقین ہے کہ میرے فاضل دوست کو بھی اس سے  
انکار نہ ہوگا تو میں نہایت ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ  
پہلے مقدمہ کے قانونی پہلوؤں پر نظر ڈالی جائے تاکہ اگر  
یہ ثابت ہو کہ مزین کے افعال سے کوئی جرم نہیں بناتا تو  
مقدمہ کو شہادت لسانی لئے بغیر ختم کر دیا جائے“

ڈپٹی صاحب نے میری طرف دیکھا میں نے عرض کیا کہ  
”مجھے مشر کوئی کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور میں عدالت

کو باور کرانا ہوں کہ اگر اپنی تمام عمر میں میرے فاضل دوست  
کبھی کوئی سمجھ کی بات کہی ہے تو آج اور اس وقت کہی ہے،  
مشر کوئی۔ مائی لارڈ میں امید کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست  
کو اس طرح میرے قانونی واقفیت کی نکتہ چینی کرنے سے  
رک دیا جائے گا۔

میں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کا دماغ  
اپنی کمزوری کی طرف رفتہ رفتہ رجوع کر رہا ہے اگر وہ اپنے  
آپ کو میری تعریف کے لائق نہیں سمجھتے تو میں نہایت خوشی  
پنہ دہا لے گا جو انکی تعریف میں نے استعمال کئے تھے اس  
لیتا ہوں اور اگر وہ لفظ ”فاضل“ دوست میں لفظ ”فاضل“  
کو اپنی توہین خیال فرماتے ہیں تو میں آئندہ سے ”بجا فاضل“  
کے بیوقوف دوست استعمال کرنے کو تیار ہوں۔

ڈپٹی صاحب مجھے انوس ہے کہ اپنے عذر گناہ پر گناہ  
کی صورت اختیار کی ہے۔ لیکن چونکہ مشر کوئی اچھی طرح سمجھتے  
ہیں کہ ستغیث نے جو کچھ کہا ہے وہ کسی ری نیت سے  
نہیں کہا اسلئے اس منسلک سے درگزر کر کے اصل مقدمہ کی  
طرف رجوع کرینگے۔

مشر کوئی۔ مائی لارڈ۔ میں حضور کا شکریہ ادا کرتا ہوں  
میرے مکمل میں سے اکثر کو نابالغ ظاہر کیا گیا ہے اور میں  
یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے اکثر جوان ہیں اور اکثر  
بال بچے والے ہیں۔

میں۔ جناب والا یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ تہ کی عمر بارہ  
سال سے زیادہ نہیں ہوتی اور اس کو میرے فاضل دوست  
بھی تسلیم کرینگے کہ بارہ سال والی ہر سنی قانوناً نابالغ سمجھی

ایسی حالت میں میرے لکھنے کو نابالغ قرار دینا کسی طرح غلط نہیں ہے۔  
علاوہ ازیں مستغنیث دوسرے کے بلوغ یا عدم بلوغ کا تہ نہیں  
چلا سکتا۔ اگر مشر کو لی اپنے ذاتی تجزیہ کی بنیاد پر اپنے بعض مکتوبوں  
کو نابالغ بیان کرتے ہیں۔ تو وہ ابھی ٹھول ٹھول کر نابالغوں  
اور نابالغوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ میں استغنا سے بحث  
کر دوں گا۔ اس سے استغنا پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ دلیل  
صاحب کی عقل کا ضرور اندازہ ہوتا ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ مشر کو لی آپ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔  
مشر کو لی مناسب ہے کہ استغنا کو بحالت موجودہ چلنے دیا جا  
وے۔ یہ دوسری سمجھ کی بات ہے جو آج مشر کو لی کے ہر سے  
نکلنے ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ انہوں نے کہا اس سے  
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دماغ اور اس کے اکثر مکتوبین  
کی دماغوں میں کچھ زیادہ فسق نہیں ہے جس کا  
وہ سابق میں اعتراف بھی کر چکے ہیں۔  
مشر کو لی!

جناب والا میں اس قسم کے ریمارک کا تحمل نہیں  
ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ استعمال طبع کی صورت پیدا ہو جائے  
اور عدالت کوئی دوسرے کا ردوائی کرنے پر مجبور ہو۔  
ڈپٹی صاحب۔ میں مستغنیث کو ہدایت کرتا ہوں کہ اگر آئندہ انہوں  
کوئی ایسی بات زبان سے نکالی جو تحقیر عدالت کی حد تک  
پہنچی ہو تو میں حسب دفعہ ۵۴ ضابطہ فوجداری کی رو سے  
شرع کر دینگا۔

مشر کو لی۔ میرے موکلین پر پہلے تعزیرات ہند کی جو دفعہ  
تاکیم لگی ہے وہ نقب زنی ہے۔ میری ابتدائی حجت

یہ ہے کہ کتنے نقب زنی کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔

میں۔ یہ حجت بلا دلیل ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کتنے نقب زنی  
انسان سے زیادہ سہولت سے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے  
سخت پنچے اور ناخن ہیں اور انسان کے نہیں ہیں البتہ  
ان لکھنے اور مشر کو لی کو سامنے کی دیوار کھودنے کیلئے  
چھوڑ دیا جائے دیکھیں پہلے کتنے سوراخ ڈالتے ہیں یا  
مشر کو لی دوسرے یہ بحث بھی الٹی لگی ہے اور کہیں  
نہ ہو مشر کو لی کے دماغ سے ایسی ہی بحث کی توقع کی جا سکتی  
تھی۔ استغنا میں یہ کہاں کہا گیا ہے کہ لکھنے نے دیوار میں  
سوراخ کیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ دیوار میں سوری پہلے  
سے موجود تھی اور یہ انسان کی آمد و رفت کے لئے نہیں  
بنائی گئی تھی بلکہ چھینانے کے پانی کے اخراج  
کے لئے تھی دفعہ (۱۵۳) ص ۲۱  
کے الفاظ یہ ہیں کہ کسی ایسے راستے سے داخل ہوا  
جو انسان کی آمد و رفت کیلئے نہ بنایا گیا ہو اس لئے کہ لکھنے  
موری میں سے آنحسب دفعہ حوالہ یقیناً نقب زنی میں داخل ہے  
مشر کو لی۔ اس کا ثبوت

میں۔ جناب والا اب میں ثبوت میں کچھ عرض کر دینگا تو  
پھر عرض کیا جائیگا۔ اگر اجازت ہو تو جواب دوں۔  
ڈپٹی صاحب۔ اچھا اجازت ہے۔

میں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ موری انسان کی آمد و رفت  
کیلئے نہیں بنائی گئی تھی۔ مشر کو لی اس کا ثبوت طلب  
کرتے ہیں۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا کبھی اس  
موری سے مولوی قطیعہ صاحب میرے مکان میں تشریف

لائے تھے۔ یا کبھی انکے بال بچے اس راستہ سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی نہیں آتا تو ماننا پڑے گا کہ یہ موری انسان کی آمد و رفت کیلئے نہیں بنائی گئی اور اگر یہ لوگ اس موری میں سے آمد و رفت رکھتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ لوگ انسان نہیں جانتے ہیں۔ مگر کوئی۔ ائی لارڈ کیا ان الفاظ سے میری مول کی توین نہیں ہوتی؟

میں نے پہلے ہی حضور والاسے اجازت لیلی ہے اب اگر مگر کوئی تحقیق عدالت کا مقدمہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو خود عدالت پر دائر کریں میں انکی طرف سے شہادت کو تیار ہوں ڈپٹی صاحب۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ موری کتنی بڑی ہے۔

مگر کوئی۔ اس کے لئے مناسب ہے کہ معائنہ موقع کیا جائے۔ میں۔ میرے خیال میں بھی اسکی ضرورت ہے اور میں عدالت کو باور کراتا ہوں کہ وہ موری اتنی بڑی ہے کہ کتا تو کتا اگر جناب والا معائنہ موقع کے وقت مگر کوئی کی گردن کوڑ کر موری میں ٹھونس دیں اور پیچھے سے انکی چوڑوں پر تین لائیں ماریں تو یہ بھی باوجود اس سن و توش کے بچیں بچیاں کہ اس موری سے بار ہو جائینگے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس فقرہ پر مگر کوئی کو بہت تاؤ آگیا۔ انہوں نے نہایت زور سے میز پر کھانا اور کچھ کھانا چاہتے تھے کہ اجلاس کا رنگ ہی بدل گیا۔ وجہ یہ نہی کہ مگر کوئی نے مکا مارنے وقت یہ خیال نہیں کیا کہ میرا ہاتھ میز پر کھانا ہوا ہے۔ بجائے میز پر پڑنے کے مکا میرے ہاتھ پر پڑا

بہلا میرے ہاتھ کی تحقیق عدالت ہوتی اور میں خاموش بیٹھا چونکہ میں چاہتا تھا کہ مجھے اشتغال طبع ہو جانے کے وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں اور میں دفعہ... اسکی مستغنی چہارم میں آگیا ہوں اسلئے میں میز پر کی دوات اٹھائی (خدا بھوٹ نہ بھولے کہ کوئی تین پاؤں کی مٹی اور اٹھاتے ہی مگر کوئی کیلر پوری طاقت سے بھینکی وہ اسوقت سر جھکائے ہوئے کچھ کہہ رہے تھے کہ دوات عین انکی ٹاٹ پر لگی ٹاٹ مٹی صاف ادھکی ہے وہاں سے چٹخی اور پھیلنے کی وجہ سے اسکا رخ اجلاس کی طرف ہو گیا اور سید می ڈپٹی صاحب کی کینٹی پر بیٹھی اور چشم زدن میں مگر کوئی کی ٹاٹ اور ڈپٹی صاحب کا منہ ہم رنگ ہو گئے اور ہر تو اجلاس کے بعد اپنی اپنی کمر سے ٹپکے کھول کر ڈپٹی صاحب کا منہ پونچھ کر دوڑے اور مگر کوئی نے حبت کی تو میز کے اوپر وہاں حبت کر کے محمد پر گرا چاہتے تھے۔ مگر میں پہلے ہی سہ سے اس حملہ کیلئے تیار تھا۔ پتہ کٹ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ بچا مجھ پر گرنے کے کسی پر گرسے۔ اور کرسی سمیت اپنے بعض موکلین پر پڑے۔ جو کہتے دیے انہوں نے غل مچایا۔ انکا ساتھ انکے یاروں نے دیا۔ غرض ایک قیامت برپا ہوگئی باہر کے لوگ دوڑے ہوئے آئے کہ دیکھیں اجلاس پر کیا مصیبت نازل ہوئے اور ہر سے یہ کتوں کا غول گھبر کر نکلا راستہ میں مٹ بھیر ہوگئی دو چار تماشا کی تو جھپٹ میں آکر حبت ہو گئے بعضوں کی ناگیں کتوں نے اس غرض (نوٹ) یہاں سے پھر صفحات غائب ہیں (نوٹ) یہاں سے جو صفحہ شروع ہوا ہے اس کے دیکھنے سے

سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نواب صاحب پر تحقیر عدالت کی کارروائی زیر دفعہ ۴۸ ضابطہ فوجداری شروع کر کے لگا جواب لیا جا رہا ہے۔ سوال کا جواب ابتدائی حصہ ہے وہ گم شدہ صفحہ میں ہو گا۔

## بنا

آپ کو جفا کر کیجئے کہ کیوں آپ کے خلاف حسب دفعہ ۴۸ ضابطہ فوجداری کارروائی کر کے تجوز مناسب نہ کی جائے۔

شرحہ تحتہ کلید علیا

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

یہ کاغذ مجھے دیا گیا۔ میں نے پڑھا۔ ذرا مسکرایا اور ڈپٹی صاحب سے عرض کیا کہ اگر میں جواب زبانی دوں یا تحریری ڈپٹی صاحب تحریری۔

میں نے کہا میں اپنے جواب میں صاف صاف ظاہر کر دوں کہ جو کچھ تو نے نصیب کیا ہے اس کی عداوت بیٹھنا خود تحقیر عدالت ہے اور چونکہ وہ خود خود تحقیر عدالت ہو وہ دوسرے کسی شخص پر تحقیر عدالت کا مقدمہ قائم کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

ڈپٹی صاحب اپکو زبانی گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کا جوابی چاہے وہ اپنے بیان تحریری میں لکھ دیجئے میں نہایت لطیفانہ سے وہیں کر سکیں پرمیٹ کیا سب کچھ کر قانونی کتابیں نکالیں دفعت متعلقہ کو دیکھا اور حنبیل مسودہ تیار کیا۔

اجلاس عالیجناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہا

کارروائی زیر دفعہ ۴۸ ضابطہ فوجداری

سرکار ذریعہ کنپٹی ڈپٹی کلید علیا مستغیث  
نواب اسد یار خاں بہادر مستغیث علیہ

بیمین عالی می رساؤ

گزارش دیکھ کر اس کارروائی میں جواب طلب کیا جاتا ہے لیکن جواب دینے سے پہلے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جو طریقہ عدالت نے اختیار کیا ہے وہ سراسر خلاف قانون ہے تحقیر عدالت ضرور ہوئی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کس کی تحقیر عدالت ہوئی مجھے اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مسلح ہے کہ عدالت کے کمرہ میں حوصلہ ہوتا ہے وہ خود عدالت کا جزو ہو جاتا ہے اگر اس کی ناکہ کسی حصہ کی تحقیر کی جائے تو وہ عدالت کی عین تحقیر ہے اس لحاظ سے سب سے پہلے تحقیر عدالت میرے ہاتھ کی مشر کوئی نے کی اس کے بعد میں نے نہیں بلکہ دوات نے مشر کوئی کی ٹانٹ کی تحقیر عدالت کی اور اس کے بعد مشر کوئی کی ٹانٹ نے (اسکو میں آخر میں ثابت کر دیا گا) ڈپٹی صاحب کی کنپٹی کی تحقیر عدالت کی اور پھر مشر کوئی نے کنوئوں کی تحقیر عدالت اور کنوئوں نے تماشائیوں کی تحقیر عدالت کی ایسی صورت میں تمام اجزا کو ترک کر کے صرف کنپٹی کی تحقیر عدالت کے متعلق کارروائی کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مقدمہ میں تجزی قانوناً و اصولاً ناجائز ہے۔

۲۔ میں نے مشر کوئی کے دوات ماری او اس کا مجھے قانوناً حق تھا۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۴۸ متفقہ جہاں جرم میں حکم ہو گا کہ جس طرح طبع کی صورت میں قتل عمد بھی جرم نہیں ہو سکتا

مجھے حق حاصل تھا کہ اجلاس ہی پھر مشرکولی کا گلا گھونٹ دینا  
لیکن میں نے صرف دو دوات کھینچ مارنے پر اکتفا کیا یہ مشرکولی کا  
نقصور تھا کہ وہ اس وقت گردن جھکائے ہوئے کھڑے تھے  
اور دوات انکی ٹانٹ پر لگی۔ اگر معمولی ٹانٹ ہوتی تو اتنی  
بجاری دوات سے صرف اتنا ہوتا کہ کھوپری ٹوٹ جاتی  
اور کارروائی وہیں ختم ہو جاتی یہ کبھی بار نہیں کیا جاسکتا  
تھا کہ یہ خاص کرپ کے کارخانہ کی بنی ہوئی کھوپری ہے یا  
گھر میں دباغت ہوتے ہوتے اتنی مضبوط ہو گئی ہے کہ اس پر  
ایسی بجاری دوات بھی شگ جھانگی اگر دوات چٹخی تو وہ مشر  
کولی کی کھوپری کی مضبوطی کا نقصور ہے نہ کہ میرا کیوں کہ یہ سچو  
افتائی کی صورت ہے اور میں دفعہ ۵۰ تغزیرات کی رو سے  
بربی الزمہ ہوں۔

۳۰۔ اب رہا یہ امر کہ دوات نے بجائے سیدھا جانے کے  
اجلاس کی طرف رخ کیوں بدلا تو اس کا جواب بہت مناسب  
مشرکولی کی ٹانٹ کی چکنائی اس تبدیل رخ کا باعث ہوئی  
نہ انکی ٹانٹ ایسی چکنی ہوتی اور نہ دوات اجلاس کی نظر  
جاتی۔ نہ ڈپٹی کلک علیخان کی کپنی پر گستی اور نہ کپنی کی تحقیر  
عدالت کا مقدمہ قائم ہوتا ان حالات میں میں نہایت ادب سے  
عرض کروں گا کہ اگر جناب والا کو اپنی کپنی کے متعلق تعقیر  
کا مقدمہ قائم کرنا ہے تو مشرکولی کی کھوپری کی چکنائی کا قلم  
کیا جائے کیوں کہ یہ چکنائی اس تحقیر کا باعث ہوئی  
مجھ پر مقدمہ قائم کرنا اور پھر صرف میرا جواب لینا قانوناً صحیح  
نہیں ہے۔

۳۱۔ یہاں میں ڈپٹی صاحب کو ایک قانونی صلاح دینا

سمجھتا ہوں گو میں جانتا ہوں کہ انکے دماغ میں قانونی نکتہ  
ارتداد شواہد ہے مگر مقبول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ وکیریم  
کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشیم گناہ است۔  
میں ڈپٹی صاحب کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ قانوناً  
مشرکولی کی ٹانٹ یا اسکی چکنائی پر بھی مقدمہ قائم نہیں  
ہو سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر افعال قدرت کی وجہ سے  
کسی کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو وہ مجرم نہیں ہوتا۔ مثلاً  
ابھی اس مکان کی چھت بیٹھ جائے اور ڈپٹی صاحب  
دب کر مر جائیں تو نہ کوئی جرم ہوا اور نہ کوئی مقدمہ قائم  
ہو سکتا ہے کیوں کہ یہ قدرت کا فعل ہے اور اس پر کسی  
اختیار حاصل نہیں ہے۔ جبکہ یہی حالت مشرکولی کی کھوپری  
کی ہے انکی ٹانٹ قدرت نے صاف کر دی (ممکن ہے کہ  
گھر والوں نے بھی اس صفائی میں کچھ حصہ لیا ہو) اس لئے اگر  
اسکی وجہ سے دوات کا رخ بدلا تو یہ صورت افعال قدرت  
میں داخل ہے اور اسکی وجہ سے مشرکولی جواب دہ قرار نہیں  
دینے جاسکتے۔ البتہ اگر یہ ثابت کیا جاسکے کہ آج خاص غرض  
سے مشرکولی سرسبز دار اور تیل ملکر آئے تھے تو یقیناً وہ اپنی  
کھوپری کی چکنائی کے ذمہ دار ہونگے۔

### لہذا استدعا ہے کہ

کارروائی ختم اور شل داخل دفتر کجائے اور جو کہ اپنی درخواست  
کے فقرہ ۴۴ میں پیش مشرکولی کی جانب سے وکالت کی ہے اور ایک  
ایک سنگین مقدمہ سے سچایا ہے اسلئے مجھے ان سے مقبول  
نقصانہ دلایا جائے۔

(نوٹ) مناسب ہوگا کہ عدالت مشرکولی کو ہدایت کر دے

وہ آئندہ جب اجلاس پرائس تو لینے ٹانٹ پر اچھی طرح  
سینڈ پیپر دیکھ مال ال کر آیا کریں تاکہ اس قسم کے واقعات ہمیشہ  
کیلئے سد باب ہو جائے واجب تعارض کیا گیا۔

دستخط

نواب اسد یار خاں

ڈپٹی صاحب جوباب پڑھ کر بہت گھبرائے لیکن بیجا ٹی تیرا  
آسر ہے کچھ سمجھ سچھائے تو نہیں چار سطر کی ایک تجویز  
ٹھونک دی کہ ”ملزم کا بیان دیکھا گیا ہماری رائے میں جو  
جواب ملزم نے دیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ (نوٹ)  
اس کے آگے کے صفحات غائب ہیں“ (باقی آئندہ) ۱۷

مرزا الم نشرح

ایک منٹ

میاں بیوی کو کہیں دعوت میں جانا تھا۔ میاں تیار تھے  
بیوی کا بننا ٹھنا کسی طرح ختم ہی نہیں ہوتا۔ میاں انتظار  
کرتے کرتے اور پوچھتے پوچھتے تھک گئے۔ آخر ذرا سخت آواز  
میں کہا کہ آخر چلنا ہے تو نکل نہیں تو میں جانا ہوں بیوی نے  
جواب دیا ”آخر کیا غضب ہے۔ میں ایک گنہہ بھرتے کہہ  
رہی ہوں کہ ابھی ایک منٹ میں ملتی ہوں تمہاری سیڑھی  
سمجھ رہی ہیں نہیں آنا“

حافظہ نباشد

تیرا کی کی جت ہو رہی تھی ایک صاحب بہت ڈینک سچا  
تھے کہنے لگے کہ جتنا جبر و پستی کسی کی ہمت اترنے کی نہ رہتی  
تھی۔ آخر اُس کا نام لیکر میں گواہ بن دھونچا عبور کیا

لیکن اس محنت سے کھوک اتنی لگ آئی کہ کنارہ پر پہنچتے  
ہی کھانا کھانے دوستوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ یہ منکر ایک صاحب  
سہنے لگے انہی سنی باز کو برا معلوم ہوا کہنے لگے کہ میں نے  
کیوں ہو کیا مجھے جھوٹا سمجھتے ہو دوسرے نے جواب دیا کہ  
بہنئ میں یہ سوچ کر مینا کہ کہ تیرا سب سے دفعہ ہو کر نے نہیں ہے  
دوست اور کپڑے توں کنا رہ پر رہ گئے ہوں گے کیا تم نے  
ننگے بیٹھ کر کھانا کھایا اور کھانا تو کسے ساتھ کہا“

خوب یاد دلایا

ایک مولوی صاحب نے ایک شرابی سے کہا ”میاں  
فخر و بہادر رات کو مسجد آنے سے مجھ کو بڑی خوشی  
ہوئی۔“ فخر و ”اوہ مولوی صاحب تورات کو تم مسجد  
میں پہنچ گئے تھے“

خوب گزریگی

تھیں میں ایک روز سنا تھا۔ مرن و دین کوگ  
چار آنکھ در میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پردہ اٹھا تا شہ کے  
ہیر و پیکتے ہوئے داخل ہوئے۔

آج کی یہ رات بھی کیا رات! ایک میں ہوا ایک خدا کی ذات کا  
چار آنے ملے درجستہ آواز آئی۔

”یار۔ گھبراؤ نہیں۔ دو عدد وہم بھی موجود ہیں۔

مفت میں کون سکھائے

مجھ ٹیٹ۔ اچھا یہ بات کہ تم نے مستغیث کی جیت  
گھڑی کیونکر نکالی۔

چور۔ اس ترکیب کے بنانے کی میں چھ روپیہ ہے  
دوائے تو ابھی سکھائے دیتا ہوں۔

۱۳۵۵ھ میں شاہی کی بعض صفحات اگر اور کسی صاحب کو ملے ہوں تو ہونا ضروری ہے کہ اس صاحب کو مرزا الم نشرح کی طرف سے

# حظ نظام

شہید امر دہوئی مرحوم  
 حوصلے بڑھتے رہیں، شاباش تم جیتے رہو  
 واہ کیا پھیرا ہے منہ تم نے بھی چسپیر کا  
 دعوے لاعلمی حرف مفت درجہ جوٹ ہے  
 میری قسمت کا لکھا املا تیری تحریر کا  
 انتہائے عجز ہے نوید دی وقت دعا  
 صبر کر دل وقت ہے تاثیر کا تاثیر کا  
 پاس آنا دال اور نہ وار خالی جسا ینگے  
 میرے تیرے درمیاں ہے فاصلہ دیتے رہا  
 لے متاع خاص لے خاک سے قلب حسرتیں  
 ٹھیکہ سے کام لینا ہے میں اکیر کا  
 جاگ لے قسمت کہ آپہنچا تیری بہت کا وقت  
 لڑکھڑایا پاؤں میری کوشش تیرے  
 کام چھلکا شہید اپنا نیاز و عجز ہے  
 نام لیا کفر ہے ایسی جگہ تو تیرے کا  
 مرزا نظام شاہ صاحب لیب  
 کچھ خبر ہے تجھے ادا ناز سے چلنے والے  
 مرے کتنے ترے سائے میں پلنے والے  
 صبح دم شمع کو یاروں نے اکیلا چھوڑا  
 ہائے کیا ہو گئے وہ رات کے چلنے والے  
 دل مرحوم نہیں ہے نہ سہی تم ہی سہی

بٹھکر سیٹھ سوزاں میں پھلنے والے  
 تم بھی اک شمع تھے روشنی بزم الفت  
 ہم بھی اک شمع ہیں دن رات پگھلنے والے  
 ہم سے غفلت تھی تو گناہوں سے نہ اوجھل ہوتے  
 لاکھ اک تے تمہیں زہرا گلنے والے  
 کیا عجب ہے کہ گریں راہ میں غش کھا کھا کر  
 دوش پر لاشہ گل لیکے پھلنے والے  
 کیا خبر دے ہے جہاں گزروں کا کہ لیب  
 تم چلے آج تو کل تم بھی میں چلنے والے  
 مولوی سید کاظم علی رضا شوکت لکھنؤ  
 کشتگان یاس کی امید کیا  
 ہم مسافر ہیں ہماری عید کیا  
 خاک راہ شرق کے درے میں سب  
 مشتری کیا مہر کیا ناہید کیا  
 پھر دل نالاں وہی سہرا کیوں؟  
 کر چکے صبط غم تا کیس کیا  
 رورہا کس لئے ابر کیا  
 ہے خزاں کی فصل گل تہہ کیا  
 خوش میں تنہائی سے کیوں الٹی ہو  
 مل گئی ہے منزل توجہ کیا  
 طور کی جانب چلے تو ہیں کلیم  
 دیکھئے دکھائے شوق دیکھا

من من کے میری بات کو کٹ کٹ گئے عدو  
 فقر و مری زبان کا تلوار بن گیا  
 جب سہی لا حصول نے اپنا سنا لیا  
 دردِ نشاط - لذتِ آزار بن گیا  
 رونا بہی تصور و مذاں کا فیض ہے؟  
 ہر اشک و رشک گو ہر شہوار بن گیا  
 ( \* )

مولوی سلیم احمد بن حبیب علیکم السلام

جب یہ اک راز ہے حقیقت کا  
 پھر بیان کیا ہو دلی وسعت کا  
 دانے عشق ہے بلا انگیر  
 سامنے ہزار آفت کا  
 وقت آخر جو خط لکھا تھا نہیں  
 باصل تھا وہی وصیت کا  
 میں گنہگار اور لطف بہشت  
 کچھ ہٹکا ہے تیری رحمت کا  
 گل ہوا آہ سوز سے انوس  
 تہا جو روشن چراغ تربت کا  
 توڑے دیتی ہے قید ہستی کو  
 کچھ ہٹکا ہے میری وحشت کا  
 نزع میں کوئی کہہ رہا ہے سلیم  
 آگیا وقت تیری رحمت کا

تمام کرا من کو لے دل لوٹ جا  
 داستانِ شوق کی تہسید کیا  
 دل کو تڑپا ہے شوکتِ یہ جنال  
 ہم مسافر ہیں ہماری عید کیا  
 ( \* )

مولوی سلیم احمد بن حبیب علیکم السلام

شوخی نشاط - باعث آزار بن گیا  
 میں کوشش فراغ میں بیمار بن گیا  
 تصویر بن گیا کوئی آئینہ دیکھ کر  
 حیرت سے کوئی نقشِ دیوار بن گیا  
 نظرے لہو کے گر کے سب خار گل بنے  
 اپنے قدم سے دشت بھی گلزار بن گیا  
 اک بے خودی سی آٹھ پہرہ جھائی رہی ہے  
 لے چشم مست - مفت میں مخوار بن گیا  
 ہو عجب دم فلک و رحمت ہے یہی  
 لے شیخ اس لئے میں گنہگار بن گیا  
 لے میتس تو نے دشت نوردی میں کیا لیا  
 میں خاکِ آستانِ دربار بن گیا  
 ہر بار سہ پٹکا ہوں بالیں پر پاس میں  
 سر بانہ ناتوانی میں دیوار بن گیا  
 اب لطف ہے جب آنے لگا ہے ستمِ لطف  
 ظالم ترا کر م بھی اب آزار بن گیا  
 الّا جو رخ سے تم نے حجاب نقاب کو  
 عالم تمام مطلع انوار بن گیا



## سین بانچوں

آزیت

ارماند

ار۔ اماں نے تمہارے لئے بڑا خوب دھونڈا اس سے زیادہ ممتاز شوہر ملنا مشکل ہے

آن۔ اگر یہ انتخاب اس قدر عمدہ ہے تو تم کیوں نہیں قبول کر لیتیں؟

ار۔ اس کی نسبت مجھ سے نہیں تمہارے ساتھ ٹھہرائی گئی ہے۔

آن۔ میں خوشی سے تمہاری نذر کرتی ہوں۔ آخر تم میری بڑی بہن ہو؟

ار۔ اگر خاندان آبادی مجھے اس قدر پسند ہوئی جتنی تم کو پسند ہے تو میں تمہاری اس نذر کو قبول کرتی اور خوشی کے مارے بہو ہوں نہ سمانی۔

آن۔ میرے سر میں مصنوعی علم و فضل کا سودا تمہاری طرح ہوتا تو میں ایسے آدمی کو ضرور ایک نہایت موزوں شوہر خیال کرتی۔

ار۔ خیر۔ اس بارے میں میرا اور تمہارا مذاق جدا گانہ ہے لیکن بہن ہمارا فرض ہے کہ ماں باپ کی اطاعت کریں مگر بیٹوں پر پورا پورا اختیار ہے اور خواہ مخواہ تم ماں کی مرضی کے خلاف.....

## سین چھپٹا

کر بیال۔ ارسیت۔ کتنا ندر۔ آزیت۔ ارماند۔

کرمی۔ اُمّ بیٹی۔ مجھ کو ضرور میری رائے سے اتفاق ہونا چاہئے۔ داستانے آثار و ادب نو سو کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو اور یاد رکھو کہ یہ میری عین مرضی ہے کہ تم اپنے آپ کو آج سے انکی بیوی سمجھو۔

ار۔ بہن اس جانب تو خود تمہارا بہت ہی زبردست میلان ہے۔

آن۔ بہن ہم کو اپنے ماں باپ کا حکم ماننا چاہئے ہاں کچھ اپنی بیٹی کے بہن کیلئے پر اختیار حاصل ہے۔

ار۔ ماں کو بھی یہ حق ہے کہ تم سے فرمانبرداری کی امید کرے۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

ار۔ مطلب یہی ہے کہ آپ اور اماں جان اس معاملہ میں ہم خیال نہیں ہیں۔ انہوں نے اور ہی شوہر.....

کرمی۔ چپ رہو۔ باتونی اظہاروں کی کچھ اپنی اماں کے ۳۹ ساتھ ہی عین جی چاہے فلاسفی بگھارو میرے کاموں میں خیردار جو دخل دیا۔ اپنی اماں جان کو خیردار کر دو کہ میرا فتنہ کیا ہے اور یہ جلا دو کہ مجھے غصہ دلانا ٹھیک نہیں جاؤ تم ابھی یہ پیغام پہنچا دو۔

ارلسیت۔ کیا کہنے۔ یہائی تم تو معجب دکھائے ہو کل۔ میری خوشی کی حد نہیں۔ میری خوش نصیبی میں شک نہیں۔

کرمی۔ آؤ آزیت کا ہاتھ لو اور ہمارے آگے آگے چلو اور کرو تک پہنچا دو ہائے کیا مرے کے جاؤ پیار میں ان کی محبت کی اگر اگر می دیکھ کر میرے دل میں گرائی آتی ہے میں اپنے کو جوں پاتا ہوں اور تجھے خود اپنے عشق و محبت

کچھ دخل ہے میں کچھ نہ کچھ لکھ لیتی ہوں اور کبھی منہ بھڑک کر لکھ دیتا بھی یہ اس قدر غلطی کہ اپنی کوئی تحریر سنائے۔

## ایک چھپتا سین

ارماند - فلامنت

## سین دوسرا

کلمتا نذر - ارماند - فلامنت

ار - اگر میں آپ کی جگہ ہوتی تو میں ایک لمحہ بھی اس کی روادار نہ ہوتی کہ یہ شخص آئینہ کو سیاہ لیجائے۔ یہ سب حق میں نا انصافی ہوگی اگر یہ خیال کیا جائے کہ میں اپنے کسی مطلب سے ایسا کہہ رہی ہوں یا یہ کہ اس نے غور و فکر حرکت اور چال بازی میرے ساتھ کی ہے اس کی وجہ سے کوئی دشمنی کی آگ میرے دل میں دبی ہوئی ہے روح ایسے حملوں اور حدوں کے لئے فلاسفی کا قلعہ جو کیا کرتی ہے اور انسان اس طرح دنیا کی ایسی باتوں سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ مجھے قورہ راکہ اس کا خیال آتا ہے کہ بچے ساتھ اس طرح سلوک کرنے سے کہیں آپ کو بھی ہنڈہ آجائے اور حد سے زیادہ غصہ میں آپ کہیں اپنی بات پر بالکل اڑ نہ جائیں یہ بات تو اب اس ثوبت کو پہنچ چکی ہے کہ زبان کی لاج آج کو اسی پر مجبور کر گئی کہ آپ اس نسبت کو توڑ ڈالیں۔ یہ شخص ہی ایسا ہی واقعہ ہوا ہے کہ آپ کبھی اس سے خوش نہیں ہو سکتی بس یہ بات آپ ہی تک رہے کہ مجھے جہاں تک معلوم ہے اس شخص کے دل میں آپ کی ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔

فلا - نالین گدگدائیں کہ وہ ہے ہی کیا؟

ار - کتنی ہی آپ کی شہرت اور ناموری کی باتیں ہوتی۔

ار - ہاں ہاں اسے ذرا بھی تو نال نہیں ہوا اور الٹی اپنی سعادتمندی پر فخر کر رہی تھی راتنی بھی تو جھلٹ نہیں دی کہ دل بیجا ہے کو باکی اجازت کا احساس ہونے لگا تو میری آنکھوں کے سامنے اپنے آپ کو خوش میں دیدیا اس کی حوالت سے یہ بات ترشح ہوتی تھی کہ اب کے حکم ماننے کا تو اتنا زیادہ خیال نہیں جتنا مال کی مرضی کے خلاف کرنے میں ضرور آتا ہے۔

ہم فلا - جانی کہاں ہے۔ میں دکھا دوں گی کہ عقل کے قوانین ہم دونوں میں سے کس کی اطاعت پر مجبور کرتے ہیں آیا اس کو باپ یا ماں کس کے کہنے پر چلنا پڑتا ہے نفس یا بدن۔ روح یا مادہ کس کی آخر میں جیت رہتی ہیں۔ ار - کم سے کم اب اور آئینہ کو آپ کا اتنا احترام تو لازم تھا کہ آپ سے شورہ تو کر لیتے یہ جوان صاحب بھی عجیب دی ہیں کہ آپ انیس یا تین ماہ ہیں کہ آپ کے داماد بننے پر تیار ہوئے ہیں۔

فلا - ابھی کوئی آنکھ دل کی مراد تو آئی نہیں ہنوز دلی دوست - میں اس شخص پر کافی غور کر چکی ہوں میں اس بات سے تو خوش تھی کہ وہ تم سے محبت جلائے لیکن اس کے الطوار مجھے کبھی نہیں بھائے اس کو اتنا تو معلوم ہی تھا کہ خدا کے فضل سے مجھے تصنیف و تالیف میں

گراس اندر کے بندے نے کبھی گرجوشتی سے تعریف نہیں کی  
فلا۔ گنوار

ار۔ اور بیسویں دفعہ اتفاق ہوا کہ میں نے آپکا نازہ کلام  
اس کو سنایا اور اس نے کبھی پسند نہیں کیا۔

فلا۔ گستان

ار۔ مجھ سے ہمیشہ اسی پر محبت ہوتی تھی آپ کو یقین نہیں  
آئیگا کہ کیا کیا بیہودہ

کلتا نذر۔ اب تک چھپا ہوا میں رہا تھا، ذرا تو خدا سے  
ڈرو انسانیت بھی کوئی شے ہے یا کم از کم ایمان تو ہوتا  
سے نہ وہ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ میں نے کون سا گناہ  
کیا ہے کہ تم اپنی چرب زبانی کا سارا زور میرے خلاف  
صرف کر رہی ہو؟ تم چاہتی ہو کہ مجھے برباد کر دو اور مجھے  
ان لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور قابلِ شہر بنادو چکی  
خوشی مجھے اس وقت دے کر ہے؟ آخر کھو تو یہ حصہ کی  
آتش فشاں کیوں ابیم صاحب آپ ہی ہم دونوں میں  
منفصی کریں۔

ار۔ اگر واقعی مجھے اس قدر غصہ ہوتا جتنا تم سمجھتے ہوئے  
ہو تو میں کافی وجوہات پیش کرتی کہ میں جو کچھ کر رہی ہوں  
اس میں کہاں تک حق بجانب ہوں۔ تم اس کے ہر طرح  
مزا دار ہو۔ پہلی محبت روح پر ایسا معصوم استحقاق  
قائم کر دیتی ہے کہ لوگ دہن دولت اور جان تک سے  
دست بردار ہو جاتے ہیں اور اس محبت کو کسی اور محبوبہ  
کے موردِ توجہ پر بصیئت نہیں چڑھاتے۔ دنیا میں اس سے زیادہ  
چیز ہے نہیں کہ آدمی اپنے محبت کے قول و قرار اور فرائض

سے پرہیز کرے۔ ایسا بیوقوفانہ حسنِ اخلاق پر ایک بدنام  
مستاپہ۔

کل۔ حوزہ تمہارے غرور نے مجھے جو ایک بات پر مجبور کیا  
تو کیا اسکو طوطہ چسپی کہنا بجا ہے؟ میں تو وہی بات کر رہا  
ہوں جو تمہارے غرور کا فرمان تھا۔

اور اب اگر اس سے تم ناراض ہو تو یہ سارا تمہارا  
غرور کا قصور ہے۔ تمہاری اہلِ بانیوں نے پہلے پہل  
میرے دل پر قبضہ کیا۔ دو سال تک میری محبت کے  
شعلے تمہارے لئے بھڑکتے رہے خدمت گزاری کا بلاغ  
حاضر باشی کا احترام اور کوئی بات ایسی نہ تھی جو تمہاری  
محبت کے نذر نہ کی گئی ہو۔ لیکن یہ عشق یہ حاضر باشی نہ  
تمہاری نظروں کیچہ مال نہ تھیں۔ تم ہمیشہ میری محبت کے ام  
خلاف باتیں کرتی رہیں۔ جس دل کو تم نے ناگ بہوں  
چڑھا کر رد کر دیا وہ میں نے دوسرے کے سامنے پیش  
کیا۔ اب میڈم غم نہ کیجئے کہ کیا اس میں عقور میرا ہے۔؟  
میرے دل نے اپنا آپ رنگ بدلایا یہ کہنے اسے چہ کہے  
لگا لگا کر اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اور صورت اختیار کرے  
؟ کوئی انصاف سے دیکھے تو کہہ اٹھیں گے کہ اپنی  
بارگاہ جن سے نہیں گیا بلکہ تم نے مجھے دیکھ دے دے کر  
کہلا۔

ار۔ موسو تمہاری محبت کے خلاف میں نے کیا باتیں کہیں  
تمہارا اشارہ اس جانب ہے کہ میں عشق کر اس کے  
ریک ایک عناصر سے پاک کرنا چاہتی تھی۔ امد میرا فضا تھا  
محبت چھن چھن کر ایسی فالص ہو جائے کہ اس کا

اصلی اور کامل جن بچنے لگے؟ کیا تم سے اتنا نہیں ہو سکتا تھا کہ اپنے محبت کے جذبات کو حواسوں کے پھیلنے اور لین کی باتوں سے سلجھا سلجھایا اور صاف ستھرا کر دیا؟ کیا تم اس نفس دلوں کے اتحاد کی عجیب لغزری کو نہیں محسوس کر سکتے تھے جس میں جسم کو دخل نہیں؟ کیا تم نرمی و اس والی لذتوں اور اس کے مادی تعلقات کے طمع و ان کی محبت و تصور کر سکتے تھے؟ جو آگ میں نے تمہارے دل میں لگائی تھی اس کے بجائے کیلئے کیا بیاہ ان تمام چیزوں کے ساتھ جو اس کے لوازمات ہیں ضروری ہی تھا۔ انوس محبت کا کس قدر عجیب تصور ہے اعلیٰ اور ارفع ہستیاں ان زمینی شعلوں کی آغ سے بہت دور ہوتی ہیں ان کے عشق و عاشقی میں حواسوں کو بار نہیں ملتا ان کا میل ملاپ بعض روحانی ہوتا ہے اور سب باتیں اس درگاہ سے مردود قرار دلائی جاتی ہیں آسمانی انوار کی طرح عشق کی آگ ایک خالص اور ستھری چیز ہے اس کا خیال وہی کرتے ہیں جنکی آہیں نیکی اور اور پاک چٹائی میں ڈوبی ہوئی ہوں گندی خواہشات کا کوئی لگاؤ نہ ہو اس کا مقصد ایسا چھوٹا ہے جس میں نام کو کہوٹ یا کوٹا ملا نہ ہو۔ ایسا عشق محض عشق کی خاطر ہوتا ہے اور کسی مطلب سے اسے سروکار نہیں ہوتا اس کی دعا دانی کیفیتیں روح کے لئے ہوتی ہیں اس کو جسم جیسی شے کے وجود کی خبر ہی نہیں ہوتی۔

کل۔ ہم صاحب مجھے معاف فرمائے کہ میں بدتمیزی سے اس بات کا ادراک رکھتا ہوں کہ روح کے ساتھ میرا

جسم ہی ہے۔ مجھے اس کا احساس ہے کہ یہ جسم روح سے اس قدر وابستہ ہے کہ دونوں کو جدا جدا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا ہے وہ تلفانہ کمال جس سے ان کو جدا کیا جاتا ہے۔ مجھ کو حاصل نہیں۔ خدائے تعالیٰ نے مجھے اس قسم کی فحاشی سے محروم رکھا ہے اور میری روح اور میرا جسم ہر کام میں ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں جیسا ابھی تم نے کہا ان چھٹی چھٹائی ستھری خواہشات سے جو صرف ایسی جگہ ہو سکتی ہیں جہاں روح ہی روح کا راج ہو جہاں اس طرح دل لے ہوں ایسی خالص محبت چھائی ہو کہ حواسوں کے دین لین کا خیال تک باقی نہ رہے ان خواہشات سے حسین تر کوئی شے نہیں ہو سکتی لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ ایسی عشق و عاشقی میرے بس کی چیز نہیں میری روح حواسوں کے رنگ سے اتنی نہیں بھگی کہ میں اس رات پر ڈرگاز جاؤں۔ میں ذرا جیسا کہ آپ نے اشارہ فرمایا ہے رنگ مزاج ہوں میری سرشت مادیت لئے ہوئے ہے میں کسی کو چاہتا ہوں تو اپنی پوری سرشت سمیت۔ روح اور جسم دونوں اس میں شامل ہوتے ہیں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ کسی سے محبت کے معنی ہیں کہ میری خواہشات اس کی کل ہستی۔ روح اور جسم دونوں کو اپنا بنانا چاہتی ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ ایسے گناہ یا جرم سمجھا جائے تمہارے خیالات بہت ہی اعلیٰ ہیں میں اسے تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ ضرور ہے کہ میرا طریقہ وہی ہے۔ (باقی آئندہ)



نماؤں کے

۵، ۳، ۳

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔











